

مجموعہ
رسالہ چاند پوری
جلد دوم

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسین چاند پوری
ناظم قیامت و شبہ و کینا دار العلوم دیوبند
خلیفہ نماز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوت الہدایت و جماعت

مجموعہ

رسائل چاند پوری

جلد دوم

رئیس الناظرین حضرت مولانا سید تفسی حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات شعبہ تبیین دارالعلوم دیوبند
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن دعوت اہلسنت و جماعت

فہرست

۴	حلی مرتبہ
۹	دریچہ
۱۵	سین مسئلہ سلاستہ
۱۶	ترجمہ دروس تفسیری
۲۳۶	انتساب السالی ترجمہ قرآن و تفسیر
۲۲۳	اصول دین علی المظاہر
۲۶۹	جہاد و تحریک اسلامیہ
۲۶۳	مختار احادیث علی کتب قرآنی
۲۶۳	تفسیر منتخب علی کتب کتب
۵۶	در تفسیر علی کتب تفسیر
۵۳۱	مشکوٰۃ المصابیح
۵۴۱	کتاب التفسیر علی کتب قرآنی
۵۴۱	تفسیر نورانی تفسیر علی کتب قرآنی
۶۱۵	تفسیر علی کتب قرآنی
۶۳۳	تفسیر قرآنی علی کتب قرآنی
۶۶۱	ضمیمہ
۶۶۳	کتاب التفسیر علی کتب قرآنی
۶۶۱	در تفسیر کتب قرآنی
۶۶۵	تفسیر قرآنی
۶۶۳	تفسیر قرآنی

عرض مرثب

آج سے تقریباً ساٹھ سال پیشتر حضرت مولانا سید محمد رفیع خاں صاحب
 چاند پوری قدس سرہ تعالیٰ کے آٹھ سال کا بچہ مرثب کر کے "مجموعہ مسائل چاند پوری جلد اول" کے
 نام سے "انجمن اہل اسلامین" کی طرف سے شائع کیا تھا۔ اور ساتھ ہی مزید مسائل کی فراہمی
 کے سلسلے میں تعداد کی پہلی بھی کی گئی تھی۔ پہلی کا کوئی خاص عنوان تحریر نہ ہوا۔ اس سے مزید مسائل
 کی فراہمی میں ذاتی ٹک و دو اور پہلی ہی تلاش و جستجو پر انحصار کرنا پڑا۔ اور اپنی مصروفیت کا
 یہ عالم کہ دو دراز کے سفر کر کے مختلف لائبریریوں اور دارالعلوموں کا تفصیلی مطالعہ کرنے اور
 کتابوں کا تلاش کر کے ملنے کے بعد وقت مکان ایک انتہائی دشوار اور وقت طلب کام میں مشغول رہا
 کے علاوہ کچھ مجموعہ ہاں اشاعت کے سلسلے میں بھی پیش آتی ہیں جن کے باعث اس دوسری جلد کے
 منظر عام پر لانے کا کام مزید تاخیر و قویٰ کا شکار ہوتا رہا۔ دوسری جلد کے جلد پیش کر کے میری سب
 دلی کابیہ میں حضرت کی خدمت میں عرض "استاذ" پیش کیا جا رہا ہے جنہوں نے بدعا غلط
 کھڑ کر جلد دوم کی اشاعت کے سلسلے میں ہر چھپنے کی اور اس پر عمل کرنا میں انتظام کی تکلیف برداشت
 کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَخْتَارُ كَرَامَ النَّاسِ مَقْبُولٌ

اس جلد میں ششدرہ مسائل شامل ہیں۔ آخری جلد سلسلے اگرچہ حضرت مولانا سید محمد رفیع خاں صاحب
 صاحب چاند پوری جلد پوری جلد کی ذاتی تصنیف نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ کاغذ میں ہی کی ذات
 سے تعلق رکھتے ہیں کو بطور ضمیر اس جلد میں شامل کرنا چاہیے۔ دو سالے "کوکب ہمایون"
 و "نیلۃ الخ" میں حضرت مولانا چاند پوری کے مناظر کی دو دواہیوں کی گئی ہے۔ اور ایک
 سالہ "برہنہ کا ناظر دوست" حضرت مولانا کے ایک سالہ لاہور ابواب ہے۔ اور ایک
 سالہ "طلس الخطاب" کا ذکر خود موصوف نے اپنے بعض مسائل میں کیا ہے۔

دیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی کی ایک مشہور ضرب المثلی ہے "بَحْتَلِي فَيَرْحُوْنِ مُوسَى" ہر فرعون کے لئے دینی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ جہاں کہیں کوئی باطل پرست اور فتنہ پرور شخص نمودار ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا شخص پیدا فرمادیتے ہیں جو اس سے ٹکر لے کر اس کے انجام تک پہنچا رہتا ہے۔

مست ہے یہ ضربِ ثعلبی تھے مگر شاہد کی لوت نہیں آئی تھی کچھ عرصہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرق باطلہ اور حق کے درمیں گھسی جانے والی کتب کے مطالعہ کا موقع عطا فرمایا، مطالعہ کتب سے یہ بات سامنے آئی کہ اس دور پر فتنے کے عالمگیر فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ "فتنہ غوغا غایت" ہے۔ کیونکہ گزشتہ دینی فتنوں میں سے کسی سے اسلام کا ایسا ہرگز نقصان نہیں پہنچا جیسا "فتنہ غوغا غایت" سے پہنچا ہے۔ اس فتنہ نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل اسلام کا دین و ایمان برباد کیا، عشق کے پردہ میں فسق و فجور کا بازار گرم کیا، کافروں کو مسلمان بنانے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنایا۔

منہ جہر بلا ضربِ ثعلبی کے مطابق، جس قدر یہ مہیب اور خوفناک فتنہ تھا ویسے ہی بہت اور رعب و دہر ہے۔ ولے مرد مجاہد کو اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لئے پیدا فرمادیا۔ یہ ہیں ابنِ شہر خدا علی مرتضیٰؑ، حضرت مولانا سید محمد رفیعؒ جن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر متعدد عربوں کے علاوہ آپ میں ایسی مناظر و صلاحیت بھی دلوئیں فرمائی تھیں جن کی بغیر ستم و استیلا ہے۔ آپ نے ہی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر جدید فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ خواہ آیہ و حریم کا ہو، یا دھرمیت کا، یا غیرت کا ہو

یا مزینت کا ، انکار حدیث کا جو یا غیر منقذیت کا ۔ واقفیت کا جو یا رضا غایت کا
کوئی بھی آپ کے سامنے دھمکے گا ۔ مؤخر الذکر فرقہ کے بانی احمد رضا خان بریلوی کے گھر جا کر بھی
دعوت مبارک دے دی مگر گیدڑ جیسا کہ دینے والوں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی ۔

آہ ! کہ اب حضرت مولانا چاندپوریؒ ہم میں موجود نہیں ہیں ۔ اگر آپ حیات ہوتے
تو آج ہی اٹھتے ہوئے طوفانوں کا رخ موڑنے اور دینی فتنوں کے سیلِ رواں کو بند باندھنے
کے لئے فتنہ افروزہ مرد مجاہد حق تما کافی ہوتے ۔ لیکن اب جب کہ اس درد کا دوراں گرنے والے
ہیں شریعتِ ہمارے اندر موجود نہیں ہیں تو اسے استعارہ کی ہی ایسی صورت باقی رہ جاتی ہے
کہ ہم ان کی قیمتی تصانیف کا مطالعہ کریں اور ان کی روشنی میں ہی تمام فتنوں کا مقابلہ فرما دیں ۔
ہی تصانیف کے مطالعہ سے جہاں ہمیں قیمتی اور بیش بہا معلومات فراہم ہوں گی وہاں ہمیں
ہی شریعت کی عظیم شخصیت کو دیکھنے کا موقع بھی میسر آئے گا ۔

وہ سخن محکم چوں ہوئے گل در برگ گل

ہر کر وین سیل دارد و سخن ہمیں دمرا

اس بے حد و است اس امر کی ہے کہ آپ کے ان علی جو اہر پادوں کو جو عرصہ دراز سے مفقود
ذاتیاب تھے منظر عام پر لایا جائے اور ان سے عالم کو یکشناس کرایا جائے ۔ یہ سعادت اُن لوگوں
نے انجمن ارشادِ اہلین اور اس کے کارپردازوں کو مرحمت فرمائی جنہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا
اور آج سے تقریباً چھ سال پیش تلاشِ بسیار کے بعد " مسائل چاندپوری جلد اول " کے نام
سے حضرت مہذّب کے ۹ مسائل کا ایک مجموعہ تیار کر کے علماء و عوام کے سامنے پیش کر دیا ۔ اس جلد
میں " مسائل چاندپوری جلد دوم " کی اشاعت کا اشتہار بھی دیا گیا تھا اور اس ضمن میں
مسائل چاندپوری جلد دوم کی تیاری کے لئے قارئین سے دلتے دلتے قدمے دلتے قنادان کی اپیل
بھی کی گئی تھی مگر اپیل کا کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا ۔ جس کی وجہ سے کارپردازان انجمن کو جس
ذمہ داریوں کا سامنا کرنا پڑا وہ بیان سے باہر ہیں ۔ یہ مسائل کی تلاش و جستجو میں صرف احمدیوں

کھ دو دراز علاقوں کے سفر کئے گئے بلکہ دیوبند، دلی، اور ٹھٹھوڑا ایلیام ملک کا سفر بھی کر پڑا
اسباب کی سرسری اور دیگر متعدد رکاوٹوں کے باعث جلد دوم کی جمع و ترتیب کا کام تاخیر و
تعمیل کا شکار ہوتا رہا۔ بہر حال سچی پیغم اور تلاشیں بسیار کے بعد جو رسائل دستیاب ہوئے انہیں
”جموہ رسائل چاند پوری“ کی جلد دوم کی حیثیت سے آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔
اب آپ اس جلد میں شامل رسائل کا مختصر تعارف بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

سبیل السداد فی مسئلہ الاستمداد

حیرت سے ا فوق الاسباب مدد چاہنا قطعاً ناجائز
و عوام بلکہ شرک ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے اہل بدعت نے اس اجتماعی اور متفق علیہ مسئلہ کو بھی
تعمیل مشق بنا رکھا ہے۔ اور متعدد رسائل اس کے جائز ہونے کو ثابت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔
حضرت مولانا سید محمد رفیع حسینی چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی عورت کو ثابت کرنے کے لئے
یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے اور حق یہ ہے کہ اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس رسالہ کی خوبیوں کا
ادراک تو اہل علم کو مطالعہ کے بعد ہی ہوگا۔ مختصراً یہ کہ اہل بدعت کے تمام اہم مسئلہ و مسائل کا
جواب بھی اس میں آگیا ہے۔ نیز ایسے موقف کا اثبات بھی ان بدگمان دین کے کام سے کیا ہے
جنہیں اہل بدعت اس مسئلہ میں اپنا ہمنوا قرار دیتے ہیں۔

توضیح المراد من تحبیط فی مسئلہ الاستمداد

اہل بدعت کے ایک عالم مولوی بیاض علی
خان صاحب نے حضرت مولانا سید محمد رفیع حسینی صاحب چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مسئلہ
”سبیل السداد“ کا جواب لکھا۔ مولانا رفیع حسینی شاہ صاحب نے اپنے رسالہ میں ”استمداد بالخیر“
کی پید صورتیں قرار دینے کو فرمایا تھا کہ پہلی صورت با اتفاق ناجائز و عوام ہے۔ دوسری تفسیری
با اتفاق جائز ہیں۔ اور چوتھی صورت میں اختلاف ہے۔ اہل بدعت جائز قرار دیتے ہیں اور اہل سنت
کے نزدیک یہ صورت حرام بلکہ شرک ہے۔ مولوی بیاض علی خان صاحب نے اپنے جوابی رسالہ

میں یہ تسلیم کر لیا کہ جو عقلی صورت، ہمارے نزدیک بھی شرک ہے۔ حضرت مولانا چاند پوری ؒ نے جواب
 انجواب کے طور پر یہ جواب " توضیح فرماؤ " کا لیت فرمایا۔ اور علماء اہل بدعت کی متعدد عبارت
 سے ثابت کیا کہ وہ جو عقلی صورت کے حوا کے قائل ہیں، اور مولوی بیاض علی خان صاحب نے
 اس کو کفر و شرک قرار دے کر اپنے اہل بدعت برادران پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ نیز مولانا نے
 ثابت فرمایا ہے کہ " تقویۃ الایمان " میں جس " مستند و بالغیر " کو ناجائز و شرک کہا گیا
 ہے وہ اسکی جو عقلی ہی صورت ہے جسکے شرک ہونے کو بدعویٰ بیاض علی خان صاحب نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔

استحاب المدار فی توضیح اقوال الانبیاء

احمد رضا خان صاحب نے قلب اور شہاد

حضرت مولانا شہید احمد صاحب گنگوہی، محبت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ہائی
 دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا غلیل احمد صاحب سہارنپوری اور حکیم الامت حضرت مولانا
 اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہم کی جن تحریرات پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، اس بار
 میں ان کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور تسمائی، سبیدگ اور منافات سے ثابت کیا گیا ہے کہ تمام
 عبارت اپنے منہموم میں بالکل واضح اور بے غبار ہیں اور کسی بھی پہلو سے شک کا خیمہ کیلئے کھینچ کر نہیں
 چلا سکتے۔

اعلان لدفع البغی والظنیان

حضرت مولانا سید محمد رفیع تھانی جن شاہ صاحب رحمۃ اللہ

نے احمد رضا خان صاحب سے بار بار یہ مطالبہ کیا کہ وہ رسائل جن کو آپ لاجواب سمجھتے ہیں ہمیں
 ارسال کریں تاکہ ہم ان کو جواب دیں۔ مگر احمد رضا خان صاحب نے بار بار اسے تقاضے کے باوجود اپنے
 رسائل حضرت مولانا چاند پوری صرحیہ کو ارسال نہ کئے۔ اس لئے حضرت مولانا نے یہ " اعلان "
 شائع فرمایا کہ بار بار اپنے رسائل میں یہ آئندہ اس قسم کی بات نہ لکھنا کہ ہمارا اعلان رسالہ لاجواب
 رہا۔ اگر لاجواب رسائل دیکھنے کا شوق ہو تو " رد المحتار " امدی الشرح واسمعین " وغیرہ کو دیکھو
 یہ " اعلان " " استحاب المدار " کے بعض ایڈیشنوں کے ساتھ مل کر ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُ مَنْ خَلِيفَةُ المِيعَادِ

اشفاقانی امور پر احمد رضا خان صاحب کے ساتھ بلا تامل

گھنگھو کرنے سے متعلق فریقین کے نمائندوں کے درمیان ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء سے
دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ایک معاہدہ طے پایا تھا جس پر پڑے پڑے
لوگوں نے بطور گواہ و حفظ ثبت کئے تھے۔ مگر احمد رضا خان صاحب نے معاہدہ کی خلاف ورزی
کرتے ہوئے آٹے سے لے کر بات کرنے سے فرار اختیار کر لیا۔ دستار باند میں اس معاہدہ کی مکمل رد واد اہ
احمد رضا خان صاحب کے ذرا کا تفصیلی بیان درج ہے۔

الطَّائِفَةُ الْكُبْرَى عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰی

اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ احمد رضا خان
صاحب کو یہ اسٹنڈرڈ کی رحمت دی گئی تھی وہ بالکل اس پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ ہمیشہ غلامی و ذریعہ
کے دامن مافیت میں جا کر پناہ حاصل کی۔

اَطْلِقِ الْاَزْبَ عَلِی الْاَسْوَدِ الْكَاْذِبِ

اس رسالہ میں اہل حق کی اس فتح کا ذکر ہے جو
اہل حق کو "بریلی" میں ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ / نومبر ۱۹۱۰ء کو احمد رضا خان صاحب
اور ان کے اتباع کے مقابلہ میں حاصل ہوئی۔ اور خان صاحب نے علما "رد الشک فیہ"
اور "انصاف البری" وغیرہ کتابوں کا جواب دینا تسلیم کر لیا۔

رَدُّ الْاِخْتِلَافِ عَلِی الْعَمَّاكُشِ الشَّنِظِرِ

اس رسالہ میں احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ
"مسلم احمدی" اور ان ہی کے سلمات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جیسے خان صاحب نے اپنے تمام
مخالفین کی تکفیر کی ہے اسی طرح انہوں نے اپنی اور اپنے تمام مقتدیہ کی بھی یہی تکفیر کر دی
ہے کہ اگر کوئی شخص احمد رضا خان صاحب کو ملحد کہے یا ان کے کلمہ میں شک و تردید یا توقف کرے

تو وہ بھی غلام صاحب برطوی کے فتویٰ کی روش سے کافر و مرتد قرار پائے گا۔

مشکوٰۃ الحکامہ

اس رسالہ میں احمد رضا غازیوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ احمد رضا غلام صاحب کا اسلام پر قائم ثابت کریں۔ اور ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اس مقبول مطالبہ کو پورا کرنے کی بجائے احمد رضا غازی حضرت اس کو سنتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ جب وہ دوسروں سے اپنا اسلام ثابت کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو اگر کوئی دوسرا بھی مطالبہ اس سے کرتا ہے تو انہیں آگ بگڑا ہونے کی بجائے اپنا اسلام ثابت کرنا چاہتے۔ جبکہ علیٰ اہلسنت و اجماعت و یوہند نے تقریراً تحریراً ہر طرح اپنا اسلام ثابت کر دیا ہے اور ان کے اعتراضات کے ذمہ انہیں جوابات بھی دے دیئے ہیں۔ مستشرق کے لئے بارہا احمد رضا غلام صاحب کو دعوت دی لیکن وہ ہر بار فوراٰ اختیار کر جاتے ہیں۔ نیز اس رسالہ میں احمد رضا غلام صاحب کے ہمیں "ایسے کفریہ عقائد بیان کئے گئے ہیں جو دنیا میں کسی کافر اہل کے بھی نہیں ہوں گے۔"

تار الغضائی جوارح الرضا

یہ رسالہ احمد رضا غلام صاحب کے رسالہ "ایکاشہ" کا جواب ہے۔

قطع التوہین ممن تقول علی الصائکین

احمد رضا غلام صاحب نے "حسام احمد مین" میں اکابر علماء اہلسنت و یوہند کی تحفیز، اس عبادت کی بنیاد پر کی تھی، ان عبادت کی ترویج حضرت مولانا سید محمد رفیع حسن شاہ صاحب نے اس رسالہ میں کر دی ہے۔ جس سے غلام صاحب برطوی کے تمام اعتراضات کی جرأت گئی۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ ان مضامین کفریہ کی، ان کی طرف نسبت تلقین غلط اور سبب بنیاد ہے۔ اور علماء اہلسنت و یوہند ان حقائق کفریہ سے بالکل بڑی اور پاک ہیں۔

برٹوی کا نادان دوست

حضرت مولانا سید محمد رفیع حسینی شاہ صاحب چاند پوری
چراغ شاہ نے ایک رسالہ "چمپ شاہ برٹوی گرفتار" کے نام سے لکھا تھا جس میں انہوں نے تحریر
فرمایا تھا کہ ہم احمد رضا خان صاحب کا کلمہ "شتر شتر ہر جگہ شتر لکھ" بلکہ غیر مناسب و جہرے
ابنی کے قصے سے ثابت کر سکتے ہیں اس رسالہ کا جواب ایک احمد خان مولوی نے "اجواب الحقین" کے نام سے
لکھا یہ رسالہ "برٹوی کا نادان دوست" "اجواب الحقین" ہی کا جواب ہے۔

غلبہ حق

احمد رضا خان صاحب کا ایک مریہ "غلبہ حقین الدین مہر کنی" برٹوی
میں "مہر کنی" کے کام کی غرض سے وارد ہوا، لیکن اس نے نظیر حق پر لوگوں کو احمد جہت کی طرف
مائل کرنا اور ملحق حق کے خلاف نہر گھونٹنا شروع کر دیا جس کے باعث فوجت مناظرہ و مجاہدہ ملک
پہنچی۔ اسی دوران "غلبہ حقین الدین مہر کنی" اور اہل حق کے دھیان یہ مناجات طے پایا کہ
غلبہ صاحب احمد رضا خان صاحب یا ان کے کسی ایسے معتد علیہ عالم کو بائیں جہت کی وجہ سے
احمد رضا خان صاحب کی وجہ سے ہر اور اہل حق جو بندہ سے کسی عالم کو بائیں اور اہل حقین کے
درمیان مناظرہ سے معاملہ طے ہو جائے۔ اہل حق نے ذرا اعلیٰ دیوبند خط لکھی تو حضرت مولانا سید
محمد رفیع حسینی شاہ صاحب چاند پوری چراغ شاہ کا خط آمد گئی مناظرہ کا اگلیا۔ لیکن احمد صاحب
کے مریہ خاص احمد رضا خان صاحب یا ان کے کسی معتد علیہ عالم کو مناظرہ پر آمادہ نہ کر سکے جس
کے باعث ان کو "بڑی بارغ" سے بھاگ جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔
اس رسالہ میں اس واقعہ کو بڑی تفصیل اور بڑے دلی چمپ انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

فصل الخطاب

احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع نے مکہ مکرمہ سے اپنے
کسی آدمی سے طلبا باطلت دیوبند کے خلاف ایک خط منگو کر شائع کیا تھا۔ یہ رسالہ

اسی وقت میں ملک کا براہ ہے۔

نور محمد

نجم و ستارہ ملک ۱۴۰۵ھ ۵ ۲۲ مئی ۱۹۸۵ء

سَبِّحْكَ لَسْبَدًا

مَسْلَمًا لَسْبَدًا

تأليف

دیس الناظرین حضرت مولانا محمد تقی حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
علیہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن دعوت اہلسنت وجماعت

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُفَرِّقُوا بَيْنَهُمَا فَمَنْ يَفْرِقْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ



مسئلہ استمداد فی مسئلہ الاستمداد ایک مسئلہ سے متعلقہ ہے اور وہاں میں سے
متعدد مسائل تحریر کیے گئے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے
قرائن سے کچھ مسائل میں جناب مولوی طہر امت اللہ خان صاحب
بریلوی نے بھی "کرات اداہل فی الاستمداد من اولیاء اللہ" تحریر فرمادے اور
مولوی ریاست علی خان صاحب شاد جہانپوری نے بھی "فصل الخطاب" میں
اس کو ملاحظہ فرمادے۔

الحمد للہ رب العالمین

سبیل الاستمداد فی مسئلہ الاستمداد

جیسا عجیب غریب مسئلہ استمداد

ہو جائے کہ تمام مسائل کا جو اس مسئلہ میں لکھے گئے ہیں کافی دشمنی جواب ہونے
کے علاوہ بڑی محنتی رہے کہ انہیں اکابر کے کلام سے جواب دیا گیا ہے جو مستحق
واستمداد ہونے کے قابل تھے اور گزشتہ میں انہیں کے کلام سے استفادہ
فرماتے تھے لہذا اس مسئلہ کو فریقین کا متفق طبع کیا جائے تو صحیح ہے۔ فریقین اس
کتب کو نہایت دلچسپی سے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ہے کہ کتب میں حق کی توفیق
خدا چاہے عز و جہ ہی ہو جائے گی۔

کہ پرکار ہر مذہب کی ہے اگر اسی سبب کہ مطلق باغات جہان سے کفر
 ہے اور اگر اسی ہر مذہب میں اس ذات مطلق سے طلب کے تو میں ایمان اور اگر مطلق
 مشنور سے طلب استغناء تو شرک اور نیز اپنے اس عقیدہ پر نیک مبادات کی تو
 دوزخ و شائستگی و عذاب میں و مفسرین پیش کرتا ہے۔ جن مبادات سے مصرح نیک کا عقیدہ
 ثابت ہوتا ہے اور نیک کہتا ہے اگر اس استدلال کو شرک و کفر کہا جائے گا تو استدلال
 اللہ جل جلالہ اولیاء اللہ و صوفیائے کرام کو شرک کہنا پڑے گا۔ جن کی تکلیف سے اس
 کہنے والے اللہ اس کے ہم عقیدوں پر کفر مانا ہو گا۔ نیک کہتا ہے میں سب کو کفر
 سے بچانا چاہوں اس تکلیف کا اثر بندہ اور پیغمبر کا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ
 عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و قاضی شمس الدین و مجدد الف ثانی و
 شیخ محمد زکریا و مولوی محمد اسماعیل و غیر ہم کو شرک کہنا ہو گا اور جس بزرگ استقامت باخیر
 کی مخالفت ہے وہی استغناء ہے جس کی قرینہ میں تقویٰ ہو گئی اور وہ احوال ملے
 کہ کثیر کلمات و امور سے سمجھو پیش کرتا ہے مگر غرض کہ لفظ کا انتظام معلوم ہے تو وہی
 اس پر بھی تکلیف اپنے پر لیتا کیسی ہے مطلق ہے اور اس کے جواب میں کہتا ہے کہ قول
 خود مطلق باطل ہے اور استدلال اولیاء اللہ سے مطلق ناجائز ہے جو اس کا قائل وہ شرک
 اور کفر ہے اور خود جو کلمات و امور سے وہ بار بار عیدہ و منام وارد ہیں اور بت پرستوں
 کے دماغ میں تازی ہوئی ہیں ان کو اس عقیدہ والوں پر ایمان ہے اب علامے اہل انصاف
 سے جو حق پسند ہیں اور ظاہر و باطن کے جامع ہیں اسی عہد استغناء ہے کہ قول نیک صریحاً
 مرد مفسد جواب دہانہ فرمایا میں و اہل بزرگم اللہ فیہ العزیز

یافتاح

شمیر الفیل الشخمیر الشجر بنف

البواب من الوصول الى الصواب

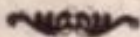
انما الحكم الا لله امر ان لا تعبدوا الا اياه ان كل من في السموات
والارض الا اياه المرحوم عبد القدر احضهم وخدمهم اذ علمهم اني يوم
القيامة اريد اياه من يذبح مذكوت كلشي وهو يذبح ولا يجاز عليه لهم
لا ما لم لما احدثت ولا معطي لما منعت ولا اريد لما اخطيت ولا ينفعني احد
ملك الجود ينقذ اليك الوسيطة قليل القضيصة والدرجعة الرقيقة يا قوي
القدريعة جود النبوة وشمس الرسالة سيدنا وعلينا عبد سيد الاولين
والاخرين عليه وعلى اله واصحابه واتباعه وجميع الانبياء والاوصياء الى
يوم الدين من الصلوة الكملها وادفيتها اغضاهها والتسليمات احصها
كما تحب وترضى ويحب ويرضى ويحب وترضى لا احصى اناء عليك

انت كما انتهت على نفسك

نابذ كواس رساوسيل السدا في مسند الاستدراك كركم على كرامت الله تعالى
ما سب وجرى مستحق في نفسه رساوسيل كرامات الله في الاستدراك من اوليا الله تعالى
ليكن هو كركم على احمد قال ان ما سب يرعى في كل وقت رساوسيل كرامات الله تعالى

استعداد و آثار انوار منیم صلوة الاسرار و انوار الانسباء فی علم ہدایہ یا رسول اللہ
والہدایہ فی الغیض الاولیاء بعد الوصال والآن والاعلیٰ للاحق المصطفیٰ بدافع البلاء و سلطنة
المصطفیٰ فی ملکوت کل الودعۃ نے اور مولوی ریاست علی خان صاحب شازہا چوہدری
دعوت رسالہ فصل الخطاب فی مقبلی عبدالباب نے بھی رسالہ مذکورہ میں استقلال و
استطراذ مسئلہ مذکورہ کا مجاز اور بعض نے جواز سے فرج کر اسے تداوم غیر متناہی
کا عقائد اہل سنت والجماعت سے ہونا بھی ثابت کیا ہے گو بعض رسائل کی زیارت
ہم کو نصیب نہیں ہوئی مگر چونکہ مضامین سب کے مشترک بلکہ تقریباً متحدہ ہیں اس وجہ
سے یہ تحریر ان سب رسائل کی انشاء اللہ تعالیٰ جواب شافی ہے لہذا خوانین شلاشہ کی
خدمت عالیہ میں بالخصوص بحال ادب عرض ہے کہ اس رسالہ کو بغور و نظر فرمائیں اور
سب و شتم سے معاف رکھ کر مہذب جواب عنایت فرمائیں تب انشاء اللہ تعالیٰ
ناظرین کو لطف آئے گا اور حق و عز و روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔ ورنہ جواب
ذو بیسے کی صورت میں یہ امید ہوگی کہ خوانین شلاشہ نے بھی اس ہماری عرض کو قبول
فرمایا۔

اور عبدالباب اس مضمون سے بالعموم عرض ہے کہ اس مختصر تحریر کو نظر انصاف سے
فرمائیں، واللہ تعالیٰ ہو الموفق للصواب و ہو المستعان فی کل باب والیہ المرجع
والیہ الناب۔



اولیائے کرام کی محبت اور انکے اقوال و افعال کی اتباع کا طریقہ

اولیائے کرام و مہنویائے عظام کو مشرک و کافر کہنا معاذ اللہ تعالیٰ بدیہوں کو
گمراہوں کا کام ہے، جس تعدی بھی ہوا یا نہ کر ام گذرے ہیں وہ سب چارے مقتدا و
ایشوا ہیں ان کی محبت و زبردیہ ثبات ہے۔ جس شخص کی ولایت ثابت ہے اس کا قول
و فعل اور عقیدہ خلاف شرع نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی فعل یا قول مقتضائے بشریت خلاف
ہو بھی ہوا ہے تو اس سے قرآن و حضرات بعد علم کے توبہ کرتے ہیں اور عقیدہ کا خلاف
اسلام ہونا یہ تو اولیاء اللہ تعالیٰ سے محال ہے۔ جو مسلمان ہی نہیں وہ ولی کیسے ہو سکتا
ہے۔ تو آپ و و ام کی حقیقی لازم ہے ایک توبہ کہ فلاں شخص واقعی ولی ہے یا نہیں و سزا
یہ تو ولی یا فعل واقعی اس ولی سے صادر ہو چکا ہے یا نہیں اگر کسی مسلم و کافر ایسا قول
منسوب کیا جاوے جو خلاف شرع ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس قول کی نفی کریں اور
اگر وہ فعل یا قول متبرذریہ سے ثابت ہو جائے تو اس کی کوئی تائید ایسی کنی چاہیے
جو ان کی شان کے مناسب ہو اور شرع شریف کے خلاف نہ ہو یہی وجہ ہے کہ
بعض حضرات سے جو کلمات شیطانیہ صادر ہوئے ہیں علماء نے ان کی بھی تائید فرمائی
اور صحیح اور موافق شرع کے معنی بیان کیے اور یہی فرمایا کہ کلام کا کلمہ کفر ہونا اور بات
ہے اور قائل پر کلمہ کفر باری کرنا امر آخر ہے۔

اکابر کے بعض اقوال جو بظاہر خلاف ہیں مگر تاویل ضرور ہے

مگر یہ ہرگز ہمارے نہیں کہ اگر کسی بزرگ اور ولی کی طرف کوئی فعل یا قول خلاف شرع منسوب ہو تو نہ ولی کی ولایت کی تحقیق کی جائے نہ صحت روایت کی تفتیش نہ اس کے معنی صحیح پیدا کیے جائیں جو شریعت کے موافق ہوں بلکہ اُس امر خلاف شرع ہی کو موافق شرع کے بنانے کی کوشش کی جائے اور عام اہل اسلام کو اُس کی اہارت دی جائے۔

بعد ثبوت ولایت ولی و صحت روایت اولیاء کے دامن تقدس کو خلاف شرع سے بچانا ضروری ہے جو تاویل حق سے بطریق احسن حاصل ہے پھر شریعت کے حکم مستحکم کے بدلنے کی فکر کیوں کی جائے۔

اگر کوئی شخص ایک تولہ سنکھیا کھا کر ذمہ سے تو یہ کتنا چاہیئے کہ اس کے پاس مزدور کوئی تریاق موجود ہے یا تھوڑی دیر میں ملک مدم کو سفر کرنے والا ہے نہ کہ سنکھینے کو زہریلا کھا جائے اور سب کو ایک ایک تولہ سنکھیا کھانے کی اجازت دی جائے سنکھیا زہر ہے اور مزدور زہر ہے اُس کا کھانا جان کو تلف کرتا ہے اُس شخص کا ذمہ ناکی خاص سبب سے ہے جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا اس تمامہ کو ہمیشہ غور نظر رکھنا چاہیئے۔

مٹی پا کر ساقیان سامی فن تک میں!

کہتے ہیں جلدوست اپنے اگے شکر میں

یہ سوال گو ظاہر میں ایک سمجھا اور سیدھا سا نظر آتا ہے جس کو عوام بلکہ اکثر ہم

کے خواص میں سرسری نظر میں سوال مضامین سے زیادہ کچھ نہ کہیں گے مگر ہم سے کہنے
اور اہل فہم سے پوچھ کر سمجھنے کے مسائل ملامہ کا حال بزرگانِ حال کہہ رہا ہے کہ انہوں نے
اپنے خیال میں آسمان کے ستارے توڑنے میں کس باقی نہیں چھوڑی اور دن کو
رات اور رات کو دن بنا کرنے میں کچھ اپنی دانست میں کی ہرگز باقی نہیں رہی اس میں شک
نہیں کہ مسائل ملامہ نے بڑی عورتوں کے بعد اقوال اکابر سے اخذ و مسخ کر کے سوال کا
ایسا پیرایہ اختیار کیا ہے کہ ان کو یقین ہے کہ ہر کردار و مزید کی موافقت پر مجبور ہو گا
اور گوارا میں عظمت الٰہی اور عہدِ اولیاء اللہ جو عقائد الٰہیہ میں ہوا جس نقصانی سے نفور اور
محبت اولیاء اللہ میں وسوسہ شیطانی سے دفع میں اقل تو سکوت کریں گے اور اس
بابہ میں کلمہ اُٹھانے سے ڈریں گے اور اگر کسی نے کلمہ اُٹھایا اور زید کا کچھ بھی خلاف
کیا تو ہر طرف سے کفر کے فوج ساس پر اس تعدد برسوں گے کہ ہوش بھی بیٹھ نہ سکیں
گے۔ تا شاقابل دید تو یہ ہے کہ حضرت سائلِ خوشی میں مگر قول زید کی تمہیں تصدیق
کیسے بدولت ذرہ۔ نیکے جو سائل کا ہرگز منصب نہ تھا حتیٰ کہ قول زید کو آیات و احادیث
واقوال اولیاء کے موافق بتلاتے ہیں اور اس پر تطبیق میں اقوالین کا حکم لگاتے ہیں ہر چند
یہ تطبیق کہ جس پر سائل ملامہ کو بہت کچھ ناز ہے حتیٰ کہ اہل حق کو اس کے جواب سے
ماہر اور اس کے تسلیم پر مجبور خیال کرتے ہیں کوئی نئی اس زمانہ کی اسجاد کوہ تطبیق ہرگز
نہیں۔ اہل فہم جانتے ہیں کہ یہ تو وہی مضمون مانعہ ہم لا یقربہ من اللہ ذلکا
فرمودہ قرآنی ہے جس کو سلفِ صالحین ایسی ہی مواقع میں پیش کیا کرتے تھے مگر ہم صرف
اتنی ہی بات سے خوش ہیں کہ سائل ملامہ کو اس طرف تو ہر تو بھولی اور تطبیق میں لاد اقوال
کہ اس انماک فی البدعات میں مہلت توفی کو تطبیق مذکور تعارض سے بھی بدتر ہے اور

وہی یک طرفہ کاروائی اس تطبیق و تحریف سے بہتر تھی۔
 اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
 تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
 خیراب سنبل، بیٹھے اور ہماری معروضات کو غور سے سن لیجئے۔

مسئلہ استمداد میں کامبر مختلف نہیں

اس کے بعد عرض ہے کہ استعانت اور استمداد بغیر اشد تعاضل کی چند صورتیں
 ہیں بعض کا جواز مستحق میر بعض کا عدم جواز بعض مختلف فیہا۔ لیکن بغور ملاحظہ فرمایا
 جائے تو سلف میں اختلاف بالکل نہیں معلوم ہوتا جو صورتیں جواز کی ہیں ان کے جواز
 میں سب متفق اور جو عدم جواز کی صورتیں ہیں، ان کے عدم جواز میں اختلاف نہیں، ہاں
 یہ مسئلہ ایک تہذیب سے دوسرے تہذیب اور ایک قوم سے دوسری قوم اور علماء و فقہاء اسلامیہ
 میں اختلاف بتلایا جاتا ہے اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جواب ۱۔ ایسے علماء
 کی عبادات سے مستفاد ہو جو شریعت اور طریقت کے جامع اور مسلمین و غیر مسلمین پر
 اور جن کی شان یہ ہو۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
 ہر ہوس تا کہ نہ اندجام و سندان باحق
 بگو حضرت محمدین استعانت و استمداد بالذیران کے کلام سے استدلال
 بھی فرماتے ہوں اور وہ خود بھی استعانت و استمداد بالذیر کے قائل تھے

استمداد کی پہلی صورت بالاتفاق ناجائز

استمداد و استعانت بالغير کی ایک صورت تو یہ ہے کہ کسی غیر اللہ تعالیٰ کو چاہے وہ کوئی کیوں نہ ہو کسی خاص یا جملہ امور علویہ جو عادات طاعت بشریت میں داخل ہوں یا غیر علویہ جو عادات طاعت بشریہ سے خارج ہوں ہمیشہ اور ہر وقت یا کسی خاص وقت میں بغیر عطائے الہی قادر بالذات، کلمے اور اس سے امر مقدور میں استعانت و استمداد چاہے یہ استعانت بالاتفاق جمیع اُمت بہر صورت، شرک اور کفر تحقیقی کا ذریعہ ہے جس کا زید بھی مسترف ہے

استمداد کی دوسری صورت بالاتفاق جائز

دوسری صورت، قول صورت، کے بالکل رکس ہے یعنی غیر اللہ تعالیٰ کو چاہے وہ کوئی بھی ہو کسی امر برائی یا اچلی کا قادر بالذات بغیر عطائے الہی کے نہ کلمے بلکہ قادر حقیقی اُمی کو چاہے اس کے بعد استعانت و استمداد ایسے امور میں ہو جو علویہ ہیں، اور عادات حسب بری اہل کتاب بندہ کو ان کا نامل اور متنازعہ جاتا ہو اور شرع میں وہ فعل بندہ ہی کی طرف منسوب ہوتا ہو اور خارج از طاعت بشریہ نہ ہو اور جس سے استعانت کی گئی ہے، اہل اسلام تو دور کہ مشرکین کے وہ ہم، بھی اُس کے استعانت کا توہم نہ ہو یہ استعانت بلکہ کراہت جائز عوام اور خاص بلو اللہ ہی کے لیے نہیں بلکہ انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام سے بھی ثابت ہے اور جو کد ان کا استعانت

معنی بہا نسبت ہو تا ہے اس وجہ سے عرفان سے بھی بعید نہیں ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام نے غیروں سے استمداد کس صورت میں فرمائی ہے

ایسی استعانت اور استمداد جو امور عادیہ میں ہو جس کو استعانت کننا بھی ظاہری ہے
وہ ضرور حقیقت وہ غیر سے استعانت ہی نہیں یا بالفرض اگر کسی مرتبہ میں استعانت باغیر ہو
بھی تو چونکہ شرک کا توہم تک بھی نہیں ہو سکتا لہذا بلا کر استہانت جائز اور عرفان و توحید اور پاک
نفسیں کے مخالف نہیں اس وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام و اہل بیت علیہم السلام اور اولیاء
کرام نے بھی غیروں سے اس قسم کی استعانت اور مدد طلب فرمائی ہے۔ جیسے آگ سے
استدفا، پانی سے استبراد، طیب سے طلب دعا اور دیگر اسباب عادیہ سے
جو طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہیں مسببات کا ارتباط اپنا چھوٹا حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیز میں فرماتے ہیں لیکن در این باب باید تمہید کہ استعانت از غیر

یعنی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں خود کفر سے یہ بات ظاہر ہوئی
ہے کہ غیر سے استعانت اس طرح پر کہ امتداد غیر پر ہو اور غیر کو مظہر عون آگئی نہ جانے یا استعانت
باغیر تو مطلقاً حرام اور منوع ہے چاہے امور عادیہ میں ہو یا امور غیر عادیہ میں ہو۔ ہاں امور عادیہ میں
جو استعانت باغیر جائز ہے اس میں یہ شرط ہے کہ امتداد خداوند عالم پر ہو اور غیر کو مظہر عون آگئی
نہے اگر امور عادیہ میں بھی امتداد غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون آگئی نہ جانے تو یہ استعانت بھی حرام ہے،

برہر کہ احتمال بران غیر باشد و اور مظہر حق تعالیٰ نہ اندر حرام است اگر اتفاقات محض بجانب
حق است و اور ایکی از مظاہر حق دانستہ و نظر بکار نمادہ اسباب و حکمت و تعالیٰ
و دان نمودہ غیر استعانت ظاہری نماید و در اندر عرفان نخواہد بود و در شرح نیز جائز و درست
و انبیاء و اولیاء این نوع استعانت بفرمودہ و در حقیقت این نوع استعانت بمنسب

الغیر محاسبہ مفوضہ اند اگر امور غیر مادیہ میں استعانت بالغیر و برہر است کے سوا این صورت مادیہ جو
آگے آئی ہے وہ ہر قدر کہ غیر مادیہ ہی کی گوار استعانت بالغیر کرتے ہیں کہ تو ہم استقلال غیر کا ہے
لہذا یہ استعانت مادیہ محکم ہوگی۔

حضرات مجتہدین استعانت بالغیر کا یہ خیال لایزال کر مظہر حق تعالیٰ کو کہ غیر سے مطلقا استعانت
جائز ہے چاہے امور مادیہ میں جو چاہے امور غیر مادیہ میں تحت تدبیر و احوال ہے بلکہ اگر وہ کہنا ہے
کہ ان حضرات کا منشاء نے عقلی ہی ایسی مبارک ہوئی ہیں تو جب نہیں ہے کیونکہ امور مادیہ میں ہر کو
مظہر حق تعالیٰ نہ کہے گا تو استقلال بالذات لازم آئے گا جو مطلقا حرام اور شرک اور بالاتفاق کفر ہے ہر کو
اور مادیہ میں اسباب کا اسباب ہونا قطعاً ثابت ہے اور تعسب ہی من اللہ تعالیٰ ہے اور
کائنات عالم میں اسباب و سببیات کا ارتباط ہونا ظاہر بلکہ از کتاب اسباب مادیہ بلکہ بعض اوقات
میں فرض ہے قوی استعانت بالغیر شریعت میں جائز بشرطیکہ اقتدا باری تعالیٰ ہے ہر کو اور غیر کو مظہر حق
تعالیٰ کہے اور امور غیر مادیہ میں اگرچہ غیر کو مظہر حق تعالیٰ کہے اور اس کا تعسب من اللہ تعالیٰ ہی جانے
اور اس استعانت کو استعانت من اللہ تعالیٰ ہی کہے کہ ہر کو کہ اول تو ان کا اسباب ہونا ثابت
نہیں اور اگر ثابت ہی ہو تو مادیہ میں ہی ہو تو تعالیٰ نہیں اور اگر تعالیٰ ہی ہو تو ہر کو کہ تو ہم استقلال
کیا بلکہ حرام اور قطع اور یقین استقلال کا ہے جو بیحد حقیقت شرک کا تھا اور ہے لہذا یہ صورت

نیست۔ بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر و تفسیر عزیزی
ترجمہ: لیکن اس بجگہ ایک امر ماننا چاہیے وہ یہ ہے کہ مطلق استعانت غیر سے
حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت کر کے نہ والا اس شخص پر عبوسہ کرے اور یہ نہ
کچھ کہ حاجت روا خدا ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اتفاق کر کے اتفاق
ساتھ غیر کے کرے اور اس غیر کو مظہر حون الہی کہے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور
رہا ہے اور ایمان عظیم السلام اور اولیاء نے بھی اسی طرح کی استعانت ساتھ غیر کے کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) شرک اور ارام کا فوجی ہوگی، صورت اولیٰ گو جائز مطلقاً ہر وقت کے خلاف
اسلام ہوتی مطلقاً درجہ سے شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ امور ظاہری میں غیر کو مظہر
حون الہی مانے اور نظر کا نفاذ اسباب و علت بتعلاتی کے غیر سے استعانت ہو لیکن اتفاقات
معنی بجانب حق ہو اور غیرہ اتفاقی کی طرف بالکل اتفاقات نہ ہو گونا گویا استعانت بجانب غیر اس کو
کہا جائے جو کہ ظاہری میں غیر ہی سے استعانت ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ اتفاقات معنی بجانب حق
ہے اور از کتاب اسباب معنی پورہ امثال ہے اس وجہ سے اس کو استعانت بال غیر کہنا بھی
ظاہری میں ہے و وجہ یہ کہ اگر اتفاقات ہی نہیں تو غیر سے حقیقت میں استعانت ہی کیا
ہوتی لہذا یہ استعانت بال غیر جائز تو ہے ہی۔ عرفان اللہ معرفت اور قریب و ولایت اور نبوت کے
بھی خلاف نہیں جیسا کہ بقا ہر سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مطلقاً
الغیر ہی کو چاہے امور ظاہری ہی میں کیوں نہ ہو اس کی حقیقت خاص میں جو ان پر طاری مطلقاً ایک نسبتیں
کے خلاف خیال فرماتے تھے۔

الحاصل اس عبارت سے یہ دھوکہ بر گز نہ کھانا چاہیے کہ مظہر حون الہی جان کر تغیر متعلاتی سے

ہے اور حقیقت میں ایسی استعانت، استعانت، بالغیر نہیں بلکہ استعانت خدا کے ساتھ

۴

پھر دوسری بکار شاد فوائے ہیں:

۱۔ استعانت: یعنی زیست کہ تو ہم استقلال کن چیز وہ ہم فہم پہنچ از
مشرکین مومنین کی گزارد مشر استعانت: بحکوب و قنات، و دروغ گرسنگی
استعانت: باب و شربت، با دروغ تشنگی و استعانت: ہر اٹے راحت
ہم از در دست، ما اندکان در دروغ مرض بلو ویر و قنات و دروغ تین و ہر معاش
با ہر و ہر شاہ کد، حقیقت: اما در دست ببال است و موجب تزلزل نیست
یا باطل و حاجی کہ بسبب توجہ و اطلاع از انما طلب مشورہ است و استقلال
موت ہم نمی شود پس این حکم استعانت جائز است زیرا کہ این در حقیقت استعانت
زیست و اگر استعانت است استعانت بخدا است ۱۲۰ تفسیر عزیزی

ترجمہ: اور یا استعانت ساتھ ایسی چیز کے ہے کہ تو ہم استقلال کن چیز کا وہ ہم
اور فہم میں کسی شخص کے خواہ مشرک ہو خواہ مومنین گذرنا ہے جیسا کہ استعانت واسطے
راحت کے پنج سایہ و رحمت و غیوہ کے اور استعانت طرف و اوائل اور بونیوں

۱۔ بقیہ مشیہ صفحہ ۱۲۱ مطلقاً امور خارجہ و غیر بلویر میں دانا استعانت جائز ہے بلکہ طلب نقطہ یہ ہے کہ
امور خارجہ میں استعانت: بالغیر جب جائز ہے کہ اعتماد باری تعالیٰ پر ہو اور غیر کو غیر موانع کی بجائے ادا و موافق
عادیہ کا کیا حال ہے ان کی ہاں ذکر میں کسی کا نیست دوسری بکار شاد فوائے کہ جب استعانت بالغیر میں غیر کہ تو ہم
استقلال میں ہو تو شرک ہے کہ یہاں مطلقاً استقلال قبول کی بنیاد شاکرین ۱۰۱

کے بیچ دور کرنے، عیاریوں کے اور استعانت ساتھ بادشاہ یا امیر کے بیچ قلعین
 در معاش کے کہ حقیقت میں معاونہ خدمت کا مال کے ساتھ ہے اور موجب تذلل
 کا نہیں اور ایسے ہی استعانت ساتھ طلبوں کے اور علاج کرنے والوں کے کہ بسبب
 تجربہ اور زیادتی واقفیت، کے ان سے طلب مشورہ کی ہے اور استقلال کا وہم نہیں
 کیا جاتا پس اس قسم کی استعانت جا کر اہست جائز ہے اس واسطے کہ حقیقت میں
 استعانت نہیں۔

امور عادیہ میں استعانت کی تحقیق

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ جن امور کو باری تعالیٰ نے اسباب ظاہرہ کے
 ساتھ مرتبط فرمایا ہے اور وہ اسباب علویہ طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہیں
 اور حسب جزی عادت اللہ تعالیٰ اسباب کے متعلق ہونے کے بعد وہ مہیات
 متعلق ہو جاتے ہیں اور ان کی شخص سے وجود اسباب کے بعد مہیات کا تحقق نہ
 خارج از طاقت، بشریہ ہے نہ اس ظاہری عامل کے قرب الی اللہ کی دلیل ہوتی ہے
 بلکہ جیسے اہلکار سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں غبار سے بھی ان کے برابر بلکہ زیادہ ظہور میں
 آتے ہیں اور دنیا کا کارخانہ ہی بظاہر ان اسباب کے ساتھ مربوط ہے ایسے امور
 میں استعانت اور طلب حد و چونکرہ حقیقت یہ کہ مرتبہ میں استعانت ہی نہیں اور اگر
 کسی مرتبہ میں ہو بھی تو وہ استقلال غیر کا نہیں بلکہ وہ تھا ہی پر ہوتا ہے اور ان کو اسباب
 عادیہ سمجھتے ہیں جن کا اسباب ہونا قطعاً بطریق عادت ثابت ہو چکا ہے لہذا یہ
 استعانت و اعتماد بھی جا کر اہست جائز اور حرام تو حرام خواص الناس ہو لیا اللہ تعالیٰ

اور انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی بڑا تر ثابت ہے۔

انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام نے جو غیروں سے استعانت فرمائی ہے وہ متنار علیہا نہیں

اس مقام پر یہ نکتہ بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلی جہارت میں جو حضرات، انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی استعانت اور استدعا کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ استعانت و استدعا نہیں جس کو زید جائز کہتا ہے زید کا وہ عاید ہے کہ علیہم السلام انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے کرام سے اپنے حوائج کا مدد چاہیں۔ اور حضرت شاہ صاحب یہ فرماتے ہیں۔

”کہ خود انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام غیروں سے حوائج بشریہ کی استعانت چاہتے ہیں چونکہ بظاہر ایک نفعی میں کو مقتضی تھا کہ خیر اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی استدعا نہ کی جائے حالانکہ حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام سے استدعا و استعانت دوسروں سے امور دنیویہ میں ثابت ہے اور یہ طلب مدد منصب ولایت اور نبوت کے خلاف معلوم ہوئی تھی۔“

پہنانیم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پہلے نقل فرمایا ہے وہ بھی اسی کو مقتضی ہے کہ خیر اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی استعانت نہ کی جائے اس وجہ سے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

نے اس مشہور کو ڈھونڈ لیا ہے کہ یہ استعانت بالقریب حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام
نے دروسوں سے فرمائی ہے وہ بلا کر اہست جائز ہے اور توکل اور یا ک نستعین کے
مخالف نہیں کیونکہ درحقیقت استعانت ہی نہیں ہے اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ
تعالیٰ کی وہ کیفیت، خاصہ تھی جو ہر وقت نہیں رہتی وہ قابل استدلال نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ عوام ہر استعانت اور استدعا اور
انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام سے کرتے ہیں وہ بلا کر اہست جائز اور ثابت
ہے اس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے والا ہے۔

استمداد کی تیسری صورت بالاتفاق جائز

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی نبی علیہ السلام اجماعاً یا اولیٰ علیہ الرحمۃ کرامتہ اپنی ذات
کے لیے یا دوسرے کے لیے کسی خاص شخص یا گروہ سے خاص وقت میں کسی خاص امر
کی نسبت یوں فرمائے کہ فلاں شخص فلاں وقت میں جو چاہے یا فلاں کام جب چاہے
ہم سے یا فلاں دلی سے چاہے گا تو اس کا مطلب پورا ہو گا یا ہم پورا کر دیں گے (اور یہ
اسناد و مجازی ہوتی ہے از قبیل ابست الزمیع البتق کے) یا کسی شخص نے بدولت اجازت
و غیر امر نبی علیہ السلام و اولیٰ علیہ الرحمۃ کے اپنی حالت شوق و بے اعتدالی میں بلا قصد
سبقت لسانی کے طور پر کسی نبی علیہ السلام یا اولیٰ علیہ الرحمۃ سے استعانت چاہے اور
وہ مقدر تھا ہو گیا جس میں نبی اور ولی کو کچھ بھی دخل نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اطلاع بھی نہ ہو یا
اطلاع بھی ہو اور دخل بھی ہو گروہی اجماعاً یا کرامت کی صورت ہو یا کسی صاحب کشف

کو معلوم ہوا کہ یہ کام جب ہو گا کہ غلام نبی علیہ السلام یا ولی علیہ الرحمۃ کی طرف توجہ کی جائے اور اُس میں اس کی ہمت کی ضرورت اظہاراً و کراً مست یا بطریق تسبیب ہوگی یا فعل اظہاراً و کراً مست ہی منظور ہو یا مرد حسب استعداد امور تعلیمیہ میں اپنی شیخ سے استفادہ و استعانت حاصل کرے جیسے ظاہری علوم کے تلامذہ اساتذہ سے حاصل کرتے ہیں، ان تمام صورتوں میں استعانت و استمداد طلب کرنے والا اُس نبی اور ولی اللہ پر کو محض ہمارے اللہ تعالیٰ خیال فرمائے سوائے قدرت باری تعالیٰ کے اس کو قادر بالاختیار اور متصرف نہ سمجھے بلکہ جیسے آفتاب سے نور اور پانی سے برودت حاصل ہوتی ہے ویسے ہی وہ حضرات بھی درمیان میں سیرِ مفضی ہوتے ہیں اور چونکہ کرامت اور اعجاز میں اور خارقِ عادت ہوتے ہیں اس وجہ سے اُس میں طاقتِ بشریہ کو دخل نہیں ہوتا وہ فعلِ اللہ تعالیٰ محض مجرّف و کرامتہ ہوتا ہے اگر وہ نبی علیہ السلام اور ولی علیہ الرحمۃ سبب بھی ہوتا ہے تو خاص وقت کے لیے پھر یہ بھی نہیں کہ اُن کا سبب ہونا دائمی اور لازمی ہو جیسا کہ آفتاب اور آگ حرارت کے لیے اور پانی برودت کے لیے کہ یہ اسبابِ مادہ دائرہ یا اکثر یہ ہیں کہ وہ ایک خاص وقتی بات ہوتی ہے جو شرائطِ مخصوصہ کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے اُس دن اور نبی کو بھی اختیار نہیں ہوتا کہ اس کو اُس کے وقت سے یا کیفیت سے یا جہن کے لیے ہوا ہے اُس میں کچھ تغیر کر دے یہ صورت بھی جائز اور خاص قصصِ مستعین اور مستعان پر و شرائطِ مخصوصہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے اشخاص کے لیے یہ حکم نہیں اور نہ زید و عمرو میں یہ صورت مختلف نہیما۔

یہ استعانت بھی حقیقت میں استعانت نہیں بلکہ صورتِ استعانت ہے چونکہ صورتِ ثانیہ میں تو مستعان پر اسبابِ مادہ دائرہ یا اکثر یہ ہیں تو شانِ حق اور

بشرط صحت اسباب و سبب اپنے اسباب سے عادتاً جدا نہ ہوتا تھا اور یہاں تو بعض ایک اتفاق اور بے انتقادی بات ہے نبی علیہ السلام اور ولی علیہ الرحمۃ یا شیخ کامل یا صاحب کشف معجزے اور کرامت اور فیضانِ مرشدین اور کشف تعلقات امور میں ہر کون ہر کس بزرگ کی ہمت کے ساتھ وابستہ ہے اسباب و اسباب یا اگر یہ بھی نہیں پھر یہ استعانت و حقیقت استعانت ہی کیا ہوئی۔

سو فیصلہ کر لیں اور اہل کشف اکابر سے گھر گھر استعانت و استدعا و مابت ہے تو بعض صورتیں صورت ثانیہ اور بعض اس تیسری صورت کے افراد میں جو مخصوص ہیں اپنے شرائط و اوقات اور اشخاص کے ساتھ عام اہل اسلام کو اس استعانت کی نہ گنجائش نہ اجازت نہ بد کا ہاتھ کسی کو نہ دے سکتا ہے نہ یہ راستہ چل سکتا ہے زید کے ہاتھ اور پیر سے اعطاء اور مٹی کا سوال امر غیر معقول ہے۔

ہاں زید کی سخاوت دیکھ کر کوئی مہازا اُسی کو مخاطب بنائے یا غلبہ رکھ کر کہے تو جانتے واسطے جانتے ہیں کہ یہ سوال زید ہی سے ہے نہ ہا قدرت اور مخاطب اور متوجہ الیہ حقیقتاً اور معنی فقط زید ہی ہے نہ نہ گوشت و پوست نہ سنن و زبان نہ ان میں قدرت نہ ان سے سوال اور استعانت اور استعانت میاں لگ کر دیکھا تو اُسی سے جس کے وہ جاہل بنے ہوئے ہیں۔

استعانت بالغیر کی چوتھی صورت جو مختلف فیہا ہے

چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی غیر اللہ تعالیٰ جی یا میت کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے اور قدرت کاملہ ہر منایت فرمائی ہے کہ وہ

شخص ملاں خاص شے یا ہر شے جو طاقت بشریہ سے خارج ہے یا مطلقاً طاقت
 بشریہ سے خارج نہ ہو مگر اس شخص کی طاقت سے باعتبار اسباب مادہ کے خارج
 ہو جس کو نیز طرح جس وقت پہا ہے دے جس کو نہ پہا ہے نہ دے اب وہ بعد
 مطالعے الٰہی مستقل ہے، جیسے آنکھ سے بے پہا ہے دیکھے جسے پہا ہے نہ دیکھے
 اپنی ملک کو اشتیاء و ادما ہم دونوں کو بے پہا ہے دے جسے پہا ہے نہ دے آگ کا بدلتا
 پانی کا ٹھنڈا کرنا، آفتاب کا سنور کرنا وغیرہ اسباب سے جیسے اُن کے نسبت
 مادہ متغیہ نہیں ہو سکتے اسی طرح وہ بزرگ بھی جب اس خاص شے یا ہر شے کا کسی کو
 اطلاع اور دینے کا ارادہ فرمائے تو ملنا ضرور ہے جس وقت کہیں سے کوئی شخص اس کی
 طرف متوجہ ہوتا ہے یا کسی جنگل کوہ بیابان یا آبادی میں نہ اگر تا ہے وہ اُس کی توجہ قلبی کو
 جانتا ہے، اُس کی آواز کو سُنتا ہے اور جب خداوند کرم نے اُس بزرگ کو یہ قدرت
 کا مظاہرہ فی ثواب سوال کرنا اور دما مانگنا بھی اُس کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یا خصوصاً
 دہو مگر پہا ہے سوال خدا سے بھی کر لیکن دینے والا وہی غیر ہوگا جیسے حکام ظاہری کے یہاں
 کوئی خاص کام کسی کے متعلق کر دیا جاتا ہے تو اس بارہ میں درخواست اسی کے یہاں دی
 جاتی ہے اگر ماکم بالادست کے یہاں ہی درخواست دی جائے جس نے وہ اختیارات
 اُس کو عطا فرمائے تھے تب بھی درخواست اُس کے یہاں واپس آتی ہے لہذا یہ حکم ہوتا
 ہے کہ یہ کام اُس کے متعلق ہے اس کو وہی کرے گا یا اس قدر نگلی نہ ہو بلکہ دونوں جگہ
 درخواست لی جائے اور دما اُن جگہ سے اور دونوں جگہ سے برابر مقصد برآری ہو جیسے
 ایک امر کو پیر کثرت کام کے دو درماتوں کے متعلق کر دیا جاتا ہے جیسے سیلوں کے قوت
 میں کئی جگہ سے ٹکٹ ملتے ہیں اور کثرت مقدمات کی وجہ سے کئی کئی منصف مقرر ہو

ہماتے ہیں یہی صورت ہے جو نرید اور نمر کے درمیان مختلف تھا ہے اس میں نمر کا
قول حق اور نرید کا باطل ہے یہ استعانت بائیں کی صورت شرک ہے اور عقیدہ اصنام کا
اپنے معبودین باطل کے ساتھ یہی اعتقاد تھا کہ خدا کی دی ہوئی قدرت سے وہ ہماری حمایت
برآری کرتے ہیں اور اس میں ان کو بالکل اختیار نام ہے اب خدا سے مانگتے اور دعا کرنے
کی ضرورت نہیں ہمارا سوا کاربہ واسطہ انہیں شرکاء سے ہے یہ اگر ماضی رہیں گے تو ہمارا کام
پیشے گا ورنہ ان کی نانا ماضی میں تمام کام برباد ہو جائے گا

و یجدون من دون	اور جگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اس چیز کی
اللہ ما لا یضرهم ولا ینفعهم	جو ان کو نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان اور کہتے
و یقولون هؤلاء شفعاؤنا	ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے
عند اللہ	نزدیک۔

اور

ولقد خلقناهم من خلق	اور اگر ان سے پوچھئے کہ آسمانی زمین کو کس نے
السموات والارض وسبحو	پیدا کیا، اور شمس و قمر کو کس نے مسخر کر لیا ہے
الشمس والقمر لیقولن اللہ	تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

اور

قل لمن الارض ومن فیہا ان	اُن سے پوچھئے کہ کس کی ہے زمین اور جو کچھ اس میں
کنتم تعلمون سيقولون للہ	ہے قریب ہے کہ کہیں گے اللہ کی ہے تو
قل فلا تذکرون	دراستہ کہ ہر کون نعمت نہیں پرکرتے۔

اور

میں اور اُن کو پورا مشکل کشا سمجھتے ہیں گو یہ ضرور جانتے ہیں کہ اُن کو یہ حمد مشکل کشائی کا
عنا ہی نہ دیا ہے۔ قیاساً

اہل بدعت بزرگوں کا ادب و تعظیم ڈر کی وجہ سے کرتے میں نہ محبت کی بنا پر

دوسرے اہل بدعت کا حال بھی ظاہر ہے کہ ہزار ہا کام خلاف شرع کریں پر وہ بھی
نہیں ہوتی اور اگر کسی بزرگ کے ہزار کی طرف سے بے سلام کئے ہوئے گند جائیں تو سمجھتے
میں کہ آج ہی گھر میں آگ لگا دیں گے، میٹا دیں گے، تعزیوں اور قبروں پر جس تعداد
وحشیان اور مشرعوں کے کلمات استعمال ہوتے ہیں خدا سے خشیت اور خوف
ظاہر نہیں کیا جاتا وہ یہ ہی ہے کہ جب بزرگوں کو حاجت دعا اور مختار کا نفاذ نہ دے دی
کا مقیدہ کر لیا ہے اور خداوند عالم نے اب اُن کو دی ہوئی قدرت کی وجہ سے مختار کل
منتقل امور ٹکونینہ کا بنادیا ہے آرام و تکلیف و رنج و راحت، جنت و دوزخ، اکفرو
عدم سب انہیں کے اختیار میں ہے تو اب اُن سے جس قدر بھی ڈریں اور خوف کریں
باجب

اہل شہر جس قدر شہر کے پولیس اور تحصیلدار سے ڈرتے ہیں جنرل اعظم اور اُس کے

سطح پر طلب میں جس قدر تمام اہل بدعت ایسا ہی کرتے ہیں بلکہ اکثر انہوں میں عوام اور غالی کوئی صاحب اپنے گھر
قیاس فرما کر جمع ہی کا شکار نہ فرمادیں

سے خوف نہیں کرتے، یہی عقیدہ مشرکین عرب کا تھا مابعدہم الاقربو یومنا لی اللہ زلنا۔
 سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کو مستقل بالذات نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کے پاس جو
 کچھ بھی تھا خداوند عالم کا ہی دیا ہوا عقیدہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آیات سابقہ سے ظاہر
 ہے کہ اُس کو خالق السموات والارض وغیرہ سمجھتے تھے اور یہی وہ ہے کہ کثرے وقت
 میرا کسی کو بھارت اور اُس سے دُعا مانگتے تھے:

وَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَا
 اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۔
 اور جب کشتیوں میں سوار ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہی کو
 پکارتے تھے مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۔

اُنہوں نے آج کل کے استعانت، بالاولیاء کرنے والوں پر کہ کڑے سے کڑے
 اور قناعت ہی مشکل کے وقت، بھی خدا سے استعانت نہیں کرتے بلکہ معاذ اللہ جب
 خداوند عالم کو مجبور جانتے ہیں یا یہ کہ وہ اس کام کو نہ کرے گا تو بزرگوں کی طرز پر زیادہ
 تو جبر و استعانت اور استمداد کرتے اور ندوڑ قہتیں غیر اللہ تعالیٰ کے مانتے ہیں۔

اس کا مطلب کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ نعوذ باللہ العظیم انبیاء علی نبینا وعلینا وسلم السلام اللہ
 ادویائے کرام اللہ تعالیٰ کو بلا کر دیا غرض یہ ہے کہ عقیدہ مذکورہ جب بتوں اللہ جنات، اور
 شیاطین و غیرہ سمجھنے والوں کے ساتھ شرک ہوا تو انبیاء علی نبینا وعلینا وسلم السلام کے ساتھ
 بھی ضرور شرک ہوگا۔



عوام اہل قبور کو مستقل سمجھ کر استعانت کرتے ہیں

اور یہ حرام ہے

اب ثابت کننا یہ ہے کہ ایسا عقیدہ کہ انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیاء و کرام کو خدا نے تعدد مراتب قرار دیا اور مستقل اور متعارف بنا دیا ہے عوام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے بھی یا نہیں اور ہے تو کیا حکم ہے حرام یا جائز سو آج کا تو عوام کیا عوام ہیں اکثر اس عقیدہ میں مبتلا ہیں مگر چونکہ وعدہ بلا باکالہ کے ظلم سے ہے اس وجہ سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز ہی کا کلام پیش کرتا ہوں :

” نعم اگر زائران مقابر کو کندہ اہل قبور متصرف و مستجد و تدارک دے تو یہ بے گناہ ہے۔ حق و التہاب جناب ۔۔۔ سے تعالیٰ چنانچہ عوام و جاہلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانچہ میکندہ انچہ عوام و منی غنہ است و دین از تقویٰ قبور و سجدہ مراکز و فاضلہ ۔۔۔ سے و جزا کن ازل چہ منی و تمذیر شدہ است ایں اعتقاد و ایں اعمال ممنوع و رزم خواہد بود و فعل عوام اعتبار سے شمار و خارج بحث است و عاشا از عالم شریعت و عارف با حکام کو اعتقاد بکند ایں اعتقاد را و ایں فعل را بکند“

ترجمہ : ہاں اگر زیارت قبور کرنے والے اعتقاد کریں کہ اہل قبور متصرف اور مستقل اور قابور ہیں۔ اور حق بتی و علی شانہ کی طرف تو جہاں اُس کے جناب میں اقتدار ہو دینی سوال خداوند عالم سے نہ ہو بلکہ اہل قبور سے ہی سوال کیا جائے اور

اُن کے وسیلہ سے خدا سے نہ مانگے بلکہ اہل قبور ہی سے التماس سے
چنانچہ حرم اور باہل اور فاضل یہاں متناظر رکھتے ہیں اور چنانچہ کرتے ہیں ۵۵
امور حرام اور ممنوع ہیں دین میں مثلاً قبر کو بوسہ دینا، قبر کو سجدہ کرنا، اُس کی
طرف نماز پڑھنا۔ اور اُن کے سوا اور امور جن سے شریعت نے نفی فرمائی
اور اُن کے کرنے سے منع فرمایا۔ یہاں متناظر اور تمام افعال ممنوع اور حرام ہیں
گئے۔ اور حرام کے فعل کا اعتبار نہیں اور بیعت سے خارج اور عالم اور
احکام شریعت کے خارج سے بہت بعید ہے کہ یہاں متناظر رکھے اور
یہ فعل کرے ۵۶

ایک قواسم عبارت سے یہ مفاد ہوا کہ شیخ عید الرحمن کے وقت تک ایسے
عالم نہ تھے کہ جو اہل قبور اور انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام کو مستقل خیال کریں
مگر شیخ عید الرحمن نے اپنے نفس مقدسہ پر قیاس فرمایا یہ خیال نہ فرمایا کہ مسلمانوں کی بدعت
سے ایسے علماء بھی پیدا ہونے والے ہیں جو اس امتناظر حرام و ممنوع کو عین ایمان و
تفہیم انبیاء و اولیاء علیہم السلام خیال کر کے اس امتناظر کی وجہ سے عام قرائن گئے اور جو اس
حرام امتناظر سے بچے اور بچائے گئے۔ اُس کو گمراہ اور بدین اور اہل سنت والجماعت
سے خارج اور غیر مقلد و باقی کہیں گے۔

دوسری وہ استدلال اور استعانت باولیا جس کو صوفیائے کرام نے جائز فرمایا
تھا جس کو شیخ عید الرحمن اس جہالت کے بعد یوں بیان فرماتے ہیں:
سداً نہ پوری و نکلاست از مشایخ عظام اہل کشف و استدلال از
ارواح کمل و استفادہ الال خارج از حسرت و مذکور است در کتب و

رسائل ایشان و مشہور است میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنم کہ
مکرر و متعصب سود نکند اورا کلمات ایشان مانا تا اللہ من وکلم سخن ویدیں جا
ازدہر علم و شریعت است :

ترجمہ و مشائخ مقام اہل کشف سے جو کامیاب کی ادراج سے استمداد اور
استفادہ کے باب میں روایات و مکاتبات میں وہ اعلاطہ سے باہر اور ان
کے رسالوں اور کتابوں میں مذکور و مشہور ہیں ذکر کی حاجت نہیں کہ مکرر متعصب
کو ان کے کلمات مفید نہیں۔ خدا ہم کو اس سے محفوظ رکھے۔ یہاں تو گفتگو
علمی اور شرعی ہے کہ شریعت سے بھی ثابت ہے یا نہیں :

اس استمداد و استعانت سے جو مراد ہے وہ تو خدا پا ہے آئندہ عرض ہوگی۔
یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اس استعانت کا یہ نتیجہ ہوا کہ جمال اس درجہ تک پہنچے کہ اہل قبول کو
مستقل نیال کر کے صمد با افعال مفعول اور محرمہ میں مبتلا تھے کہ قبول کو سجدہ بھی کیا بوسہ بھی
دیا ان کی طرف نماز بھی پڑھی ان اور محرمہ کو تو شیخ علیہ الرحمۃ نے صراحتہ بیان فرمادیا اور
کلمہ جزآن میں غالباً قرون کا طوائف ان کے مذکور عرض عرضیوں کا کلمہ کہ شککانا و غیرہ امور
منیہ ہوں گے۔

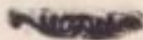
وام کا اس درجہ تک ایک سام مختلف فیہ کی درجہ سے گوارہ ہونا ہے جس کا اس کے عدم
ہوا کے فتویٰ کا موجب ہے۔ چہ بائیکہ اب وہ ملاد بواپنے کو شریعت فرا کا مالک
نیال فراتے ہیں وہ شیخ علیہ الرحمۃ کے جملہ سے بھی دو چار قدم آگے بڑھے ہوئے
ہیں تو استعانت و استمداد بالاولیائے حق کی صورت ہو سکتی ہے جس کا عام فتویٰ دیا جلائے
و کلمہ لانا ۔

تیسرے میں استقلال کو شیخ عبد الرحمن حرام اور ممنوع فرماتے ہیں اگر اس سے مراد
استقلال مطاف ہے تو نزدیکیوں کو استقلال جو حاصل ہوا ہے وہ بعد اعطائے الی مال
ہوا ہے اور اسی استقلال کو شیخ عبد الرحمن حرام اور ممنوع فرماتے ہیں

تب تو مطلب صاف ثابت ہو گیا کہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے
بھی ہیں اور یہ عقیدہ حرام اور ممنوع بھی ہے اور اہل تبور سے استدلال اور
استغانت بھی حرام ہے

الحمد للہ تعالیٰ کہ اعتقاد حرام اور پھر حرمت بھی کلام شیخ عبد الرحمن ہی سے ثابت
ہوئی جن کا کلام اہل استدلال نہایت خوشی سے پیش کیا کرتے تھے اور چونکہ اس استغانت
اور استدلال کا دائرہ جاری استقلال عقاب اس استقلال کا اعتقاد ہی حرام ہوا تو جو
اس پر متفرع ہے وہ بھی حرام ہوگا اس تقدیر پر اگر شیخ عبد الرحمن کی تصریح سے قطع نظر
بھی کیا جائے تب بھی یہ امر ثابت ہو گیا کہ استغانت و استدلال بالادبیار و غیر جم جزیہ و
عرو کے درمیان مختلف نہیں ہے وہ شیخ عبد الرحمن کے نزدیک حرام اور ممنوع ہے۔
اور یہی مقصود تھا۔

اور اگر شیخ عبد الرحمن کی رائے استقلال کے اعتبار سے الکی انبیاء علی نبینا و
علیہم السلام و اولیاء کرام کو مستقل سمجھا جاوے تو اول تو وہ عقیدہ الہی اسلام کا
بیان فرماتے ہیں اور مسلمان تو مسلمان یہ عقیدہ تو مشرکین عرب کا بھی نہ تھا لہذا یہ
اقبال ناممکن ہے۔



فتویٰ میں اعتبار عامہ اہل اسلام کا ہے

اگر بالفرض تسلیم ہی کر لیا جاوے کہ مراد میں استقلال بغیر اعطائے الٰہی ہے تو ثابت ہو گیا کہ استعانت اور استمداد سے جملہ کا عقیدہ اس درجہ کو پہنچ گیا کہ بزرگوں کو اہل اسلام اس قدر مستقل سمجھنے لگے جو مروج شرک و کفر حقیقی ہے اور مشرکین جہاں بھی اس درجہ تک نہ پہنچے تھے تب بھی فتویٰ یہی ہو گا کہ اس استعانت کو عموماً ممنوع اور حرام کہا جائے گا اس واسطے کہ فتوے میں عام اہل اسلام کا اعتبار ہے نہ خواص کا اور اگر خواص ہی کا اعتبار ہو تو عوام کو حضورِ فتویٰ و حرمت و کفر ہی کا ہو گا۔

دعا حضرت، شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ فرماتا کہ عوام کا اعتبار نہیں اس کا اقول تو یہ جواب ہے کہ حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو بنا کعبہ کو بنائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بنائیں فرمایا تھا اس کی وجہ تشریح عوام ہی تھی یا انہوں کی طرف تو ذرا شد کچھ خیال تھا دوسرا جواب اس کا اور بھی انشاء اللہ آنے والا ہے جہاں صوفیائے کرام کی مراد استعانت بالغیر سے بیان کی جاوے گی

ہاں یہ بات کہ اس تقدیر پر استقلال اعطائی اور بزرگوں اور انبیاء علیہم السلام کو بعد اعطائے قدرت عرضی کے ممتاز نام سمجھنا بھی حرام اور شرک ہے اس کا بطلان باقی رہا۔



کسی شے کے محض امکان عقلی سے اس کا عقیدہ کر لینا جائز نہیں

سوال ہر ہے کہ عقلی زید یہ ثابت کرے کہ کسی نئی یا اولیٰ کو یہ مرتبہ کسی خاص یا مطلق امر کی نسبت، علیٰ نسبت الاستمرار والعدم دیا گیا ہے اگر کوئی عقلی عقیدہ مذکورہ کو مثبت ہوگی، تب اس کا جواب ہمارے ذمہ ہوگا فقط امکان عقلی سے زید کا عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا جب تک امکان شرعی بلکہ وجود شرعی جس طریقہ سے کسی شے کا عقیدہ ہونا ثابت ہو بیان نہ کریں فقط یہ کہہ دینا کہ ہر لوگ استغانت کرتے ہیں ان کی مروا میں پوری ہوتی ہیں اگر یہ دلیل کافی ہے تو تمام شرعیہ کی استغانت اپنے محبوبوں کی نسبت بھی ثابت ہو جائے گی کیونکہ مروا میں کم و بیش سب کی پوری ہوتی ہیں اور سب مروا میں کسی کی بھی پوری نہیں ہوتی۔

لیکن غیر تیر مارہ عرض ہے کہ امور عقلی سے عقیدہ مذکورہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کو یہ غروب تھا کہ جمیع خلق اللہ ہدایت پا کر اسلام میں داخل ہو تو حید سے مشرف ہو کر ہر نبی علیہ السلام کی کامیابی ظاہر ہے پس اگر انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کو قدرت منایت فرمائی جاتی کہ وہ جس کو چاہیں ہدایت فرما دیں تو تمام عالم آج تو حید سے اپنے موت اور کسی کو کیا کہیںے سید اللہ انبیاء علیہم السلام اللہ تبارک کے حالات یہ عبارتوں نظر فرمائیے کہ ابوطالب کے ایمان میں کس قدر کوشش میں فرمائی گئی۔

إِنَّكَ لَا تَخْذِي مَعَهُ
بِحَبِيبٍ
تَوَيْسَ هَدَايَتِ كَسَا جَسْ خُصْ كَوِ دَسْتِ
رکھے ۱۴

نازل ہوا اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ فرما علم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار
کلی مرحمت ہو چکا تھا۔

اگر اس میں بھی کلام ہے تو

لَعَلَّكَ بِاِحْسَانِنَا نَقْلَكَ اَنْ تَكُنْ
اَنتَ كَرِيْمٌ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ

اور اے اللہ تعالیٰ اس کو جو رحمت
ہو میں۔

کی عذوت فرمائیے اگر فرما علم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام کائنات کا مالک بنا کر قدرت
کلی بنادیا تھا تو پھر آج کل مسلمانوں پر طرح طرح کی تباہی اور بربادی اور فتنہ و فجور میں استبداد
ہے وہ کیوں ہوتا اگر اس کی بھی کوئی تاویل بتانی جاوے گی کہ مقبول نہ ہو کہ نہ آپ کو قدرت
کا ملہ اور اختیار نامہ باطل ہے اسی جو پھر بھی آپ بہبودی امت کو اختیار نہ فرمائیں کچھ میں
نہیں آتا۔ تو یوم عرفہ عرفات وغیرہ پر جو حجۃ الوداع میں دعائیں فرمائیں یقیناً ان میں سے بعض
قبول نہیں ہوں یا جو وہ اختیار تمام کی وجہ کی دعا مانگنا پھر بھی قبول نہ ہوا اس کے کیا معنی۔

غیر اللہ نفع و ضرر کے مالک نہیں

مَنْ هَذَا الْقِيَّاسُ مَحْرُتُ نَوْحٍ اَوْ مَحْرُتُ يٰعَقُوبُ عَلٰى نِيْنَادِ عَلِيْہِ السَّلَامُ كَاتِبُ جَمِيْ قَسَاوَانِ
شریف میں مذکور ہے کیا:

قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ خَيْرًا
وَلَا نَفْعًا

فرمادے کہ میں تمہارے خیر و نفع کا مالک
نہیں ہوں۔

قُلْ لَا أَفْلَحُ بِنَفْعِي نَفْعًا وَ
لَا ضَرَّ أَوْ ضَرًّا فَاسِتِينَ هُنَّ مَرْجُو
لَا خَيْرَ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ.
نصیحا ہے ۱۲ منہ

وجہ روایات بھی نفی قدرت کا طرہ اختیار نامہ ملک تمام امور خارجہ عن الطاقۃ البشریۃ
میں مرتب و لائق نہیں؟

ان آیات کے یہ معنی بیان فرمادے گا کہ میں نفی ملک و اختیار و نفع و ضرر بالذات کی مراد
ہے ایسی لغویات ہے کہ کوئی ماقبل بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دفع ضرر و جلب منفعت
کے لیے تو مطلقاً مالک ہونا چاہیئے چاہے بالذات ہو یا باعطیاء غیر کسی مالک یا اختیار سے
کوئی مستفیض اپنی مدد چاہے اور وہ یہ عرض کرے کہ خبر کو اختیار ذاتی نہیں بلکہ وجہ ذات
شاہی اختیار ہے تو وہ غریب جواب میں یہ عرض کرے گا کہ حضرت میرا کام تو آپ کے
اختیار سے وابستہ ہے چاہے آپ کو کسی سے اختیار ملے آپ اس اختیار کو صرف
کیوں نہیں کرتے پس ظاہر ہو گیا کہ آیات سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے نفع و ضرر کا مالک
نہ ہوتا بیان فرمادے بیٹے۔ اور چونکہ کوئی مخلوق مالک بالذات نہیں ہو سکتا اس کا کوئی مُسَلِّم و
مُشَرِّک معتقد تھا اس وجہ سے اس احتمال کو بیان کرنا بھی فغلول ہے ملک اعطائی کا احتمال
تھا اسی کی حق مطلب کے ضمن میں لڑائی گئی ہے اور جہاں کہیں آپ کی قدرت و اختیار و نفع و ضرر کو
بیان کیا ہے وہ وہی اعجاز اُپ ہے یا جبار رب اللہ ہونے کے طور پر ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا
ہے ان طوائف کے بعد بھی یہ کہنا کرنا

میں تو مالک ہی کموں لگا کر ہوا مالک کے حبیب!

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیسرا

حرم شرعیات کا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر تاویل ہی کو دل چاہتا ہے اور بالذات اور بالعرض ہی کا فرق کافی ہے تو:

ان الذین یعبدون من دون

بنے ملک و لوگ بندگی کرتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں

اللہ لا یعدکون لکم رزقا فانتم

مالک و تمہارے لیے رزق کے لیے اللہ ہی سے

عند اللہ الرزق و اعبدوا

رہی طلب کیا اور اس کی بندگی کرو۔

اور:

یعبدون من دون اللہ ما

اور بندگی کرتے ہیں وہ سوا اللہ کے جو ان کو ضرور

لا یضرهم ولا ینفعهم ویقتولون

پہنچا سکے نہ نفع اور کتے ہیں کہ یہاں سے یہ اللہ

ھولاء شفاءونا عند اللہ

کے نزدیک شفیع ہیں۔

میں اگر مشرکین کی طرف سے بھی یہی جواب دیا جاوے کہ اللہ بالذات نفع و نقصان

اور رزق دہری کے مالک نہ تھے۔ باطلائے اللہ مالک تھے۔ ان کی بات میں مطلق ملک

کی نفی نہیں ہے بالذات کی نفی ہے تو جواب کیا ہو گا آپ کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و سلم بے شمار فضائل ثابت ایمان کا انکار نہیں۔

غرض یہ ہے کہ یہ عقیدہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ہر شے کے مختار ہیں اور مالک

تمام ہیں یا دوسرا کوئی ایسا شخص ہے ثابت نہیں اگر ثابت ہے تو دلیل بیان کیجئے۔ کسی امر

خیر ثابت کی نفی کرنا تحقیق نہیں ہے ورنہ اگر کوئی غیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو خدا کے

تو بڑا کافر وہی ہو کر نکلا ایسے وصف کامل کی نفی کرتا ہے جو تمام صفات کا جامع ہے یا وہ ہے

کہ وہ فضائل آپ کے جیسے ثابت ہیں ان کا انکار ہے شک تنقیص شان والا ہے۔ ناقص
اگر بالفرض تسلیم ہی کیا جائے کہ حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیاء کرام کو
با عطائے باری تعالیٰ مل کر یا بعض کو تصرفات پر کھینچ قدرت مہمہ کا مہ دائرہ ماحصل ہے
وہاب قادر تام اور مستقل مالک اور مختار ہیں جو چاہیں دیں اور جو چاہیں نہ دیں۔ اسی بنا پر
ان سے استعانت اور استمداد صحیح۔ اور چونکہ ان کو یہ قدرت با عطائے الہی ملی ہے اس
دوسرے ان سے استعانت بعینہ خدا ہی سے استعانت ہے۔ گو سوال حقیقتہً انہیں
سے ہو اور یا انکے نقیبین کے بھی مخالف نہیں۔ تو دوا قابل جواب ہیں۔

اولیٰ یہ کہ ملائکہ جہیم السلام کو امور کو نمبر پر قدرت و تصرف با عطائے الہی ثابت
ہے تو کیا کسی آیت یا حدیث میں کسی نبی یا ولی کی مالکیت ثابت ہے جس میں انہوں نے فرشتوں
سے استعانت اور طلب مل کر جو اسے ملک السموات و الارض برسا اسے ملک مومنین
بالرحمہم بھی ملا کہ وہ سب اللہ کا ملائکہ سے اسے یہ کابیل مجبور زق دے اسے نسلان
فرشتے میرا خداں کام ایسی طرح کر دے اگر انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام یا اولیائے کرام کو
امور کو نمبر خارج از طاقت بشریہ میں تصرف و تصرف ثابت ہوگی تو ان کے برابر
یا کم یا زیادہ ہی مان لو مگر جب ان سے استعانت نہیں تو اوروں سے کیسے جائز
ہوگی۔

دوسرے یہ کہ جب یہ عقیدہ شرک اور کفر نہیں تو اگر کوئی جو عقیدہ سات و تیس میں
اور اودانغ عیشہ و ملائکہ درو مانیت کا کب و نحوہ کے ساتھ رکھے جیسے مشرکین عرب
اپنے باطل مجبودوں کے ساتھ رکھتے تھے تو یہ عقیدہ بھی شرک ہو گا یا نہیں اگر ہو گا
تو جہ فرق کیا ہے اور نہیں تو پھر شرک کیا ہے۔ یہی بیان ہو۔

یہ امر آخر جبکہ چرنگوں کے لیے قدرت و تصرف باطنی کے ثبوت سے ثابت نہیں ہوتا، عقیدہ غلط ہو گا مگر تو نہیں کہ جو عقیدہ غلط ہو تو اس سے کبھی کافر بھی ہو جائے تو اس کو کوئی مشرک یکے کے کہہ سکتا ہے اور یہاں تو جنات اور شیاطین اور ارواح نجیہ و روحانیات کو اکب کے لیے قدرت تصرف و اثر میں ثابت ہے تو ان اشیا نے مذکورہ سے استعانت کرنے والے اگر نیک کے نزدیک کافر اور مشرک ہیں تو وہ ہر فرق کیا ہے کہ بزرگوں سے اسی طرح استعانت کرنے میں مشرک نہ ہو۔ اور اگر نیک اپنی دریاوی سے اس کو بھی مشرک نہ کہے۔ تو چونکہ انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور ان کے کرم کو جو کچھ بھی قدرت و تصرف ملا ہے ہیں وہ ان سے استعانت و استدعا و بیعت خدا ہی سے استعانت بھی ہوا و سہی اسی طرح اگر کوئی ان بزرگوں کی عبادت میں کرنے لگے اور چونکہ عبادت میں مذلل مقابلہ میں عظمت کے ہوتا ہے اور ان حضرات کی عظمت خدا ہی کی دی ہوئی عظمت ہے تو خدا اور عظمت و تصرف کے مقابلہ میں جو ذلت و خشوع و عبادت کے لیے ہوا وہ عبادت ہو گا۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں:

”اسے عزیز اصل کا یہ ہے کہ جو بان خدا کے لیے ہوتا وضع کی

جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لیے قاضی ہے۔“ (نہاد ص ۳۸)

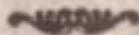
اور قرآن شریف میں جس قدر بھی عبادت غیر اللہ تعالیٰ کی چھی وادی ہوئی ہے اس سے مراد ہی عبادت ہو جس میں غیر اللہ تعالیٰ مقصود بالذات ہو اور اس کی عبادت کو خدا کی عبادت نہ کہے۔ ما ضبدهم الا ليقربونا الى الله زلفی۔ میں بھی جن لوگوں کا بیان کیا ہے گو وہ عبادت بغرض تقرب الی اللہ کرتے تھے مگر چونکہ اس عبادت

کو وہ لوگ عبادتِ احسان ہی سمجھتے تھے لہذا شرک اور کفر ہوئی مگر اس عبادت کو عبادتِ الہی سمجھتے تو ہرگز مخالف نہ ہوتے ایسی عبادت کی نہ جب ممانعت تھی نہ اب ہے تو اس شبہ کا جواب یہ دیکھو کہ کیا ہے۔

اگر کوئی شخص جس قدر صفاتِ الٰہیہ ہیں اس کا کسی ذات کو منظرِ تام عقیدہ کر کے اُس سے سوال و دعا، التجا، استعانت و ذیو کرے لہذا اُس کی عبادت اور اس سے استعانت کرے اور اس کو عینِ عبادت و استعانت الٰہی سمجھے۔ بلکہ استعانت بالغیر کے قائلین نے یہ سب کچھ کر کے دکھا دیا۔ مگر کہیں اپنے مبودوں کی کیا عبادت کرتے تھے یہی ان کے نام پر قربانی ہوتی تھی، یہاں بھی پیروں کے نام پر قربانی ہوتی ہے فقط اللہ کی وجہ سے ذریعہ کے وقت بظہر اللہ اگر کہہ دیتے ہیں مگر ان کا دل خوب جانتا ہے کہ اراقہ و مدام و ذریعہ کرنے سے پیروں کا خوش کرنا مقصود ہے یا نہیں وہ لوگ اُن سے التجا کرتے تھے خواجے مانگتے تھے دعا کرتے تھے حاجت کے وقت ان کے نام کے غفور کرتے تھے اُن کو سجدہ کرتے تھے ان سے اس قدر ڈرتے تھے کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتے تھے، آج کل کے قبر پرست اور پیر پرست بھی سب کچھ کرتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ تو اذا امر بکوا فی القلک دعوا اللہ مخلصین لا الداعین ہر مل کرتے تھے یہ اُن سے بھی اس بارہ میں بدترین کہ جس قدر تکلیف زیادہ ہو عیال و شرک کی طرف تو جبر بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ مشرکین عرب نے تو بعض کام خدا ہی کے متعلق سمجھ رکھے تھے اور اُن صاحبوں نے تو خدا کے ساتھ کوئی کام بھی مضموم نہ رکھا جس میں خاص اُسی سے استعانت اور دعا طلب کریں خدا بزرگوں کو سب کچھ دے چکا ہے اور اپنی خدائی کا مختار عام کر چکا اب کوئی کام رہا ہی نہیں جو مختار عام کی قدرت سے خارج ہو آپ کی تصویر نمازیں سامنے

رہتے ہیں پیروں کی ہودی اور کامل تصویروں کو گھڑیں رکھتے ہیں۔ جس بگ تصویر ہوتی ہے
 اُس گھڑی ایسے مصنوع و خنوع سے داخل ہوتے ہیں کہ مسجد شریف میں وہ خوف نہیں
 ہوتا بات کرنے میں تصدیق کے لیے تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہیں آپ موبود ہیں
 میں کیسے جھوٹ کہہ سکتا ہوں تو اس عقیدہ کے کفر و شرک ہونے کی کیا دلیل ہے اور
 اگر یہ بھی شرک نہیں تو زیہ کے لیے اب کون سی صورت شرک کی ہے کیا کسی فرضی زیور واقع شرک
 سے قرآن شریف بہرا ہوا ہے انبیاء معنی نبینا و علیہم السلام اگر یہی بالذات اور بالعرض کا گرو
 مشرکین کو بتا دیتے تو آج تمام عالم موحدی نظر آتا۔

اس عقیدہ کی بنا پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ خدا نے ذوالجلال معنی ایک قطعی معزول
 شدہ خدا ہو جائے۔ یہاں بالہ تعالیٰ مذکور کہ جب تمام عالم میں جو کچھ ہوتا ہے تمام
 انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اور اولیائے عظام بھی کی قدرت عرضی سے ہوتا ہے تو خدا
 نے کیا کیا اور کیا کرتا ہے اگر یہ کہو کہ جبرگوں کی قدرت بھی خدا ہی کی قدرت ہے اسی
 کی قدرت کا مظہر ہے تو فلا سفر بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ممکنات میں بالذات کچھ نہیں جو کچھ
 ہے واجب ہی کی طرف سے فیض ہے مقول مشرہ کا قدم غلطان کا صدور بالاضطرار باطل
 لنگو نقطہ اس میں ہے کہ ان کو واجب تعالیٰ نے جو قدرت عطا فرمائی ہے اس سے انہوں
 نے تمام عالم کو پیدا کیا اور اب جو کچھ ہوتا ہے اسی قدرت کا کثرہ ہے یہ عقیدہ
 زید کے نزدیک شرک اور کفر ہے یا نہیں اگر شرک و کفر ہے تو دہر فری کیا ہے کہ بندگان کی
 عطائی قدرت سے سب کچھ ہو تو میں ایمان کسی دوسرے غیر اللہ تعالیٰ کی قدرت عرضی
 سے عالم کا کام چلے تو شرک کفر ہو جائے یہ فرق دریافت کرنا ہے۔



تو اچھا ہے کہ جن کا ذکر خود ہی زید نے کیا ہے اور تمام ہندوستان کے مسلم ہیں، اور
 باوجود کمالِ علم کے اولیاءِ کرام کے زمرہ میں بھی داخل ہیں۔

استعانت بالغیر کی صورتِ رابعہ حضراتِ صوفیائے کرام کے نزدیک بھی شرک و کفر ہے

علامہ ابو تغیر عزیزی غازیؒ

”دیا بجز نیست کہ تو ہم استقلال آن چیز در شرک مشرکین جا گرفتہ مش
 استعانت با ارواح و روحانیت تعلیقتہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ مثل ہوائی
 و شیخ سدوزین غیاث و امثال ذلک و ای نوع اعتقادات میں شرک است
 منافی قلت حنفیہ“

ترجمہ: یا استعانت ای چیز سے ہے جس کے استقلال کا وہم مشرکین کے
 اقدان میں گھر کر گیا ہو جیسے استعانتِ ارواح و روحانیت تعلیقتہ یا عنصریہ یا
 ارواح سائرہ سے جیسے شیخ سدوزین غیاث وغیرہ سے اور یہ قسم
 میں شرک و منافیِ قلت حنفیہ کے ہے۔“

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ اگر استعانتِ واسطہ ایسی چیزوں سے ہو جس کے
 استقلال کا وہم بھی ہو گو یہ وہم مشرکین ہی کو کیوں نہ ہو یہ استعانت میں شرک اور مخالفِ امت
 حنفیہ ہے، اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سابق سے یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاءِ ائمہ
 آج کے اور انبیاءِ اہل نبینا و عظیم السلام کے ساتھ استعانت میں مشرکین ہی نہیں بلکہ اکثر

اہل اسلام بھی تو ہم ہی نہیں بلکہ اعتقاد استقلال کا رکھتے ہیں تو اب جو معنی بھی استقلال کے لیے جائیں، حضرت شاہ صاحب کے کلام سے استعانت بالانبیاء علی نبینا وعلیہم السلام واولیاء کرام میں شرک و مخالف مت خفی کے ثابت ہو گئے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ و ثناء صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام
میں چار احتمال ہیں ہر ایک مجوز بن استعانت بالغیر کے
مخالف ہے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سے یہ ثابت ہوا کہ حرام
اہل اسلام اہل قبور کو مستقل اعتقاد کرتے ہیں اور یہ اعتقاد ان کا حرام ہے اور حضرت شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کہ اگر استعانت ایسی شے سے کی جائے جس کے استقلال کا وہم بھی
ہو گو متوہم شرکین ہی ہوں تو یہ استعانت شرک و مخالف مت خفی کی ہے۔“

پہلی صورت کہ دونوں حضرات کے کلام میں مراد
استقلال بالذات ہو

اولی صورت یہ کہ استقلال سے مراد دونوں حضرات کے کلام میں استقلال بالذات بغیر

اعطائے الٰہی ہو تو عامل یہ ہوگا کہ عام مسلمان اپنی قبور کو مستقل بالذات جانتے ہیں اور جہاں استقلال بالذات کا وہم بھی ہو تو وہ استمداد و شرک تو مسلمانوں کا اپنی قبور سے استمداد کرنا شرک و منافقت منفی کے ذمہ میں کفر ہے۔

» سرے یہ کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام میں استقلال بالذات مراد لیا بابت اور حضرت شاہ صاحب کی مراد استقلال عرضی یا عطائے الٰہی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ عام اہل اسلام (نبیاء علی نبیہم السلام اور اولیائے کرام کو مستقل بالذات سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد اُن کا حرام ہے اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :

» جہاں استقلال کا وہم ہو تو وہ استمداد و شرک اور کفر ہے۔

تشریح یہ ہو کہ جب استقلال عرضی کا وہم بھی موجب شرک ہے تو استقلال بالذات جس کا اعتقاد عامہ اہل اسلام رکھتے ہیں وہ بطریق اولیٰ شرک اور کفر ہوگا۔

تیسری یہ صورت ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام کی عرضی استقلال عرضی ہو اور حضرت شاہ صاحب کے کلام کی مراد استقلال ذاتی۔ تو مقصد یہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب سے یہ اعتقاد علیہ یہ فرماتے ہیں کہ :

» جہاں استقلال ذاتی کا وہم ہو گو وہم کرنے والے شرکین بن کر کون ہوں

تو یہ استقلال و استمداد و شرک اور منافقت منفی کے ہے :

اور اس کی مثال میں شیخ سعد دین خاں فرمود فرماتے ہیں :

» جن سے استمداد و عام اہل اسلام کرتے ہیں :

تو معلوم ہوا کہ عام اہل اسلام بھی اُن کو مستقل بالذات جان کر استمداد کرتے ہیں، جیسے

گزار ہوئی سے اور یہ میں شرک ہے، اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سے استقلال

عرضی کی حرمت اور اعتقاد میں ثابت ہو گیا تو غلط صریح نکلے بعض عوام اہل اسلام اہل تہجد و اولیائے کرام کو مستقل بالذات بھی جانتے ہیں اور بعض مستقل بالعرض اور ان دونوں سورتوں میں استیلا و حرام اور شرک ہے۔

اور چوتھی یہ صورت ہے کہ دونوں حضرات کی عبارات میں سلا استقلال عرضی اعطائی ہو اور یہی اتمال صحیح اور درست بھی ہے کیونکہ مسلمان کسی غفلت کو کسی وصف یا نفس میں نقصان عارضی میں مستقل بالذات بغیر عطا کیے کیسے خیال کر سکتا ہے۔ چنانچہ شیخ سعدی و زہری نے اس کی مثال اہل تہجد و نماز بموٹے وے کا لفظ اسی کو بتا رہا ہے اور استقلال بالذات کا اعتقاد تو مشرکین کو بھی نہیں تھا تو اہل اسلام ایسا اعتقاد کیونکر کر سکتے ہیں، باقی دس مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی تو اس اتمال کو رد و رد ہی نہیں کر سکتے کہ ان دونوں حضرات قدس سرہما کے کام میں ایک کی کسی مراد استقلال ذاتی ہو مطلقہ ہو کر امداد و معتقد مولوی احمد رضا خان صاحب:

فائدہ ضروریہ بعضے کہتے و بانی کہتے پوشیا جب سب طرح عاجز آتے ہیں اور کسی طرف راہ مقرر نہیں پاتے تو ایک نیا سنگوفہ توشتے ہیں کہ صاحبو ہم بھی اس استعانت کو شرک کہتے ہیں جو غیر خدا کو قادر بالذات و مالک مستقل ہے عطا نے اٹھ جان کر کہا جاوے اور اپنی پادشہ دنانے اور نبات ملانے کو باقی نارا جیسے چارے عوام جو زمین پر بیٹا بہتان باہر دیتے ہیں کہ وہ ایسا بکر کر گیا، اولیاء سے استعانت کرتے ہیں ہمارا یہ حکم شرک انہیں کی نسبت ہے اس بارے میں دہر کی بناوٹ کا لاف ترقی طرح کھل جائے گا۔ (ص ۵۸)

اولی و ثانی و غیر کے بعد فرماتے ہیں:

مثلاً ش جانے دیر ہا پاک اور عاصی ہے کہ زندگان خدا مجتہدین خدا کو تاد مستقل
جان کر استعانت کرتے ہیں ایک ایسی سخت بات ہے جس کی شقاوت پر
اطلاع پاؤ تو مدتوں تمہیں تو بہ کرنی پڑے اہل لا الہ الا اللہ پر بدگمانی حرام اور
ان کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہو جس خواہی خواہی معاذ
اللہ کفر کے طرف ڈھال لے جانا تھا گناہ کبیرہ حق تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا
ہے یا ایہا الٰہدین اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْرًا مِّنَ الظُّلْمِ اِنَّ بَعْضَ

الظُّلْمِ اَشْوَر۔

پھر بدتر بجز فراتے ہیں۔ فَوَلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بِانْفُسِهِمْ عَذَابًا۔

پھر فراتے ہیں۔ یَعِظُكُمْ اللّٰهُ اِنَّ تَعُوْدُ الْمَثَلَةَ اَبَدًا اِنْ
کُنْتُمْ مُّوْمِنِیْنَ۔

بدتر سے کہ پھر حدیث آیا کہ وہ الظن خان الظن اکذب الحدیث
پھر افلا شققت قلبہ کو نقل فرمایا ہے پھر فراتے ہیں ملائے کلام
فراتے ہیں کہ گو کے کلام میں اگر تناو سے معنی کفر کے نہیں اور ایک تاویل اسلام
کی پیدا ہوا جب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی مشرک اور
کہ حدیث میں آیا ہے:

الاسلام یعلم ولا اسلام غالبہ جتا ہے اور مطلوب نہیں
یعلیٰ۔ کیا ہوتا۔

لَا اَعْلٰی رَاسًا وَلَا اَعْلٰی قَطْعًا وَلَا یَسْتَقِیْ وَلَا یُضِلُّ اَوْ اَنْ یُّضِلَّ مِنْ مَّا نَدْبِنَ عَزَّ وَجَلَّ نَفِیْ نَزَّکَ بِلَا وَجْہِ مَحْضِ

سینہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار کر کے اپنی طرف
سے ایک طعن مردود و معنوج مطرود و اتمال گزار میں اور اپنے لیے عزم غریب
اطلاح حال قلب کا دھوکا کر کے زبردستی وہی ناپاک مراؤ مسلمانوں کے سر
باندھیں قیامت تو دے آئے گی۔

پھر فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمہ اللہ المتعبدین تثنیٰ علیہ والہ دین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابو الحسن
علی بن حمید الکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام
میں استدلال و استقنات کو بہت امارت صریحہ سے ثابت کر کے
ارشاد فرماتے ہیں۔

ليس المراد نسبة النبي صلى الله عليه وسلم الى الخلق و
الامتثال بالافعال فهذا لا يقصد به مسلم قصر في الكلام اليه
وقد عمن باب التلبس في الدين والنسب على عوام الموحدين
پھر ابن حجر کی قدس سرہ کے جوہر منظم کی عبارت نقل فرمائی ہے:

فالتوجه والامتثال به صلى الله عليه وسلم وبغيره ليس
لهم معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد به
بها احد منهم سواء فمن لم يشرح صدره لهذا فيقبل على نفسه
نسال الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله والنبي صلى الله

علیہ کرامات و امارات صفر ۱۳۰۰

تعالیٰ علیہ وسلم ولسلطۃ بنیہ وبنیہ المستغیث فہو یحییٰ مستغاث
ہو والغوث من خلفا وایجاد اولہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مستغاث والغوث منہ سبب اذ کسب انتہی المفضل۔

(س ۲۸) وکھڑا ترجمہ عبارت عربی و بعض عبارات

اب تو ثابت ہو گیا کہ پستے میں موردوں میں جو دونوں حضرات کے کام میں استقلال
بالذات لیا گیا ہے وہ محض احتمال فرمائی بالکل باطل اور لغو ہے ورنہ حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کس سرسبز باغ کے نام کی دونوں عمان صاحب
بیر پر پڑھتے ہیں ان کی طرف کس قدر امور عجمی کی نسبت لازم آنے کی جو اجماعی مذکور ہو
چکے ہیں۔

حان صاحب دیکھ پاتے تھے غلام سنت یوں مستغاث بالذکر کو باوجود استقلال
کے مستقل معنی اور قیاد باعطاء الہی ہونے کے بھی شرک ثبوت کرتے ہیں حضرت مولانا
اسلم صاحب عجم کی عبارت جو آپ نے وجہ اولہ بیان فرمائی ہے:
”پھر خواہ یوں کہے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں
کہے کہ انہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا
ہے برکات س ۲۵ وفضل الخطاب منہ کا مطلب بکرم آیا۔“

کیسے ہم عرض کرتے ہیں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شاہ صاحب
فرماتے ہیں کہ حرام اہل اسلام اہل قیاد کو مستقل جانتے ہیں اگر اس استقلال سے استقلال بالذات
بغیر اعطاء الہی ملا لیا جاوے تب تو آپ اس احتمال کو موعود و موعود اہل اسلام
پر یدگانی و گناہ کیسے اور مسلمانوں کی طرف یہ خیال کرنا قرآن و حدیث کے خلاف بیان

فرما چکے ہیں جو اہل اسلام مراد سے ہی نہیں سکتے تو لا محالہ جس استقلال کو حضرت شیخ و حضرت
شاہ صاحب رحمہما قدس سرہا مسلمانوں کا عقیدہ حرام و منوع و شرک فرماتے ہیں وہ ضرور
استقلال عرضی ہی ہو گا تو اب ان حضرات کے کلام کا مطلب بھی یہی ہو گیا نہ اگر یوں سمجھیں
کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ایسی قدرت بخشی ہے تب بھی شرک ثابت ہوتا ہے جو معنی
آپسان دونوں حضرات کے کلام کے فرمائیں وہی حضرت مولانا امین صاحب شہید کے
کلام کے فرمائیں صاحب یہ تینوں حضرات ایک امر تبرہ میں ہیں یا تو جو تبرہ مظلوم کو ملتا ہے
وہ ان دونوں حضرات کو ملے گا یا جو ان دونوں کو ملتا ہے وہ حضرت شہید کو بھی ملے گا۔

۱۔ ملاحظہ فرمایا حضرت مولانا امین صاحب شہید حرر اش کا کلام کسی قدر زوردار ہے
مگر ہاں قوم درکار ہے اسی طرح آپ حضرات، غوامین خدا نے جو حضرت شہید مظلوم کے اور کلمات
پر اعتراض فرمایا ہے اُس کو بھی سمجھ لیں۔

الحاصل کسی کو بغیر مصلحت الہی قادر بالعدالت، کبریا استعانت و استمداد کرے وہ تو شرک
ہی ہے اب تو دہوی شیخین کفار شاد سے یہ ثابت ہو گیا کہ استقلال عرضی استمداد کر کے
بھی استعانت بالغیر کرے تو بھی حرام اور شرک اور مخالف قسٹ منفی کے ہے تو یہاں شاہ
صاحب اور شیخ صاحب قدس سرہما کی مراد یہ ہے کہ مطلق استعانت عرضی حرام اور
شرک اور مخالف قسٹ منفی ہے تب تو دہوی شیخین پر بھی وہی الزام آئے گا جو حضرت
شہید مظلوم پر بیان کیا ہے اور اگر دہوی شیخین قدس سرہما کے کلام کا مصل استعانت
کی صورت ابد ہے تو یہی مطلب حضرت شہید مظلوم کا بھی ہے۔

جناب عمان صاحب آپ کا کچا دہائی پکا ہو شہید کوئی فرضی ہو گا ہم تو بغض
تعالیٰ ایسی بات عرض کرتے ہیں کہ منصف کو انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے قبول سے چارہ

ہی نہیں ہاں ہدایت مالک کی قدرت میں ہے۔ ہم بفضلہ تعالیٰ چکے منہی سچے غلام سنت
 میں خالص دینی حقیقی بدعتی ہم کو جو چاہیں کہیں کوئی شخص کسی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا
 نمہ کو مذہم کہنا آپ کے نزدیک تو فرض میں اور عمر بھر کی کافی ہے ہم بفضلہ تعالیٰ آپ کے
 ان غلط اعمال سے بھارت سے سمجھ کو نذر لے دیں گے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی اور حضرت شاہ صاحب مجدد العزیز صاحب مقبول کل قدس سرہا کے کلام میں
 جب آپ ہی صاحبوں کے فرماتے اور عبارت منقولہ برکات الاولیاء و کرامات الاولیاء
 کے موافق استقلال بالذات بغیر اعطائے الٰہی مراد لینا احتمال مردود و مسطر و گناہ کبیرہ اہل اسلام
 پر بدگمانی جیتا بہتان ہوا تو اب دونوں حضرات کے موقوفات کا یہ مفاد جہاں کہ وہاں اہل
 اسلام، اہل قبور کو مستقل بالعرض یا عطائے الٰہی اعتقاد کرتے ہیں۔

اگر غیر الٰہ کو مستقل بالعرض سمجھ کر بھی استعانت کرے
 تب بھی شرک و حرام ہے

اور جہاں استعانت غیر الٰہ تعالیٰ میں جس سے استعانت چاہے اُس کے استقلال
 حتمی کا وہم بھی ہو گو تو ہم مشرکین کہہ کر ہوں تو یہ استعانت حرام و منوع و شرک و مخالف
 سنت حتمی ہے اور اہل اسلام کا وہم کیا اعتقاد اہل قبور غیر الٰہ تعالیٰ کے ساتھ استقلال
 حتمی کا تا بعد از یہ استعانت و اعتماد بالانبیاء علی نبینا و علیہم السلام و الاولیاء و اکرام بھی
 شرک و مخالف سنت حتمی کے ہوئی۔



اہل تصوف اور بزرگان دین کی استعانت سے مراد توسل ہے استعانت حقیقی نہیں

اب یہ دعویٰ تو لفظ خدا تعالیٰ کے نزدیک ماحصل ہو چکا کہ استعانت بالانبیاء والاولیاء حق بنیاد
عظیم الشان حسب مشلو حضرت شاہ صاحب دیشیخ علیہ الرحمۃ میں شرک و مخالف است
منفی ہے، ان پر طرقاتی ہے کہ جب استعانت واستمداد مذکور میں شرک و مخالفت
ملت منفی ہے تو حضرت دیشیخ علیہ الرحمۃ اور دوسرے حضرات صوفیائے کرام اُس کے بوز
کے کیسے تامل ہوئے جس کی بنا پر ان اکابر کی تفصیل لازم آتی ہے اور ان حضرات کا دامن
تقدس ایسا نہیں ہے جو اس گرد سے مٹوٹ ہو سکے تو جواب یہ ہے کہ اس مشیہ کا جواب
بھی ہی حضرات دیں گے۔

تصنیف مامصف نیکو کند بیان

اُن کے کلام کا مطلب وہی صحیح جو خود بیان فرما دیں دوسرے سے تو غلطی کا جو
احتمال ہے اللہ تعالیٰ دیشیخ علیہ الرحمۃ پر ہزار بار رحمتیں نازل فرما دے کہ جیسے انہوں نے
استعانت واستمداد کا جواز بڑے شد و مد سے بیان فرمایا تھا۔ اُس کا مطلب بھی خود ہی بیان
فرمایا کہ چنانچہ مراد اور اہل کشف اور اہل تصوف کی استعانت سے یہ ہے خیرا اللہ تعالیٰ
عنا و عن سائر المسلمین و المسلمات خیرا لجنہ۔

استعانت میں فرماتے ہیں،

”چہی خواہند ایشان مستعمل و مکرر کہ این فرقہ مکرر اند آزا انچہ مامی فہم از ان

ایں است کہ اسی شہنشاہ بقدر افاضہ دعا میکند۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ حاجت
 خود را از جناب حضرت و عناد سے و توسل کنند برومانیت۔ ایں زندہ کرم
 مقرب در درگاہ حضرت و مگر یہ دعا و نذر بہ برکت ایں بندہ کہ رحمت کفرہ بوزن
 و اکرام کردہ اور بارہ لطف و کرمی کہ بوسے واری برآوردہ گردان حاجت مرا کہ
 تو معطی و کرمی یا خدا میکند ایں بندہ کرم و مقرب را کہ اسے بندہ الی ولی سے
 شفاعت کن مراد۔ خواہ از خدا کہ بدہ مسئل و مطلوب و مقصود کند حاجت مرا
 پس معطی و مسئل و مصل پروردگار است تعالیٰ و تقدس و نیست ایں بندہ
 در میان مگر وسیلہ و نیست قادر و قائل و متصرف در وجود مگر حق سبحانہ و
 اولیائے خدا قافی و ہائیک اند در فعل الہی و قدرت و سطوت و سے نیست
 ایشان را فعل و قدرت تصرف نہ انہوں کہ در قبور اند نہ در ہنگام کہ زندہ بوزن
 در دنیا و اگر ایں معنی کہ در احادیث استمداد فکر کہ وہ ایم موجب شرک و توجہ
 بما سوائے حق باشد چنانکہ مکرر ہم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب
 دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں منوع نیست بلکہ
 مستحب و مستحسن است بالاتفاق و شائع است در دین۔ کتاب الہیہ

ترجمہ: جو فرقہ کہ استمداد اور امداد کا منکر ہے اُس کی مراد اس سے کیا ہے
 جو کچھ ہم استمداد اور امداد سے سمجھتے ہیں یہ ہے کہ ایک شخص محتاج

ملکہ اس تشبیہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خدا سے نہ احمی البعید مراد نہیں ہے بلکہ قریب کے
 نزدیک پہنچ کر ہمارے

فقیر اللہ دعا کرتا ہے خدا سے اور اپنی حاجت طلب کرتا ہے اس کی جناب
 سے اور سید پکڑتا ہے ساتھ رد مانیت اس بندہ کرم اور مقرب کے
 و گاہ عزت خداوندی میں ادا کرتا ہے کہ اسے خدا اس بندہ کرم اور برگزیدہ
 کی برکت سے کہ جس پر توفیق نے اپنی رحمت نازل فرمائی ہے اور بہ برکت اس
 مطلق اور کرم کے کہ اس برگزیدہ پر نازل فرمایا ہے میری حاجت پوری کر
 کہ تو دینے والا ہے اور کرم ہے اور یا خدا کرتا ہے اس بندہ کرم اور مقرب
 کو کہ اسے بندہ خدا ولی اللہ میری شفاعت کر اور خدا سے التجا کر کہ میرا
 قصد اور میری عرض خدا پوری کرے اور دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا
 اور جس سے حاجت دہائی کی امید کی گئی پروردگار ہے تعالیٰ و تقدس
 اور نہیں ہے یہ بزرگ دریاں اس دعا میں اور اللہ تعالیٰ کے مکر و سحر و سحر
 اور فاعل اور متصرف و جود میں سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں
 اور اولیاء اللہ خدا کے فضل اور اس کی قدرت اور سطوت میں قافی اور ہالک
 میں نہ اُن کو قدرت ہے نہ تصرف نہ اُن کا کوئی فعل و ادب کہ قبروں میں ہیں
 دُاں دقت کہ دنیا میں زندہ تھے اور اگر یہ معنی کہ جو اہل و استہاد میں ہم نے
 ذکر کیے ہیں موجب شرک اور توہم بما سوائے اللہ تعالیٰ ہیں جیسے کہ منکر
 خیال کرتا ہے پس چاہیے کہ توسل و طلب دعا کو صالحین اور دوستان
 خدا سے حالت غیاض میں بھی منع کرے اور یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب و مستحسن
 باتفاق ہے اور شائع ہے دین میں ۷

اس عبارت نے تمام مذاہب کے فرمایا۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت اہل اللہ
 تعالیٰ کو تصرف و قدرت و اختیار باطن میں وہ مثل ہمارے اللہ تعالیٰ نہ ہوگی اور موت کی
 حالت میں ہوتے ہیں پھر جب انہیں قدرت میں آئے تو سوال و استعانت۔ بھی ان سے ضرور
 ہونی مناسب قدرت و تصرف ہی سے استعانت چاہیے نہ اس کے عوارض سے اس بنا پر
 تو حالت حیات میں بھی ان سے کوئی سوال نہ کرنا چاہیے اگر چہ امور عاید ہی ہوں نہ ہوں
 چہ جائیکہ بعد موت کے امور خارجہ عن القدرۃ البشریہ میں بھی استعانت و استمداد
 ہونے لگے۔

اگر تم قیامت تک بھی کہتے کہ حضرت موسیٰؑ نے کرام و حضرت شیخ طیار رحمۃ اللہ علیہ
 استمداد و استعانت سے توسل ہے تو کوئی بھی باور نہ کرنا کرے کہ کیا کیا باعث کہ حضرت
 شیخ طیار رحمۃ اللہ علیہ خود مطلب بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ مراد و مطلوب
 ہی نہیں ہے اگر منکر توسل کو بعد موت کے منع کرتا ہے تو حالت حیات میں بھی طلب و دعا
 مسائل سے اور توسل کو منع کرتے حالانکہ وہ باتفاق جائز ہے اور یہی مطلب حضرت مشاء
 صاحب نے رسالہ فیض عام میں بیان فرمایا ہے جو آئینہ مذکور کا خدا کا شکر ہے کہ
 حضرت طیارؒ نے کرام کا استعانت و غیر کو شکر فرماتا بھی صحیح ثابت ہوا اور حضرت موسیٰؑ نے
 کرام کا مطلب بھی معلوم ہو گیا کہ وہ بھی استعانت و استمداد کو جائز نہیں فرماتے وہ تو شکر
 ہی ہے کیسے جائز ہو سکتا ہے وہ جس کے جواز کے قائل ہیں وہ توسل ہے جس کی حد میں
 حضرت شیخ طیار رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

”ایک میں اہل قہر کو دعا ہے ایک میں دعا میں نہیں اور ہر صورت میں سوال خدا

تعالیٰ ہی سے ہے۔ نہ نہ صابن دعا سے اور یہ توسل ہی مختلف ہے۔“

شیخ طیار رحمۃ فرماتے ہیں اکثر فقہاء اس کو ناجائز کہتے ہیں اور جو جائز
 کہتے ہیں وہ بھی زیارت کے شکیکیت یا قصوص جس توکل میں اہل قبور کو نماز اچھا اور مختلف سے
 توکل بالانبیاء و اہل نبینا و جمیع الشہداء کو شیخ طیار رحمۃ فرماتے ہیں گو بعض اس میں بھی اختلاف
 کرتے ہیں لیکن چکر یہ مسئلہ توکل کا بحث سے خارج ہے۔ لہذا اس وقت اس سے
 بحث نہیں مطلب یہ نکلا کہ حسب تحریر حضرت شاہ صاحب و شیخ طیار رحمۃ استعانت استمداد
 بالغیر یعنی مذکورہ جس میں توکل کیا یقین استعانت و یا اللہ تعالیٰ کا موجود ہے شرک و مخالف
 قسٹ غنی کے ہے اور کوئی بزرگ اور ولی اور اہل شرف اس کے عوازل کا نہ قائل ہو اور خدا
 چاہے قیامت تک ہو اور جس نے استمداد و استعانت بالغیر جائز کہا ہے گو اس کے
 الفاظ کچھ ہی ہوں اس کا مطلب بھی توکل ہی ہے۔ جس میں سوال خدا سے ہوتا ہے اور

ملک حاشیہ مذکورہ بالا میں اس کا ترجمہ بھی دیکھو۔

تھو قول اس کا مطلب بھی توکل ہے مولوی محمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے رسائل خالصین کو
 باوجود طلب اور اشاعت قیمت ادا کرنے کے بھی نہیں دیتے لیکن اتفاق سے خان صاحب
 کا رسالہ حیات الموات ہم کو مل گیا اس میں خان صاحب نے حضرت شیخ طیار رحمۃ کی
 کی عبارت مذکورہ اشاعت العلماء نقلی کر کے عربی شریعت کی عبارت نقل فرمائی۔ پھر جذب القلوب
 کی اسی طرح جذب القلوب شریف میں توکل و استمداد و استعانت بالغیر مذکور بیان کر کے فرمایا:
 ”وہو نفی قطعی دوسرے عبارت یہ صفت بلکہ نفی پر منع آن کا کافی ست“

(ص ۹۴)

پھر شیخ الاسلام کا حکم کشف الغطاء سے نقل فرماتے ہیں:

معنی اور مسئول اور مامول خدا ہے نہ غیر خدا اور استعانت و استمداد میں میں ترید و تردد کا اختلاف ہے وہ کسی بزرگ و ولی کی مراد نہیں۔ گو حفظ استمداد و استعانت کا ہی کیوں ہو۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۵۳) احکام استمداد و استعانت کے لیے گمراہی کا اول امر مکرر شہود تعلق روح پر بلن بابا لکھتے ہیں کہ غلاف منصوص است و بدین تقدیر زیارت و تعلق بقبور ہمہ انو و لے صغیر و درویش ہرے و غیر است کہ تمارا فبارہ از زوال دین غلاف است و نیست صورت استمداد و اگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت نور از جناب عزت الہی تو مل و دمانیت بندہ مقرب یا ندا کعدان بندہ یا کہ سے بندہ و ولی سے شفاعت کی مراد۔ خواہ از خدا تعالیٰ و طلب مراد و سے پست شائبہ شک نیست۔ چنانکہ مکرر ہم کردہ۔ ہالا التماسیات الموات ص ۴۲ :

غافل صاحب کے طرز پر۔ چار عبارتیں اشعر العبادت و شریعت عربی و جذب القلوب کشف الغطا کی اس پر متفق ہیں کہ استمداد و استعانت کے لیے کچھ معنی بھی نہیں بجز اس کے کہ کوئی محتاج اپنی حاجت خدا سے وسیلہ اولیا و طلب کرے۔ یا اولیاء سے خدا کے دربار میں شفاعت چاہے اور جو صورت استمداد و استعانت بالذکر کا ہے وہ کسی کی مراد ہی نہیں کیونکہ چاروں جگہ صبر کر کے فرماتے ہیں کہ استمداد و استعانت کے بجز اس کے اور کچھ معنی ہی نہیں۔ پھر اس کے موافق کوئی اور شخص بیان کرے گا تو وہ معنی ہرگز مقبول نہ ہوں گے تو پہلی عرض حاجت ہو گئی کہ دنیا میں کسی معتبر اور مستند بزرگ عالم کے کلام سے ہرگز استعانت و استمداد کی صورت متنازعہ نہیں کا جواز نہیں نکلتا ان کی مراد یہی تو مل کی دو صورتیں بالہی اور اس کی نے اپنے کلام میں اس معنی کو صاف قبول کر مصر کے ساتھ بیان فرمایا

اور اگر مراد استعانت واستمداد معنی ہے تو اس بزرگ سے کسی دوسرے بزرگ کے
کلام کے کچھ میں مغلطی ہوئی ہے اور استمداد واستعانت کے لفظ سے اس نے دہوکا

دیا۔ عاصیہ صفحہ ۵۷: کسی نے بنا بر شریعت ذکر نہ فرمایا اور شریعت میں کو قرینہ تعیین مراد کا بنا دیا
لیکہ جب کوئی مسلمان میں استعانت واستمداد کے جواز کا قائل نہ تھا تو پھر یہ معنی مراد
ہی لکھتے ہو سکتے تھے۔ یہ ان حضرات کو کیا معلوم تھا کہ ایسے لوگ میں پیدا ہوں گے جو اس
شرک اور ملامت فعل کو میں ایمان و دین بنا کر یہ معنی مراد لیں گے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی
شخص تعظیم و تکریم کے معنی عبادت کے لئے کہہ کہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
داوید و عیسیٰ کی عبادت کرنی فرض ہے اور تمام آیات و احادیث و اقوال علماء عظام ہم
تعظیم و تکریم انبیاء و اولیاء علیہم السلام پر دلائل میں نقل کرنے لگے اور ان سے استدلال پکڑنے
لگے تو جواب میں دیا جائے گا کہ تعظیم و تکریم کے معنی عبادت کے ہرگز نہیں دنیا میں کسی مسلمان
کی یہ مراد ہو نہیں سکتی۔ اگر یہ حضرات اپنے کلام کی مراد میں غلطی نہ فرماتے تب بھی یہی معنی
متعین تھے مگر انہیں سے ہرگز ہرگز امید نہ تھی کہ اس سید میں اور نئی بات کو قبول فرماتے
مگر اب کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات خود ہی تسمیہ فرما گئے کہ سو اس کے کچھ استدلال کے
معنی ہو چکی نہیں سکتے اور نہ اس کے سوا کوئی صورت ہے۔ تو اب ہر بزرگ کے کلام میں
جہاں میں جواز استمداد واستعانت کا لفظ ہو گا یہی تو اس مراد ہو گا نہ غیر متفکر و تدبیر و کن
من عشا کرین۔ اس تحقیق و تحقیق بالا سے جہاں میں ایک علیہم السلام سے ہر وجہ تعریف ثابت
ہونے کے استعانت واستمداد کا عدم جواز بیان کیا ہے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بعض متفکر
نے جو استدلال استمداد کو مستند سماعت مانتے و تعریفات اسماء کی فرغ کر دیا ہے

لکھایا ہے۔ اصل میں جو لفظ استعداد و استعانت کا تھا اس سے حقیقی استعداد و استعانت سمجھ لی۔ یا مراد صورت ثانیہ ہے جو کرامت یا اعجاز کا فرد ہے اور ایک وحی ہست ہے جو

ایضاً ماضیہ صفحہ ۵۵، صحیح نہیں۔ کیونکہ ان صاحبوں کا یہ خیال ہے کہ جب موقی کو روحی سماعت ثابت اور ارواح اولیاء و انبیاء عظیم الشان کو موت کے بعد قدرت و تصرف روحی اور زیادہ ہو جاتا ہے تو اب ان سے سوال ہوا استعداد کیوں مضبوط ہو۔ حالانکہ اگر بالفرض یہ سب کچھ تسلیم ہی کر لیا جائے کہ ان کی روح بلا واسطہ کان کے منتقلی بھی ہے اور ان کو قدرت و تصرف روحی بھی ہے اور دنیا میں ذات دن جو کچھ بھی ہوتا ہے وہی خدا و قدرت سے کر تے ہیں اور فرشتوں سے بھی زیادہ ان کو قدرت و تصرف روحی ہے۔ تب بھی اعجاز استعداد ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فرشتوں سے جب سوال ہوا استعداد ان امور میں جو ان کے متعلق ہیں جائز اور ثابت نہیں۔ تو اموات سے استعداد و استعانت کیسے جائز ہو سکتی ہے حالانکہ یہاں تو سماعت بھی مختلف فیہ اور کسی کام کا تصرف دائمی بھی ثابت نہیں۔ اور یہ کہ کس کے متعلق کون سا کام ہے اور کس کے کون سا۔ تاکہ میں کہہ دوں متعلق ہے کسی کا اس سے سوال کیا جائے تو یہ کس طرح ثابت ہو گا کہ وہی وحی کو جبراً امور کا اختیار ہے۔ ملا علی قاری یہ سماعت روحی و تصرف روحی کیا گفتار و شیطانی و جنات و ارواح عجیبہ کو ثابت نہیں گوشتین سے کم اور ان کا ملائی اور ان کو ادنیٰ اور چھوٹی باتوں کا ہو تو کیا کوئی مسلمان ان سے بھی استعداد و استعانت کے بواز کا قائل ہو جائے گا۔ لہذا یہ مسئلہ سماعت موقی و تصرف روحی کی ہرگز فرع نہیں ہو سکتا۔ اس کے یہ ثبوت مستقل کی ضرورت ہے جو محذوین استعداد سے خدا چاہا ہے ناممکن ہے۔ اور چونکہ سماعت موقی بموت سے خارج ہے اس

شرائط قصور کے ساتھ قصور ہے جس کا حکم مہر ہو سکتا۔
 توضیح مرام یہ ہے کہ حضرت شیخ طیار رحمۃ اللہ علیہ حضرات میں ہیں کہ جو استدلال انتفاع
 بالاولیاء والانیاء علی بنیاد طہیم اسلام کو نہایت زور سے ثابت فرماتے ہیں اور مجتہدین بھی
 اُن کے کلام کو نہایت زبردست اور قوی دلیل سمجھ کر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اشعۃ الطلعات
 ماہد یارست فقہور میں فرماتے ہیں:

اما استدلال بالقبور غیر صحیح صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علی بنیاد طہیم
 السلام مکرر شدہ آراء سیدے فقہاء الخ۔
 پھر فرماتے ہیں:

۱۔ وثبات کردہ اندام مشائخ صوفیہ کرام و بعض فقہاء رحمۃ اللہ علیہم وایں
 امر محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمال از نشان تا انکھ سیدارے را فیوض و
 فتوح ارواح رسیدہ الخ۔

اور باب الہدای میں فرماتے ہیں:

۲۔ اما استدلال بالقبور مکرر شدہ انداء نزد بعض فقہاء اگر انکار از حیث
 آنست کہ سراج و حرمیت ایشانرا ۱۰
 پھر فرماتے ہیں:

۳۔ و انچہ مردی و عیسیٰ مست از مشائخ الی کشف در استدلال از ارواح کل و

دبیرہ ہاشیہ صفحہ ۵۵ وجہ سے اُس کی تحقیق کو اُس کے موقع سے طلب کیا جا رہا ہے یہ اس کا
 موقع نہیں ۱۲ منہ

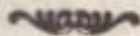
استغفارہ انراں غارج از عصر است و مذکور است و اشغال ایشان خوشتر است
 میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا فرکہ کنم و شاید کہ سکر و متعصب را بود نکند
 کلمات ایشان عافانائند منی ذلک۔ سخن دریں باب از بہر علم و شریعت است
 آنکہ مروی و مسنون و زیارت سلام بر موصی و استغفار مر ایشان را و
 قرأت قرآن است لیکن دریں بابی انرا استدلال نیست پس زیارت برائے
 اندوہ موصی را استدلال از ایشان ہر دو باشد بر تفاوت حال ظاہر و مزبور
 پھر فرماتے ہیں:

و کلام دریں مقام سید الطائب و طویل کشید بر زعم منکران کہ و مقرب ہیں
 ان فرق پیدا شدہ کہ منکران استدلال و استعانت را از اولیائے خدا کہ نقل کر
 شدہ انداز وارقائی الہم

پھر فرماتے ہیں:

و عمر با ست کہ تحقیق و تفصیل این مسئلہ مختصراً بطریق و الا ان تو فریق
 الہی بدان مساعدت کرد و الحمد للہ

ظاہر ہے کہ شیخ میرا رحمۃ نے بر رسول کی امید کو پورا فرمایا ہے اور بہت زور شور
 سے استدلال بالاولیاء و الانبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو ثابت فرمایا ہے کہ غالباً ان سے
 زیادہ اور کسی نے بیان فرمایا ہوگا۔



شیخ علیہ الرحمۃ ویدیک صوفیائے کرام نے جہاں کہیں
استعانت بالغیر کو جائز کہا ہے اس سے مراد
توسل ہے۔

گوہب استعانت واستمداد کے معنی بیان فرمائے تو معلوم ہو گیا کہ ان کو استعمال اور
استعانت متکلم فیہ سے تعلق ہی نہیں وہ توسل میں اعتقاد بیان فرما کر توسل کے جواز کو بیان
فرماتے ہیں جس میں حوالہ دعا ہی سے ہوتا ہے یہ صورت ہوا جنہوں مختلف فیہا ہے اس سے
کچھ بھی سخت نہیں اسی طرح اگر کسی دوسرے بزرگ نے بھی استعمال و استعانت کو جائز
فرمایا ہے تو اس کی مراد بھی یہی توسل ہے جس کو اکثر فقہائے کرام منع فرماتے ہیں اور بعض
جائز یا مراد وہ صورت ہے جس کو تیسرے احتمال میں بیان کیا ہے جو کرامت و اجازت کا فائدہ
ہے اور خاص و نکت خاص شرائط خاص متعین کے ساتھ مخصوص ہے اگر کسی بزرگ
کے کلام میں تاویل کی گنجائش نہ ہو اور استدلال حقیقی مراد ہو تو تب ہی مراد توسل ہی یعنی
پہا بیٹے کیونکہ شیخ علیہ الرحمۃ اپنی مراد خود بیان نہ فرماتے تو کوئی قرینہ توسل کے لینے کا
نہ تھا مگر او شیخ علیہ الرحمۃ کی توسل ہی تھی اسی طرح دوسرے حضرات کے کلام کا مجددی
عمل صحیح ہوتا پہا بیٹے کیونکہ جب ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ استدلال و استعانت کو بلا قرینہ
مندانہ دلیل کہ بھی توسل ہی مراد لیتے ہیں تو اب آنحضرت کے کلام میں اس معنی کے مراد
ہونے میں کیا تاویل رہا۔ استعانت سے توسل کا مراد ہونا گویا ان کے نزدیک متعارف

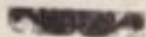
ہے کہ قرینہ کا بھی محتاج نہیں۔

گو کسی بزرگ کے کلام میں بغرض محال یا کسی کی تصریح بجز اول سے کہ استدعا و استعانت
مختلف فیما جائز ہے تو اس بزرگ سے ضرور کسی دوسرے بزرگ کے کلام کے سمجھنے
میں غلطی واقع ہوتی ہے چونکہ اصل کلام میں الفاظ استدعا و استعانت کا تقاضا کوئی قرینہ
ظاہرہ صارفہ تو اس کی مراد پر نہ تھا تو انہوں نے استدعا و عقیق سمجھ لی یہ حقیقت میں
کجی کی غلطی ہے اور اصطلاح سے ناواقفیت ورنہ کوئی بزرگ سلف سے اس استدعا
و استعانت کا کافی نہیں جس کو زیادہ اہل زمانہ بتاؤں گے میں جس کا شرک و کفر اور ناجائز ہونا
والا اہل قطعہ سے ثابت ہے۔

اس منکر کمر نہایت جامع و مانع تو ضیح کے بعد حریہ تو ضیح کی مراد نہیں ہے مگر میں
محضات نے جواز استدعا و استعانت بالغیر میں مسائل تحریر فرمائے ہیں ان کی نسبت
میں لپہ بالا مجال بحث نفع سے غلط نہیں معلوم ہوتی اس وجہ سے عرض ہے کہ اس وقت
ہمارے زیر نظر تین خواتین صاحبوں کے رسائل اس بحث میں ہیں ایک تو مولوی احمد رضا
تہاں صاحب بریلوی کا رسالہ برکات الہا و الہا و الہا استدعا۔

دوسرا کرامات اعداد اللہ فی الاستدعا و من اولیاء اللہ۔ مولانا مولوی کریمت اللہ خان
صاحب دہلوی جن کا سوال آیا تھا۔

تیسرا فصل الخطاب جس میں مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہ جہان پوری نے اہل حق
کو دہائی اور پتھے استغاثہ کئی غیر متعلقہ بنائے کہ کوشش فرمائی ہے۔



خلاصہ استدلالات مجوزین استعانت بالغیر

ان چار صورتوں کے استدلالات کا خلاصہ ایک ہی ہے شاید کچھ خیال غلط ہی ہو اختلاف ہے ورنہ اصل استدلال میں فرق نہیں حاصل کلام غرضین شفا کا یہ ہے کہ استعانت اور استدعا بالغیر یا غیر کو مستحق بالذات جہاں کہ ہے تو یہ مسلم حرم اور شرف ہے اور یا غیر کو قدرت اعطاء تسلیم کرنے کے بعد استدعا و استعانت کو شرک اور حرام اور منع کہنا یا ہے تو یہ قرآن سے حدیث سے اقوال و افعال بزرگان سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر و باغی غیر مقلد گستاخ و بدادب ہے نصیب خدا کے کریم و مومن صلی اللہ علیہ وسلم و بعد اولیائے کرام و کاملہ مومنین و مومنات کو کافر و شرک کہہ کر خود ہی گمراہ بنے دین کا فرود پاتا ہے۔

مگر ظاہر ہے کہ جب اصل سمجھ ہی گور یا گیا اور جو دو احتمال متفق علیہا تھے اسی پر اتصاف یا تو اب دلائل کی تعداد بیکراں سے کم کیسے رہ سکتی اور قرآن و حدیث و آثار صحابہ و اقوال سلف صالح کیسے مد نہ ہوں گے۔ اور ہر شخص ایک رسالہ کیوں نہ کہ دوسے کا اور منکر کو کافر و شرک کیوں نہ کہا جائے گا لیکن دیکھتا تو یہ ہے کہ انصاف و ایمان کون مناسب حکم اٹھاتے ہیں اور میں تو سادہ و سادہ تو درکنار ایک ہی آیت شریفہ یا حدیث صحیحہ یا قول سلف پیش کرتے ہیں۔ بہانے و دھوکے ہم نے چار صورتیں استدعا و استعانت بالغیر کی پہلے عرض کر کے جو حق صورت کو فقط متنازع فیہا ظاہر کیا ہے اس کے جواز کی دلیل انشراح تعالیٰ آسمان زمین میں کیسے ہی نہ ملے گی چنانچہ خدا چاہے اسی ظاہر ہو جائے گا واللہ تعالیٰ ہواستعان و میر الشکاک۔

چونکہ ان تمام رسائل میں خالق صاحب بریلوی کا رسالہ پہلا ہے اور بقیہ رسائل کا بھی

گویا دینا ہند ہے اس وجہ سے زیادہ بحث اُسی سے ہوگی جو کسی دوسرے رسالے میں
خاص ہے اس بار بھی لے لیا جائے گا۔

جناب خان صاحب۔ فیہ برکات۔ الامداد کے صفحہ ۱۷۱ پر پچیس کتب میں ملانے
سلف کی اور حین مولوی فضل الرحمن صاحب بدایہ کی اور ایک رسالہ فیوض ریحان القدوس
اور چتر رسالے اپنے گناہے ہیں جن میں استمداد اور استعانت، باغیر کا جواز ثابت کیا
گیا ہے غرض ۱۵ کتبوں کی نسبت یہ دو مؤلف فرمایا ہے کہ ان میں یہ مسئلہ مذکور نہایت
زور شور سے ثابت کیا گیا ہے۔

آیات متقولہ مجوزین مثبت مدعیین

مگر انہوں نے کہ خان صاحب کی تصانیف سے اس وقت یہ دو رسالے برکات
الامداد اور اتھار الا نوار موجود ہیں انہیں کے دلائل سے ہم بحث کرتے ہیں اور گو ہم کہنا
صاحب کی نقل کردہ عبارت کا اسناد اقرار نہیں ہے مگر اس وقت انہیں کے نقل کردہ
پر بحث کریں گے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مورد نزاع ضرور غلط لکھا جائے یعنی ہمارا اختلاف
فقط صورت، رابعہ میں ہے جو دلیل اس کو مثبت ہوگی اس کا جواب تو جاب سے ذمہ ہوگا ورنہ
پہلے بالسر اس طرح عرض کر چکے ہیں کہ صورت ثانیہ اور ثالثہ کے جواز کے ہم خود ہی قائل ہیں اور
توسل حسب تفسیر شیخ علیہ الرحمۃ بہت سے خارج ہے:

اور یہ خدا چاہے عقوبت ظاہر ہوگا کہ مخالفین نے ہر کچھ ہی ارشاد
فرمایا ہے وہ فقط صورت ثانیہ اور ثالثہ کے جواز تک محدود ہے یا توسل

اُن کا مقصود صورت راہدہ کا لیس ذکر نہیں تو اب شہیقین استمداد نے ثابت
کیا فرمایا جس کا جواب چار سے دہم ہو۔
پناتیم لا منظر ہوا آیات ۱

۱۔ واستعینوا بالصبر والصلوة۔

اور

۲۔ وتعاذوا علی البر والتقویٰ۔ برکات دس

اور

۳۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الی انوار ۱۰

اور

۴۔ وان استنصر وکوفی الدین فلیکون النصر۔

اور

۵۔ لتؤمنن بہ واتنصرنہ

اور

۶۔ والذین اودوا وفضلوا لولیکم المؤمنون حقاً۔

اور

۷۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار للہ کما قال جبریل

للعزیز الخ کد امات ۱۵ و ۲۲ و ۲۵

تاخرین لا منظر فرامیں کہ ان آیات سے اور مقصود سے کیا تعلق اولیٰ مرید سید ہے

۱۔ میں نصرا ماست امور مایہ میں ملے۔ یہ جو صورت ثمانیہ کا فرد ہے یا

وسیلہ مراد ہے۔ اس کو کسی نے کب منع کیا ہے چونکہ مطلق استعانت کے عدم جواز کا
معنی فرضی اور خلاف واقعہ احتمال سے لیا ہے۔ اس واسطے جہاں کہیں حوں نصرہ کا لفظ
دیکھا مکھ دیا گیا صبر و صلوٰۃ بھی کوئی ملتا صاحب تصرف ہیں جن سے خواہجیوں کو مل گیا جاتا
ہے کہ اسے صبر و صلوٰۃ چار اعلان کام اپنے خدا داد قدرت کا طرے سے کر دو مطلب یہ ہے
کہ تم صبر کرو نماز پڑھو اور امور عاویہ جو طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہیں اور دنیا کا کارنا
بھی اسباب کے ساتھ مربوط ہے اس میں کب بحث قبیحہ بقیہ آیات تمہیں فرمائی ہیں قرآن
شریف سب حق مگر یہ نہیں کہ جس دعا کو ثابت کرنا چاہو اُس کے۔ یہ کوئی آیت پڑھو۔
ناظرین اور اہل حق نے قرآن شریف کے استدلال کو تو ملاحظہ فرمایا اب احادیث کو بھی ملاحظہ
فرمایا یا ہوتے۔

جناب خاں صاحب نے اس رسالہ میں ۲۲ احادیث پر اکتفا فرمایا ہے مگر ایک سال
کی نسبت یہ ارشاد ہے کہ تین سو ساڑھے آیتوں حدیثوں سے اپنا مدعا ثابت فرمایا ہے۔

۱۔ استعینوا بالقدوة والبر والحق والوفا۔

۲۔ استعینوا بطعام الرحمن الخ۔

۳۔ استعینوا علی المسام بالحق الخ۔

۴۔ استعینوا علی انجام الخواتم بالکتمان۔

۵۔ انما الاستعین بمشرك۔

۶۔ اعتماد علی قوم فایده النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

معرفت پر کیا دلائل و براہین کا ذکر کیا ہے

۷۔ قال فاعطى على الفضل بكثرة السجود

۸۔ اطلبوا الخير عند حسان الوجوه۔

۹۔ اطلبوا الفضل عند الزعماء من ائمتنا

یہاں تک خان صاحب نے اس کا جواب دیا کہ یہ اور ایک حدیث جو متعدد طرق
یا تبخیر الفاظ منقول ہوئی ہے۔ اصطلاح محدثین کے موافق اس کو مستقل قرار دے کر عثمان
تک پہنچے ہیں اور آخر میں فرماتے ہیں:

یارب اگر استعانت اور کس چیز کا نام ہے اس سے بڑھ کر اور کیا صورت

استعانت ہوگی!

جناب والا ارشاد عالی بالکل صحیح ہے یہ تمام صورتیں استعانت اور استمداد کی ہیں
کبھی کو مدد طلب کی جائے گی کہ کمال ادب عرض یہ ہے کہ کیا یہی صورت مستعار ضروری ہے
اسی کو حرام اور ممنوع کہا گیا ہے یہ استعانت تو صورت ثانیہ کا فرد ہے۔ امور عادیہ جن پر
دنیا کا کاروبار موقوف ہے جس میں کسی کا فکر کو بھی تو ہم استقلال مستعان پر کا نہیں ہے اس
استعانت کو کس نے اور کب منع اور حرام و شرک کہا ہے اس طرح سے تو آپ نے
صبح سے شام تک جو ہزار ہا چیزیں کوئی ایک دوسرے سے مانگتا ہے۔ انہیں کو گناہ دیا
ہو یا امارت کی نقل کی ہو ضرورت نہ ہوتی اور پہلے کی چار صدیوں میں تو اس مراد سے جو مراد
سے ضارح ہے۔

مولوی محمد امجد علی صاحب نے اپنی امارت پر ایک حدیث واقعہ لکھائی
فی عنوان العبد امام العبدی عون الخیر کرامات کے ص ۱۸ پر زیادہ تحریر فرمائی ہے بقیہ امارت
مشترک ہیں۔

اس حدیث میں بھی وہی استعانت اسباب مادیر کی ذکر فرمائی ہے کہ جو عالم اسباب میں مہدبات کا تعلق اپنے اسباب سے ہے اس میں یہ کہاں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اختیار تمام امور کلید و جزئیہ کا دے کر کائنات عالم کے نظام ظاہری اور باطنی کی باگ ڈور کسی کے یہ قدرت میں دے دی ہے اب انہی سے عمن و مدد چاہا کر دے۔ اس مضمون کی کوئی حدیث دستیاب ہو تو پیش فرمائیے۔
دوسری حدیث اور عثمان ماسب کے ماسب سے ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کا عدد اس حدیث سے تعبیر الفاظ پورا ہوتا ہے ۱

«انما ضل احدکم شیئاً وادعونا و ہر بار حق لیس بہ انیس عین قل یا عباد اللہ
ایمنونی یا عباد اللہ ایمنونی یا عباد اللہ ایمنونی قال اللہ عباد اللہ ایمنونی و فی روایت
ایمنونی یا عباد اللہ»

اور ایک اور روایت میں عین ناد و اسمو رکات میں ۱۵۔

یہ حدیث منقولہ ان دلائل قریہ کے ہے جس کو مشیقین استدلال و ندائے غائب بعید میں بھی نہایت زبردست حجت مبالغہ فرماتے ہیں ہم نے جو کہ کسی حدیث کے رجال میں بحث نہیں کی لہذا اس کے بھی معنی ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان امل حدیث سے مخالفین ہمارے نزدیک کچھ بھی نفع نہیں اٹھا سکتے۔

حدیث ۱۱ علینوایا عباد اللہ کا صحیح مطلب

عمامے غائب بعید میں یہ حدیث گویا بالکل مرسل ہے مگر ادنیٰ حال سے واضح

ہے کہ یہ دعائی اس سے ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث سے یہ تو ثابت نہیں ہوا کہ
عباد اللہ کمال میں اس کے قریب ہیں یا بعید ہیں ان یہ ان کو نہیں دیکھتا مگر ظاہر ہے کہ حکم
کا نہ دیکھنا غلط کے قریب و بعد یا سماج و عدم سماج کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بات ہمارے
بحث میں داخل نہیں۔

بالرہبہ ثابت کرتا ہے کہ اس سے مستند استدلال کی صورت متنازعہ نہیں ثابت
نہیں ہو سکتا۔

اول تو یہ معلوم نہیں کہ وہ عباد اللہ کون ہیں یا بال ہیں یا طائر یا جن۔ گو ظاہر قادی روضہ اللہ
حیرتے قول کو نظر رکھا ہے دوسرے اصل بات جو کام کی ہے وہ یہ ہے کہ امانت کے
معنی کیا ہیں کیا وہ امانت بطریق شفاعت و دعا ہے یا خداوند عالم نے ان کو اس
امر کے لئے خاص مقرر کر کے ان کو جانور و غیرہ کے روکنے اور لانے پر مقرر
فرمایا ہے۔

اگر یہ سب ہے کہ اس عباد اللہ آپ دعا سے دعا فرمائیں کہ میری چیز گم شدہ ل جائے
اور یہ دعائی امانت ہے تب تو یہ توں ہوا جس کو ہم بھی جاننے کہتے ہیں اس کو استدلال
متنازعہ کرتا ہے کیا نوحی یہاں تو سوال ہی عباد اللہ سے ہونا چاہیے اور میں حاجت دعا میں
دکڑ سیر اور شفاعت اور دعا کرنے والے۔

اور اگر یہ سب ہے کہ ان عباد اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی قدرت دی ہے کہ
جس کی جو چیز گم ہو جائے یا جانور بھاگ جائے تو وہ اس کو پکڑ کر جس کو چاہیں لاویں

مطلوبہ یعنی استعانت یا ایسے اعمال میں غیر سے ہونا چاہیے اور حاجت دعا میں غیر کی قدرت معنی نوحی

جس کو چاہیں نہ لادیں اور لوگ ایک خاص جگہ میں وہیں سے قوم دنیا کے مسافروں کی
آٹاریں کھینچتے ہیں حاجت روائی فرماتے ہیں تو اس کا جواب ہم جب عرض کریں گے جس
وقت آپ صاحب اس کو ثابت فرمائیں گے فقط آپ کے فرمانے سے دعویٰ
ثابت نہیں ہوتا۔

اور اگر اس کو بھی تسلیم کر لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کام کے لیے مقرر فرمایا ہے
اور قدرت تبارہ بھی رحمت فرمائی ہے اور یہ ان کا فرض منصبی بھی ہے تو پھر حدیث کے
یہ الفاظ کہ وہ شخص جنگل میں ہو جہاں کوئی ایسے ہی نہیں ارض فلات میں ہو وہاں جانور گم ہو
جائے یا کوئی چیز تب عباد اللہ سے اعانت چاہے ان تمام قیود کے بعد کوئی صاحب
فراویں کہ اس حدیث کا یہ مدعا کب ہے کہ جنگل یا گھر میں اور جنگل میں ہی تمام حوائج عباد اللہ
سے عیب کر سہ کس عبادت کا مفاد ہے۔

اور اگر بغرض محال اس کو بھی تسلیم کر لیں تو پھر کسی خاص شخص کا نام لے کر استعانت
چاہنی کراسے کا وہ شہید تم یہ کر دو اور وہ کر دو کون ثابت کرے گا۔

اور اگر اس منتق کو بھی مان لیں تو پھر جہاں عباد اللہ عظیم الصلوٰۃ والتسلیم وادبیائے کرام دنیا
ومیتا سے استدراست عانت ہر امر میں جائزہ کس قیاس کا نتیجہ ہے جس کو جناب مولوی
رواست علی نان صاحب فرماتے ہیں کہ منطق درہنہ سے لوگ وہاں ہو جاتے ہیں۔

حضرت گوہر کو آپ سے بغضو تعالیٰ کم منطق در آتی ہو مگر منطق کے دانے کا ہم کو

نعم بھی نہیں ہے منطق سے جو نتیجہ ہے وہ بغضو تعالیٰ و لطیف اتباع سنت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نلام سنت کو حاصل ہے۔ آپ اس حدیث سے قیاس بنا کر یہ نتیجہ نکال

تھیں حدیث سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص فلاں خاص حالت میں فلاں شخص سے ملاقات طلب کہے اور نتیجہ یہ نکالے کہ فلاں

لمنہر حالت میں ہر لفظ سے جس شخص سے پاس استمانت کرے تب ہم بھی شکل مبارک کے تناظر پر کچھ عرض کر کے منقطع کو بھی دعا چاہیے دکھاویں گے ان سب کے علاوہ بچے تکلف بات یہ ہے کہ جب قواعد شریعہ سے دعا غائب تا جائز ہے اور اس حدیث میں وارد ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ حکم مخالف قیاس اور نص پر مقصر رہتا ہے اس لیے دوسرے موقع میں لکھیے گا کہ جائز نہ کہا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ گونا گویں ہمارے نزدیک غائب ہے لیکن اجازت منصوصہ باوجود نہی میں غلبہ لائق ترین ہے اس کا کوزہ نص میں سنائی دیا ہے کہ موسیٰ دہریشا کو کچھ خاصہ بھی یا اور کوئی غنویٰ سونپ کر دوسرے مقام پر منٹولی نہ موسیٰ ہے نہ اس کا قرب ثابت بالیقین اس لیے وہ بلا بھالہ نا جائز رہے گی۔ قیاس استدلال پر اجمالی نظر ہے الہامی خود فراموش گئے تو منقطع سمجھ میں آجائے گا کہ صورتِ ابد متنازعہ نہیں اس حدیث کو کچھ بھی سروکار نہیں جس حدیث میں اس حدیث کے خلاف موجود ہوں اس سے دعا کا ثابت فرمائیں اس طرح تصور ہے ہاں نصوں جب مدنی کے امتناع شرعی پر مبنی قطع یا حکم ازکم مسلمہ فریق مخالف تمام ہوں۔

نیرہ کی حدیث سے بعد بھی کعب سلی کی جس میں فرماں صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا۔ - سنئے

فَاعطيتك قال فقلت أَمَا لَكَ عَلِيٌّ فطقت في الجنة قال أو غير ذلك
قلت هو ذلك قال فاعطى علي نفسك بكثرة السجود۔

اس حدیث کے بعد زمان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۔ جس سے غلام کچھ حضور پر قسم کی حاجت رفع فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب راہیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقييد و بلا تفصيل فرمایا

ہلک کیا لگتا ہے ؟

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہما نقوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں :

« اذا طلاق سوال کر فرمودی تنوہ تخصیص نکرو یہ مطلوب ہے خاص معلوم مشہور کہ
کار ہر بدست است کلاست دوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و ہر کرا خواہد
باذن پروردگار خود و بدقان من بود کہ الدنیا و منزها من ملوک علم الطوح و اعلم :
علامہ علی قاری میر رحمتہ الیہا بر قرات میں فرماتے ہیں :

« یونہی من اطلاق صلی اللہ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ ملکہ من اطلاق
کل ما اراد من نزلان الحق »

پھر بعد ترجمہ کے فرماتے ہیں :

« و ذکرین سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقتدار علی البغیۃ
یعنی منہما اشارہ من اشارہ »

پھر بعد ترجمہ کے فرماتے ہیں :

« ام اہل سیدی ابن جبر کی قدس سرہما ملکی »

پھر بعد ترجمہ کے فرماتے ہیں :

« انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ اللہ الذی جعل نزلان کر و مطلقہ لغیرہ
طریق یدیر و تحت راوہ صلی منہما من اشارہ و منع من اشارہ »

(برکات الامداد ص ۱۱۸)

اس حدیث سے قریرہ مانا چاہا ہے قیامت تک بھی ماضی نہیں ہو سکتا جس کو

نحال بریلوی اور دہلوی صاحبان ثابت فرماتا ہے جسے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات
کا انکار نہیں اس میں تو آپ کا کوئی بھی شریک نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ نہ خدا ہیں نہ
نصائی صفات مختصہ سے مستفاد نہ مجبوری قویوں کے قانع نہ اس سے خوش نہ
اس پر مومنین ماضی آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) کلمات صحیح ثابت کیا کم ہیں۔

یہ عید ابن کعب اسلمی کو آپ کا ارشاد ایک دقتی بات تھی جس طرح سلاطین زمانہ یا امراء
وقت اپنے مدام سے خوش ہو کر فرماتے ہیں:

کہ انگ کیا مانگتا ہے تو ہر شخص جانتا ہے کہ مقصود حکم کا یہی ہوتا ہے
کہ جو چیز ہماری قدرت میں ہے اور ہم تم کو دے بھی سکتے ہیں اور تیرے
حل کے مناسب بھی ہے وہ مانگ ہم دیں گے یا مانہ ہی مقصود ہو کر
قید مزدور غلام ہوگی کہ جو ہماری قدرت میں ہے اور جس کو ہم دے سکتے ہیں
وہ مانگ۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ذکر ہے یہ تو معمولی بات ہے دنیا کے بادشاہ بھی جب
ایسا کرتے ہیں اور یہی محاورہ ہے تو آپ کے ارشاد عالمی کا بھی ضرور ہی مطلب ہونا چاہیے
کہ جو چیز ہماری قدرت میں ہے اور جس کو ہم دے سکتے ہیں ہم سے مانگو۔ اور یہ شفاعت
اور مانگنے مقبول ہے یعنی جو چاہو مانگو اس کے لیے ہم عافیاں گے وہ مقبول ہوگی
اور تمہارے مقصود کو ہم دیں گے۔ تو اب اس حدیث کا ماحول بھی وسیلہ ہوا نہ استدلال
یعنی انہوں نے جنت کی مراعت کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اس کام کے معمول میں
تم ہمارے مدد کو کرنا زیادہ پر محو لفظ بھی اس معنی کا مؤید ہے ورنہ اگر آپ کو اختیار
ہم ہوتا اور کوئی حالت منتظر باقی نہ ہوتی تو اس قید کی کیا ضرورت تھی۔

اسی میں مطلب حضرت شیخ قدس سرہ العزیز و ملازمہ قاری داہن بیعت اور ابن حجر
کی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات کا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ باؤن پروردگار خود کا لفظ اسی
کا مؤید ہے اور یہی معنی اپنے معوم پر باقی رہ سکتے ہیں یعنی ہر شخص کی سفارش اور شفاعت
پر کام میں آپ کر سکتے ہیں اور باؤن پروردگار سائل مقصود اور مطلوب کو پہنچ سکتا ہے مگر
ظاہر ہے کہ اس سے مجاز تو سبب بطلان المقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین۔
ثابت ہوا کہ استدلال اور استعانت کی صورت راہب متنازعہ نہیں۔ ورنہ ایسے الفاظ بعض
حالتوں میں بزرگان دین بھی اپنے مریدوں سے فرما دیتے ہیں۔ تو کیا تعیم نہال یہاں بھی
اس کی دلیل ہوگی کہ تمام جنت و دوزخ کے مالک و مختاریں اور بادشاہی خوش ہو کر یہی
کہتے ہیں تو کیا وہ بھی کو زمین کے مالک ہیں یا وہ کلام غلط ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کو وہی وغیرہ سے معلوم ہو گیا ہو کہ اس وقت سائل جو
سوال کرے گا وہ خداوند عالم پر افرائے گا یا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کرامت و اجازت
و معجزۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعدہ فرمایا ہو کہ آپ سائل سے فرمائیں کہ جو چاہو تم مانگو
ہم دیں گے آپ نے فرمایا اور وہ ایک وقتی بات تھی جو مجوزہ ہو گئی اور یہ بات آپ
تو آپ ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے خاص خدا م اولیائے کرام کو بھی کرامت حاصل
ہو جاتی ہے کہ وہ اوقات مخصوصہ میں کسی شخص کو فرما دیتے ہیں کہ جو چاہو مانگو ہم دیں گے
یہ استعانت بالغیر کی صورت ثانیہ ہے جس کا حال مفصل پہلے عرض کر چکا ہوں اس کے
مجاز میں کسی کو کلام ہے نہ یہ حکم عام ہے نہ متنازعہ نہیں ہے۔

اس سے یہ کب لازم آیا کہ آپ ہر وقت ہر شے جس کو جس قدر چاہیں اپنے اختیار
خدا داد سے عنایت فرمائیں اور جس کو چاہیں نہ عنایت فرمائیں یہ تو ایک وقتی بات

حق جو ہو گئی معجزہ اور کرامت ہمیشہ نہیں ہوتی جس کے قرآن حدیث واقعات شاہد ہیں کہ ہر معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کی اختیار کی بات نہیں ہے۔

اب حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ وہ ایک وقتی اور خاص بات کا اظہار فرما رہے ہیں اور اگر ابن سینہ اور ابن حجر کی رحمت اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب یہی ہو تو بعینہ نہیں ہے۔

اگر تاویل کو بھی نہیں چاہتا اور دقیق معنی ہی مراد لے لے جائیں اور یہی کہا جائے کہ آپ (سے) اللہ تعالیٰ عظیم، بالکل بالک کارخانہ دین و دنیا کے متدار عام ہیں۔ کچھ جو چاہیں منایت فرمائیں اور کچھ جو چاہیں ممانعت تو بقرۃ عین بدل و جان ہم کو بھی منظور ہے مگر برائے خدا دلیل بیان فرمائی جاوے جو دعویٰ مذکور کی مثبت ہو یا ان حضرات کا فرمانا ہی حجتِ عامہ ہے اور مسئلہ کا لفظ عام ہی قسمی بخش دل حزیں ہے تو بہت اچھا بیان اس کے منظور کرنے کو بھی مستعد ہیں۔

لیکن یہ فرمادیا جائے کہ انک لا تہدی من اجبت اور لعلک بالہم فضل ان لا یستوفوا موہنین۔

اور جو دعائیں قبول نہیں فرمائی گئیں اور نہ ناقص کے استغفار فرماتے کے بعد بھی ان کی مغفرت نہ ہوتی وغیرہ جو امتراضات پہلے مذکور جملہ بیان کا کیا جواب ہے۔

اور اگر یوں کہا جائے کہ آپ کو اختیار تو ہے مگر بے مرضی خداوند کریم آپ کچھ نہیں کر سکتے یا نہیں کرتے تو پھر استغانت سے کیا فائدہ ہوا اور استغانت کے جواز پر دلیل کیسے ہوتی جو شخص خود کچھ بھی نہ کر سکے اس سے سوال کیسا۔

اور اگر یوں کہا جائے کہ آپ بار حق اللہ تعالیٰ کے طور پر ہیں کہ تا وہی ہے مگر آپ

معنی نظر میں تو پھر بھی سوال یہی ہے کہ استعانت اور سوال سے نفع کیا اور استعانت کے
 مجاز سے اس کو کیا تعلق ان دونوں صورتوں میں استقلال نہاد رہے جو استعانت و
 استمداد کا مدار ہے۔

اور اگر تمام امور سے قطع نظر کر لی جائے اور سب کچھ آپ کے لیے وصل شد
 عید و سلم تسلیم ہی کر لیا جاوے تو یہ حکم فقط آپ ہی سے خاص اور مختص رہے گا تو دنیا
 میرے استعانت و استمداد کیسے ہمارا ہو جائے گی جس کا دعویٰ ہے دونوں غلام صاحب
 بنو زمان جواب برحمت فرمائیں۔

مجوزین استعانت بالغیر کا بڑا استدلال حدیث قیس بن حنف بھی مفید مدعا حسین

حدیث توی استدلال جس کو عثمان صاحب یرغوی انہار کے ص ۱۹ پر اور دہلوی صاحب
 کرامات کے ص ۳۰ پر نقل فرماتے ہیں مدرک: اللهم انی استلک والقوجہ الیک
 بھدیک محمد نبی الرحمة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا محمد انی التوجہ بک الی
 ربی فی حاجتی ہذا لتفقی لی اللهم فشفعی فی

یہ حدیث مفصل مع فقر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عثمان بن مہزیب
 سے دونوں صاحبوں نے بیان فرمائی ہے اور بہت ہی خوش ہیں کہ اس میں شاہد مدعا
 کا وصال ہے جواب ہے مگر منقریب معلوم ہو جائے گا کہ آپ نہیں سڑا اور ثبوت
 مدعی کا خیال محال ہے۔

اگر اس سے خدا کے غائب بید ثابت فرمائیں تو قیاس مع الاطلاق ہے کیونکہ یہاں
ثابت ہے وہ سب جگہ کیا دلیل ہے حدود اربعہ سے خارج ہے اور اگر استعانت
واسمہ خدا کو ثابت فرمائیں تو عرفی یہ ہے کہ ملا مظہر ہوں الفاظ حدیث۔ انہی میں تجھ سے
سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو سیطرہ تر سے نبی محمد بنی الرحمۃ کے مدعی
عید و سلم، یہ تو خط سے سوال ہے جو سید سرور عالم علیہ السلام کے اور انکا لفظ
نقصونی اسے خدا تو آپ کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔ صاف اور ظاہر ہے
اس کو استعانت سے کیا تعلق استعانت تو جب ہوتی کہ جب آپ سے سوال ہوتا اور
یہاں مسئلہ اور مسئلہ خدا ہے وہی توسل کی صورت ہو گئی جس کو شیخ طبرانی نے استدلال
واستعانت کے معنی میں بیان فرمایا تھا چہر گئے اور صاف ہے اسے محمد علیہ السلام
عید و سلم خدا آپ کے دربار سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری
کی جائے یا آپ مجھ کو اپنی فرمائیں یعنی آپ دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول
فرمائیے تو گویا آپ ہی نے حاجت دوائی فرمائی۔

اب فرمائیے کہ اگر یہ مدعی ہزار طریقوں سے بھی ہو تو اس سے استعانت و
استدلال کو کیا تعلق ہے صاحب برکات و کرامات اب اپنی برکت و کرامت ظاہر فرمائیں
تو ہم بھی جہاں اس حدیث میں تو فرماں علیہ السلام عید و سلم کا توسل ہے و استعانت اگر
آپ صاحبوں کی مراد بھی استدلال و استعانت سے توسل ہی ہے تو اعلان دیدہ بنے
مگر غیر اللہ تعالیٰ علیہ السلام عید و سلم کا توسل ہی ہے تو توسل میں ان کے وسیلہ سے
جس میں سوال خدا سے ہو تو جائز ہاں اپنی حاجت کو ان سے طلب کرنا یہ حرام اور شرک
ہے۔ بس قصہ طے ہے کہ توسل کو بھی شیخ طبرانی نے مختلف فیہ فرماتے ہیں مگر توسل

کی صورت اہل جس میں اموات کو زندہ ہو۔ اُس کے عجز میں ہم بھی آپ کے شریک ہیں یعنی
سوانِ اللہ سے جو کہ اسے اللہ تعالیٰ بزرگ کی برکت سے یہی عبادت عطا فرما۔

یہی اس حدیث میں آپ کو دعا تو قصاصی میں تو آپ نے اُن سے فرمایا تھا کہ دُعا
کر کے غار پر وارد دعا مانگو اُسی دُعا کے آپ نے بھی دعا فرمادی ہو اُس سے تو اعتراض ہو
نہیں سکتا۔ ہاں عثمان بن عفیف نے جو ایک دلیل کو تسلیم فرمایا ہے اس کی تداکی و جریہ
بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ فرشتوں کے اطلاع ہوتی ہو یا شب
کوئی خاص پیدا مانگتا ہو تو اُس کی مقصد برائی ہو برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
فرماتا ہو کہ آپ کو خبر بھی نہ ہو یا خاص اس دُعا کے دُعا آپ کو کسی خاص طریقہ سے
اطلاع کی جاتی ہو اور آپ دعا فرماتے ہوں اور یا جو شخص یہ دعا مانگے اُس کے لیے
آپ نے ایک ہی دفعہ دعا فرمادی ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔

حواہ اس کے عثمان بن عفیف نے اُس شخص سے فرمایا تھا کہ مسجد میں جا کر یہ دعا
پڑھو اَللّٰہُمَّ تَقْبَلُہُ اِس سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا تھا سو وہاں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم قریب ہی تشریف رکھتے ہیں، خود نمازے غائبہ میں لازم نہیں آتی و فیہ وجوہ
اخریٰ مذکورۃ فی حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الذیقرہ للعلاۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب
مناوی دامت برکاتہم۔

۱۔ تحقیقی بات مطلوب ہے تو گوشِ پرش کینے فقط دعا اور صیغہ خطاب سے
ہمیشہ مخاطب کو سنانا ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات صرف اپنی کسی حالت اور
عجب کیفیت مثل حسرت و انوس و ساء و الم شوق و محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے کسی کو
سنانا محو غائب ہوتا اور اس کی مثالیں اس قدر موجود ہیں کہ کسی زبانِ خوانین کی خیانت

ہیں اس میں نہیں چلی سکتی اس کے سوا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ نما اور خطاب سے
 کسی دوسرے کو اپنا مافی الضمیر سنانا اور اس کو مخاطب کے کسی اور سے درحقیقت
 خطاب کرنا مقصود ہوتا ہے۔ خود مخاطب کو کہنے اور اس کے سنانے کا احتمال بھی
 نہیں ہوتا اس کی مثالیں بھی ہر زبان اور محاورات میں برابر موجود ہیں۔ مانتھیراز کا قول تو عابان
 سنانا ہوگا۔

مباہطف جو آن غزالہ مناسبا

نوائیں بدعت پانچواں میں نما اور خطاب مباہطف ہے مگر مقصود شاعر عرف
 غزالہ درمناسبتی مطلوب کو اپنی سرگردانی اور آشفۃ مائل کا سنانا ہے مباہطف سنانا نہ اس
 کو مطلوب داس کی حاجت اور یہ طریقہ اہل علم اور فصحاء و بلغاء میں شائع ہے اور مختلف مواقع
 میں اس طریقہ میں مختلف اغراض اور جہدے جہد۔ لطائف و حکمت منظورانی نظر ہوتے ہیں
 جس کو اہل علم و عقل خوب سمجھتے ہیں زیادہ تشریح کی حاجت نہیں تو اب لڑشادیا محمد
 انی اتوجد بک الی ربی سے کہ جس میں سوائے نما و خطاب نہ آپ کی ذات باریکات
 سے کوئی سوال ہے نہ التجا۔

نوائیں کا ندا غائب اور استمداد و استعانت کو ثابت سمجھ لینا ایسا بھی نہیں کہ میرا
 کسی جیو کے لئے شوق میں آکر دو اور دو کے جواب میں چار روٹیاں کھا تھا انوں بدعت
 کو اگر کچھ بھی عقل و انصاف ہوتا تو سمجھ جاتے کہ جملہ مذکورہ میں گو مخاطب حضرت خیر عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے جناب میں ہے مگر مقصود بالخطاب صرف خالق الکاثر الیٰہ ہے اپنی حرمین
 اور سوال کو پیش کرتا ہے اور حضرت فرشتوں کو مخاطب اور وسیلہ بنانے میں مناسب
 مقام و خوبی ہے جس کو اہل علم و فہم نے تحف سمجھ سکتے ہیں۔

غرض جو صورت ہی چودہ چار سے محدث سے بالکل خارج ہے کہ نیا کیسے
 ہوئی اور کیوں جائز ہوئی مطلب تو صرف اسی قدر ہے کہ اس حدیث میں توسل کا ذکر ہے
 استعانت کا۔

تاہم یہ بتدین ہو سکتا ہے کہ آیات اور احادیث کا لب لباب آپ نے ملاحظہ
 فرمایا کہ ان احادیث اور آیات سے استعانت کی صورت بالحد کو جو مختلف نہیں ہے
 کیا تعلق ہے۔

اس سے زیادہ غور سنا کہ یہ امر ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص قرآن و حدیث سے
 استدلال کرے تو وہ غیر معتد بہائی ہو جائے اور یہ حضرات چاہے کیسے ہی استدلال
 فرمائے جاویں مگر سچے اور سچے معتد۔

اگر یہ فرمایا کہ چونکہ مقابلہ دین اور متقلدین سے ہے اس وجہ سے آیات و
 احادیث سے استدلال پیش فرمایا ہے تو پھر آگے چل کر ہر گاہ دین کی عبارات
 کیوں پیش کی ہیں تو کسی کے قول کو تسلیم ہی نہیں کرتے پھر اس قدر دقت کیوں ضائع کیا
 گیا ہے۔

مجوزین استعانت بالغیر امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ
 سے جواز استعانت میں کوئی روایت پیش نہ
 کر سکے۔

اگر یہ فرمائیں کہ یہ متقلدین مصنفین کے لیے ہے تو پھر دست بستہ رہیں ہے

کرایے سند میں کہ جس میں چودھویں صدی کا مجدد تین سو ساٹھ استدلال قرآن و حدیث سے پیش کر دے اس میں ائمہ مجتہدین سے نہ نفس مسئلہ مذکور ہو نہ دلیل جو شخص مدعا سے ہزار کوس کھنک کی رعایت پیش کرتا ہے وہ بھی جس کا قول ہاتھ لگے اس کے پاس اگر صاحب مذہب کا قول یا ان کے اصحاب یا اصحاب اصحاب کا قول ہوتا تو نقل نہ فرماتے۔

خیر جب نہیں صاحب کسی اگر کوئی رعایت تمام صاحب سے یا ان کے اصحاب سے ہوتا تو پیش فرمادیں یہ تو آیات اور احادیث کے استدلال کی اجمال حالت تھی۔

اب اہل تصوف و کشف و طوار کے اقوال کو بھی ملاحظہ فرمایا جائے نہایت ہی دل غوش ہو گا۔ جانوروں کے نام سے دنیا کو بچ رہی تھی کہ وہ استعانت کے قائل ان کے نام یا بات کو بھی ملاحظہ فرمایا لیجئے کہ آیا ایک سے ہی صورت متنازعہ یہاں ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔

حضرات صوفیائے کرام کے حوالے بھی جو مجوزین پیش کرتے ہیں —

یہ عرض کئے بدلتے نہیں رہ سکتا میرے لیے صاف ہو کہ عبارت کسی کتاب کی جناب مولانا محمد رضا خان صاحب نقل فرماتے ہیں اُن کا معجزہ اعتبار نہیں ہے کیونکہ اُن کی بے احتیاطی بلکہ بالتعمد تحریف و تبدیل سامعین و غیورین میں ذکر کر چکا ہوں مگر اس وقت اُن کے کلمے ہونے کی تسلیم کر کے جواب عرض کروں گا کہ کیونکہ جو

عبارت جناب موصوف نے نقل فرمائی مگر وہ مخرف بھی ہوں تب بھی جناب زمان صاحب کے دماغ کے مفید ہیں۔

دائع ہو کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کی عبارات جو ان حضرات نے نقل فرمائی ہیں بندہ اُن کو اس وقت نقل ذکر کرے گا کیونکہ ان کا حال شروع میں مفصل معلوم ہو چکا ہے بلکہ یہ وقت جو کہ نازل ہوئی چھٹا حضرت شاہ صاحب ہی کے کلام سے نازل ہوئی ہے جو کلام ان حضرات کا شبہتیں رکھتا زور شور سے ثبوت استعانت میں پیش کرتے ہیں اُسی نے استعانت و استمداد کو حرام اور شرک ثابت کیا ہے تو اب وہ کلام نقل کرنا فضول ہے اس وجہ سے ان حضرات کے اُن کے علاوہ جو الفاظ اور کلام ہیں وہ بھی اسی معنی پر معمول ہوں گے ہاں اُن کے علاوہ جو دوسرے حضرات کا کلام ہے اس کو عرض کرتا ہوں ناظرین انصاف سے ملاحظہ فرمائیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالجملہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز و حضرت شاہ صاحب مرحوم کی نظر بھی وسیع ہے۔ جن کلاموں کو خان صاحبوں نے نقل کیا ہے ان کو دونوں حضرات خوب جانتے ہیں اس کے علاوہ خود استمداد و استعانت بالغير کو زور شور کے ساتھ ثابت فرماتے ہیں کہ جس قدر عبارات دوسرے حضرات کی نقل ہوئیں یہاں تک میں بھی وہ زور نہیں پایا جاتا اس لیے منکرین استمداد و استعانت پر نصیر بھی بہت فرماتے ہیں اور مسئلہ کو کھٹا بھی نہایت بسط و تفصیل سے ہے اس بنا پر خوانین ذمہ اُن کے کلام کو سب سے پہلے ہی تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و حضرت شیاہ عبدعزیز
 قدس سرہما نے جو معنی استعانت بالغیر کے بیان
 فرمائے تھے وہی معنی سب رنگوں کے کلام میں
 ہونا چاہیے

تو ہر معنی استمداد و استعانت کے حضرت شیخ طبراز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں
 سب کے کلام میں وہی معنی ملا ہوں گے جس کا حاصل یہ ہو گیا کہ استمداد و استعانت
 بالغیر کا کوئی قائل نہیں جس میں سوال غیر اللہ تعالیٰ سے ہو اور وہ حضرات جس کے ہوا
 کے قائل ہیں وہ استمداد یعنی توسل ہے جو صورت متنازعہ فرمایا ہے بالکل علیحدہ
 ہے اور یہی معنی استمداد کے حضرت شاہ صاحب سے مولوی کرامت اللہ خان
 صاحب نے رسالہ فیض مام سے نقل فرمائے تو دونوں صاحبوں کا ایک ہی مطلب
 ہو گیا۔

اس بنا پر ہم کو کسی بزرگ کے کلام کو نقل کرنے کی اور جواب دینے کی ضرورت نہ
 تھی مگر بعض اہل کفر بحث اس پر بھی مناسب معلوم ہوتی ہے لہذا عرض ہے کہ غیر تقلیدین
 اور وہاں میر ہواصل مخاطب ہیں بلکہ شبہ میں استعانت نے وہاں بیت اور غیر تقلیدیت کا
 اس کو بھی مدار قرار دیا ہے کہ استعانت بالغیر کا قائل نہ ہو وہ بھی غیر تقلید و اہل حق ہے

ہمیں ان کے مقابلہ میں تو ان عبارات کا نقل فرمانا ہی بے سود ہے کیونکہ جب وہ ائمہ
 اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے کلام کو کہ جواب لایٹ سے مستفیض ہے۔ تسلیم نہیں کرتے تو ان
 کے مقابلہ میں موفیاء کے کلام کے نقل فرمانے سے کیا حاصل ہو تو یہی کہہ دیں گے کہ
 استدلال از کتاب و سنت باید جس کا حال چاہئے معلوم ہو چکا اور اگر وہ شرائط یہاں بھی کہہ
 دیں کہ خیر قیاس جہتہ ہی کسی تو وہ بھی ملو اور اجماع سودہ استعانت و استمداد کے ہوا
 پر تو جہتہ نہیں سکتا ہاں دم ہوا پر ضرور معلوم ہوتا ہے بلکہ بے پھر و باریہ اور تقلیدین کے مقابلہ
 میں تو یہ حضرات لب بھی دہائیں سکتے۔

حضرات اکابر کے اقوال سے جو مجوزین استعانت
 نے استدلال فرمایا ہے اس کا جواب اقوال کے
 — صحیح مطالب —

مگر ہاں بفضلہ تعالیٰ جو مذکور ہم پچھے حنفی بزرگوں کے کشف بردار ان کے سلسلہ میں
 داخل ان کی محبت کو ذریعہ نجات اور ان کے کلام کو حق اور ان کے مخالفین کو خارج از
 اہل سنت و الجماعت جہانتے ہیں اس وجہ سے ہم کو البتہ ان کے کلمات طیبہ نقل کر کے
 ان کا صحیح مطلب عرض کرنا ضروری ہے۔

ناظرین اس بحث کو بھی غور و نظر فرمائیں کہ جیسے کتاب و سنت صاف تھا بزرگان
 دین کے کلام سے عین یہ استعانت و امتنا ذمہ نہ ثابت نہیں ہو سکتی۔ کہاں شہتیں نے

و فرماتے تھے کہ اس بے نظیر تعالیٰ ایک عبادت بھی مفید نہیں ہے۔

ابن ابی عمیر صاحب نے برکات الاستعداد میں تو وہی شیخ صاحب اور شاہ صاحب رحمہ اللہ تھامنے کی عبادات نقل فرمائی ہیں جن کا ذکر اوپر ہو گیا۔ پس اتنا راز انوار کے صفحہ ۲۰ پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ لطیف النغم کی شرح کی عبارت ذیل نقل فرماتے ہیں کہ۔

• ابدست از استعداد بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم •

اس استعداد سے مراد بھی وہی توکل ہے جو کلام شیخ میں مذکور ہوا۔ یعنی آپ کے وسیلہ سے اپنے حوائج کو خدا سے مانگنا چاہیے اس میں ہم کو کلام نہیں اور استغاثہ متنازعہ فیہا سے اس کو تعلق کیا۔

پھر فرماتے ہیں:

• بنظر منی آید مرا گر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہانے دست

ندان اندو گیس است در ہر شدتے •

پھر فرماتے ہیں:

• بہترین خلق خداست و نافع ترین ایشان است در مان راز نزدیک ہجوم

حوادث •

پھر فرماتے ہیں:

• فصل یا نہ ہمہ اہتمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو

خدا نے تعالیٰ اسے بہترین کسیکو امیدداشتہ شود اسے بہترین

عطا کنندہ •

پھر فرماتے ہیں:

”بہترین کسیکا امیدداشتہ شود ہر گز نہالہ مصیبتے“

پھر کہتے ہیں:

”تو پناہ و بندہ میں از ہجوم کردن مصیبتی و تنگنہاں نند و دل بدترین

جنگل ہارا“

پھر قصیدہ ہزیمہ کی شرح سے نقل فرماتے ہیں:

”آخر مالتے ماوراء حضرت علی اللہ علیہ وسلم و تنگنہاں احساس کنندہاں

خود را و حقیقت ثنا آن ست کہ خدا کند ناز و خود شدہ شکستگی دل و اظہار

بے تعدی خود با غلام و در مناہاجت پناہ اگر قسری بدیں طریق اسے سولہ خدا

بہترین مخلوق خدا نے قرآن مجید پر فیصلہ کر دیا“

پھر تحریر فرمایا ہے:

”و تنگنہاں مرا آید کار عظیم در نہایت تیار کی پس توئی پناہ از ہر ہلا“

آخر میں فرماتے ہیں:

”بسوئے جست لفظ اکسلاں میں و بر جست پناہ اگر غنم میں و در جست

امیدداشتن میں ۲۶“

ان عبارات کو استقامت بالغیر متنازعہ نہاں سے کیا تعلق ہے، میں کیا عرض کروں

بہنام صاحب بریلوی بھی اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

”باز جو نہایت جمالت وہ بھی کچھ نہ کر سکے“

اور یہ تحریر فرمایا:

وہ بالکل بند گاہ خدا سے توسل کو انہماک و توسل کے خلاف کے
 گا مگر سنتِ باہلی محرم یا ضلّال کا برہم: انتہی انہماک ۲۶
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے:
 ہر شخص کوئی بات سنی منور کہ دیتا ہے:

ان صاحبِ ہمت ان عبارات کا حاصل معنی توسل ہے اور وہ بھی بعض میں
 قیامت کے دن کا فرض ہو جائے ان عبارات میں توسل کا ذکر ہے جو بحث سے خارج
 ہے اور چارے نزدیک ہیں جائز ہے کہ خداوندِ عالم سے بندہ آپ کے واسطے
 علیہ وسلم: مگر یہ - لاء وسیلۃ فی الباریین -

اس بات کو خائن صاحب نے بھی سمجھا ہے کہ یہ تمام عبارات اسلئے استعمالات
 اگر ہو سکتے ہیں تو توسل کے اور استعمالات بالآخر متنازعہ فیہا ان سے بلازل دور ہے۔
 پناہ اگر ان عبارات کو نقل فرما کر توسل ذریعہ واسطہ کا لفظ برحقے ہیں تاکہ گرفت کے
 وقت کام آئے لیکن یہ نہیں کہ صاف فرمادیں کہ یہ تمام استعمالات استعانت
 کے لیے متاع ہیں اور ان سے استعانت بالغیر کو کچھ تعلق نہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ اگر
 کوئی صاحب اس تحریر کا جواب انصاف فرمائیں گے تو بحث صاف ہے اور اقرار
 مجبوراً خدا چاہے کرنا ہی ہوگا۔

تاہم یہ خود بھی غور فرمائیں کہ معصرت شاہ صاحب کی عبارات فکر کو مستلزمات
 سے کیا تعلق ہے ان کا تو حاصل نقطہ یہ ہے کہ آپ ہماری ہر مصیبت میں بلا و ملجا ہیں ہم
 آپ کی عنایت اور توبہ اور کرم کے دنیا اور آخرت میں محتاج ہیں اس کا کلن مسلمان
 اتنا کر سکتا ہے۔ عاتق یہ تھا کہ آپ سے اسلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اولیائے

گرام سے اپنی حوائج بوطاقت بشریہ سے مدارج میں مان کا سوال کریں اور قدرت خدا
داد سے وہ اس کو چھدا فرمائیں اور کوئی امر بھی ایسا نہیں جو انحضرات اکابر کی قدرت و مہر
سے مدارج ہو تو اس کو توسل اور شفاعت اور سفارش اور دعا سے کیا تعلق ہے۔ ورنہ
الحمد للہ العزیز۔

صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت اور یہ کہ وہ مجوزین استعا کے لیے مفید نہیں

اب ایک تمام استدلال کی روح رواں جس کو یہ حضرات کلاوی شاید نیاں
فرماتے ہیں حضرت پران پر شیخ عبدالقادر جیلانی، قدس سرار ہم کا وہ ارشاد ہے
جس کو بہت اسرار و فیوض سے نقل فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی کربتہ کشف عہدہ ومن نادانی باسہ فی شدۃ فوجت
عہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجتہ قضیت حاجتہ ومن صلی رکعتین یقر فی
کل رکعتہا بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص اربعین عشرۃ مرۃ ثم یصلی ویسلم علی
رسول اللہ بعد السلام من الشہد احدی عشرۃ مرۃ یدکرہ ثم یحطوا الی
جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسہ ویذکر حاجتہ فانما تقضی
بأذن اللہ تعالیٰ برکات الامارۃ ۱۹

چاہے کشف فرمیت بصیغہ مکمل ہوں یا مونث گراں کو مسئلہ متنازعہ
فرما سے کیا تعلق اس میں استغاث و نادانی کا بیان میں تو لبی موجود ہے۔ برکات حاصل

دی ہو اگر مجھ سے توسل کرے اور خداوند عالم سے سوال کرے اور مجھ کو ذریعہ واسطہ
وسیلہ شفیع قرار دے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی ورنہ اگر اسی کا بھی یہی مطلب
ہے پناہ پورہ و شریف کے بعد ورنہ کرا صاف قرینہ ہے یعنی پتے آپ کے
ذریعہ سے سوال کرے صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے ذریعہ سے سوال کرے تو خدا
اس کی حاجت کو پورا فرما دے گا۔ چنانچہ باذن اللہ تعالیٰ اس پر وال ہے اور باذن
اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے عالم مقام ہے۔

اگر توسل پر کام کو قبول کرنے کو ہی نہیں چاہتا ہے تو بہتر ہے اس کو استعانت
ہی پر عمل کیجئے مگر یہ کام کراشا ہے کسی خاص وقت کے متعلق آپ نے فرمایا ہو گا
اس وقت میں آپ نے تسلیم فرمائی تھی کہ کوئی ہی سوال کرے گا اس کا مطلب پورا ہو گا
اور اس کو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ صورت شالہ کا فرد ہے اس کے جواز میں ہم کو کام
نہیں مگر ظاہر ہے کہ یہ صورت متنازعہ نہیں ہے۔ اگر اب بعد کے لوگ اس کو ہمیشہ
کے لیے عام سمجھ لیں تو بہت نہیں ہو سکتا۔

اور یہ فرمانا کہ یہ عمل مجرب ہے سوا اول تو یہ معلوم نہیں کہ جن کے مطالب پورے
ہوتے ہیں وہ زیادہ یا کم ہو سکتا ہے جو نام رہتے ہیں اور اغلب بھی ہے کہ ناکام زیادہ ہوں گے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثانیاً اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حاجت روائی ہی اکثر ہوتی ہے تو یہ کون سی دلیل
نہ اس سے تو بہت سے قطعی ناجائز امور کو بھی حجاز ثابت ہو جائے گا۔

اور اگر بغرض محال سب کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو یہ مضرت پیران پر مرتبہ اللہ علیہ
کے ساتھ خاص ہو گا نہ کہ ہر شخص جس کی قبر پختہ دیکھی اس کو سجدہ کر کے استعانت

کرنے لگے، مجوزین استعانت بالغير کا تو مطلب پھر بھی ثابت نہیں ہو سکتا بعد تسلیم
خاصہ کلام یہ ہو گا کہ حضرات پیران پیر حرامہ علیہ کی یہ کرامت متروہ ہے اور کرامت کا
ہم کو بھی انتظار نہیں، مگر ظاہر ہے کہ کرامت میں جو کام ولی فرماتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے
اور یہاں پورا ہونا ضرور نہیں تو راقم الحال میں غلط ہوا صحیح امر یہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں
یعنی یہاں ذکر تو سب کا ہے جو ہمیشہ کے لیے ہے اور ہر رنگ سے جائز ہے
جس میں نہاد نہ ہو۔

اور یا یہ حالت خاصہ بے اختیاری تھی جس وقت آپ نے اس کو فرمایا اتفاقاً تھی
جو شخص سوال کرتا وہ پورا ہوتا اور جس نے اس وقت سوال کیا ہو گا وہ ضرور پورا ہوا ہو گا اب
پچھلے حضرات کو لفظ عموم نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے اور مطلب کا پورا ہونا تو کوئی بات
نہیں بہت سے خلاف شرع اعمال لوگ کرتے ہیں اور ان کی مطلب برآری ہو جاتی ہے
تو کیا ان کے مشورہ ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے۔

نزدگان دین کی حالت خاصہ باتفاق قابل استدلال نہیں ہے

اور کیفیت اور تعبہ حال سے استدلال نہیں ہو سکتا جیسا کہ خود دونوں مخالفین
سفیان ثوریؒ کے قصہ ناز میں تحریر فرماتے ہیں،
”سبحان اللہ کہاں وہ متن سما اور استقاط حواہیر کا مقام جس کی طرف
امام محمد رحمہ اللہ نما نے اس قول میں اشارہ فرمایا جس کے اہل مرضی ہوں تو

دعا کریں۔ یہاں کو گنہگار کی طرف نسبت نہ فرمائیں، میں معرکہ جہاد میں کھڑا ہاتھ
سے گر پڑے تو دوسرے سے نہ کہیں، آپ ہی اتر کر کے اٹھادیں اور
کہاں شریعت مطہرہ و احکام جلالہ و شرک و اسلام برکات مالا مالا ص ۱۰۴
مولیٰ کرامت اللہ تعالیٰ صاحب نے اسی معنی کو نقل فرمایا ہے لفظوں میں بھی شاید
متوازی فرق ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

۴ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک حالت، مثنیٰ جو خاصان
خدا پر طاری ہوا کرتی ہے۔ یہ قابل استدلال نہیں #

(کرامات الاولیاء ص ۲۰)

بسم اللہ ہی میں عرض کرتے ہیں کہ جیسے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر وہ ایک
حالت خاصہ مثنیٰ جس سے استدلال نہیں ہو سکتا وہ ایک واقعی بات ہوتی ہے جو
انتہائی نہیں ہوتی۔

اب سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر بزرگوں کی خدمات وہ بھی ہیں جو کسی خاص حال کے
ساتھ وابستہ ہیں ان سے استدلال ہو سکتا ہے نہ استدلال کے موقع پر
پیش کی جا سکتی ہیں۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ خان خواجہ بریلوی صاحب کے یہ جیسے بڑے استدلالات۔۔۔ ختمے جن
کا حال معلوم ہو گیا کہ مطلب کے قریب بھی نہیں ہیں اور اگر بعد تقاضات کثیرہ و بغرض
مال شریقی تسلیم بھی کر لیے جائیں تو بھی دعائے ثابت نہیں ہو سکتا۔

جناب مولیٰ کرامت اللہ تعالیٰ صاحب کرامات میں غواص تھے ہیں، شاہ رفیع الدین صاحب
تذکرۃ المومنین و القبور میں غواص تھے ہیں:

اولیاء اللہ دوستان و مقتدان را در دنیا و آخرت مددگار
فرمایند و دشمنان را بجاگ می نمایند و از افواج بطریق اولیست
فیض باطنی میرسد

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ۱
"ہر گاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبمانہ این قدرت بود کہ تشکیک بشکلی
گشتہ اعمال عمریہ بر تو رخ آند از افواج کل ما اگر این قدرت عطا فرماید
چہ ممکن قیوم است" ۲

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمائیے تے ہیں ۱
فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی مواجہ فیلحن بالملائکۃ
وصار منہم والہم بالہام و یسعی فیما یسعون و بہما یشغل
شوکلہ باعلام کلمۃ اللہ و نعر حزب اللہ و ربہما
کان لہم رحمۃ خیر بان آدم و ربہما اشتاق بعضہم
الی صورہ جسدانیۃ الخ ۲

ان عبارات سے یہ ثابت ہوا کہ بزرگ اپنے مرید اور دوستوں کی مدد فرماتے ہیں
کو بجا کر تے ہیں۔ مگر وہاں سے یا خدا و لو قدرت سے خود قادر و متصرف ہیں ہمیشہ بعض
دور۔ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں نفس تصرف اور کرامت کا کس نے انکار کیا ہے۔

علیٰ ہذا التیاس مجدد صاحب رحمۃ اللہ اور شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت کا بھی
مطلب واضح ہے اگر حضرات اولیاء سے استعانت ثابت ہوگی تو جنات اور ملائکہ
سے بھی ثابت ہو جائے گی مالا نکہ یہ ثابت نہیں ہے غرض ان عبارات سے

تصرف اور کرامت، خاصہ کا ثابت کرنا ہے ذکر استعانت کی صورت راہِ ہدایت کا جو متن نامہ
فیما ہے۔

دوسری عبارت استعانت کی کھتے ہیں:

• بزرگاتِ قدس اشراق و دوزخ بنیادِ یقینہ کند ص ۸ •

دیونہ کس چیز کا کرے دعا کیا اپنی سوانح کا اور کس سے دیونہ کرے
اس سے اگر ثابت ہوتا ہے تو صرف توکل ذکر استعانت،
الطافِ بحدس کی عبارت:

• نفسِ کلید بجاٹے جسدِ طافِ مشرود و ذاتِ بخت بجاٹے روح

• اور عالم را تبعاً جلمِ شوقی و غمِ غمِ میند •

یا تو جو لوگوں کی خاص حالت میں مقابل استدلال نہ مٹی یا یہ عبارتیں جو خاص مانتوں
کے ساتھ مخصوص ہیں استدلال میں پیش ہوتی ہیں۔ اس وقت، تو چھوڑ ان کی عبارت میں
کرتی چاہیئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

عوام سے یہ مقامات بیان کرنا میں کو صاحبِ رسالہ بھی سمجھتے نہ ہوں گے، اس
سے خلقِ اللہ کی ہدایت ہوگی یا ضلالت۔

پھر تفسیرِ عزیزی کی عبارت و بعض از خواصِ اعیانہ

• را کہ ہمارے تکمیل دارِ شکرِ نوری نور خود گردانیدہ انداز ص ۸ •

قتلِ فرمائی ہے اول تو یہ معلوم کر دو کہ عبارتِ تکمیل دارِ شاد کوں میں پھر جبہ جارے
ہونے تو ان سے سوال و استعانت بالکل مفید و بیکار ہے۔ کیا کر سکتے ہیں جو کہ سے گا
کی عبارت ہی کرے گا اب اس سے کوئی بھی نہیں دیکھو ہو گا۔ بطریقِ جلد ہونے کے

ہی ہو جو شہتیں استعانت کو اس عبارت سے کیا نفع ان کا مدعا تو جب ثابت ہو کر
جب وہ لوگ قائل ہو کر خود متصرف ہوں ہمارے تکمیل ہونے سے تو استعانت کی ان
بڑا کمزوری۔

پھر اسی کی عبارت نقل فرماتے ہیں:

”از اولیاء مدفونین استفادہ جلالہ است ص ۸۱“

بے شک ان کی زیارت کی جائے تو ان سے حسب استعداد نفع ملتا
ہے۔ اسی سے کہ یہ شرعی ہی تو نفع کا مدعا ہے۔
مگر استفادہ کا مطلب استعانت کی صورت والوں کو اس سے نکال دینی۔
وہالہ فیض عام سے نقل ہے۔

”و طریق استفادہ از ایشان آنست کہ زبان گوید اے حضرت میں برائے
نہاں کا درد جناب اعلیٰ التجائی کرم شایعہ بدعا و شفاعت اعدا میں نمایند کہ
استفادہ از مشہورین باید کرد ص ۸۱“

اس عبارت نے تو استعانت بالغیر کی بالکل بڑی کٹ دی معلوم ہو گیا کہ پہلی عبارت
میں جو قبروں سے دریافت اور ان سے فیض اور اولیاء اللہ تعالیٰ کو اگر باہر تکمیل و ارشاد
بنی نوع اور دستوں کی مدد اور شہنوں کی پاکت اور ان سے مہیات اور شکلات کا مل
ہونا اور اولیاء مدفونین سے استفادہ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے جو
منقول ہوا ہے۔

”ہر کس استفادہ کردہ میشود۔ نئے زیارت استفادہ کردہ میشود جو نے بعد

انوقات کرامات ص ۵۰“

اور الحمد للہ حق سے جو شیخ ابوالعباس نے دریافت کر لیا تھا کہ:
 یہ اہل زندقہ کی قوی ہے یا مُردوں کی اور انہوں نے جواب دیا کہ
 مُردوں کی ہے۔

اور تادمی ثناء اللہ صاحب کا تفسیر نظری میں مرقا،
 وقد توأمرهن كثير من الأكابر أنهم ينصرفون أوليا رهم و
 يدبرون أحد آخر
 اور سورج البیان کی عبارت:

وهذا بخلاف التوجه الى روحانية الانبياء والاولياء والى كائنات مخصوصين
 فان الاستعداد منهم والتوسل بهم والانتساب اليهم
 من حيث انهم مظاهر الحق ومجالى انوار
 ومبادئ الكمال وشفعاء في الامور الظاهرة والباطنة لغايات
 جليلة وليس ذلك بشرك اطلاق هو عين التوحيد
 اور عبارت نمکدست:

واذا اذعن من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وطلب
 من كل شئ من امور الدنيا واكل بحكيت لما هو استعداد
 بصلته للاحتماد على الله عليه وسلم ولا حيلة في الاستعداد
 مع حقوه على الله تعالى عليه وسلم الخ۔

اور دیگر عبارات جن میں قریشی کی زیارت کا ذکر ہے یہ بیان کیا ہے۔
 ان تمام عبارتوں کا ماسل یہ نکال کر بزرگان دین سے توسل ہائز ہے ذکر استغاثت

یہی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے استعداد و استعانت کی تفسیر بیان فرمائی تھی حضرت
شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ :

مراد استعداد و استعانت سے یہ توکل ہے جس میں ہوا اللہ سے
ہے نہ کہ خاصانِ خدا سے :

اب اس قسم کی عبارات کے ذکر کرنے سے کیا حاصل ہے بعض سے مراد توکل بعض
سے کراست اور معجزہ جس کا انکار نہیں ہے اس کو استعداد و استعانت متناظر فرمایا
سے کیا تعلق ہے۔

قول البیل کی عبارت :

واللغشیدۃ تصرفات عجیبۃ ۱۰ ص

فہم تفرق اور ہمت کا کس نے اور کب کھڑا کیا ہے اس بنا پر تو
۱۰ نکر اور جنات بلکہ شیاطین اور کال ہوائی سے بھی استعداد کا چھانچا ہے
ہونا چاہیے کہ تو تفرق اُن کے لیے بھی ثابت ہے۔
تقاضی شمار اللہ صاحب کی جلدت، سیف اسلحہ۔

فیوض برکات کا رخانہ ولایت اول بریک شخص نازل
میشود و انان تقیم شدہ ہر یک از اولیائے عصر میرسد ص ۱۱

اقل تو اس سے کارخانہ ولایت کے فیوض کا ایک شخص پر نازل ہونا ثابت ہوتا
ہے نہ کہ تمام دنیا کے فیوض و برکات کا دوسرے یہ سب کچھ بطریق آلہ ہمارہ اکیس کے
ہے نہ کہ وہ مالک و مختار ہیں کہ سوال استعانت بھی اُن سے ہو یا صورتِ شائستہ کا فرد
ہے کہ جیسے طالب علم حسب استعداد و استعدادِ ملاحظہ سے فیض حاصل کرتا ہے وہ

ہو کر اسے کرمِ احسنیٰ کہ تیرے ہوا
نہیں ہے قائم یکس کا کوئی حسنی کار
جہاز امت کا حق تے کو یا ہے آپ کے ہا
اُسے چلا تو تر اُڑا دیا یا رسول اللہ
پس اگر اپنے خدامِ حق میں اعدادِ عاجز کو
بس بستی دے دے عالم سے بھڑا دیا رسول اللہ

یا اکدم الحق مالی من الذی بھوانک عند حلول المحدث العصر
ذیہ وان اشعار کو استمداد کی صورت میں مرقیہ سے کیا تعلق۔

بخوزین کا لفظ غوث الاعظم سے استدلال اور ان کا جواب

اوداس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ منجملہ استدلالات کے حضرت پیر الہا پیر
رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کہا جاتا ہے ایک بلا استدلال ہے یا للعجب۔ اہل حضرت
غوث اعظم ہونے کے لیے تو آپ کا استجاب الدعوات صاحب کرامات ہونا
کافی ہے۔ تمام دنیا کا مقرر امام اودما جیت دیا اودہ بھی مستقل کہ جس کو جو چاہیں مناسبت
فرمائیں اودہ جو چاہیں مانگتے فرمائیں اودہ ہر ایک کام میں استعانت استمداد ہی آپ سے
کیا دے اس کی کیا ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں یہ خاص مرتبہ کا نام ہے جیسے قطب
ابدال وغیرہ اس سے جواز استعانت پر استدلال بعید از انصاف ہی نہیں قتل سے

بھی قدر ہے۔

اگلی تو خوب جانتا ہے دکنی ایک شہید اکبر اہل بدعت ایسے بیانات سے حرام کو
دیکھ کر دیتے ہیں کہ یہ لوگ وہابی غیر مقدس ہیں کہ بزرگان دین کی ان کو محبت و وقعت نہیں یہ
لوگ تعلیم نہیں کرتے۔

اگلی ہمارا یہ کلام تیرے دین کی حمایت اور سنت نبوی کی اشاعت اور بزرگان
دین کی محبت پر مبنی ہے یا تیرے محاسن بندوں کی عداوت یا منقصت اور علم محبت
پر اگلی تو دنیا میں جو دھڑے کا منہ کالا کر کے باعث جہت بنا دے۔

اور اگلی تیرے دھرم و کرم اور تیرے سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ مقبولان
بارگاہ محمدیت کی برکت اور عزت اور سید سے بحال امتیاز و زاری دعا کرتا ہوں کہ
اگلی جیسے تو نے ہم کو سچا غلط منفی بنایا ہے اسی پر مارنا اور اپنے بزرگوں کی محبت جیسی حیات
فرمائی ہے اس سے زیادہ اور محبت فرما اور ان کی محبت کو ہمارے لیے ذریعہ نجات
و طریق بنا اور اس سے پہچا کہ ہم ان کو تیری صفات یا تیرے حبیب علی اشد تعالیٰ علیہ وسلم
کی صفات میں شریک کرنے لگیں آمین آمین۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی کے
استدلالات تو بے شک تعالیٰ ختم ہو چکے، اب مولوی ریاست علی خان شاہ جہان پوری
کی منطق کو بھی ملاحظہ فرمایا جائے، نفس الخطاب میں فرماتے ہیں:

ثم ان الغفوس المشفق لا يجد ان يظهر منها آثارا في هذا العالم سوا كائنات

مفارقة عن الابدان او لا فتكون مدبرات الارض

ظاہر ہے غفوس اللہ نے انکار کیا ہے آخر انکار کی نسبت تو احمق و بے

ہی چہ اگر کسی دوسرے کو بھی یہ قدرت ملے تو کیا مستبعد ہے مگر ظاہر ہے کہ لا تبعد سے مطلب کو بہت بعد ہے عرض اس سے استعانت کی مشکل چہام ثابت نہیں ہوتی جس کو حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم مظلوم اہل بدعت شرک فرما رہے ہیں یہ ان حضرات کی بڑی چالاکی ہے کہ کلام کو ایک غلط فہم البطلان معنی پر عمول کر کے باطل کرنا شروع کر دیا اور سالہ نگہ دیا۔

مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہان پوری کے استدالات کا جواب

پھر خان صاحب شاہجہان پوری حجۃ اللہ کی وہی عبارت نقل فرماتے ہیں جس کو پہلے کلمات الامداد سے مع جواب کے نقل کر آئے ہیں پھر قول البطلان کی وہ عبارت نقل فرمائی ہے جس کو پہلے عرض کر چکا ہوں وہ منقشبندیہ تقرنات جمیعہ الخ جس کے معنی میں پہلے عرض ہو چکے ہیں بزرگوں کی جہت تعریف اجابت قوت تاثیر کا کس گروہ نے انکار کیا ہے جس کے مقابلہ میں یہ عبارت بیان کر کے حوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے پھر شرح مختصر کی عبارت نقل فرمائی ہے:

وکوامات الاولیاء حق فقط لظہار الکرامۃ علی طریق العادة للولی من

قطع المساقۃ البعیدۃ فی المداۃ القلیلۃ واندفاع المتوجہ من البلاد

وکفاۃ المہر من الاعداء وخیرۃ اللک من الاشیاء ص

حضرات محامین شامہ دست بستہ عرض ہے کہ حضرت حامی سنت مانی بدعت

بنا ہوا مولانا اسماعیل صاحب مرحوم اہل بدعت کی مطلق استغانت کو نہ منع کرنا
 ہے اور نہ اس کو شرک کہتے ہیں یہ بات تو ادنیٰ مطلب علم میں نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ وہ قدر
 زماں اور آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ ان کا مطلب فقط چوتھی صورت کو شرک کہنا اور منع
 کرنا ہے جس کا ثبوت مفصل مذکور ہو چکا ہے اور جس کی نسبت ہم کو خدا سے امید ہے
 کہ آپ اصحاب کا دل اور آپ کے متبعین میں سے کوئی بھی خصافہ تہذیب سے
 بجاہد و سے سکے گا۔ گالیاں دینا اور سکوت کو آڑ بنانا اور بات ہے مگر جاننے والے
 جانتے ہیں کہ بات کس کی صحیح ہے اور کس کی غلط۔

مولوی احمد رضا خان صاحب کے سوا ممکن ہے کہ آپ دونوں صاحبوں کا فتنہ
 جوہر تھا ہے ہو کر چرچا کرتے ہیں کہ آپ جوہر تھا ہے تو جبر فرمائیے اور فتنہ بدل
 سے شہید مظلوم مرحوم کی بدانتظامیہ ملاحظہ فرمائیے جس کا مطلب وہی ہے جو یہ احقر عرض
 کرتا ہے۔

اور جاننے والے جیسے حضرت مولانا مرحوم سے آپ صاحبوں کا جو معاملہ ہو یا باطل
 ہونے کی بات نہیں ہے۔ میرا اور میرے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے جو میں نے عرض کیا
 اس کی نسبت آپ صاحبوں کا کیا خیال ہے مگر اس کو آپ عطا ثنابت فرمادیں تو ہم ضرور قبول
 کر لیں گے تین سو ساٹھ نہیں بس فقط ایک آیت یا ایک حدیث صحیح یا اہم صاحب کا
 ایک بھی قول صحیح پیش فرمادو اگر آپ میں نصیحتہ المسلمین اور تقانیت ہے تو جہاد اسی پر
 فیصلہ ہے۔

اور کرامات الاولیاء حتیٰ الا شرع عقاید کی مہارت، کہنے سے تو ہم نہیں ڈرتے
 اس نے تو اور ہمارا ہی مدعا ثنابت کہہ دیا کہ جو لوگوں کا دفع بلا اور کفایت مہم وغیرہ کرتا

مجنون کرامات کے ہیں اور غلام ہر ہے کہ کرامات اور معجزات اختیار ہی نہیں ہے کہ
جو نبی اور ولی عظیم السلام و عظیم الرحمن جس وقت میں معجزہ یا جس کو امت کو بپا ہیں نظر ہو کر ہیں
اس شرح عقائد کی عبارت ہی نے فیصلہ کر دیا۔

چاندیوں میں جو دلائل تھے اس پر یہ جملہ بحث میرے خیال میں کافی ہے
شاید ہی کوئی دلیل اور عبارت ہوگی جو نقل نہ کی ہوگی ورنہ تقریباً تمام ہی دلائل پر مختصراً
بحث ہوگئی جو انشاء اللہ تعالیٰ کافی ادا حق کے لیے کافی ہے اللہ تعالیٰ اس
مختصر تحریر سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچائے گا۔

یہ بھی واضح رہے کہ اس مسئلہ میں بندے اور بندے کے ساتھ ذرا کم اور مشائخ
عظام کا یہی مسلک ہے جو عرض کیا ہم اسی کے ذمہ داریں اگر کوئی شخص اس کے سوا اتنا
ہو کہ وہ جانے اور اس کو بھی نہایت ذرا سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب
شہید عر اللہ تعالیٰ کا یہ یقیناً قطعاً ہی مطلب ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید کی عبارت کا صحیح مطلب

حضرت مولانا رحم کی یہ عبارت:

”ہم نہیں ماننے مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان
ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیروی شہید کی بصورت و پیری کی یہ شان نہیں جو
کسی کو ایسا تعریف ثابت کرے سو وہ شرک ہو جاتا ہے پھر خواہوں کجے

کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔
(انتہی فصل الخطاب ص ۵)

لہذا کہے کہ انتخاب ہی کوئی تصرف نہ ہوتا ہے۔
فرض آصف و قمر و کرامت و کرامت کہ شیعہ عقول ہرگز شرک نہیں فرماتے تھے، صورت
مائلہ کفر اس پہل ہے شرک فقط صورت راہد کو فرمایا ہے جس کا ثبوت پہنے مفصل عرض
ہو چکا ہے اس کا ہر ایک صاحب فکر اور انصاف سے عنایت فرمائیں تو پھر ہم ہی مفصل
عرض کریں گے۔

اور کوئی بہت ہمارے قریبی کہے اور نہایت ہی تباہی سے کام لے تو مابین اس
قدر پہلے لگا کر شرک سے پرک جائے گا اگر حرام اور منوع ہونے سے کسی طرح نہیں
نکل سکتا استعانت و استدعا کی صورت راہد بلا اتفاق حرام اور منوع ہے میاں کہ شیخ
حیدر علیہ السلام صاحب کے قول سے ثابت ہو گیا۔

استعانت کی صورت راہد پر بہر حال طلاق شرک صحیح
ہے اولیٰ شرک کفر نہیں

لیکن بہر صورت اس استعانت و استدعا کو شرک کہنا بے جا نہ ہو گا کیونکہ یہ منوع
نہیں کہ ہر شرک کفر ہی ہو لان الشرک دون شرک حلف بغیر اللہ اور ریا کو
قرآن وحدیث میں شرک فرمایا گیا ہے حالانکہ کفر نہیں ہے اسی طرح جس نے اس

استعانت کو شرک کہا۔ ہے بالکل صحیح ہے۔

ہا حضرت شیخ میلہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ حوام کا اقتباس اس کا ماحول و ماحولہ نہ ہو سکتا ہے کہ خاص نام لوگوں کو توسل کی اجازت دی جائے نہ کہ استمداد و استعانت کی کیونکہ وہ ممنوع و حرام اور شرک مخالف وقت ضمنی کے ہے اور چونکہ یہاں اس مسئلہ توسل سے بحث نہیں اس وجہ سے اس کی تفصیل خارج از بحث ہے مگر حضرت شیخ میلہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے یہ ضرور مفہوم ہوتا ہے کہ حوام کو توسل کی بھی اجازت نہیں کیونکہ ان کی مگرابی کا ذریعہ یہ توسل ہی ہوا ہے اگر توسل بھی ان کو منور بتایا جاتا تو اس شرک حقیقی تکمیل کا قابل نہیں پہنچتے۔

فائدہ جلیلہ توسل پر استعانت و استمداد کے الفاظ اطلاق کرنے سے کیا نقصان ہوا

ایک فائدہ جلیلہ اس مقام پر قابل لحاظ ہے فقط توسل کا مجاز مختلف فیہ تھا نہ استعانت و استمداد کا مگر حوام نے توسل سے ترقی کر کے یا چونکہ بعض حضرات نے استعانت و استمداد کا لفظ توسل پر اطلاق فرمایا تھا اُس سے حقیقی معنی بکھر کر استعانت و استمداد تک نوبت پہنچادی اور ایمار علی بنینا و طیم السلام اور بزرگمان دین کے لیے تمام قدریں اور تعزیرات بھی تسلیم کر لیے جو استعانت کے لیے لازم تھے تو پھر غیر ارشد کو سب سے کیا قبول کا طواف اور دوسرے بھی ہوا ان کی طرف نماز بھی پڑھی ان کو پورا ماحولہ و ماحولہ کے اہتمام سے اہتمام و نمانی و خشوع و خضوع، خوف و شہ و دعائیں بھی کی گئیں جو روح العبادۃ

ہے اور جہاں اور خارج از طاقت بشریہ میں اُن سے استغاثت و عوطلب کی ان کے
 یہ نہیں ہیں میں ان کی تصاویر گھوڑوں میں رکھی باقی ہیں اُن کی ویسی ہی تعلیم اور حکیم کی باقی
 ہے جیسے شرکین جن کی کرتے ہیں ان سے اس قدر کرتے ہیں جیسے شرکین اپنے مہبودوں
 سے۔ خزانہ جہاں شرکین عرب و عہدہ انعام اپنے قہر باطلہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان
 اہل جہالت و نادانیوں نے سب کچھ کیا پھر اب عبادت میں اور کیا رہ گیا وہ کون سا کام باقی
 رہے جو شرکین کرتے تھے اور یہ نہیں کرتے علم سے ترقی کر کے آجکل کے بعض خوں
 کا سوہم اُن سے بھرا گئے ہوئے ہیں۔

اگر شیخ عیادہ زعمہ ہوتے تو شاید توسل کے مانعین سے مجزہ یاہ توسل کے
 مانع ہوتے لہذا مطلقاً اپنا ہی خیال درک نہیں بلکہ ہم اہل اسلام کے ایمان کا بھی عر بنے
 کسی شے کے جہاں فی نفسہ پر نظر فرما کر جہاز کا توٹے نہ دے دیا کریں بلکہ اُس کے مقاصد
 عرض کا بھی لہذا ظاہر مان لینا چاہیئے توسل کی میں اجازت دی جائے تو خاص القواس کو دوسری
 علوت میں نہ جہالت میں کہ نظر ہر یہ تمام مقاصد اسی توسل کے جہاز سے پیدا ہوئے ہوں گے
 جس میں خیر اللہ کو نہا ہے کچھ بعید نہیں جس نے مطلقاً توسل کو منع کیا تھا اس کی نظر انہیں مقاصد
 پر ہر جہاں پیش نظر ہیں۔

یہ نے جو بالذات وبالعرض کا فرق نکال کر خدوگوں کو شرک سے بچایا تھا اُس کا
 حال تو معلوم ہو گیا کہ تمام شریعت اُس سے درہم برہم ہوئی باقی ہے۔ ہاں حضرات اکابر
 کے کلام سے جو توفیق عرض کی گئی ہے اُس میں بے شک انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کا معجزہ
 وادلیہ اکرام کی کرامت و اجابت و عاقصرت مثل غاکر یا اُس سے کم و بیش بھی ثابت و ہامدین
 و معتقدین کو بحالت اضطراری کیفیت خاصہ استمداد و معوری بھی جائز رہی جس میں وہ حضرات

بالکل جائزہ اللہ کے قائم مقام ہوتے ہیں اور استعانت و استمداد انبیاء علی نبینا و علیہم السلام و اولیائے کرام سے شرک اور منوع اور حرام بھی رہی جس طرح سے حضرات موفیہ کرام کا دامن اہل کس شرک و ضلالت سے پاک رہا ویسی ہی شریعت کا حرف بھی بھانے خود اور معجزات ملانے ذوی الاحترام کا خوسٹے بھی بالکل صحیح رہا فہم الوافق و حسن الاتفاق۔

توسل میں اختلاف کا بیان

اور توسل جس میں ملا غیر اللہ سے جو اگر حجاز کے قریب ہو تو جو لوگ سماع مومن کے تقاضا میں اُن کے نزدیک جائز، اور جو سماع مومن کے تقاضا میں اُن کے نزدیک ناجائز اور اگر حجاز کے قریب نہ ہو تو بالاتفاق ناجائز ہوگا، فقہ برقیہ۔

مخیزین استعانت کا بغیر ہو کہ

اور اگر توسل میں خدا نہ ہو تو سماع مومن پر متفرع نہیں بلکہ مختلف قیود بھی ہے جس کو جوعل شیخ علیہ الرحمۃ کثر فقہانا جائز اور بعض جائز فرماتے ہیں اور توسل بالانبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو شیخ علیہ الرحمۃ اختلاف سے مستثنیٰ فرما کر بالعموم مجاز میں داخل فرماتے ہیں، اور بعض نے بلا استثنا انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے جمیع صورتوں میں اختلاف اور عدم جواز کا حکم دیا ہے، حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام کا خلاصہ نقل کرنا مقصود ہے مسئلہ توسل سے بحث مد نظر نہیں ہے۔

ایسے مسائل میں بعض لوگ جن کے تلوپ میں خوف نہا نہیں ہے فقط بغرض

نفسانی خواہش پورا کرنے کے عزم سے یہ کہتے ہیں کہ مانعین استقامت انبیاء علی نبینا
 وعلیہم السلام کی توہین اور تنقیص شان کرتے ہیں اور اولیائے عظام سے محبت نہیں رکھتے
 یہ وہابی لوگ خیر مقلد ہیں۔ یہ چلتا ہوا منتر عوام پر خوب اچھی طرح اثر کرتا ہے لہذا اس
 قدر عرض فرمادی ہے کہ انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی جو تنقیص شان کرے وہ مروجہ کافر
 ہے، ملعون ہے، جہنمی ہے اور اولیاء کرام کی جو عظمت نہ کرے ان سے محبت نہ کرے
 ان کی محبت کو قدیم شجاعت نہ کہے ان کی کرامت اجابت دعا تصرف جنت ان کے قومن
 بالغینہ و عظام یہ کاسالت حیات میں اور بعد وصال کے تقاضا نہ ہو وہ گمراہ بے دین، فاسق
 ظالم و غاصب الزامی مسند والجماعت ہے۔

گر یہاں ایک معاہدہ فقیرہ لکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے جس سے تنقیص شان
 اور کسی صفت کے انکار میں فرق معلوم ہوتا ہے مثلاً اذا ثبت ثبت بلوازمہ۔

انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور اولیائے کرام کے لیے جو لوازم نبوت و ولایت کا انکار
 کرے وہ تو بے شک گمراہ بدیہی ہے لیکن کسی ولی یا نبی کو کوئی ساری عدائی ثابت کرنے
 لگا اور اس کا جو کوئی انکار کرے تو کہہ دیا جائے کہ کچھ تنقیص شان کی یہ غلطی اور وہو کہ
 وہی ہے کسی فریضے سے اختیارات، حکم کا انکار کرنا ہرگز تنقیص شان نہیں ہاں لوٹنے کے
 عہد کے جو اختیارات ہیں ان کا انکار بے شک جرم ہے، تہت برتر ہے جو فوق تھا
 کے مراتب عالیہ کا خاتم ہے مگر عدائی سے بہت کم ہے جس قدر عجبا و صاف عدائی
 سے مخصوص ہیں وہ سب کے سب اس مرتبہ سے منفی ہوں گے اس مرتبہ کے کسی
 وصف کو کوئی بھی کسی کے لیے ثابت کرے گا خاص کافر ہو گا۔

گرفرق مراتب نکنی نہ دینی

کا یہی مطلب ہے خدا کا سالم و قدرت، کسب بصر بارہ حیات، وجود استحقاق
عبادت، خلق با حیات، امانت، اوراق مریض کرنا، شفا دینا، علاج کا پھانکنا، لگنہ کا بنانا
و غیرہ و غیرہ انتقاص بالبدن امانی شانہ کو اگر کوئی کسی غیر میں ثابت کرنے لگے اور دوسرا نفی
کرتے تو ہرگز ہرگز تنقیص اس شخص کی نہیں بلکہ جو ثابت کر رہا ہے وہ خدا کی تنقیص شانہ کے
کافر ہو رہا ہے۔

**تنقیص شانہ اور کسی وصف کے ثابت نہ کرنے
میں فرق لطیف جس سے اہل بدعت کے اکثر
دہو کے ہوا ہو جاتے ہیں !**

اب کوئی کہے بت سے بھی امتناع نہ کر شیاطین و جنات اور اہل خبیثہ
سے بھی مدد نہ چاہا ہو انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اور اولیائے کرام سے بھی مدد نہ چاہا ہو تو کہہ
دیں گے کہ دیکھو انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کو معاف اللہ شیاطین اور جنات اور اہل خبیثہ
کے برابر کر دیا، ہر قتل مند کچھ سکتا ہے کہ کس قدر دہوکہ ہے۔ شیاطین جنات اور اہل
خبیثہ کی تو کیا مجال ہے طاقت الرحمن تو انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے برابر ہو لیں مطلب
یہ ہے کہ صفات منتقصہ یا لیاری قائلے شانہ میں کسی کو بھی شریک نہ کرے اگر کوئی شخص
بت کو معبود سمجھے جیسا وہ کافر ہے اگر کسی نبی علیہ السلام کو معبود سمجھے گا وہ بھی دیسا ہی کافر
ہوگا، فساد لے تو حضرت علی علیہ السلام ہی کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں پھر کیا ان کے کفر

یہ کوئی کمی ہے، اعلیٰ جہاں اقیاس بنیاد پر عظیم السلام کا ارشاد ہے جو دین میں واجب التعمیل ہے وہ دین کے بدلہ مرد و کچھ بھی فرماتے ہیں میں مکرم خداوندی ہے یہ وصف نقص بڑی ترتیب و ثبوت ہے کوئی دلی کتا ہی ترتیب میں اعلیٰ ہو کر سید الاولیاء کیوں نہ ہو جائے مگر اس کا ارشاد شریعت ہو جائے یہ حال ہے کسی دلی کے ساتھ اگر کوئی ایسا اقتدار رکھے گا اس وقت کا زور و شرک فی الثبوت میں گرفتار ہو گا۔ دلی کا وہی فعل یا قول حجت ہو سکتا ہے جو موافق شریعت و غرار ہو تو اتباع حقیقت میں شریعت کی ہوئی نہ افعال و اقوال اولیاء کی بلکہ اولیاء کا اولیاء ہونا ان کی اتباع کرنا ہی اس وجہ سے ہوئی کہ ان کے افعال شریعت کے مطابق ہیں یہ نہیں کہ دلی ہو کر ہے، جو کہ میں شریعت ہے۔ آیات و اسامیث بالکل مخالف ہیں کچھ پڑاؤ نہیں تمام جہتیں مفسرین، تفسیریں، ملامتیں و کلام و تفسیر نے مظالم تلپائیں کچھ شمولی نہیں، کوئی ایسا کہ اسے تو یہ لازم کرے تو وہ دلی ہوگا، جو مردوں کی تعظیم نہیں کرتا ہے۔ سبحانک ہذاستان عظیم۔

اس وصف کا انکار کرنا جو لوگوں کی تحقیر نہیں ہے کیونکہ جب دلی ہی نہیں ہو سکتا تو کوئی وصف نقص یا ثبوت بھی دلی کوئی نہیں سکتا ہاں جو لوگ اس وصف کو دلی کے لیے ثابت کر رہے ہیں وہ بے شک نہیں کی شان میں گستاخ ہیں۔

یہ لازم ہے جس کو حرام ہے بدلے نہیں جانتے احوال بدست ہو کر سے اکثر اپنا کام پلاتے ہیں۔ لہذا جمہول اسلام مطلع ہو جائیں کہ کسی وصف کے انکار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وصف اس کے مرتبہ سے اوپر کا ہے اس وصف کے ثابت کرنے سے ماتحت کا مرتبہ نہیں جڑتا اور مافوق کی گستاخی ہے جو شخص مدعی ہے پہلے اس وصف کا اس مرتبہ کے یہ لازم یا امکان ثابت کرے پھر وقوع تب منکر ہو جاسکتا ہے کہ

نقطہ کسی وصف کو مطلق اور اوصاف کمالیہ میں داخل کچھ کثابت کرنا شروع کر دے تو پھر اولیائے کرام و انبیاء علیہم السلام اور خداوند عالم میں کچھ فرق در ہے خواہ اس کے نزدیک بھی کوئی وصف ایسا ہے جو خدا کے لیے ہے اور انبیاء علیہم السلام میں شیخ انبیاء علیہم السلام میں ہے اور اولیاء کرام میں نہیں پھر کیا اس پر لازم تنقیص شان اور گستاخی کا نہ آئے گا یہ بالکل دہوکہ ہے جس سے مسلمان خوب خبردار رہیں کسی وصف کا نمونہ اوصاف کمال کے ہونا سراغ خراب ہے اور اس کا کسی شخص کے لیے ممکن الثبوت ہونا امر آخرواخریٰ بد القیاس اگر کوئی ممکن الثبوت ہو تو اس کے وقوع کی جب تک کوئی دلیل نہ ہوگی نقطہ امکان مثبت وجود نہیں ہو سکتا۔

اولیائے کرام کی اتباع کی تحقیق

ہاں جو واقعی اولیائے کرام ہیں گو بمقتضائے بشریت ان سے غلطی ممکن ہے مگر بعد العلم ضرورتاً تو یہ فرما تے ہیں۔ لیکن کوئی عقیدہ مخالف اسلام یا کوئی فعل و قول حرام ہمیشہ ان سے سرزد نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا قول یا فعل ان کی طرف منسوب ہو تو اول تحقیق روایت چاہیے اس کے بعد تاویل حسن جو موافق شریعت ہو وہ کرنی چاہیے یہ بھی نہ ہو سکے تو اس فعل کو بُرا کہے مگر حضرات اہل برکت شان میں گستاخی ہرگز ہرگز نہ کرے کہ ہم قاتل ہیں اور سوزناقمہ کا اندیشہ ہے عی
خطائے بزرگانِ گزشتہ خطا است

کلامی مطلب ہے ۱

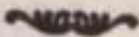
در این کاری کتم نہ انکاری کتم

حکم تو وہی ہے جو علمائے کرام اپنی شریعت و اصحاب نظام فتویٰ فرما
گئے ہیں اور فعل اور قول حرام و حلال ہے مگر باتفاق بعض قرائن تفسیر میں
کے ماضی ہو تے ہیں یا قرینہ عالیہ ہو تا ہے جو نقل کلام کے وقت ذکر میں
نہیں آ سکتا اس واسطے کلام کا مطلب ظاہری اور حقیقی مطلق ہو جاتا ہے
اور مراد متکلم بالکل حق ہوتی ہے جہاں تک مخاطب نہیں پہنچ سکتا یا قائل کا
کلام کی خاص حالت کے متعلق ہوتا ہے اور وہ اپنے نزدیک بالکل صحیح
فرماتے ہیں گو واقع کے مطابق نہ ہو اگر کسی کو صغروی بہتار ہو اور شیرینی اس کو
حلی معلوم ہو تو وہ شیرینی کو حلی کہتا ہے بالکل صحیح کہتا ہے کہ اس کو تلخ ہی معلوم
ہوتی ہے مگر واقع کے بالکل خلاف ہے جو اُس شخص کے تقدس پر
خیال کر کے مٹائی کو کڑوا کہنے لگے گا بے شک غلطی میں مبتلا ہو گا اور جو
اُس کی تنبیذ کر کے گستاخی کرے گا وہ بھی بے شک بے لایب غم اور
گستاخ اور اُس کے مالک فاضل خیال کیا جائے گا۔ اچھا وہی ہے کہ مٹائی
کو مٹائی کہے اور اس کو بیمار کہے اور مغلوب الملل۔ اہل کلام ہی میں جو سرور
مظہر حق خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور مجتہدین رحمہ اللہ
مہیم اور علماء شریعت نے استفراج فرمائے سب اگر کسی اہل حل سے
کوئی امر اس کے خلاف ہو تو اُس کو بھی مطعون نہ کرنا چاہیے اور اُس حکم کو
بھی غلط نہ کہنا چاہیے یہ طریق متوسط ہے جس میں شریعت کا اور.....

بزرگان دین دونوں کا تحفظ باقی رہتا ہے وہ نہ اس کے سوا اور طریقہ تفریط
ہے۔ واللہ تعالیٰ ہر الوفق

یسی طریقہ ہمارا اللہ ہمارے سوا کبیر کا ہے۔

رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وأخرو عوانا ان الحمد لله رب
العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقکم ونور ہر شب و صغرة
عبادة سيدنا و مولانا و شفيعنا و جبيننا محمد و آلہ و صحبہ
اجمعين



تمت بالنبیر

توضیح المزار المجلد فی الاستدلال

الملقب

القیامۃ الصغریٰ علی من یقدم رجلاً ویؤخر الآخری

تألیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید قاضی حسن چاند پوری

ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

احمد العباد
خادم



انجمن دعوت اہلسنت وجماعت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللهم لا ما نعوذ بك من ان يعجز الله عنك ما انت قادر عليه ولا ما اعطيت ولا ما منعت ولا ما افاضت ولا ما قبضت ولا ما ينفع
ذ الجهد منك الحمد سبحانك سبحانك اياك نعبد و اياك نستعين الله الله ربى لا
اشرك به احدا تباركت وتعاليت صل وسلم وبارك على من ختمت به النبيين و
جعلته رحمة للعالمين صلوة وسلاما وبركة تكون للنجاة وسيلة ودرهم الدراجات
كفيلة وعلى اله وصحبه اجمعين الى يوم الدين - آمين -

اما بعد ائلی تیرے وہ مقبول بندے کہاں پھپ گئے جو قبول حق کو اپنی نصرت اور
فتح اور فتح الحکومت کو مخالف المومن کہتے تھے۔ آج جن کے مامی بدعت عامی سنت بڑے
بڑے بلے چوڑے القاب و دروسطوں میں لکھے جاتے ہیں قبول حق اور سچی بات کا
تسلیم کرنا ان کے لیے حرام موت سے بھی زیادہ ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ انکس کی کل
شی قدیر۔

عالی جناب فاضل ریاست علی خان صاحب شاہ جہان پوری نے رسالہ فصل الخطاب
فی متبعی عبد الوہاب جس میں اپنے نزدیک فرقہ وادہ بید نجدیہ کے عقائد تحریر فرما کر اپنے
ہم مشرب علماء سے دستخط کرا لئے تھے شائع فرمایا۔

چونکہ اس میں وہی مسائل تھے جن کو سالہا سال سے اہل بدعات نے زیر مشق بنا رکھا
تھا۔ طریفین سے ان کے متعلق رسائل لکھے جا چکے تھے۔ املا قابل لحاظ نہ سمجھا گیا۔
لیکن چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ خان صاحب کو اپنے انداختہ اور عمر بھر کی کمائی
پر ناز ہے اور اس کا بھی دل ہی دل میں فاسوس ہے کہ ہائے رے میرا کلام کسی نے

قابل رد بھی نہ تھا۔

صَغُرَتْ عَيْنُ الْمَدِينِ فَقُلْتُ أَنَحْنِ

كَأَنَّكَ عَاصِمَاتٌ عَيْنِ الْهَجَامِ

جب یہ کافرانوں میں زیادہ اُسنے لگی تو چونکہ بڑے خان صاحب فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب اور منجھے خان صاحب علامہ دہلوی کو امت الشہ خان صاحب کے جواب میں رسائل لکھنے کی بعض وجوہ سے منجرت تھی انیس میں چھوٹے خان صاحب کی بھی دعوت کی گئی۔

سبیل السداد فی مسئلۃ الاستدلال فی فصل الخطاب کے سرعزل مسئلۃ استدلال بغیر سے مفصل گفتگو ہوئی اور براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات کی تشریح اسباب المدار فی تو منیع اقوال الایمان اور توضیح البیان فی حفظ الایمان میں کی گئی۔

اہل بدعات چاہے خان صاحب کو کچھ ہی کہیں مگر ہم تو خان صاحب کے ممنون ہی ہیں۔ ایک مخالف، نیدا۔ پنہ خصم کے رسالہ میں کوئی بھی نقص نہ پا۔ اُسے اور باوجود پوری سعی اور کوشش کے کوئی غلطی بھی ظاہر نہ کر سکے اس سے زیادہ اور کیا تقاضیت کی دلیل ہو سکتی ہے۔

دلی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

چھوٹے خان صاحب نے بادلِ ناخواستہ سبیل السداد کے تمام مضامین کو قبول فرمایا صرف دو اعتراض کیے ہیں ایک یہ کہ استدلال کی چوتھی صورت کو جو ہم نے متنازعہ نہ تھا قرار دیا اور اہل بدعات کو اُس کے بواز کا قائل کہا ہے یہ دعویٰ بلا دلیل ہے بلکہ

مسلک ہم اس کے قائل کو شرک اور کافر کہتے ہیں چھوٹے ہمارے
صاحب کے نزدیک بھی وہ تقبیح و تنکیر کا فریب ہے

عزت و زبلا کرین ہم غیبت است

اگر چہ پٹائی پر بھی کڑا کر کے اتنا تو کھجی باب بلا دی میں رہیں یا غلط کر دینے ہائیں۔
یہ بھی چکر لگ رہا ہے۔ ہمارے منت تو مولیٰ برہنہ لگا کر ایک معمولی شخص کو بھی ہدایت و ہرمانے
تو وہ بھی اندر میر خجاست ہے چہ جائیکہ رحمت کا سر غفر علی الاعلان ایک عقیدہ کفریہ سے اپنی
بریت و بیان قرآن اتم مکمل

وہی غلطی یہ بیان فرمائی گئی کہ ہم نے جو مولانا غفر علی صاحب شہید مرحوم غفر
ابن بدعت کے کام۔ نے منی بیان کیے ہیں وہ بلاد میں ہیں ان کے یہ ویلکائنات
ہے۔

چنانچہ ایضاً لکھنا کہ جو فصل الخطاب مبعوث الہی کی تفسیر ہے۔ ہے اس کے صوم پر

فرماتے ہیں

۱۔ واضح ہو کہ غیرت نے فرقہ واریہ حیدر کے عقائد کے ابطال میں مدد لکھا ہے کہ
جس کا نام فصل الخطاب ہے اس کے فرقہ واریہ ایک مسئلہ کا رد و ابطال کے
بعد یہ بعدوں کی طرف سے جواب آیا وہ اصل جلد سے دعا کے ہوائی گر
ایک فرقہ کی غلطی کیا تو وہ یہ کہ آپ نے استقامت کی بار صورتیں لکھی ہیں
اور استقامت کی جو حق صورت تفریق کی طرف اپنی طرف سے اعتراض کر کے سب
کی ہے اور اس کو مستلزم تفریق اور شرک ٹھہرایا ہے ماشاء اللہ کفر کا ہرگز عقیدہ

سے اتم کرین ہم غیبت است

نہیں اور نہ ہمارا اور نہ کسی عالم الٰہی منت والہماست۔ نہ ہم پر یہ خواہی نہ خواہی ہوتا
اور نہ اس لئے ہے کہ آپ کی پچائی تب ظاہر ہوئی کہ ہماری کسی کتاب یا فتوے سے
یہ جہلا مقیدہ دکھائیں ورنہ یہ عالمی آپ کی تمام جہگ یا اپنی عقلی سے رجوع
فراویں بغیر اس کے چارہ نہیں اور اگر بالفرض کسی مایہ مقیدہ ہو جی تو ہم آپ
سے پہلے ایسے مقیدہ رکھنے والے کو خدا و کفر اور مشرک جانتے ہیں اور
ہم اس مقیدہ سے بڑی - انتہائی بدلتے

یہ فریق بالکل بے مہاسہ ہے کہ آپ کے دلائل کے ایک مسئلہ کا

جواب ان الذی وہی در سال میں :

اگر منجھتا ہوں ماری صاحب استفادہ بیعتی تو کچھ تعجب نہ تھا کہ جناب کا کلام ہی
در سال پیش کے ہے لا جواب رہتا۔ اس میں کون سا مسئلہ نیا اور تین تین بعد ہی میں پر
علم کلمات اور جواب کہنے کو ملا کی ران پک پڑتی تھی بعض جواب کے قضاوند میں
قدیمی عرض کیا گیا ورنہ کیا حاصل اس مدعی سے غرض ہے کسی غاص سے تالیف چنداں
ضروری نہ تھا

میں دیکھا ہوں۔ یہ کہ فصل الخطاب حاضر زمانہ میں اعلیٰ کارساز تھا اس میں کوئی غلطی
پڑانا نہ تھا اسی وجہ سے اس کے ایک مسئلہ کے جواب میں دو سال تک لگے۔ مگر تو بہ
طلب تو یہاں ہے کہ جواب کیسا کیا کہ سو سال کی کوشش راہ میں اور بدست کا قطعہ بیک

دبقہ ماسخید معلوم : جس عقیدہ یا علم سے آپ رجسٹرڈ ہیں ہم اس پر تسلیم قبول کریں گے اور اس میں
سبب نہ تو ملے گی جو برحقا ہی ہے۔ ظاہر ہی ہوا کہ اختلاف عقائد میں راست نہیں۔ ہم آپ کے اس عقائد
کو بے تامل تسلیم کر لیتے مگر چونکہ اس میں ہم پر یہ نشانیں نظر آتی ہیں کہ ہم تمام کی بات اس وجہ سے نظر پر کرنا چاہتے ہیں
معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے آپ کے کلام کا مفاد کیا ہے اور یہ عقیدہ آپ کا بدوہ ہے یا غیر بدوہ اور
تو جیسے کہ ہے اور جواب کی کثرت ایک درد پرست نامی بروی صاحب کی طرح آپ ہی خود اپنے اقوال
سے ہی ہیں گئے جو ہیں۔ فرمایا ہے ہم پر کوئی الزام نہ کہہ دینا چاہو گے اور نہ

سنہ اس ماسخیر میں لفظ بجزال سے تعلق صاحب ہی کا عبارت محرم کی ہے کہ وہ سے مناسب
تو کر دیا گیا ہے

سے اڑ گیا اور یہی کہتے ہیں کہ ہم تو آپ سے پہلے ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ ہم پر یہ خواہی نہ
خواہی کا بہتان ہے اور افزا۔ ہم نے یہ کب کہا ہے کہ استغانت بالغیر کی چوتھی صورت
بھی جائز ہے۔ اس کو تو ہم بھی کفر و شرک کہتے ہیں۔

یہ مضمون بڑے زور و شور سے رسائل میں لکھا جاتا تھا اس کا مخالف کا قرقاسق، بدعتی
السنّت والجماعت سے خارج بتلایا جاتا تھا
آج وہی مضمون سرسج کفر و شرک الہاد کہا جاتا ہے جل جلالہ

جاد الحق وذوق الباطل ان الباطل کان نہوفا۔
حق کی شہادت اس کو کہتے ہیں اور سنّت کی عظمت اس کا نام ہے بدعت کی ظلمت یوں
ذہب اللہ نور ہم فتر کھم فی ظلمات، لا بصرون کا مصداق بناتی ہے مہربنا لا تذرہم قلوبنا
بعد اذھدیننا وہب لنا من لدنک راحت انک انت الودھاب۔

اس امر کی تحقیق کہ خواہی میں شلاشر کی عبارات کا مطلب یہ ہے کہ استغانت
بالغیر کی صورت، راجحہ جائز۔ ہے جس کو آج کفر و شرک والہاد کہا جاتا ہے
اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا اس سے بری مہر نے کا دھوئے۔ ہے۔

لہ خواہی میں شلاشر سے مراد اس تمام رسالہ میں فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب بڑے زمان اور مولوی کرامت اللہ خان
صاحب دہلوی منجھے زمان جن کا رسالہ برکات اعدا اللہ ہے اور میر سے عالی جناب دیا ست علی خان صاحب
چلوئے زمان صاحب شاہجہان پوری مراد ہیں۔ جو اس تحریر کے باعث ہیں۔ عام اہل اسلام کے علاوہ خواہی میں شلاشر
کے جملہ مقتدیوں کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ عرض ہے کہ سنّت سے دل سے اس بحث کو ملاحظہ
فرائیں اور دیکھیں کہ مرشدانی نے دنیا ہی میں کیسے صاف مشرک و کافر بنادیا اور خود الگ کے الگ یہ
بحث قابل دید ہے ۱۲ منہ

چونکہ توسیع کو منبع عام مقصود ہے اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلا استقنا
 بالغیر کی چاروں صورتوں کو بیان کر کے ہر مطلب عرض کیا جائے تاکہ ناظرین کو مفہوم کے
 سمجھنے میں مدد ملے۔

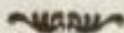
استمداد کی پہلی صورت

جو بالافق کفر و شرک حقیقی ہے۔

۱۔ غیر اللہ تعالیٰ کو چاہے وہ کوئی بھی نہ ہو جملہ امور عارضہ و زنیہ و یوزیہ بعض میں ہر وقت
 وحیہ یا خاص وقت میں بغیر احکامی اللہ تعالیٰ بالذات، چاہی کہ امر متداول میں
 استمداد و استعانت کرے۔

استمداد بالغیر کی دوسری صورت

۲۔ غیر اللہ تعالیٰ چاہے کوئی بھی کسی امر میں تبادر بالذات نہ سمجھا جائے اور جو امور عارضہ
 علویہ و طاقت بشریہ میں داخل کیا اور مادیات سبب بری یا سبب بحدہ کو ان کا
 قائل قرار کیا جائے اور شرعاً بھی وہ افضل بندہ ہی کی طرف منسوب ہوتے ہوں اور
 بلکہ طاقت بشریہ میں داخل ہونے کے جس سے استعانت کی گئی ہے اہل
 اسم آدمی کو دیکھ کر کسی کے ہم میں بھی اس کے استعانت کا تو ہم نہ ہوا اسے امور علویہ
 میں استعانت و استمداد کی جائے۔



غیر سے استدلال کی تیسری صورت

۲۔ کوئی نئی طبعی عام پہچان یا دلیل کرہمشت اپنی ذات کے لیے یا دوسرے نئی یا اولیٰ کے لیے کسی خاص شخص یا خاص گروہ سے خاص وقت میں کسی خاص امر کی نسبت یوں فرمائے کہ انھوں نے شخص غلام وقت جو چاہے یا انھوں کام جب چاہے ہم سے یا انھوں سے چاہے تو اس کا مطلب ہو جائے گا یا ہم کو اس کے اور مثل نسبت ازین بہن کے یا سند ہماری بنی ہوئی ہے یا کسی شخص سے عدوت اجازت و تعمیر کے اپنی حالت شوق و بے اختیاری میں بلکہ سبقت اسان کے طور پر کسی پر گزیدہ بندے سے اس اعتبار سے کہ اور وہ اور قدر عقابو گیا جس میں اس دل و باطنی کو کچھ مدد مل نہیں سکتی مگر اس سے اطلاع بھی نہ ہو یا اطلاع بھی ہو اور وہ مل بھی ہو مگر وہی مجاز یا کرم کی صورت ہو یا کسی صاحب شرف کو معلوم ہوا کہ یہ کام بہت ہو گا کہ انھوں نے ایک طرف دیکھ کر یہی یا اس میں ایک بہت کی ضرورت اظہار مل کر مستقیم یا سبب ہو گا یا یہ سبب استدلال و تعلیم ہو گا کہ میں اپنے شیخ سے استدلال و اعانت کرتے۔ جیسے نئی ہری موم کے حکم نہ اپنے شہرستانہ سے استفادہ کرتے ہیں۔

۳۔ تمام سہولتوں میں استقامت و استدلال کر لے والا اس نئی اور اولیٰ اور سیر کو محض ہمنام و ہمارے اللہ تعالیٰ خیال فرمائے ہوا ہے تو قدرت باری تعالیٰ کے اس کو تندر یا امتیاز اور تصرف نہ کہے بلکہ جیسے آفتاب سے نور اور پانی سے برودت حاصل

ہوتی ہے۔ یہی وہ حضرات تھے جن کی تعلیم تھی کہ وہ اپنا کرم اور عزت اور حجاز
 میں احمد حجازی عادت ہوئے۔ یہاں سے اس میں طاقت برسر یہ کہ وہ فعل نہیں اور
 فعل اس کے لئے مفعول ہو کر آست ہوتا ہے۔ وہ اگر وہ بن مفعول سبب ہی ہوتا ہے تو
 نامی وقت کے لئے ہے۔ چہرہ بھی نہیں کہ ان کا سبب ہونا دانی اور ذی ہو گیا کہ آقا بہ
 اور آگ حجازی اور باقی ہر دور۔ کے لئے کہ یہ اسباب عادیہ و مریا کثرت میں ہو کر وہ
 ایک نامی وقت بات ہوتی ہے جو مفسر شریعت کے ساتھ مفسر ہوتی ہے۔ اس
 دلی اور نبی کو میں اختیار نہیں ہوتا کہ اس لئے وقت یا کسی کیفیت یا اس کے لئے ہوا
 ہے کہ بغیر اس سے۔

غرض قسری صورت میں عادت اور عادت اور عادت کے دور اور عادیہ و مریا
 کے تعلیم کے لئے یہ طریق ترقی عادت ہوتی ہے جو نبی کے لئے ہوتا ہے اور وہی کی کرامت
 اور ایک وقت بات مفسر شریعت اور عادت کے ساتھ مفسر ہوتی ہے۔

جس کا یہ حاصل ہرگز نہیں کہ انبیاء علیہم السلام ہو ولیا کریم کو خداوند عالم نے قدرت
 اور تصرف دیا ہے کہ وہ ہو پائیں کر دیں اور نہ یہ حاصل ہے کہ ہر شخص کو بہارت
 ہے کہ جس سے جس امر میں اس امر اور عادت ہے استعانت و استمداد کرے
 وہ مطلب اس کا ہونا ہو جائے گا یا نہ کہوں کہ اختیار ہے کہ جب پایا گیا اور اس کا پائی
 مطلب پورا فرمائیں اس میں نہ چاہیں عزم کریں۔

وہ یعنی گویا ہر عادت کے لئے کہ ان کو کچھ ہیں ان احمد کے بہت و
 نیست میں دیکھا کہ ایک گویا احمد عادیہ میں اختیار ہے اختیار نہیں کہ تعالیٰ اپنی قدرت
 کا اس سے ان کے اجازت و کرامت خدا ہونے کے لئے جب چاہے کسی امر کو نہایت

مادت پیدا کرتے ہیں۔

استعانت بالغیر کی چوتھی صورت

جس کو بھائی جناب ریاست میں تھان صاحب کفر و شرک الملائکہ فرماتے ہیں انہما اللہ
 اپنی تمام جماعت کی طرف سے بریت ثابت کرتے ہیں جو انہیں مختلف فرمایا ہے۔
 ۴۔ چوتھی صورت: یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو قتل کر دیا جائے جس کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ اس
 کو قتل کرنا جائز ہے اختیار دے دیا ہے اور قدرت کا حکم امر نہایت فرمائی
 ہے کہ وہ شخص ہر شے یا اللہ خاص شے جو طاقت بشریہ سے خارج ہے
 یا مطلقاً خدا کی دہرگر اس شخص کی طاقت سے باقی یا اسباب و اعداء کے
 خارج ہو جس کو جس طرح جس وقت چاہے وہے اور جس کو چاہے نہ چاہے
 وہ بعد اطلاق الٰہی مستقل ہے جیسے آنکھ سے بے چاہے دیکھے جسے
 چاہے نہ دیکھے، اپنی تلوار اسٹیاد و راہم و زانیہ کو بے چاہے جسے
 چاہے نہ دے، انگ کا جھلانا، اپنی کا منہ کرنا، آفتاب کا منہ کرنا وغیرہ وغیرہ
 اسباب سے جیسے ان کے مسببات مادیات منکک نہیں ہوتے اسی طرح
 وہ بزرگ بھی جب اس خاص شے یا ہر شے کے مطابق دینے کا ارادہ کسی کو فرماتے
 تو وہ ضرور ہے جس وقت کہیں سے کوئی شخص اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا کسی
 جنگ کو دیکھتا ہے یا ان یا ان کی میں ندا کرتا ہے، اس کی توجہ علی کو جانتا ہے اس کی
 آواز کو سنتا ہے۔

اور جب خداوند کریم نے اسی بزرگ کو یہ قدرت کا موعظ فرمائی تو اب سوال کرنا

وہ مانگے ابھی اُس کے ساتھ قصوں لکرو یا ہمارے یہ سوا ہی وہ مانگتا ہے علم بھی نہیں رکھتا
 دینے والے وہی جنگ بولیں گی کہ قدرت کا جھٹکا لگتا ہے اور ان کے دوسرے کام کر
 دیا جائے یا اس قدر کٹتی ہے کہ وہ دونوں بیکر و خواست لیا جائے اور عاشق جانتے اور
 دونوں بیکر سے مستعد ہوا ہو۔

حضرات ناظرین! آپ کی یہ باتیں استقامت و ایثار ہمارے قلوب میں کوسیل الہیہ میں بڑا
 کرتے ہیں۔ عرض کیا تھا کہ صورتِ اولیٰ باتفاق کفر و کفر حق ہے اور صورتِ ثانیہ و ثالثہ
 باتفاق جائز ہیں۔ حقیقت یہاں پر حق صورت ہے مگر سلف نے اس مسئلہ میں اختلاف
 نہیں کیا اور ہمیں تا جائز نہیں یا اتفاق کنہیں اور یہ جائز ہیں باتفاق و نہت۔ ان چند دلائل
 سے مایاں بدست پر حق صورت کو جائز فرماتے ہیں اور یہ دونوں میں بھی حقیقت
 یہاں ہے اور اس میں فرق کا قول حق ہے اور صورتِ مایاں ہے شک و کفر ہے علامہ
 بنظرِ قضاے نہایت حق صورت مایاں کیا تھا جس کی تفسیر کے لیے بے سبب اسناد کا
 یہ نظر نہایت قوی ہے بالخصوص اب کیونکہ اب تو اس کا حرف صرف سلم فرمیں ہو چکا
 ہے اور صرف وہ آئیں کام ہے جن کو حق مسئلہ سے تعلق نہیں۔

اور کارِ تحقیق کو منظور ہے تو نہاں مایاں اس قدر کہ ان کا تقریر بھی فرمائی ہیں گے اور
 اقرار فرمائیں گے تو کیا کریں گے انہیں کا قصاص ہو گا۔ یہ جواب است کا بجز قبول
 کرنے کے؟ اب یہ کیا ہے اور عوامی خواہاں انھوں نے کھنے سے تو رہے سے مستحق
 کو بھی نہیں دیکھ سکتے ہو گا۔

نہاں نہت کو کز قلوب کے بعد اس طرف سے یہ سدا آئی اور نہایت مذکور ہے کہ
 پر حق صورت کو ہم اور ہمارے تمام علم شرک و کفر و لاد کتے ہیں اور مایاں کو لاد کتے ہیں

جی رہے تھے۔ جو چہ جائیکہ طاریہ ترجمہ پر انٹر ادرستہا، ہے ایک ہمارے۔ تو پہلے نقل ہو چکی
تھی۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اور نہ ہمارا چوتھی صورت، کا مقصد وہ ہے۔ پھر خواہ تر خواہی خواہی ہو۔ کہ
اچھا کیا سہارا دیا اور خوب ترجمہ نکلا۔

(ایضاح ادرستہا ص ۲۴)

اور اسی چوتھی صورت کو شرک طہر کرانی طرف سے جہاں سنت و احکامات
کی طرف سے مقید باطل کی نسبت کی ہے۔ ہمارا ترجمہ گو کہ اس مقید
ناپاک سے بری نہیں۔ ہمارا یہ مقید باطل ہرگز نہ ہو کہ مختلف فیہا طہر کرانی اور

سنت و احکامات کی نسبت و احکامات کی نسبت کہ ایک ہی کی نسبت سب سے زیادہ ہی کیا کسی ایک ہے۔ تو پہلے یہاں
نے کہا تھا کہ چوتھی صورت سے کہیں ہی۔ اگر ترجمہ کرانی ہی شان حال ہے تو کیا ترجمہ ہے کہ
نہا ان کے اندر میں داخل فرماتے۔ اسی کو کتاب کو چوتھی صورت کا شرک و طہر کرانی نسبت ہوا
ہے۔ مگر اس صورت کے بھی اگر کسی حد و قیاس مقرر کیا۔ کہ یہی کو کتاب کی نسبت اور اگر بھی کچھ
ہوئے ہوں گے۔ نہ تو اسے الہامی کی مخالفت سے ہوا۔ انہم انی استلک

حک و جب منہجیت فاسی نہا۔ احکامات نماہی سے احکامات ہے انہم انی استلک
بل من طہر کرانی و مقید و من لا یحکم اللہ لہ علیہ وسلم نہا کہ برکت سے ہے یہاں
نہا کہ احکامات سے چلتا ہی ہے۔

نہا کہ حکم دے مار دوسری

نہا کہ احکامات کو سہارا دے۔ است و نہ

اسی اپنی ناگہانی بھائی پر تمام کتاب کو طویل طویل دیا اور ہم لوگوں کو ناخوش کر
 دیا۔ لعل علیہ السلام نے اس کا جواب دیا کہ تم لوگوں کو ناخوش کرنا ہے؟

(ایضاً از علوم ص ۴۴ سطر ۱۰)

واقعی کار کا من بہت سست کر کے کہ ایک جماعت کا مقتدا بڑا ہے خود اور اپنے تمام
 جماعت کی جانب سے ایک فریاد اور علم فقیدہ کفر پر شرک سے بدلت اور آخرت ظاہر
 کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہم اس کو غایت خوشی سے تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ تک اور صاحبوں کی طرف سے
 پیدا ایمان میری دستخط نہ مہربانی خاں صاحب کا حق ادا پر کیا جیت۔ بلکہ ہم کو تو خوف
 ہے کہ خاں صاحب کو بھی ایسی ہی جلدی نہ کر دیا جائے۔

بندہ تو جو رہندہ کا ایک خادم ہے۔ میں تو یہ دعا پانی میں نشوونما ہو میں پڑھا کھا
 اساتذہ کے مقتدا سے پیدا و واقف۔ یہ امر حق کرنا بلکہ اساتذہ کا یہ عقیدہ ہے
 توفیق و توفیق جو کہ ہے لیکن خاں صاحب کو تمام ہندوستان کے بدعتیوں سے کون سا
 استثنائی شاندار کا مستحق ہے جو سب کی طرف سے فراویا کر ہمارا اور ہمارے کسی
 عالم کا یہ عقیدہ نہیں۔

اں خاں صاحب نے اگر کوئی وفاق کر لیا ہے تو اس کو غلام ہرادی غلامت خوشی کی
 بات ہے کہ مجھے اس کا خوف ہے کہ ہمارے خاں صاحب ہی کہیں برادری سے ہمارے
 دکر دیکھ جائیں اور الائی ہو کر اور الائی ہو کر۔ کہ صدق ہو جائیں۔

آخر میں کو غلامی یا اس پر ایمان ہو گا کہ سب جو حق سورت استعانت بالذکر کی باتفاق
 شرک و لہو و مالو سے اور دوسرے فرقہ اپنی واپسی تمام جماعت کی جانب سے ہندو اس

حقیقہ کو شرک کہنا ہے تو یہ اب بھابہ کی بات کا ہے قبول میں قیل و قال کیا ہے۔
 بات یہ ہے کہ گو صورت راجحہ انتفاعات کو شرک و الحاد و کفر کہا جاتا ہے مگر
 اعلاز یہ ہے کہ ہم نے یہاں کہیں کہا ہے کہ ہم پر انفرادی جہان ہے اور حقیقت میں
 چونکہ حضرات علمائے دیوبند ایدہم ان اعمائے بنائیدہ و کثر ہم اللہ تعالیٰ کے کرم سے صنفی
 ہیں یہ نہیں کہ حقیقت کا نام بدھسیر اور دست میں سر سے ہر رنگ جو بے جہت ہے
 ہوں تعلق نہیں مگر ہم صاحب کے اور ہر عقیدہ ان کا شیوہ نہیں کہ تمام تو وہاں صاحب
 و عمر اللہ علیہ السلام عقیدہ کا ہمارا حقیقت میں باقی تو اس شیعہ بدعات کے دلدادہ بھلا ہیں
 کا قرآن و حدیث میں تو کیا فقہ میں بھی نام و نشان نہیں۔

اس دور سے ان کا اوردان کے خدوم کا شیوہ انرا اور ہستانی نہیں ان سے نزدیک
 کسی کو معترضی کہنا ضروری بات نہیں اگر کسی ان کی عقلی ہوئی ہے تو اس کے اقرار میں ان کو
 مانیں ہوئی مدد پھر دین گویا دوازہ سے لاکھ چھوڑتے بھی نہیں۔

انسان پر حق و اناس احمد صانع عالم صاحب کی طرح نہیں کہ ان کو معترضی نہ ان بدیانت
 کفر شرک و بدعت ان کا اوردان کے تمام متقدمین کا تمام دنیا میں کسی سے نکاح درست
 نہیں یہ سب کچھ کہ انہیں کی کتاب سے اور ان کے ہی کلام سے ان کے قبول نمونے
 سے اور ان کے بارہ افتخار مسائل سے۔

لیکن ان صاحب ہر مونی اور ان کے تمام اصحاب پر کہ آج تک ہم بخود میل ایک
 بات کا بھی تو کیا خیال جو جواب دے میں یا عقلی کا قرار کے تو بر شائع کر دیں کسی دوسرے
 نے کچھ غلط کیا کہا ہے جس کا جواب دینا تو انہیں کے کلام کا مطلب ہے انہیں
 کے دل کی بات ہے پھر جواب کسی کا لکھ کر۔

ہم تو جناب گرو اتھی ہماری نعلی ہوتی تو عمان شام و بہمان پوری صاحب کے ساتھ
دست بستہ تو ہر کے کے قرار کرتے مگر جب نعلی اور انفرانسیس تو مصلا پاسے آفتاب
دشمن کی طرح ثابت کریں گے کہ

آپ کے کلام کا یہی مطلب ہے جو ہم نے سن لیا ہے۔

آپ کے دل میں جو کچھ ہو گزراں سے جو نکلا ہے اس کا مطلب تو صورت و انداز کا
ہمارا کیا بلکہ عقائد ان سنت و عبادت میں ہونا ضرور ہے۔ اور میں کو آج پڑے لفظ سے
شرک کہا جاتا ہے اس کو پہلے تسلیم نہ کرتا ہی عقائد نجدیہ و بابیہ میں شمار کیا جاتا تھا مابلی
تو ہم یہ ثابت کریں گے پھر وہ جو فراموشی گئے بس و چشم قبولی صاف صاف اقرار پھر تو یہ
ہوتی چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب پہلے اختلاف اور واقعی مقلدین کی بنام سے بدعات
کے رد میں مسائل شائع ہوئے اور بدعت بنام سے اور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہ اثر ہوا کہ ہندوستان سے بدعت کے قدم اکھڑ گئے اور بدعات کے ٹرے ٹرے
منازل کے بہت شہید ہوئے کہ ایک آثار سے اُن کے گھر سے تو واقعی بدعت اس
عصر میں نہ ہوئی کہ اس کو کسی نے ہی قبول کر لیا اور بدعت کہ بناؤ سنگی کی گھر جو انسانی
نہی جی صاحبہا الصلوٰۃ و الصلیم نے اس کے نہ ہی سجدہ منہ پر تھوکتا ہی گویا نہ کیا۔

تو جنی مضرت کو بدعت نے گود میں کھلایا اور وہ بدعت یا تھا انہوں نے اس کے
حق کو ادا کیا یا اور جو کچھ نہ کرنا تھا وہ کیا۔ خاندان بدعت کے سر بلدی شہوت فاضل
ہے بدل عمان بیرونی نے تو حق ادا کیا دیا۔ بدعت کا بدلہ یہ لیا کہ جن خاندان سنت
سے بدعت کو خواستہ پہنچی تھی ان کے کلام میں خیانت جدید باقی کر کے وہ وہ طلب

کمزوروں کے سر تو پہنے کہ بدعت میں شرما گئی اور بڑے اسی دوست کی ترستیں
ان کو پہرہ کیا غافل بر روی نے ایک مدت تک خوب باتیں بہائیں اور ان کو اپنے
نئے القاب، آداب سے مقرب کئے گئے کہ تمام خاندان بدعت میں ہی مقارن
گیا کہ اور تو کہ بدعت میں تک پہنچے تو گرا پ۔ تو بدعت میں بدست بدست کرتے
کرتے اُس سے ہی حق بدعت تک پہنچ گئے اپنی اپنی قسمت تقدیر بقایہ و فانی
کوئی کوئی ہی کیس سے کس پہنچا جاتی ہے۔

اب اہل حق کی طرف سے ہڑکا جاتا ہے کہ ان مفسدین کو یہ کہ تو جو خود کو کہتے
ہیں اہل اس کے کائنات اور معتقد کو کافر جانتے ہیں، جو مضامین کا دوسری مدت اہل نہیں
گندہ کلام کے موموں کو تک میں اُن کا گزند نہیں یہ کیسے اُن کا مفاد و مروجہ مصلحتی بڑی دنیا
ہوتا ہے۔

ہمارے مدد یافتہ طلبہ اسے بدعت پسند

علم کو ہونے کو ہے ہم پر نیا ہونے کو ہے

کلام کا مقدم نامائے سیاق و سباق قرآنی عالیہ مقابلہ تمام امور دکھائے جاتے
ہیں مگر مرنے کی ایک ہانگ۔ یہ نہیں مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اس میں ضرور
سود عالم سے اللہ عیدو سلم کی قرآن میں بھی ہے اس میں مراحتہ گاہی گئی ہے۔ اب تو
فتویٰ عربین شریفین کا بھی ہو چکا ہے جو ایسا کہ وہ کافر ہے۔ جو اُسے کافر کہے
کفر میں شک کرے تو وہ کفر ہے وہ بھی کافر ہے یہ کفر اعلیٰ ہی نہیں سکتا اور سوا کفار کہ
وہ سب اقرار ہی کے حکم میں ہیں۔ غافل بر روی کا غصہ تو حقاری۔ نہان شاہ جہاں پور
صاحب ان سے بھی تیز۔ خدا کی پناہ۔ نہیں صاحب نہیں مطلب ہی سے جو جوتے

عالم سامع نے بیان فرمایا ہے سو علم سے ان مبداء و علم کی منزلہ تو میں ہوئی ہے شک
تو میں نے نہ ہوں کے اقوال کی تاویل کرنا گویا انہیں کو آسمان بنانا ہے ایسی تاویل کی جائیگی
تو کوئی قول تشکیکی مستلزم نہ رہے گا اور ذکر کوئی قول کا ذنب کا ذنب ہر ایک قول میں
موازن اپنے دعا کے الفاظ جو مایہ جاویں گے یا لکھائیے جاویں گے تو مدنی مایہ
ہو جائے گا

اسی اور سے اب ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ حضرات کا مطلب ہے
کہ جو حق صورت استقامت بائیں کی ہاں ہے جس کو اب شرک و کفر و لہو کہا جاتا ہے
وہ کہیں اپنے کلام کی آپ حضرات کیا تاویل اور کس طرح جو حق صورت کو اس سے
خلاف فرماتے ہیں جب کہی خود متفق ہوتا ہے تب تک مضمون بدلتی ہے۔ جس الفاظ

۱۔ ایضاً مضمون مفروضہ ۱۱ - ۱۲

عند وقت کر محمد علم کی بات چک کر ایک مسلمان علم متحرق ہوئی سو فی الحال کان کے کلام کے معنی
ایسے بیان کیے جاتے ہیں کہ مسلمان نہ ہوں کہ یہاں سے یہاں کوئی مایہ ہوگا بلکہ اگر
بنا ہے یہ عرض کو تحت لکھ کر دیا جاتا ہے کہ حرج نہ تھا کہ میں تو غضب ہے کہ ایک عاشق مشت
دولت اللہ علی اللہ علیہ السلام سے محبت کرنا اٹھا ہوتا ہے اور غضب سے منع کیا جاتا ہے کہ یہ کیا کہ بہت
مستحق کرنا کیا حکم کہ راستہ ہو کر

کون سنتا ہے کانی میری

اور چروہ بھی لہائی میری

۱۔ اس واقعہ کا مستحق اور کلام میں تاخیر نہ تھی تو خود کا تریا و کتا کلام میں کہ تمام مضمون پڑھنا

سے آپ اپنے کاموں کا مطلب بیان فرمائیں گے اسی طرح ہم بھی قوتیرہ الایمان
تحمذیران کس، ہر آپس کا ملکہ، حفظ الایمان کا مطلب بیان کریں گے اس وقت تو
قابل قبول ہوگا۔

جس طرح آپ خوش ہیں گئے دینی طریقہ اختیار کیا جائے گا اب تائیدت طہیت
انصاف قنونی دیانت، اتحاد سنت، جنت و مشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اولیائے کرام سے الفت و محبت تصوف ظاہر و باطنی کے جامع، تصوف کے
جمود مقامات کا طے ہونا پھر دواوی کی ایضاً تواسے تحقیق کمال ہائی ہے۔ اب
قداول کو مضبوط کر کے بندہ کی مرض کو قوتیرہ سے بگوشش ہوش نیچے، واللہ تعالیٰ
ہذا مستعان۔

وہاں صفحہ ۱۱۱ صریح شرح متن مرکب میں کے دور سے انہوں نے تمام اقوال شہادین و علما
مستندہ کیا ہے ورنہ ظاہر مع الفرائد کلام اہم جو ظاہر متعارف و متعارف تھے سب کو صحیح بنا کر
خارجی طرح کر دیا جس کی وجہ سے شاہ جہان پوری دربار صاحب امتیاز علامہ عہدہ و سوسائٹس علم
ہے کہ یہ دینی و دہائی لکھیں جن کو سیاق و سباق قرآنی عالیشان و متالی تحقیق بکراؤں کو ہمیں موجود
پرست پر اس کی لغت، واقعی ایسی ہی ہوتی ہے چیز ہے جس میں اس کی ذہنیت صریح شریف میں
خارجی ہوتی ہے۔ خان صاحب آپ تو عالم فاضل متفوق منقول کی کتاب میں پڑھے ہوئے ہیں۔
خان رجوی صاحب پر فرماتے تو اس قدر مستند و قاصر آپ سے تو سخت تعجب پر تعجب
ہے۔ لیکن کچھ پرواہ نہیں کرتی خود شخص آمدنی اور پیشی و ما سب فرمایا ہے اور قدر

قول کہنے کا

مذہب شامیہ کی پہلی عبارت جو چوتھی صورت کے جواز کو مثبت ہے جس سے وہاں سب کا بڑا ٹھکانہ شرک و منکر ہو جاتا ہے۔

نفسی انقلاب کے سوا سطر پر مذہب سب فرما رہے ہیں۔

۔ مالا کمالی سنت والجماعت کا اس میں یہ عقیدہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیائوں کو عالم میں تعارف کرنے کی قدرت دی ہے اس بنا پر اگر کسی ان سے یہ معاملہ کرے گا۔ یعنی انبیاء اور اولیاء سے تعارف چاہے گا تو ہرگز کسی طرح کا شرک نہ ہو گا البتہ اگر بالذات اُن کو متعرف جانے کا تو بہت کی بات ہے :

مذہب سب سب ہی اصناف سے نفی کا بیجا و عظیم السام ہو لیا کہ کم کے لئے قدرت ہو تا تعارف ہو تا یہ تو آپ الی سنت والجماعت کا عقیدہ ثابت ہے اور اس بنا پر کوئی ان سے تعارف چاہے گا تو ہرگز کسی طرح کا شرک نہ ہو گا ہرگز کی تاکید ہو کر حجت کا عموم ہی موقوف ہو لیا رہے۔

اب برہان میں اُن سے کوئی استعانت و استدعا کرے کسی طرح کا شرک : ہو گا ہاں استعانت کی تمام صورتوں میں سے مذہب نے صرف البتہ اگر بالذات اُن کو متعرف جانے کا تو اُن کو تعارف فرمایا ہے :

فرمائیے اب استعانت کی چوتھی صورت قبیح کافر ہوئی یا

بہس میں کسی طرح شرک نہ ہو گا۔

یہ چوتھی صورت میں خدا کی دی ہوئی قدرت سے بزرگوں کو متعرف فرمایا ہے اور وہاں جناب نے بالذات متعرف جاننے کے سوا سب کو شرک سے علیحدہ فرمایا

اور ہمیں نصرت تاکید اور تحمیل سے قیاب فرمائی ہے،
 اب یہ جو حق صورت کے حراز کے قائل ہوئے یا نہیں پھر گئے
 عقیدہ اہل سنت والجماعت بتلایا یا نہیں۔

جو حق صورت کو جو حراز کے اسے نجدی وہاں فرمایا یا نہیں،
 فرمایا ہے جو حق صورت آپ کا ایمان ہو گیا یا نہیں۔
 یہ حق صورت میں دو آپ کے نزدیک عقیدہ اہل سنت والجماعت میں
 داخل ہے جس سے آدمی ہر گز کسی طرح مشرک نہیں ہوتا جس کا اعتقاد رکھتا اہل سنت والجماعت
 کی حالت اور اعتقاد رکھتا نجدیت و ہدایت کی نشانی ہے، اہل آپ سے نزاع ہے
 ہم کو مشرک سمجھتے ہیں یا نہیں؟

ہمارے عرض کرنا کہ جو حق صورت اعتقاد فرماتا ہے آپ اس
 کے حراز کے قائل ہیں یہ افرام اور بہتان ہے یا آپ کا میں ایمان اور
 آپ کے کلام کے مطلب گاریاں۔

اب بے شک ہے کہ اس کلام سے جو استقامت بائیز کی جڑوں کو شال ہے
 حریف کثرت بالغات والی اپنی استقامت کی پہلی صورت کا اشتہار کیا ہے استقامت
 کی حق صورت کو کیسے شرک میں داخل فرما دیں گے اور

یغریب آپ کا صادق ہو گا کہ ہم اور ہمارے علماء اس شرک کی اور کفریہ
 عقیدہ سے بالکل علیحدہ ہیں جو نہ تو ای شریعی الزام ہے۔

نہیں شایع نہیں ہو سکتا کہ دوسری مہارت جو جو حق صورت کا عقیدہ اہل سنت والجماعت
 میں ثابت کرتی ہے جس کو اب مناسب شرک و کفر والہا فرماتے ہیں۔

اور نیچے فصل الخطاب صفحہ ۴ سطر ۱۱ :

”حالانکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اس میں یہ ہے کہ بلائیں مالمی
اور مشکل میں دستگیری کرنی اندیسا اور اولیاء کو حق سبحانہ تعالیٰ نے قدرت
دی ہے پس اگر کوئی اُن سے مشکل کشائی اور بلائیں ملوانا چاہے اور یہ سمجھے
کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ قدرت دی ہے تو ہرگز کسی قسم کا شرک ثابت
نہ ہوگا۔“

لکھا اب فرمائیے مجھ کو بھی افسوس ہے کہ آپ کے کلام میں کسی تاویل کی بھی گنجائش
نہیں ورنہ آپ نہیں تو میں خود ہی تاویل عرض کر دیتا یہ تو بعینہا چوتھی صورت ہو گئی جس کو خبیث
شرک و کفر والہاد فرماتے ہیں۔ دوسری صورت میں تو استعانت امور مادیہ میں ہوتی ہے جس سے
بلائیں مالمی اور مشکل کشائی خود ہی خارج ہیں۔

تیسری صورت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں بزرگان دین کے لیے قدرت و تصرف
ثابت ہی نہیں کیا جاتا بلکہ اس فعل کو خداوند عالم اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے مشکل کشا
وہی ہے ہاں بزرگ کی کرامت اور اعجاز منظور ہوتا ہے۔ امور غیر مادیہ کی قدرت و تصرف
اعطائی تو فقط چوتھی ہی شکل میں ہے پھر فرمائیے اگر وہ شرک و کفر ہے تو یہ صورت کیسے
جائز ہوگی۔

تیسری صورت میں چونکہ استعانت امور غیر مادیہ میں ہوتی ہے اور وہ قدرت بشریہ
سے خارج ہوتے ہیں اور آپ بزرگوں کے لیے قدرت و تصرف اعطائی ثابت فرما
رہے ہیں لہذا یہ تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ بجز چوتھی صورت کے دوسرا کوئی صحیح
احتمال ہی نہیں۔

اولیٰ۔ حل ہذا القیاس پہلی عبارت کا مقدار اور مطلب میں متعین ہے کیونکہ پہلی ہی صاف ہو جو ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے عالم میں تعریف کرنے کی قدرت دی ہے اور عالم میں قدرت و تصرف مطلقانہ مجسمہ پر حق صورت کے اور کسی صورت میں ہے جس میں تو جناب مالی کی دونوں عبارتوں کا مفاد سرحد کی پر حق صورت استعانت بالغی کی ہے جس کو اب جناب کفر و شرک لہذا فرماتے ہیں اور جو حق صورت کا بھلا آپ کی عبارت کا مطلب اور آپ کا مقصد؟

بھلا یا چارہستان والہ! انصاف انصاف انصاف

فرمایئے حقیقت یہاں کن کی صورت ہوئی پر حق ہی یا کوئی اور آپ نے اس کو شیعہ اہل سنت والجماعت فرمایا یا نہیں اب کوئی قید تو زیادہ کم نہ ہو اور پھر اس کلام کا مطلب ایسا بیان فرمایا ہاوسے جس سے جو حق صورت مفہوم نہ ہو تو پھر ہم بھی ہائے حزن پھر آپ خود ہی حکم فرما چکے ہیں کہ جو حق صورت کے بھلا کا ہو تو حق ہو وہ ایسا ایسا الہ

دوسرے جیسی صورتوں کی استعانت و استمداد کو یا خود ولی نہیں فرماتے یہاں مالت شوق مجبور کرے یا مرد فاسد مالت خاصہ میں استعانت و استمداد چاہے اور آپ نے تو کوئی بھی قید نہیں لگائی بلکہ بھلا استمداد کے لیے ایک ہی شرط ہے کہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت دی ہے پھر شرک نہ ہوگا اور جس ماحصل پر حق صورت کا ہے کہ اس میں قدرت دی ہوئی کا اعتقاد ہوتا ہے نہ شرائط مذکورہ کا۔

تیسرے۔ انبیاء و مرسلین اور اولیاء کو حق سبحانہ تعالیٰ نے قدرت دی ہے؟

اس کا مناد ہی ہے کہ ان کو اب اختیار ہے کہ جس کی بات مانیں یا اپنی بات مانیں جس کا نہ پتہ نہیں
 ملا میں اللہ میں چوتھی صورت ہے۔ جیسے چالی صورت میں اور عادی کی قدرت ہے یہاں
 امور غیر مادیہ کی قدرت ہے۔

۴۔ پہلی قدرت میں انبیاء و صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کلام کو عالم میں تعریف کرنے کی قدرت دی
 ہے۔ اپنے قوم سے بتا رہا ہے کہ ہم نئی اور نئی قوم نہیں ہیں بلکہ ہم اللہ کی قدرت ہی ہیں کیونکہ
 علم الہی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہی وجہ ہے کہ استغناقت کرنے والے اور ہمیں ان
 جس چیز کی استغناقت چاہی ہے اس میں کوئی تنصیف نہیں فرمائی جس کا بول چال ہے
 جس نئی دلی سے جس طرح چاہے استغناقت کرے جائز ہے تو یہ چوتھی صورت
 سے بھی بظاہر عوام میں کچھ زبان ہو کر ڈال شرک اور عبادت کا کافر بنا دے گی۔
 اس واسطے کہ کسی خاص مادیہ کی کو کسی شے میں بھی ایسا نادار اور متعجب و اعطال قدرت
 سے ماننا جب شرک و کفر ہے تو ہم نئی دلی کو ہر شے کا ایسا قادر و متصرف تسلیم کرنا کیسا
 کچھ شرک ہو گا۔

۵۔ خدایت غور کرنے کی بات ہے۔ آپ فرماتے ہیں مولانا اسماعیل صاحب حمید مرحوم
 استمداد و استغناقت کو مطلقاً ہر صورت میں شرک کہتے ہیں۔ چاہے ہوں کچھ کر
 قدرت عرضی ہے یا قدرت ذاتی کا قائل ہو۔ ہر ملل شرک ثابت ہوتا ہے۔
 اور آپ اس کا خلاف کرتے ہیں اور جیسے وہ تمام صورتوں کو شرک فرماتے ہیں آپ
 صرف ایک صورت کو شرک کہتے ہیں جس میں قدرت تاثیر ہو تو اس کے علاوہ جس میں
 قدرت عرضیہ ہو وہ سب شرک سے مستثنیٰ ہیں۔

عد چوتھی صورت میں قدرت عرضیہ ہی ہے تو وہ بھی شرک نہ ہوگی اور اس کو ہم

متنازع فیہ قرار دیتے ہیں:

فرایضے پر حقی صورت متنازع فیہا ہوئی یا نہیں اور آپ اس کے جوڑ
کے تامل جوئے یا نہیں۔

آپ کے دل کا حال کہ عذرا جی جانتا ہے گواہی دانی فرمائیے کہ جو شخص جناب کی عبارت
کو دیکھے گا وہ کیا کہے گا۔ اب جناب اپنی عبارت کا مطلب بیان فرمائیں جس سے حقی
صورت کا شرک ہونا ثابت ہو جائے تو پھر میں قبول کر لیا جیت ہو سکتی ہے۔
لیکن اگر لفظ میں امل آپ ثابت بھی فرمائیں گے تو ہم سے پھر بھی انفرادہ بتان کا
الزام تو قطعاً ہوتا رہا۔ کیونکہ اسے مطلب کو کوئی شخص اقترا اور بتان نہیں کہہ سکتا۔ اس
کے خلاف مطلب کو جو چاہتا ہے کہے۔ ہم تو یہ مطلب سمجھنے اور آپ کی طرف منسوب
کرسہ یہ مجھ میں نہ کلام کا اور مطلب سمجھ ہی نہیں آتا۔

۶۔ جب ہم صراحتاً ہے حضرت شہید مرحوم کے کلام ہی سے یہ ثابت کر دیں گے کہ اُن
کی مراد قدرت وغیرہ سے حقی صورت ہے اور کرامت و معجزہ اور امور عاقلی عادت
کا شہید و موصوف انکار ہی نہیں کرتے تو پھر تو مخالفین کے کلام کی مراد بھی قدرت وغیرہ
سے حقی ہی صورت ہوگی و ذلک اذہنا۔ یعنی وہ قول اور راہی صورت کو شرک فرماتے
ہیں اور آپ فقط اقل کو متنازع پر حقی ہی صورت میں رہا ثانی و ثالث میں اتفاق ہے۔

۷۔ خاص صاحب آپ معتد و ہدایت ہم نے اپنے عقیدہ اور عام مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق لکھا ہے
اور جناب کے نزدیک تو دنیا میں لاکھوں کروڑوں عالم الغیب ہوں گے معاذ اللہ تعالیٰ وہ بھی جانتے ہوں
گے کیا معنی ضرور جانتے ہیں۔

اگر یہ بھی مان لیں کہ جناب کے کلام میں خاص چوتھی ہی صورت مراد نہیں بلکہ کسی
کو بھی شامل ہے تو پھر بھی یہ شبہ تو قائم ہی رہا کہ چوتھی صورت کو آپ جائز فرماتے ہیں
ایسی صورت کوئی نہیں سمجھتی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ کے نزدیک چوتھی صورت
شرک ہے یا چوتھی صورت کا جواز ثابت نہ ہو۔

جب استدلال کی صورتوں میں بعض صورتیں شرک ہی تھیں اور آپ کا مخالف آپ کے
تذکرہ سب کو شرک کہہ رہا ہے تو جیسے آپ نے ندرت و تعرت ذاتی کو شرک کہا تھا
چوتھی صورت کے شرک ہونے کا بھی ذکر آپ پر لازم تھا۔ اور صرف ایک ہی صورت
کو شرک کہنا اس کا صاف ہی مطلب ہے کہ اور جائز ہیں اور شرک کے فروغ میں پھر
چوتھی صورت کے جواز اور آپ کے عقیدہ اور مختلف فرمایا ہونے میں کیا باقی رہا۔

ہو کہ آپ کو چوتھی صورت استدلال کے جواز سے نہایت ذہنوں کے ساتھ
جبری اور محاشی ہے اور اس کو صاف لفظوں میں شرک و کفر والہو کہا ہے اور ہزاروں
یہ ہے کہ آپ کا کلام اس کے جواز کو مثبت اور اس کا معتقدات اہل سنت و اہل اح
سے ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ بحث خوب صاف ہو جائے
تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے اور اگر کوئی غافلین انکار بھی فرمادیں تو یہ پچھے
عوام ناظرین تو لبذیب نہ رہیں۔

اور نیز جب آپ حضرات کا کلام متعلق التعلیل نہ رہے تو پھر یہ دلی صاحب یا
دہلوی صاحب شاید اسی کا دعویٰ فرمادیں کہ ہاں ہاں صورت را بعد ہی ہماری مراد ہے اور
اس کو کوئی شرک و کفر والہو کہتا ہے تو پھر یہ جواب آپ ہی فرمادیں اور آپ ہی جواب
دیں بر نسبت ہماری بات کے آپ کی بات کو وہ زیادہ سنیں گے اس وجہ سے

بغرض تو فیضِ عرض ہے نہایت تو جبر سے مٹنے۔

ہم نے چھوڑوں سے بظہر تھا لے یہ ثابت کیا ہے کہ جناب کی دونوں
جہاتوں کا مفاد صرف ہر حق صورت ہے یا اس سے مام ہر برحق کو بھی ضرور شامل ہے
ایسی صورت نہیں ہو سکتی جو صورتِ ابدائے سے خارج ہو جائے۔ اب چھوڑوں دلیلوں
لا فرق مہم غلط فہمی کے تاکہ آپ کو بات لے لے کا موقوف ہے۔

قلیل کا ہمارا اس پر ہے کہ آپ نے مقبولانِ بارگاہِ ممدیت کے لیے قدرت
تصرف کو ثابت فرمایا ہے اور میری صورت میں اسوہِ مادیہ کی غیر اشد تھا لے سے قدرت
تصرف کی نفی کی گئی ہے۔ لہذا جناب کے کلام کا مطلب میری صورت نہیں ہو سکتی بلکہ
ضرور برحق ہے۔

دوسرے جہ میں یہ عرض کی گیا ہے کہ امتحانِ مکی میری صورت میں قییم نہیں بلکہ ایک
ذاتی بات ہوتی ہے جو خاص خاص شرائط کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے جن کا تعلق مستقیم
اور مستعان پہ اور نفسِ تنفاس کے ساتھ ہے شک اس سے مدد چاہیے وہ خود استقامت
کا امر یا اجازت سے اور جود چاہنے والا ہے وہ حالتِ شوق اور بے اختیار میں
ہو یا خاص استعداد اور خاص حالت رکھتا ہو یہ کچھ کہ جن سے مدد چاہوں جن کو کچھ
قدرت اور تصرف کا مجاز نہیں۔ ان افعالِ مجبیہ کا صدور قدرتِ خداوندی سے ہوا ہے
بس میں ان مقبولانِ بارگاہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔ ہاں صدورِ نعم ہوا ہے انہیں کی اطلاعِ حوت
کے لیے۔ جیسے افعالِ مادیہ کے صدور کی قدرتِ بندوں کو دی گئی ہے ان کو ان اور
میں اس قدر بھی قدرت نہیں خیر ان صدور کے لیے اسبابِ دائمی و دائمی و اکثری۔
استقامت میں کبھی استقامت اور کبھی شوق دائمی ہو سکتا ہے

اور کبھی سبقت لسانی موجب استعانت ہوئی ہے جس کی تفصیل صورت ثانیہ میں مذکور ہے۔

مگر جب حضرت شرط بیان فرمائی کہ یہ سمجھ کر یہ قدرت خدا داد ہے پھر شرک ہرگز کسی طرح لازم نہ آئے گا۔ اور کسی شرط کا بھی جو تیسری صورت میں معتبر نہیں نام نہیں تو اس بنا پر بھی یہ تیسری صورت نہیں ہو سکتی بلکہ چونکہ تو جو حق ہی ہوگی۔

تیسری وجہ کا حاصل یہ ہے کہ قدرت دینے کے ہی معنی ہیں کہ جیسے امور علویہ کو چاہے دیں اور چاہے نہ دیں تو ان امور کی قدرت کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ جس کی اور جو شرط چاہیں ٹالیں اور جو چاہیں نہ ٹالیں اور یہ بعینہ جو حق صورت ہے کہ ہر دو گوں کے لیے ایسی قدرت ثابت کی جائے۔

پہلی حالت کا سرمایہ لفظ انبیاء اور اولیاء اور لفظ عالم کی تفسیر ہے یعنی اس کا مفاد یہ ہے کہ جمیع انبیاء و عظیم المسلمان اور اولیاء کرام کو عالم کے ہر ہر جزو میں تصرف کی قدرت عنایت فرمائی گئی ہے تو اس پر مطلب پہلی صورت سے بھی بظاہر عام ہو کر اور اس کو شان ہو کر اور کفر و شرک والہلو کے نزدیک یا باعث ہوا۔

پانچویں سبب میں قرینہ عالیہ مقام بحث اور موضوع بحث کو ظاہر کیا ہے کہ جب آپ شہید مرحوم کو یہ فرماتے ہو کہ وہ استدلال و صرفوں کی شرک بتاتے ہیں تو آپ کے نزدیک جس قدر معتدلی شرک کی عقلیں جیسے قدرت ذاتیہ والی صورت ہے کہ شرک کہا ہے۔ صورت دالہ شرک ہونا بھی ظاہر لانا ضرور تھا مگر لفظ پہلی ہی صورت کو شرک کہا تو معلوم ہو گیا کہ صورت دالہ ضرور آپ کے نزدیک جائز ہے۔

پہلی بحث میں حضرت شہید مرحوم سے آپ کے مخالف ہونے کو جمعت

تین اراد پر قرار دیا ہے کیونکہ آپ مکن کے مخالف اور بس کو وہ شرک فرماتے ہیں
اسے آپ میں ایمان اور مطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت۔۔ ہاں قدرت و قاتب
میں دونوں بالاتفاق شرک فرماتے ہیں تو اب اس کے سوا جس کو وہ شرک فرمائیں اسی کو
آپ بائز فرماتے ہیں۔

اور یہ خطا پنا ہے ثابت ہو جائے گا کہ وہ قدرت و قاتب کے سوا صرف پوچھتی ہی صورت
کو شرک فرماتے ہیں تو اب آپ بائز اور عقیدہ اہل سنت والجماعت بھی اسی کو کہتے
ہیں اور اعتقاد بھی ضرور ہے کہ اسی اختلاف تو ایسا پختہ ہے کہ قرن گندہ چکے یہ بھی نہیں
کو بے کچے کتاب لکھ دی ہے آج کل ہی کے نہیں یا تو قریب زمانہ کے نامور علماء بھی
آپ کے ساتھ ہیں۔ جن کے چند اسماء بھی جناب نے ایضاً سلام کے ساتھ ۳ پر
لکھے ہیں۔

فرمایا ہے جناب ہی کی کتاب جناب ہی کے فتویٰ میں ہو گا دیکھ کر صورت
والہ ہی متنازعہ نہیں ہے اور ہی جناب کا اور آپ کے علماء اور بڑے کا اختلاف
ہے اب تو ہماری غلطی نہ رہی اب تو ہم کو رجوع کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔
آپ ہی نے تو فرمایا ہے کہ اگر بالفرض کسی کا یہ عقیدہ ہو بھی تو ہم آپ سے پہلے
ایسے عقیدہ رکھنے والے کو خدا اور کافروں شرک جانتے ہیں ۱۲

اب میں جناب اپنے اس حقانی ارشاد ہدایت قائم ہیں یا نہیں اگر ہیں تو بس آپ ہی
نیز اور بدعتی علماء جنہوں نے فصل الخطاب پر بڑے شوق سے دستخط کر کے عقیدہ

شرک کفر بالمادید کی داد دی ہے اور مولوی ریاست علی خان صاحب کی خوب مزہ
بھر کر کفر بغیر فرمائی ہیں ان کے کافر شرک محمد جو نے پر پھر انہیں سے دستخط کو کر
یا اپنے ساتھ توبہ نامہ ان سے دستخط کر کر شائع کریں۔

یہ کون سی راست ہے کہ آپ نے اُن کے کافر شرک و محمد بنائے ہیں تو وہ
سہی فرمائی دے سکتا ہے خود ستر کر کے فصل الخطاب پر دستخط کرانے اور جب
حق واضح ہو کر کیا تو اپنی اور اُن کی بارہ ساتھیوں میں دونوں خزانہ خزانہ بریلوی اور بریلوی صاحبان
کے ایمان کی خبر لیجئے جواب کھٹے میں آپ اُن کی طرف سے وکالت فرما رہے
ہیں۔ چنانچہ ایضاً راج موم کے ص ۴۶ میں فرماتے ہیں:

”ادعا کی تقریر ہماری سے جناب مولوی احمد متا خان صاحب بریلوی اور
جناب مولوی کریم اللہ خان صاحب بریلوی کی طرف سے بھی جواب دیو تہ بریلوی
کو معلوم ہو گیا اہل فہم اور انصاف کے نزدیک کوئی حاجت مولویان مومنین کو اب
جواب دینے کی باقی نہیں رہی۔“

جواب دینے کی حاجت رہی یا نہیں اس کو تو ان کا انداز آپ کا دل ہی جانتا ہو گا
مگر یہ قرین بھی عرض کر دیں کہ اس تنقید کفریہ سے توبہ کر سکتے اور اپنی اپنی عبارات کا
مطلب بیان کرنے کی ضرورت تو ضرور باقی رہی۔ ورنہ آپ صاحبوں کے فرمانے کے
مطابق توبہ کفر اٹھائیں سکتا ہے

کرونی خویش آمدنی پیش

بریلوی خان صاحب کو برسرِ مناد یہ بتھک کر دینا فتنہ

نقطہ یہ فرمادینا کہ ہمارا توبہ حقیقہ نہیں ہے ہماری عبارات کا یہ مطلب

نہیں ہے آپ کے مسک کے موافق تو کس طرح قابل قبول ہو چکی ہیں
 سکتا قدر بے نیازی

ایضاً مرام میں ۱۲ طرز

۱۔ القول و باصول یہ کہ کسی نے قول کیا کہ استدلال و استقامت ہمارے میں ابیاد
 اور اولیاد سے ہائز ہے اور کسی نے تمیز کلام نے آپ ہی کی اس سے بنایا
 اور آپ ہی تمیز کلام ہم تو مولوں اسماعیل صاحب کے اس قول اور عقیدہ کو
 باطل کرتے ہیں ۱۲

محرم ناضل ہے شک آپ تو مولانا محمد علی کے قول اور عقیدہ کو باطل فرماتے ہیں
 مگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ خداوند عالم کس کے عقیدہ کو باطل کرنا چاہتا ہے۔

و بعد الحمد للہ من القضا ما لوی یطووا یحسبون

میں خدام و ملاک کو متوجہ کرنا ہوں کہ اپنی عبارت میں خود نہیں سرسری نظر فرمادیں۔ چوتھی
 علت جو اہم مذکور ہوئی ملاحظہ فرمائے، ابیاد اور اولیاد میں بلا میں مشکل میں ان کے
 ماننے اور ماننے کرنے دو سنگی ہیں کوئی بھی قید و حصر اشارہ کنایہ سوائے ایک
 قید کے کہ یہ سمجھے کہ اشتقاق نے ان کو یہ قدرت دی ہے لگائی ہے جس کے
 بعد بھی کیا جناب یہ مولوی کہے۔ یہ کہ کسی نے قول کیا کہ استدلال و استقامت ہمارے میں
 ابیاد اور اولیاد سے ہائز ہے ۱۳

تحدثت فاشعبتھا المحدث

میں عرض کروں یہ قول صاحب نفس النعاب ایضاً مرام مولوی سیاست علی خان
 صاحب شاد جہان پوری کا ہے۔ آپ کے کلام کو حاصل یہ ہے کہ ہمارے میں ہر

اور نبی سے جس طرح چاہے دفعہ بارہا حل مشکل چاہے ہرگز شرک نہ ہوگا فقط یہ کہے
جائے کہ قدرت خدا وہ ہے جس قدر تمہیں سے جناب تمہارا رہا ہے میں کلام میں تو
اس سے بھی بڑا سب زیادہ تعظیم موجود ہے۔

غضب۔ تو یہ ہے کہ جناب نے اب میں تو کوئی تشریح نہ فرمائی کہ کس کس نبی
وہ سے کس کس طرح دفعہ بارہا حل مشکلات ہمارے ہے اور کس طرح شرک یہ تو بالکل آپ
کا مقصد حضرت شہید مرحوم کے کلام کو غلط ثابت کرنا ہے جو خدا چاہے نامکو
ہے لیکن اگر کچھ آپ کا بھی عقیدہ ہے یا نہیں اگر خدا آپ میں خدا رکھتا ہے کہ
جیسے کہ مولانا اسماعیل صاحب غلط فرماتے ہیں تب بھی جبر آتا اور کوئی آپ کا
جانب داریہ کہہ سکتا کہ وہاں سلب کلی ہے اُس کی نفی نہ کیا جا سکتی بلکہ ایک
فرد بھی اگر تصرف اللہ دفعہ بارہا عانت کا متعلق ہو جاوے تو سلب کلی باطل ہو
جائے گا۔

مگر کیا سنت تو یہ ہے کہ آپ تو عقیدہ اہل سنت والجماعت کا بدلہ ہیں
۔۔۔ لاکر اہل سنت والجماعت کا اس میں یہ عقیدہ ہے دونوں جگہ جناب

میں یہ الفاظ ہیں فصل الخطاب ص ۲۰۲۔

مولانا مرحوم کے دو سے کی غلطیوں ثابت فرمائی جاتی ہے کہ اہل سنت والجماعت
کا عقیدہ یہ ہے اور مولانا مرحوم اس کے خلاف فرماتے ہیں لہذا وہ عقیدہ مجددیہ یا
کاتبیہ جس عقیدہ کو اپنا عقیدہ لہذا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان فرمایا گیا
ہے اس کا ثبوت اُس کی تفصیل آپ کے ذمہ نہ تھی جو عقیدہ اہل سنت والجماعت
کا بیان فرمایا ہے وہ کیا محض استعانت کی چوتھی صورت نہیں ہے جو مبالغہ کفر و

شرک والہاد۔ چہا بہت زور دے بیٹے کو تو ایک عام صورت ہوگی جس میں صورت،
بالہ و طفلاً داخل ہے۔ کیا میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور میں مولانا
مروم کا رد ہے۔

ایضاً حرم سما پر آپ فرماتے ہیں:

”تو جواب اس کا ہمیں دیتے ہیں کہ یہ مطلق تعریف کسی نبی یا ولی کے
مما بہت کرنے کو شرک کہنا مولوی اسمیں صاحب کا خط ہے بلکہ انبیاء اور اولیاء
کو اللہ تعالیٰ نے تعریف کی قدرت بخشی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شرک
نہیں ہے۔“

اس عبارت کی شرح میں لانا اور فصل الخطاب کے جوابوں میں زمین آسمان کا فرق ہے
مگر اس کا بھی حاصل وہی ہے چنانچہ اس کی تحقیق بھی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مفصل
آسنے والی ہے۔ بجز عریضی تو یہ کہ بنیاد کوئی ہمارہ ہی نہیں اب ستائیت اور
دینداری کے پرکھنے کا وقت آگیا۔

یہ عرض تو جناب کی فصل الخطاب کی وہ عبارتوں کے متعلق تھی امید ہے کہ انشاء اللہ
تعالیٰ ناظرین کے لئے کافی سے زیادہ حساب فاضل بریلوی کی برکات الامداد کی
مجاہد کو بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ وہ کیا ستم ڈھا رہے ہیں۔ لہٰذا کیسے چوتھی صورت
کو جائز بتاتے ہیں گو یہ طویل مقال صاحب بہت سنجیدہ سنجید کر قدم رکھتے ہیں اور جو
کتب لکھتے ہیں مخالف سے سوائے رسالات کے کوئی بات نہیں کرتے یہ معلوم
ہے کہ مدعی بننے اور قیامت آئی اس واسطے جو کو چاہے مضمون کو یہ جو شریعت میں
سوال کا لفظ ضرور رکھ دینا چاہیئے۔

ہاؤ پھر بغیر کہ دعا ہے تمام تر التواء دُئی ہی میں رہو گے اور عزت نصیب نہ
 ہوگی البتہ العباد علیٰ سیرہ السلطان امام بنظرین صاحب جتہ قاہرہ باہرہ
 ساطعہ سدر سے ذوق ختم و حوی کا تو نام نہیں پھر یہ معلوم جنت کس پر ہے شیخ فریادی جاتی
 ہے ۵

خیر ہر کے مسئلے نویسنے کی کو میعاد

اب ہم مطلب کو توفیق قائلے شروع کرتے ہیں واللہ تعالیٰ هو المستعان۔

۱۔ فاضل بریلوی صاحب نے مباحثہ میں کہا ہے کہ جو برحق صورت کے جواز کو ثابت کر کے
 غلام صاحب کو استغاثہ میں پہنچانے والی ہے۔
 برکات الاعمال صفحہ ۵۱

یہی حال امتیازت و فریادری کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور برحق و

و کوسط خیر کے لیے ثابت آگیا ۲

۲۔ جیسی حضرت کے مدد و مراد ہوتی صورت کی مثبت۔

اور اس سے پہلے صفحہ ۲۰ میں ہے:

ماستعانت حقیقت یہ کہ اسے قادر بالذات و مالک مستقل و مبدی و بے نیاز
 بنانے کے بے عطا کے الکی وہ خود اپنی ذات سے اس کا ممکن قدرت رکھتا ہے
 اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ امتیاز و برہان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی
 مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا تصدیق کرتا ہے بلکہ واسطہ و مصلیٰ و ذریعہ و وسیلہ
 قائلے مباحثات ہائے ہر اور قائلہ حق ہے ۱۱

یہاں بھی وہی مطلب ہے جو فصل الخطاب سے مستفاد ہوا شرک کی اقط وہی

ایک چال ضرورت ہے باقی سب تینوں میں تو حق ہی حضورِ مثال ہے۔
 حریہ ہاگن بیل سلا کے ایک مضمون کا ادا قرار ہو گیا کہ شریعہ و اہل حق کا کلام
 جو اشد الامعات سے نقل کیا تھا کہ حرام الیٰ تبور کو مستقل سمجھتے ہیں ادا یہ سلام
 ہے۔ معلوم ہوا کہ اس استقلال سے ملوا استقلال ذاتی نہیں بلکہ یہی مضمون ہے جو
 پر حق صورت ہے۔

جب شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کے وقت کے حرام کا استدلال و استعانت میں یہ
 حال تھا تو مولانا انیس ماسپ کے وقت کے حرام کیا کچھ ذکر کرتے ہوں گے۔ یہ اکثر یاد
 رہے کہ آئندہ کام آئے گا۔ لیکن یاد جو اس صورت شرکیہ کے رائج ہونے کے ہی
 اس کو شرک یا بیعت نہیں کہا جاتا۔ شرک کی فتوا ایک ہی صورت تعدد ذاتی کی ہے تو فرمایا
 ہمارے کہ خدان بر روی کے نزدیک صورت را بعد جائز ہوئی یا نہیں میں بھی دیکھنا ہے کہ
 کون انکار کرتا ہے اور کیسے۔

۳۔ خان بریلوی کی قیسی جہارت میں کا مفاد و مراد مشہور حق صورت ہے۔
 برکات اللہ علیہ صفر ۱۱۰

۔ میں سے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی مایست و فرائض کے یوں و تباہ عزت
 کی سب مملوئی حضور کے اختیار میں ہیں۔ جب توبہ تعین فرمایا یا انگ کی
 مانگا ہے ۱۱

۴۔ خان بریلوی کی حق جہارت جو حق صورت کو جائز قرار دیتا ہے۔
 برکات اللہ علیہ صفر ۱۱۰

۔ یعنی امام ابن کثیر وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل

میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے صفوں کی جاگیر رکھی ہے کہ اُس
میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں ۱۱

۵۔ تھان برہم کی پانچویں جہالت سے پرستی صورت کا جہالت ثابت ہوتا ہے۔

برکات شامداد مسطور ۱۲

عاقبت سے استفادہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے مشورہ اندس علی اللہ تعالیٰ
عید و علم کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عزائوں میں جو کچھ چاہیں مطلق
فرمادیں ۱۳

۶۔ تھان برہم کی چھٹی جہالت جس سے صورت واجبہ کا جہالت یا ایمان ہذا ثابت ہوتا ہے
لہذا صاحب کالیدان سے معذور ہوتا ہے۔

علامہ ابن سیدی ابن عربی قدس سرہ الملک جو ہر مستقیم میں خدائے پرہیزگار
نہی علی اللہ عید و علم اللہ عزوجل کے عظیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے کرنے
اور اپنی نعمتوں کے نواہن مسطور کے دست قدرت کے فرما ہر روز اور مسطور کے
زیر حکم ارادہ فاعلیہ کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں مطلق فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں
دیتے ہیں مضمون کی تصریحیں کلمات اللہ عزوجل اور اولیاء و مرئوسین صلاۃ اتر پر ہیں ؟
اُن کے انوار سے دیدہ جہان بنور کرنا چاہئے بغیر کاہلہ سلطنت المصطفیٰ فی

حکومت کل النور علی مطلق کرے ۱۴ ص ۱

مولوی بیاض علی تھان صاحب جناب نے حاضر فرمایا تھان برہم کی کس جوش سے
جو حقی صورت کے کوئی جہالت نہیں کرتے بلکہ اس مضمون کا حکم عزوجل تو فرماتا ہے

چنانچہ فرماتے ہیں صاحب جناب کس کس کو کافر و شرک و بدعتی نامی لگے آپ تو فرماتے تھے
کہ کسی عالم سنت و اجماعت کا میں تو نہیں اور یہاں تو اگر گھڑی موجود ہے۔ رسالہ
حافظ فرمائیے۔

۷۔ خان برٹوی کی ساتویں جلدات میں نے راج صاحب کا استیفاء کر کے جو حق صورت کا
اقرار کر لیا۔

۸۔ اس استعانت میں کوئی کھٹے کہ جس میں ہرگز نہ سے شرک ہے اسے تعلق بالاد
وہ ایک مستقل جان کر وہ دلائل ۳۲ ص ۱۲

اور جو حق صورت میں تھا وہ ایک مستقل بالذات جان کہ استعانت نہیں کی جاتی تو شرک
دہوگا حالانکہ ہم کو اس کو شرک کہتے ہیں فرمائیے پھر متذکرہ فیہا کون سی صورت ہوئی۔

۹۔ برٹوی خان صاحب کی آٹھویں جلدات آٹھویں گانڈ کیت پر حق صورت کا خلاصہ ہیئت
ہونا ظاہر کرتی ہے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا جسے اپنا عزیز و محرم و نائب اکرم و قائم نعمی
دنیا کی کنیوں زمین کی کنیوں میں اس کی کنیاں مدوی کنیاں تھیں کنیاں حضور کے
دست و پد کے میں تھیں۔ عذرا نہ دو وقت تمام مس کے اعمال حضور کی بارگاہ
میں پیش کرانے۔ یہ رسول اللہ میرے کام میں نظر مست فرمائیے یہ رسول اللہ
کے کلم سے میری مدد فرمائیے ص ۳۶

۱۰۔ خان برٹوی کی نویں جلدات اپنے ساتھ شاہ صاحب راج کو بھی صورت و ابھری کے جوڑ
کو نہیں بلکہ تمام معرکے کے نمونے کا بھی قائل تائی ہے۔

۱۱۔ دیکھ اس شکرت کے بعد شاہ صاحب نے کہیں قصر میں کفر و بدعت

بالتبع ہی ناہیائیں نہ کہ جس غیر کو مظہر حق الہی نہ جانے بکہ اپنی ذات سے معانت
کا ایک بیان کر اس پر مجبور نہ کرے اور اگر مظہر حق الہی کو کہہ کر استعانت بالغیر کیا
ہے تو شرک و حرمت یا، اسے طاق مقام معرفت کہہ ہی خلاف نہیں خود معرفت
انبیاء و اولیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام نے ایسی استعانت بالغیر کی ہے مگر الہا بجز قوم
لایقنون : برکات اللہ ما دوس ۲۳

وہی البدعہ قوم لایقنون، مولوی راست میں بیان صاحب کوئی تاویل ہے۔ مجدد
البدعات شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا یہ مطلب فرماتے ہیں کہ استعانت بالغیر
لی عدم ہوا کی یہ صورت ہے کہ غیر کو مظہر حق الہی نہ جانے اور مظہر حق الہی جان کر
جو حق صورت میں استعانت بالغیر کی ہو تو شرک و حرمت بالانہ طاق معرفت کے
میں خلاف نہیں فرمائیے آپ تو اسے شرک و کفر و الہاد فرماتے تھے یہاں تو معرفت اور
فرقان کے بھی خلاف نہیں اہل بدعت کا ایمان اور عقائد یہی ہے ۵

کار شیطان میکدنا مشی ولی

گر ولی ہست لعنت بر ولی

۱۰۔ حق پرستی کی دسیوں جدت جو چرچی صورت کے شرک نہ ہونے کا حکم کرتی ہے

برکات اللہ ما دوس ۲۳

۱۱۔ اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی مظہر حق الہی واسطہ
و وسیلہ و سبب سمجھا اس معنی پر حضرات انبیاء و اولیاء عظیم افضل الصلوٰۃ
والسلاۃ سے کیوں شرک ہونے لگی :

جو حق صورت میں ہی مظہر حق الہی اور واسطہ وسیلہ و سبب ہی کہہ کر استعانت

بالذکر کی جاتی ہے چرکیوں شرک اور کفر اور اہل اللہ ہے پہلے تو ہم یہ کہتے کہ یہ کون ہیں اور
 اللہ اب تو یہ ترمیم کر دینا کافی ہے کہ مولوی ریاست علی زمان صاحب سے دریافت کر
 اور دو کتابوں کے کہ جو حقی صورت کفر و شرک والہام کیوں ہے صاحبانیت اور
 ہمایون مولوی صاحب یہودی برہمنوں تو میں جو فاضل علی سنت والجماعت کے ساتھ
 غیر سے عقد ہونے کے بھی مدتی ہیں۔ فرمائش اس پر کون ہوئے۔

۱۱۔ فلان برہمنوں کی گیارہویں جہالت جو حقی صورت کو میں ایمان بتاتی ہے۔

الکوثر الشہادۃ ص ۱۳۲

۱۰۔ کاش یہ قلم صرف اس قدر کہ جو کسی کو قادر بالذات و متقوی بالاستقلال
 بکے مشرک ہے تو ہے شک حق تھا۔

تقریرہ ایمان کی یہ جہالت تعلق فرما کر پھر خواہوں سمجھنے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو
 خود خود ہے خواہوں سمجھنے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ہے۔

۱۱۔ منہا الکوثر الشہادۃ

جہالت غلطہ حرم برہمنی ہے یعنی قدرت عزیزی کی کوئی صورت جس شرک نہیں شرک کی
 صورت ہی صورت ہے کہ غیر اللہ کو قادر بالذات بکے اور حقی صورت جس میں غیر کیلئے
 قدرت عزیز ہے۔ میں ایمان ہے۔

۱۲۔ فلان برہمنوں کی بارہویں جہالت جو حقی صورت کو میں ایمان بتاتی ہے۔

برکات اللہ او صفر ۱۲۵

۱۳۔ کہ عظیم امیر جنٹ راج اور نوکر مردان سب کو مظہر حق و سید
 ہانا ہمارے ہے اس کے معانات نالیکو کہ وہ اعلیٰ مظہر و عظیم سبب و فضل و مہربانی

بلکہ خشن بلا سبب نہایت اور ایذا و نہایت اوسان میں۔ ایسا سمجھنا شرک ہوگا
ہر رخصت پرین بے عقلی و ناخلفی ۛ

مطلب یہ ہے کہ جیسے امور عادیہ میں حکم و خیر و کو قدرت، عزت و کبر سے بہ قدر
قادر و مستقل ہو کر امور عادیہ میں استعانت کرتے ہو اسی طرح بزرگوار ہیں۔ سے بھی
امور عادیہ میں استعانت و استمداد کرو مگر یہ سمجھ کر وہ فاعل قہار و مستقل بقدرت
عزیز و عطا نیر میں اور یہی جو حق صورت ہے جس کو یہاں تمام اہل بدعات، ہائے اولیاء
ایمان کہتے ہیں اور مراد ہم اس کو میں کھڑے نہایت۔

بر روی خان صاحب نے جہاں اس مسئلہ کے دلائل صمد بیان فرمائے ہیں
ان کی عبارتیں بھی اسی قدر زائد نہیں کی گئی افضل ان بارہ ہی عبارتوں کو پیش کیا گیا ہے
قرائے شہادت الاولیاء، کو کتب الشہادۃ کی کتاب میں ہیں۔ لافس بر روی کی جو آپ کی کتاب
میں ہے اہل سنت و الجماعت پر مکتبہ ان ہی نے اپنا اور آپ صاحبوں کا نام اہل
و الجماعت جو فرمایا ہے۔

ان عبارت کے ایسے معنی جو استعانت، باغیر کی جو حق صورت کو شامل نہ ہوں اگر
میلان فرمائے جائیں تو ہم میں دیکھیں ان بعد صمد الخیر کے بارہ میں خان صاحب کی
جانب سے اعتبار پر اشتہار پانچ پانچ ہر کے رسائل شائع ہو رہے ہیں اور بلا و بر
حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کو مخاطب بن کر کامیاب دی جاتی ہیں
دیوبندی کہہ کر سید دہشتم و تبر ابازی سے سنت و باقی کو زندہ کر کے دلائل زندگی دی
جاتی ہے۔

گورہ مسلم کہ تانہ تانہ نو بخور کے کفر و شرک اہل لازم آتے ہیں ان کے یہ

میں زبان نہیں، ہاتھ میں قلم، قلم میں حرکت، دعوت میں روشنائی کچھ نہیں، ہمارے
مقابلہ میں تیری اختیار فرمائی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ غصہ بھی بڑا سمجھ دار ہے کہیں
کیا کچھ کچھ انہیں نے کچھ اپنی طرف سے کہا ہے جس کا جواب جو انہیں کی ہدایت انہیں
کا سلام، انہیں کا مسخرے انہیں کا کبوترے۔ ہاں شکل ہم نے بنا دی ہے۔ پھر نتیجہ
میں کیا کسر۔

ہے کہ جتنا تھا کہ بقاعدہ الامم والہم ہے مخالفین اپنا ایمان ثابت کریں پھر اسی
قاعدہ سے گفتگو اور اب ہمیں گذریں زمانہ ہو گیا کہ اس طرف سے سے عرض کیا جاتا
ہے مگر جان برطوی ہیں کر اپنا اپنی اولاد والہ اب ہر پیرین، معتقدین سب کا کفر
اور خدا تسلیم کر کے شیر باد کی طرح خوش جان فرما رہے ہیں۔ اور جواب معلوم۔

جانتے ہیں کہ جواب کیا دیں دلیل کا پھنسا جس قدر عقلی کی کو شش کرتا ہے
اور زیادہ اندر کرتا جاتا ہے۔ اور یہاں تو کو شش میں نہیں اور بھونکی سن دینا
کے دکھانے ہیں کہے لیے کچھ تو ہیں تو پھر اور کفر پر کفر آئے اس وجہ سے حرکت
ہی کو مصلحت سمجھا گیا۔

موسوی ماسنٹ میں خان صاحب آپ نے اس مصلحت کو نہ سمجھا اور جواب کا نام
کرتے کو چار ورتق سبیل السداد کے مقابلہ میں لکھ دیئے۔ اب بناب ان عبارات
کا ایں مطلب، یہاں فرمائیں کہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنانے کی تو نہ عطرے
اور جو قیود نہ کہہ نہیں ہیں ان کو زیادہ نہ فرمایا جاوے حد نہ کوئی قول کا ارب کا ارب در
رہے گا۔ جہاں میں یوں ہی چوں کی توں رہیں اور پھر جو حق مصورت کا شرک ہو تا یا کم
سے کم درست ہی ثابت ہو جائے حد نہ اگر تاویل کی عثری تو پھر وہ سروں نے کیا قصور

کیا ہے اور جس بات کو آپ ایک دفعہ فرما چکے ہیں اب اپنے لیے کیسے قبول فرمائیں گے۔ مگر ان عبارات کا کوئی دوسرا مطلب آپ حضرات نہ بیان فرمائیں۔ نہ خدا کا ہے بیان ہو سکے گا تو پھر خان خاں اب اس کے ہم شرب کی ہوں گے وہی جو آپ نے فرمایا ہے یا ان کی نجات کی کوئی صورت نکل سکتی ہے مگر ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہا بھی یاد ہے۔

دور السلطنت کے خان صاحب جناب ہوئی کرامت اللہ خان صاحب کے رسالہ کرامات اللہ کی چند جلدیں بھی عرض کرتا ہوں ان کو بھی جناب غایت شاہ جہاں پوری صاحب اور ناظرین کا منظر فرما کر فیصلہ فرمائیں کہ پوری صورت کے جواز کی اس سے زیادہ صاف اور کیا جلدیں ہوں گی۔

۱۔ تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ استدلال و انتفاعت اور یاد اللہ سے سیادیتنا جائز درست ہے اس طور پر کہ ان کو منظر حق اکثر جان کر تو جہاں اللہ کے اور اس ملک کو خداوند تعالیٰ کی مدد جانے بالذات وہی مدد کرتا ہے وہی مستعان حقیقی ہے اور اولیاء اللہ و اولیاء اللہ وسیلہ اللہ مستعان اور مستعان بہ جہاں ہیں اسباب ظاہر یہ ہیں دیگر اسباب کے اس قسم کی استدلال و ثبوت ہے ۱۱۱ ص ۲

۲۔ صورت اجری بعینہ ہو جاتا ہے۔ حقیقت خدا کو نہ اللہ کا ہی کو جانتے ہی قدرت تعریف کرنے کی اس کی ہی ہوتی ہے اور ان کو شریک اسباب کے کہا جاتا ہے۔ بخلاف تسمی صورت کے اولیاء عام نہیں خاص و شریک عام و حق میں ہوتی ہے پھر اسباب شریک اسباب کے کہاں ہوتے ہیں خاص و پوری ہی صورت ہی جاتا ہے ۱۱۲ ص ۲

۲۔ اور میں جیغی اعانت کسی شرک کے کلام سے معلوم ہو وہاں یہی استقامت
بالذات مراد ہوگی ورنہ عالم میں تو کوئی شرک سے خالی رہے گا نہیں سب
کافر ہو جائیں گے ۱۸/۱۱/۱۸

۳۔ شاہ صاحب کے کلام کا نقطہ مطلب سمجھ کر اپنے لئے مفید نہ آیا ہے۔ صفر ۲۰ پر
فرماتے ہیں،

”اور اگر منظر عین الکی سمجھ کر استعانت باغیر کرتا ہے تو شرک اور مرت
تو بالائے حاق مقام مسرفیت کے خلاف نہیں“ ۱۲

۴۔ اگر استقلالیہ حرام اور بیطا و تعاد ندلی جائز ۱۲/۱۲/۱۲

۵۔ درجہ پھر سو پور ہٹ دھری ذکر جو استعانت کہ قطع ذات ملی در امور
کے ساتھ ہے وہی قادر بالذات ایک مستقل جان کہ ہے یہ جس کے منظر عین الکی
ولی ہو یا عیولی اور جو کسی کو منظر عین الکی اور اسطر اور سید اور سبب جان کہ

ملاس کا حاصل یہ ہے کہ شرک فقہ استعانت بالذات ہے اور کئی صورت اس کے ساتھ شرک کی نشیہ
یا اپنے قوم میں جو حق صورت کو ضرر شان ہے فقہ جیسے بالذات کی صورت کو شرک کہ ہے استعانت بالذات
میں جو حق صورت کو شرک قرار دیا جائے فقہ کا مودعہ

فقہ بناب حال جو حق صورت میں جو منظر عین الکی کہہ کر استعانت کی جاتی ہے کہ کثرت ذاتیہ کا وہاں بھی
اعتقاد نہیں ہوتا ۱۲/۱۲/۱۲

فقہ جو حق صورت میں جو منظر عین الکی جان کہ سید اسطر سبب جان کہ استعانت کی جاتی ہے فقہ بالذات
وہاں بھی کوئی نہیں جانتا ۱۲/۱۲/۱۲

ستعین بالعرض جان کر تو کوئی حرج نہیں رہند ہر سب جہاد کا بڑا سہہ جس کی
جہاد است متقول ہوئیں ۱۱ ص ۲۲

۹۔ علامہ تاج الدین نقاش کو بھی ۱۰۰ حلقہ کر کے ہانگ کیا مانگنا ہے جس کے یہ مٹنے
ہوئے ۱۱

یہ لکھ رہی کہ سکتا ہے کہ ہر قسم کی حاجت دہائی اور مرادوں کا پورا کرنا اس کے
ہاتھ میں ہو جب ہی تو حضور پر فرشتے فرمایا دہلی اللہ تعالیٰ عیروہم کہ ہانگ کیا
مانگتا ہے۔ جو تقسیم و تخیس کریں جو مانگے دے سکتا ہوں ۱۱ ص ۲۴

۱۰۔ علامہ دہلی تو علامہ علی نقاش فرماتے ہیں یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
عیروہم نے جو مانگتے کہ حکم ملتا دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عز و میں نے
حضور کو قدرت بخشی کہ اللہ تعالیٰ کے نواہوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا
فرمائیں ۱۱ ص ۲۵

۱۱۔ یعنی امام ابن سبعین وغیرہ علامہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ عیروہم کے
معائنات کر رہے ہیں تو فرمایا۔ بے کہ جنت کی لذتیں اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر

علاوہ قاری کے یہ سنی ہوئے لہذا یہ بھی منہ ہوئے کہ بولوی یا ستی قلعان ماسبہ چوتھی صورت کو شرک و
الہاد و کفر فرماتے ہیں ۱۱ ص ۲۶ آپ کو بھی انہیں الفاظ سے یاد فرمائیں گے کہ دیکھیں یہاں کوئی تہذیب یا کوئی
حکم نہ دیکھے (میں سے چوتھی صورت کا شرک ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے اور اس حجاب کا منہ بھی
الہی سنت و الہی است کا حقیقہ ہے۔ انرا لیا جائے میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ ان صاحبہ کی کورہ یا دہلی نبوی کا
ہائے لکھا اور چوتھی صورت کے ہوا کہ حکم کہ تسلیم کیا جائے گا ۱۱ ص ۲۷

کدی ہے کراں میں۔ سے جو چاہیں جسے بخش دیں ۱۱ ص ۲۰

۹۔ اولیٰ حضرت ابن عمرؓ کی تدس سرور محمدؐ پر عظم میں فرمائے ہیں (بعد میں مبارک کے ترجمہ فرمائے ہیں) ۱۱

۱۰۔ بے شک۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے عزیز ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خزانے حضور کے دستِ محراب سے کھراں پروردگار حضور کے زیرِ حکم ارادہ و اختیار کر دیے ہیں کہ جسے چاہیں وہاں فرمایں اللہ جسے چاہیں نہیں دیتے ۱۱ ص ۲۸

۱۱۔ اگر یہ حضراتِ اعلامیہ کو ذکر کرے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہونا بطلانِ اللہ ثابت ہوتا ہے تو ایک رسالہ مستقل چھپوائے ۱۱ ص ۲۹

فاضل شایع جان پوری صاحب کی خدمت عالیہ میں کمالِ لوب و عرض ہے کہ یہ چوبیس مبارک رسالوں کی آپ کے سامنے ہیں بعض کا مکتبہ کو صرف

۱۲۔ اس کے بعد یہ فرمائے ہیں کہ بعض یہ تو کچھ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے ایمان دلانے کی وجہ سے حق کو کھانا
تھانے کو اپنی شان و کھانی منظور حق کی حقیقت و بالذات ہم ہادی ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ حق
تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! تم نے دال بنے تو ایسا ہیو (یعنی اللہ) کو مٹی کرتے ہیں بلکہ تو دے۔
اسے چھری اگر تو قطع کر دے تو سب مسلمانین پر اسلام کے گئے کو قطع کر دے۔ اسے دیا ہے بلکہ
تو ابونے والا ہے مولیٰ و میرا اسلام اور نبی اسلامین کو ابونے والا ہے۔ اسے دے اگر تیرے کو خود
قدارت بہنم کرنے کی ہے تو تو اس (میرا اسلام) کو بہنم تو کرے یہ بولا اپنی شان دکھاتا ہے تو کیا عالم
اس باب میں اگر کو دے دال اور چھری کو قطع کرنے والی دیکھیں گے اسے ہی حضور پروردگار صلی اللہ

سورت والہ بعد ہے اور بعض عام لباس کو ضرور شامل ہیں اب جو آپ نے فرمایا

ہے

عاشا و کتاریہ کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں نہ ہمارا نہ ہمارے کسی عالم الہی منت
والہما مت کا ہرگز یہ خواہی خواہی برستان فقر ہے آپ پہنچے ہیں تو ہمارے آداب
یا توفی میں یہ ہمارا عقیدہ و کھانا و قدر و غلطی آپ کی تمام رتبہ لایا اپنی عقل سے
رکوع فرادین فرمایا۔ کے چلے نہیں نا (ایضاً مضمون ص ۱۳)

فراموشی غافل بر مونی عقیدہ البعد است و محمد بن نزال صاحب مولود کرامت اشد
نہالی صاحب یہ تو آپ کے ملواری منت والہما مت میں سے بلکہ اہل سنت
والہما مت ہوں گے۔ برکات اللہ علیہ۔ کرامت اللہ علیہ۔ لکھنؤ الشہادہ۔ بعض الفاظ
یہ آپ ہی حضرات کی کتابیں اور فتاویٰ شریعہ سے اسی عقیدہ سے آپ اپنی اولاد میں
تمام جماعت کی برکت فرماتے تھے۔ ان بدعات کے لحاظ کے بعد بھی آپ کا
وہی عقیدہ ہے کما کر

بہا الغرض کسی کا یہ عقیدہ جو بھی تو ہم آپ سے پہلے ایسے عقیدہ رکھنے

دبیرہ مشیہ مفہوم احمیہ سلطانی اور متحدہ جمادی رکھیں گے۔ اہم ۱۱ جی ہاں مزید کہنے ہم بھی کہتے ہیں
آپ کو یہ معلوم نہیں کہ بسنی لکھنؤ کے بعد یہ حکم ہو گیا ہے کہ خیر و خیر انسانی کے ساتھ مودہ و مودہ میں کسی کو ایسا
کادہ با حلالہ کہہ کر اس سے استعانت کرنی شرک کہہ کر ادا کیا یہ عقیدہ رکھنے سے کوئی نہیں
وہابی ہو جاتا ہے آپ البتہ اللہ تعالیٰ کو خاطر فرمائیے کہ یہ دراصل جواب ہے اب وہ جماعت کو نادر کیا ہے
وہ بندہ لکھنؤ کا بھلا کرے جن کے فیض شرک سے نہایت ہی بہتر و نادر

دائے کو لکھ دے کہ قائل و مشرک جانتے ہیں؟

آپ کے ارشاد کی پہنچ کا وقت اب آیا ہے بعد غے انتصاف ابری ہیں
جو دعویٰ کیا تھا کہ ہم اور ہمارے اکابرین عقائد کفر سے ہیں کو زمانہ صاحب بریلوی
نے ہمارے اکابر کی طرف خیانتا منسوب کیا ہے بری ہیں۔ اس کی تصدیق قطعاً انہیں
ممن قول علی الصالحین اور التمس علی اسان العفو میں ہے چارے اکابر کی عبادت اور عقائد
موجود ہیں کہ جو ان سے عقاید رکھنے کا قطعاً کار ہے۔

اب جناب کو بھی یہی چاہیے کہ ان عبادت کا مطلب تو ایسا بیان فرمادیں جس سے
انتصاف بالغیر کی صورت را بعد کا شرک و کفر و الہاد ہوتا ثابت ہو جائے۔ اور جس قدر
ظاہر سے آپ نے فصل الخطاب پر دستخط کرائے ہیں منع خلاف بریلوی صاحب و خان
وہابی صاحب کے اس پر دستخط کر کے چھپا دیں کہ صورت را بعد شرک و کفر و الہاد ہے۔
جب تک آپ سچ دہن ہم تو صادق القول نہیں کہہ سکتے بلکہ گستاخی معات میں مرض کیا
جائے گا کہ دل میں اور بائیں برادر ہے نقطہ میں اسلہ کے ذریعے کے بارے یہ فرمادیا
ہے

دونہ صورت را بعد ہی عقائد میں داخل ہے جو عبادت مذکورہ کا مفاد ہے

فرمایئے اب تو ہم پہنچے ہوئے اب تو ہمیں وجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر بغرض حمل آپ پر غایت فرمائی گئے کہ ان عبادت کو وہ مطلب نہیں جو ہم
کہتے تھے تب بھی ہم مغربی اور ہستان یا نہ جتنے دالے نہیں ہو سکتے۔

خان صاحب آپ حضرات بزرگوں کے قائل حل سے نہیں معلوم ہوتے نقطان
کو انیس و نقد ان کا نام کہہ کر دے اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہر اسی درجہ سے معلوم

ہوتا۔ پھر نہ گاہ دین آپ سے خوش نہیں۔

ماہ نظر فرمائیے کہ امتحانیت بالانبیاء عظیم الشان کا ہولیاں اکرام رسالہ میں آپ نے لکھا،

ماں کو خدائی قدرت سے خدائی کا مالک و مقرر جنت و دوزخ، حیات و

مات، رزق و روزی سب کا مالک بنایا۔

مگر آپ نے ماہ نظر فرمائیے کہ کس کی ہوئی

الحمد تو ہر تہا ہے ہم اُن کے سچے غلام وہ ہمارے سچے مقدم پھر ہم

کو کیا ٹکڑہ ہیں دنیا و دین میں چھوڑ سکتے ہیں، ہرگز نہیں انشاء اللہ تعالیٰ

ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ بے غلغلہ سرور عالم سے اللہ تعالیٰ مدد و اہوا صواب و سلم خاتما فی الخیر ہے

پھر بتاویں گے کہ ان کے ساتھ کون ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب کے ایک ملام سے تو سب بکدوٹی ہوئی یعنی یہ کہ صورت

راہدہ کا جواز خواہی خواہی ہم نے آپ کے ذمہ لکھ دیا تھا تو

بغضبہ تعالیٰ آپ ہی حضرات کی جو جس جہادوں سے ثابت ہو گیا کہ

آپ اُس کے جواز بلکہ جواز امان ہونے کے قائل ہیں۔

اب خدا تو جس سے دوسرے الزام کا بھی جواب ماہ نظر فرمائیے۔ چونکہ یہی دعوات

نے قرون سے حضرت شہید مرحوم کے ساتھ دعوت پر قسم کھالی ہے اور اس بات

پسند عامت میں لڑنے تک ہر گز اور ہر قرن کے سر غمزدہ متی نے اس کو قبول اپنے

زرائع مذہبی کے سمجھ لیا ہے کہ اُس مظلوم مرحوم پر خواہ مخواہ کچھ اعتراض چاہئے اگر

مرکت جمیع سرزد نہ ہو تو گویا پھر ابد متی ہی نہیں۔

بالخصوص میں مسئلہ استغاثت بالفیر میں تو بڑے چھوٹے سب ہی جلیں بھلتے ہیں
 اس میں کوئی حق برابری ہے ہی نہیں سکتے اس میں کس تاویل کی گنجائش ہی کیا ہے اس وجہ
 سے ہم بھی چاہتے ہیں کہ خداوند عالم اعانت فرمائے کہ ان مسئلہ کو مفصل عرض کیا جائے
 تاکہ تاخر میں کوئی معوم ہو جائے اعلیٰ بدعات کی جو مکر ٹوٹ جائے کہ اللہ سے شہید
 رسوم حیراکام اس قدر دور ہے کہ جس کام میں خلاف مقصود کا خطرہ بھی سرور رس
 سے اکلے اس امر کی بھی رہنمائی اور لکھی قابلیتیں ختم ہو چکی تھیں۔ دیوبند کے ایک
 فاضل کتب نے ہوش نگہ کر دینے اور یہ معلوم ہو گیا کہ
 اہل بدعات کے چھوٹے بڑوں کو ایک معمولی گدو جلدات کے بجائے
 بھی ملتی تھیں۔

پھر ان سے لے لیا جوتا ہے۔

کیا تیریاں دکھائے گا سے نشتر بہنوں

قدت سطرکے فرنگی بھی پھلا نہیں

لیکن ہے کہ ناظرین کو یہ الفاظ شاید عقل آئیز معلوم ہوں لیکن خدا چاہے جیسے چاہے
 دھوئے کا صدق معلوم ہو گیا اس کا میں ہوا چاہتا ہے۔ ذرا غلط سے دل سے سطور ویرل
 کوٹا نظر فرمایا جائے۔ اب مطلب عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہوا استعانت۔

فاضل ریاست علی نمان صاحب بندہ کی دوسری غلطی یہ فرماتے ہیں۔ ایضاح اللام
 مفرجہ یہ کہ

مولوی اسماعیل صاحب کی جلدات کا مطلب آپ نے صحیح نہیں فرمایا
 مولوی اسماعیل صاحب کی جلدات سے صاف معنی تصرف کا ہونا ثابت ہوتا

ہے اور آپ اس سے جس افراد تک ملتے ہیں یہ معنی دعوتی آپ کا ہر دلیل پر موقوف
ہو گا اس کے واسطے کوئی دلیل مستبرقینی کوئی چاہیے۔ بہر حال وہ تو فوت ہو گئے
ان کی کوئی دلیل اور مردِ علمی معلوم ہونا محال ہے اور ظاہر دہشت ان کی آپ کی توفیق
سے آتی ہے۔

چر مضامین پر فرماتے ہیں:

ہم تو مولوی امینق صاحب کے اس قول اور عقیدہ کو باطل کرتے ہیں کہ وہ
کھتے ہیں کہ ہائیں مائیں مشکل میں دستگیری کرنی سب اللہ تعالیٰ کی شای ہے

یہ ہر ایک مسلمان عالمِ باطن کے کام کے وہ منی بیان کرتے ہیں جس سے وہ کفر و منافق متوالی سمجھ رہے ہیں اس
کے لیے دلیل عقلی کی ضرورت ہے۔ عقل صاحب الہی سے یاد نہ ہو تو ہر مردی و منی صاحب سے دریافت کر
لیجئے تمام جمہور کا تقریباً ثلث کہ کسی مسلمان کے کام میں ۹۹ احتمال کر کے ہوں اور ایک وہی اسلام کا تو سب تک
کسی دلیل عقلی سے احتمال کافی ہو کر ہوتا تھا معلوم ہو گیا وہ سے نفی پر واجب ہے کہ اس کے کام کو کسی پر
محال کرے میں سے وہ مسلمان رہے آپ حضرات مولانا مودودی کی عقل و دلیل نہیں ملاحظہ فرماتے ہیں تو
دلیل عقلی کی آپ کو ضرورت ہے یا غم کرو۔ لیکن آپ گھبرائے نہیں آپ کے پاس دلیل فیض ربی نہیں اور
ہمارے پاس اس کی ہی بغضِ تعالیٰ دلیل عقلی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں مگر کیا آپ کلمات کے قافی نہیں دیکھتے ہیں ہم ان ہی مصداقیات
کی طرف دیکھتے ہیں وہ اپنا مطلب خود ہی فرمادیں گے آپ جب تو نہیں گئے آپ نے کلمات کو سننا
ہی ہے اور ہم نے بغضِ تعالیٰ دیکھا ہے۔ بلکہ خود زندقہ کا مسند میں مولانا مودودی کا ذکر ہوتا ہے

اور کسی انبیاء اور اولیاء کی پریشان نہیں ہو کسی کو ایسا تصرف بتا برے کرے جو شرک
 ہو جائے ہے پھر خواہ میں کچھ کہان کا مولیٰ کی طاقت اس کو خود بخود ہے خواہ
 یوں کچھ کہانہ تھا ہے نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت
 ہوتا ہے نہ انہی

تو جواب اس کا ہم یوں دیتے ہیں:

۱۔ کہ مطلق تصرف کسی نبی یا ولی کے واسطے ثابت کرنے کو شرک کہنا مولوی
 اسماعیل صاحب کا غلط ہے بلکہ انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قدرت
 بخشی ہے اس میں کسی قسم کا شرک نہیں اور یہ آپ کا مولوی اسماعیل صاحب کی
 طرف سے جواب دینا کہ نفس تصرف کو انبیاء و اولیاء کے واسطے ثابت کرنے
 کو شرک نہیں کہتے بلکہ امتناعات کی جو قی صورت کو تو یہ آپ کا دشمنی بلا دلیل
 ہے یہ جو قی صورت امتناعات کی آپ کی تراشیدہ ہے نہ اس کا یہ تھا

۲۔ خیریت ہے کہ آج غلطی کھنچ رہی کیا جاتا ہے کہ شرک و الہام عجیبہ و عبادت کا ہم نہیں بھی کیا
 ہے۔ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

۳۔ صاحب اگر اللہ پر ہے کچھ تو آج دنیا کی ہر طاقت کا مرقی جاتی ہے اس کا وقت آگیا
 ہے شرک تو ایسا ہے جس کا آپ نے خود اقرار فرمایا اور جس کی تفصیل ابھی گدہ چکی ہے امداد کی ضرورت
 نہیں۔ ۴۔ اہل کفر و فساد ہے ابھی آئے ہیں کہ کوئی جواب ہی نہیں ہو سکے گا اور جو قی صورت ہزار
 تراشیدہ ہے اس کا مال تو ابھی مفصل معلوم ہو چکا ہے کہ زید اور آپ کا اور آپ کے گدہ کا یہی حقیقہ ہے پھر
 یہ ہزار تراشیدہ کیسے ہوئی۔ اور شیخ جلالی صحت دہی دہا لاشہ و شہادات ہی استغفار کی کوئی

ہے نہ ہم لوگ اس چوتھی صورت کو کفر و شرک سمجھتے ہیں بلکہ وہ سوائے اسماعیل علیہ السلام
نے اس کی کیونکر تسبیح کی ان کے کلام کا یہ مطلب بیان کرنا گویا زمین کو آسمان بنانا
ہے اور زمین و آسمان کے تلافی ہے ۱۲ ص ۳۱

پھر فرماتے ہیں

واللہ اعلم ہم لوگ تو یہ عقیدہ بالظہور ذکر کرتے ہیں جو مولوی اسماعیل صاحب نے
تقریرۃ الامران میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب نے کس کو عالم میں تعریف کرنے
کی قدرت نہیں دی الا ص ۳۲

تو مولوی اسماعیل صاحب مطلق تقدیر کو خواہ خدا داد ہے انبیاء و اولیاء سے اٹھاتے ہیں

(بقیہ حاشیہ ص ۵۱)

صورت کو عالم فرماتے ہیں اگر چوتھی صورت ہمارے قرائن مشیدہ ہوتی ہے اب جو صاحب کو معلوم ہوا
کہ چوتھی صورت اس قدر قرائن ہوتی ہے ۱۲ ص

(حاشیہ ص ۵۱)

میں اب اس دعویٰ کی تصدیق معلوم ہو جائے گی کہ کفر و شرک سمجھنے ہوا میں ایمان و توحید کا وقت
آگیا ہے ۱۲ ص

۱۲ جب شیخ عبدالحق کے کلام میں یہ صورت صاف مذکور ہے اور آپ حضرت کو معلوم
نہیں ہوتی تو مولانا کے کلام میں آپ کو یہ کیسے معلوم ہوتی ہمارے محکمہ سے دیکھئے تو پھر کہنے کا
ہے یا نہیں ۱۲ ص ۷۷

اور جیوت پری اور شیطان کے قسروں اور ان کے قسروں کے برابر
 جکتے ہیں اور اس کے خلاف کھنٹے دے کر شکر دیتے ہیں تو اس مقیدہ کا
 فصل انطاہل بنطان کیا ہے۔ ص ۴۴
 چہرہ صغیر پڑھتے ہیں

۔ اقول مسنون تدبیر کا تو انکار نہ کیا مگر البتہ مسنون قسرت کا گو خطا اور مہر انوار اور
 اولیاء کے واسطے مولوی اسماعیل صاحب نے صاف طور پر فرمودہ انکار کیا ان کے
 قول کی تائید کرتا گویا زمین کو آسمان بنانا ہے ایسی تاویل دینی جائے گی تو کوئی قول
 متعاضد درج ہے گا اور نہ کوئی قول کاذب کاذب۔ ص ۴۴

سے بارہ بکنے کہ میں ایک ہی کس وہاب سے قسرت کی نفی فرما رہے ہیں یا سب کے قسرت کو برابر کرتا
 ہیں۔ نفی کو اثبات بنانا یہ تو زمین کو آسمان بنانا نہیں اور صحیح مطلب جو اپنی کجی کا کسے اور دوسرا
 کے قویہ میں آسمان کے قہر سے ملنے ہو جگہ جناب خاں صاحب و صاحبزادے نے ہی آپ سے
 دیانت کرتا ہوں کہ ذات باری تعالیٰ فرما سوا اور اس کی صفات ذاتیہ مختصہ میں انبیاء عظیم السلام اور اولیاء
 کرام اور جنات جیوت پری وغیرہ کو شرک نہ کرنا بلکہ شرک ہے یا کچھ فرق ہے آپ ہی جیوت پری
 کو شرک فرماتے ہیں تو اس میں انبیاء اور جیوت پری شرک میں سب برابر ہیں یا کچھ فرق ہے تو آپ نے
 بھی جیوت پری جنات شیطان کو انبیاء عظیم السلام اور اولیاء کے برابر کر دیا ہے اور کس کی شان سے
 بعید ہے اس کی تحقیق نہ لپا ہے آتی ہے میر فرمایا ہے ص ۴۴

تھیں ان کا بطلان کیا ہے یا الہی امت و الامامت کا حقیقہ بھی کوئی بیان کیا ہے ابھی یہاں سے
 نسیان ۱۲ منہ دیکھ

لیکن مولیٰ اسماعیل صاحب کی عبارت کا مدعی یہ ہرگز نہیں مولیٰ اسماعیل
 صاحب تو نفس تصرف کو گونا گونا گویا شرک سمجھتے ہیں الم ۹ ص ۴۴
 "تو پھر مدعی مولیٰ اسماعیل صاحب کا آپ کے مدعی کے موافق کہاں ہوا آپ
 کی عبارت مولیٰ اسماعیل صاحب کی عبارت سے بالکل مخالف ہے ان کے
 قول میں تو سمجھو اور کراستہ کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے تو مطلق تصرف اور قدرت کو
 شرک سمجھتے ہیں البتہ آپ نے اپنی طرف سے یہ مدعی ان کا قائم کیا ہے ، اور
 سید اسحاق کے ص ۵۱ میں تحریر فرمایا ہے نفس تصرف و قدرت و کراستہ کو
 شہید مظلوم ہرگز شرک نہیں فرماتے یہ محض آپ کا دعویٰ ہے وہ بھی بلا دلیل ۔
 خدا انصاف فرمائیے مولیٰ اسماعیل صاحب نے تو اپنی عبارت میں نفس
 تصرف ہی کو شرک فرمایا ہے اور اپنے کام کے معنی وہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خود
 سمجھے کہ حق تعالیٰ نے ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی ہے خواہ خود بخود وہ ہر طرح
 شرک ثابت ہے تو اب احتمال دوسرے معنی کا جو آپ نے نکالا کہ مولیٰ
 اسماعیل صاحب خدا کو تصرف کو شرک نہیں فرماتے بالکل بے معنی اور غلط ہے ۔"

ملاحظہ فرمائیں ، اس کے چکر تہہ ہم کام کے اور ہم کام میں مولیٰ کے معنی کو صاحب فرماتے گئے ہوگی ،
 ہم کے مصنف کو دوسرے ہم کا مفقود اس سے کہ فرماتے کہ اس کی کتاب میں خدا ہم کو کہیں مذکور ہی نہیں ہے
 آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کتاب بعد باب نو نعم کا موصوفت کیا ہے کیا تقویۃ اللہ یا سمجھو اور اہلکات کے
 ذکر کی کتاب ہے یا سمجھو اور شرک کا ذکر ہے ؟ اس کا ذکر

اور اسی کے قریب قریب کیا بلکہ یہی مولوی کرامت اللہ خان صاحب اور مولوی
 احمد رضا خان صاحب اپنے اپنے رسائی میں فرما رہے ہیں گو یا اس پر جو انہیں خواہش کا
 اتفاق ہے کہ مولانا مرحوم کے کلام کا مطلب مطلق تعترف اطلاق اور بالذات کو
 مطلق اطلاق فرماتا ہے اور اسی کو بڑے تردد سے باطل کر رہے ہیں اور اسی کے ساتھ
 ساتھ سوائے صورت تعدد ذاتیہ و تعترف ذاتی کے اور تمام صورتوں کو ثابت بھی
 فرما رہے ہیں اور عقیدہ اہل سنت و الجماعت کا بھی قیاس رہے ہیں جس میں جو عقلی صورت
 بھی شامل ہے۔

اور یہی جس بلکہ اور علامہ مستحق کے بھی نام ملان شاد مہمان پوری نے گواہی ہیں کہ وہ
 بھی اس عبارت کا مطلب یہی کہے جا آپ نے سمجھا ہے۔ بلکہ یوں کہنے کہ پہلے
 ایک جو مطلب فرما چکے تھے وہ پہلوں نے بھی انکھ بند کر کے اُسی کی تقلید فرمائی
 ہے مگر غلط۔

ہادی خدائی ایک طرف فضل خدائی کا طرف

حق الہی واضح ہوا جاتا ہے۔ بڑے بڑوں کا کلام ادا ان کی تحقیقات کو تو وہ غلط فرما
 چکے۔ ہادی و خدا داشت پر بھی تعدد سے تو بڑے بڑے تو قدرت خدا کا تماشا نظر
 نہایت کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم المستعان۔

یہ یہ عرض کیا ہوں کہ بے شک حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم غلام علی
 بہ مت مطلق تعترف ذاتی و مطلق کی نفی فرما رہے ہیں مگر کس سے یعنی تعدد کا

نہ گواہی نے شہید مرحوم کا نام نہیں لیا۔

مضاف لیرہ کون ہے کہ مشیاد کی مطلق قدرت کی نفی فرماتے ہیں۔ اکیسویں مطلب
ہے کہ عالم میں کسی کو امور عادیہ غیر عادیہ کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ قدرتِ حاکمہ ہر چیز
وہ سب شے حرکت و قسش میں بہت تیزی و جبریت کا موجد ہے۔ مولانا کو جبریتِ مودبانی
جمہد غیر متعلقہ کہتے ہوئے کیا مولانا مرحوم کی کوئی فعل کا سنا؟ نہیں کہتے ہیں ان کے
نزدیک کوئی شخص کسی چیز کو بھی بلا اختیار نہیں کر سکتا تو یہ تعویذ الایمان منسب بہ امرت
صراطِ مستقیم وغیرہ نیز وہ کتابیں کیوں تحریر فرمائیں وہ تو یہ جانتے تھے کہ کسی کو قدرت
تجربہ و منہرہ پہ ہی نہیں ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے تو پھر وہ لوگوں کو ایسے فرماتے ہیں
کہ یہ کہ نہ کر دیر تو خود قدرت کا اقرار ہے۔

کیا مولانا مرحوم کو یہ مطلب کہ پانی سے برودت آگ سے حرارت شمس سے نور
حاصل نہیں ہوتا کوئی آگ کا کام کو اپنی قدرت عطائی سے کہی نہیں سکتا کیا مسئلہ اسباب و
سبب بات کا بالکل بھار ہے تو کیا ایسا قول کہنے والا دیوانہ نہیں ہے کیا وہ دنیا میں
کسی نہ سمجھتے تھے سبب بات کہہ سکتا ہے کیا بس نے وہی جیسے درالعلوم سے لڑا و کابھی
نہیں تمام ہندوستان میں منکر چلایا جس کے مقابلہ کے لیے بڑے بڑے فلسفی منطقی
معتولی نامور علماء کھڑے ہوئے لڑا ایک ہی مہمہ بلانہ ہو سکا اس کا یہ کلام ہے اور
ایسے مجتہدانہ کلام کے رد کرنے والے بھی کیا مشکل سے پٹ دیسے ہی ہو گئے تھے
ہوایسے کلام کے رد کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

حضراتِ خواہیں پھر اس کے جملہ مقتدرین اس کے بعد عام ناظرین یا تمکین۔ اگرچہ
کوئی دیوانہ کہے کہ آگ میں حرارت، پانی میں برودت، آفتاب میں نور نہیں، اور کسی میں کسی
کام کی قدرت عطائی بھی نہیں تو کیا یہ حضرات خواہیں اس اجماعِ تحریر فرمائیں گے کسی

جنوں کے کلام سے کہہ دو میں کوئی رسالہ ان حضرات نے لکھا ہو تو پیش فرمائیں۔
 کیا کوئی عقل مند عقولوی سی ذریعہ کے لیے بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ آتا بڑا عالم جیہک میں
 کے زمانہ میں دیرسا نکلتا تو وہ شوار تھا ہی تا قبل مابعد میں بھی ایسے کم پیدا ہوئے ہیں، اور
 جو آج فزلاسم واسلسیں کے کلام کو رد کر کے اپنی قوت و حرکات اور ایمان کے
 کھولنے کا سامان کر رہے ہیں۔ بھلا ان کی تصنیف کا مطلب تو بیان فرادیں اور ویسے
 مردم حقائق کھٹے پڑھنے پر تو کھڑے دار کا مشن ہے۔ سلام و فنون تو خدا ہوتا ہے
 ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ ایک فتویٰ لایمان کی اُردو جلدت بھی تمام چھوٹے بڑے
 لکڑ بکھر کے۔

ہند کے جملہ اہل بدعات و عوب کان کھول کر سمجھ لیں بدعت سے ایمان کا نقصان تو
 ہوتا ہی ہے عقل بھی ہاتھ جتنی ہے۔

جو مشن انہیں حضرت کا مسلم ہوتا ہے اور جو عقلی ہی ماسی کو شیعہ و سکے کے مجھے
 بھول جاتے ہیں یا قصداً خیانت اور بددیانتی کرتے ہیں۔

بڑے زمان احمد رضا خان صاحب قاضی بریلوی اپنے رسالہ ہندو لکھنؤ میں ۱۸۸۵ء
 کے اہمائی ہونے کے ثبوت کی صورت میں بیان فرما رہے ہیں وہ فرماتے ہیں:

”نیر ایک طریقہ تو ثبوت اہمائی کا یہ ہے دوسرے یہ کہ مصنف کلام مستند

عالم متدین ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے قوت و تحقیق اس کی طرف نسبت کیا گیا۔

مرجع معصیت یا مذہبی و مذہبات جس میں اصل حادی و تو جیہک گنجائش ہی نہیں

تو اس ذریعہ سے کہ ملاد تو ملے گا بلکہ اسلام کی طرف بے تحقیق تو اثر و ثبوت عقلی کسی

گیرہ کی نسبت مقبول نہیں کہ انصاف اسلام الامام محمد الاسلام محمد الفزانی قدس سرہ

فلا یراد کہ اس کے اور تحسینا فطن المانی کہیں گے لہذا ایسے ہی مطلق ہے۔
 بات کا ایسا تخیف اور ذلیل ہونا کہ کسی طرح مقول اس امام عظیم سے اس کا صدور
 منظور نہ کرے جیسے باب نقول اللہ صام ثلث قبل لعل منف اولیٰ لرا جیر یسیر میں
 عبارت لان عندہا کل واحد منہم اولیٰ من فرجہ و فرجہ وان صلی
 اولیٰ من اصلہ جس کے لیے اصول کوئی عمل نہیں والہذا علوم سید شریف
 نے شرع میں نقل فرمایا۔

لم یحصل بجمہا معنی بھی من مخصات بعض الطلبة القاصین انتہی
 اس عبارت نے قوم کو کافر بنا دیا جب مستف کے علم ایمان اسلام میں اس کے علم
 کوئی کام اس کی کتاب میں موجود ہو تو اس سے المانی کہ جائے گا یا نہ ہو اس کے گلی تو باریں
 کریں گے اور اگر کوئی نہیں نہ ہو اس کے گلی تو پھر المانی کہ جائے گا یا نہ ہو اس کے گلی تو باریں
 ہم میں نافرمانی دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر جاننا ہے تو جب کہ کلام ہی کو المانی کہ جائے
 گا تو اس معنی مردود کو جو مقول سلیم اس امام عظیم میں کی طرف کی طرح ہی نسبت کرنے پر
 راضی نہ ہو اس کے معنی ایسے دیکھے جائیں گے جو اس کی بلاغت شان کے خلاف ہوں۔
 مہر خانی نے کہا آپ نے جو معنی حضرت شہید رحم کے کلام کے بیان فرمائے
 ہیں وہ کوئی ذی ہوش کوئی بھی کہہ سکتا ہے ہر بائبل ایک فریڈ مسر۔ چھوڑا یا نہ جانے
 جو معنی عرض کیے ہیں وہ شہید مظلوم کی شان کے موافق نہیں یا جو آپ نے بندہ نے جو
 معنی بیان کیے ہیں وہ ہیں جن کو آپ بھی بالاتفاق کفر و شرک والہما فرماتے ہیں بلکہ حضرت
 مولانا رحم بھی اور اس میں کسی کا خلاف ہی نہیں ہوتا۔ مگر ان قصور یہ ہے کہ اس میں مولانا
 رحم کے کلام کا مطلب صحیح ہو جاتا ہے ان کا کلام اہل سنت و اجماعت کے لائق

رہتا ہے اُن کے ساتھ حُسنِ علمِ باطن رہتا ہے۔

ادامِ بدعات، موصوفاً خوامین کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں کہ کسی کے کلام کے معنی درست ہو جائیں یا مضمون حضرت شہیدِ روم کے یکوں حضرت یہاں یا یہاں کی نسبت ایک عالم بے شنِ معنی سنت، عاشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں نہیں ہے یہاں حُسنِ علمی جائز نہیں ہے۔

مجھے قبیح لگتا ہے کہ جب انیس ہجرات سے آپ حضرت حمیدِ روم کے علمی جوئے میں ادا اس کے معنی درست ہو سکتے ہیں تو پھر یہ حدارت کیوں ہے۔ نیز میں کوئی محبوب ہے اس پرندِ زنجاری میں ان ہجرات کو تو کھینچ تان کر موجبِ نفرت بنایا جاتا ہے اسی تو یہ ہے کہ قبر پرستی کیوں موقوف کرادی۔ ہزارگوں کو جو خدا کے ساتھ شریک بنایا جاتا تھا وہ کیوں اُٹھ گیا۔ شہیدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غربت و رُخ کو کیوں مٹائی اس سے زیادہ زیادہ دوسروں کے کلام میں اس قسم کے مضامین کی گنجائش ہے گروہاں یہ احتمالات نکالے ہی نہیں جاتے وہ یہ ہے کہ وہاں وہ علت ہی نہیں پائی جاتی۔

مولانا روم میں کوئی نقصان نہیں فنا ہوں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ میں ہی کہ عاشقِ سنت کیوں ہوئے۔ براہِ کو آپ کی مدح میں پر کیوں کر نا چاہتے ہیں۔ تعصوفِ تعصوف کا وہی ہے وہی تمام مضامین حضرت حمیدِ روم نے مرادِ مستقیم میں بیان فرمائے ہیں مگر چونکہ اتباعِ سنت لازم ہے ان کو ذکرِ کارِ بدن میں لگ جاتی ہے۔ انھیں نیک عجوبیں سب پڑ جاتی ہیں۔ قل مررتوا بطنکھو اللہ تعالیٰ سنت کے نور کو پورا ہی لو کہ رہے گا۔ واللہ عظیم شہداء و ذکرِ مشترکون آخرت میں جو ہونا ہے وہ تو ہم ہی گویا

میں بھی اس علم و ستم کا کچھ اجر مل جائے تو کیا غیب ہے۔
 عارف پروردگار اس کی کیا خبر تھی کہ وہ کی کتاب برقیے کو میں ہی ہائے سنگ اور وہ اس سے
 یہ مطلب نکال لے گا۔

فرمایا: یہ آج ہیں نقطہ میں بیان کو دینا کافی ہے کہ ہم جو مطلب اپنے مطلب اس عبارت
 کا ہونا تھا۔ ہے اگر کوئی بھی قرینہ اور ہر قوم ہی کافی ہے کہ یہ صنف جو آپ فرماتے ہیں۔
 مسرت شہید و موم کے علم و فضل و بلاغت شان کے موازنہ لفظ باطل ہیں۔
 رہا جناب عارف شاعر و بیان پروردگار صاحب کا یہ فرمانا کہ اس قید نایدیکم کر کے کہ اگر مطلب
 بیان کیا جائے گا تو کوئی کلام کاذب کاذب اور متعارض متعارض نہ رہے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم لوہار سے مضارب کی تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ اگر اسے تمام
 بر نہایت تحمل و صبر سے دیکھتے ہیں۔ درحالیہ بتا دیتے ہیں کہ حضرت اس کو اگر ایسا مؤثر
 ہے تو زمین پر بھی نظر نہ آئیں بلکہ وہ تو اس قدر غل و شور ہے اگر کوئی بات بھی ہاتھ آجائے
 تو کیا کہنے ہیں۔

مگر تا آپ نے شروع کو نہیں دیکھا تفاسیر کو ملاحظہ نہیں فرمایا خدا را سے متن کی
 شرح اس سے نہیں گونزدہ ہونا چاہی۔ متن میں وہ قیود کاں ہوتی ہیں۔ جن کو
 شرح میں فرماتے ہیں مصنف کا اس فن میں ماہر ہونا اس مسئلہ سے واقف ہونا اس
 قیود کا علاوہ تھا اس سے نظر انداز ہونا عقل تسلیم نہیں کرتی اور نظام ہر جو عبارت متن کی
 ہے وہ غلط ہے تو ان قیود ضروریہ کا اظہار وہاں ضرور ہوتا ہے اور یہی کہا جاتا ہے
 کہ یہ قیود متن کی سب مراد میں وہاں ذکر نہ کرنا بنا بر ضرورت ہے یا دوسرے مقام میں
 مذکور ہیں۔ وہیں ان کا ذکر ہونا یاں کے مراد ہونے کے لیے ضروری ہے تمام کتب

درسیاس سے بھری ہوئی ہیں۔

آپ کے ایمان دھرم میں کیا یہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنانا ہے نہ برتید
کا ماننا یا نذر نہ پرید کا امانا خط۔ یہ تو وہی کی بات ہے اب اس کے سجانے کا وقت
گیا بشرح ہامی و میوا کفار و یحییٰ تمام کتب میں ہی طریقی زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنانا
گیا ہے۔

غور مگر ہم کو اب اور کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس مطلب کا خلاصہ نشان
فی شان شہید مرمع ہوتا اس کی دین ہے کہ یہ کلام کا مطلب نہیں بلکہ کلام کا مطلب
وہ ہر گاہ جو مسرت شہید مرمع کی شان والا اسکے موافق ہوا اور وہی ہے جو ہم نے
عرض کیا مگر چونکہ ہم کو اس مقام کو مطلق مرن کر کے اسی بدست کو اس کی حقیقت بتانی ہے
اس بدست سے انکار انکار کی بدست منقولہ کے بعد ایک اور بدست نقل کر سکتے ہیں۔
فان یہ لای انکار انوار میں ہوا پڑنے لگے ہیں:

۱۔ ادا ہی قیل سے ہے وہ بدست جس میں کسی طاقتور اللہ کے لیے

کوئی خزن فاسد ہوا اور نام مستف اس سے پر ہی ہو گیا۔ بجا خود اس کا

کلام اس عرض درود کے خلاف چڑھا۔ جیسے بیٹن خدا نافرستی کا امام جبرائیل

محمد خالی قدس سرہ العالی کی طرف اعلا اشد کلمات خدمت امام اللہ لیا اشد لازمہ

کاشف الغمر سراج الامہ سیدنا امام اعظم الامین و مقرر حق اللہ تعالیٰ منہ نسبت کرنا

علاوہ ان کی کتب متواترہ ایماء و نیرو مناتب امام کی شاہد عدل ہیں:

۲۔ و شود سبب خیر گرامی و اعجاب

کس نے پہنچا کا ہے۔

دریں نامک پر بھاری ہے گراہی تیسری

اسے بدعتِ جبر پر خدا کی لعنت تیرا منوی رقم مسلمانوں میں کس دن آیا تھا اولاد سے
 مسموم تو کس دن یہاں سے نکلے گی۔ اسے خدا تعالیٰ بھال بدعتِ اولاد بدعت کے
 شر سے دین کی حفاظت فرما اے ایمان کرم آمین

اللہم واتعجز وحدك انك لا تخلص الصياد

اللہ سو لنت الصیاد ان حضرت صیاد وحدت

ایک ضعیف ادنیٰ کوئی چیز جو کہ طلب علم سے اتنے بڑے بڑے قوانین
 بدعت کا ناظر بن کر ادیا۔ تیری ہی شان ہے۔ میں ابنِ شہیر خدا علی الاضحیٰ کرم اللہ تعالیٰ
 و جہد ہوں کون بدعت ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ میں کچھ نہیں ہوں گو میرے ساتھ نصرت
 خداوندی ہے۔ میں حق کا تابع ہوں مجھ سے کوئی بھی بغض نہ کرے ان امور میں بیعت
 نہیں سکتا۔ جہن قبول حق میں حاضر نہیں گو ہمارا دشمن ہی کہے حق ہے اس پر نظر ہر ہو کر ہی
 رہتا ہے۔

آخرین النصاف۔ انصاف۔ لاشد انصاف میں تو یہ حکم ہے کہ جب ایک شخص
 سے کوئی مضمون صحیح دوسری جگہ پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔ تو جبر دوسری جگہ اس کے
 خلاف خط مضمون ہو تو اس کو امانی سمجھو اور شہیدِ روم کے ساتھ یہ برتاؤ کہ ایک مضمون
 خط خلاف اہل سنت والجماعت خلاف اسلام خلاف عقل ان کے ذمہ دیا۔ اور
 دوسری جگہ نہ نامعلوم اس خط مضمون کے خلاف صحیح بات کی تصریح فرما رہے ہیں و
 عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور جو مضمون صحیح ہے تو بجا ہے اس کے
 کہ اس مضمون میں صحیح کو اس کلام کے صحیح معنی کا قرینہ بنا دیں اس مضمون ہی کو کوئی

نہوں سے تعبیر کرتا ہے کہ اس قول کو متعارض جتنا ہے اور یہ کہ کتاب ہے کہ یہ محدود ہاں یہ
کہا تھا اور مسئلہ کہتے ہیں یہ دیکھو اپنے ہی قول سے کافر و مشرک ہو گئے دیکھو۔ انکو کتبہ
الاشیاء پر۔ انہما لا نور الا نضرۃ اشعلی القالین۔

کوئی کہتا ہے ہاں صاحب یہ کام تو صحیح ہے مگر ہم اس کو غلط سمجھتا ہی کہتے ہیں ہم تو اس
کو غلط کہتے ہیں۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں
دراگر کوئی شخص دو کلام کہے ایک صحیح ایک غلط تو کیا صحیح کی وجہ سے غلط
بھی صحیح ہو جائے گا؟

جی ہاں صحیح کلام کہہ کر سے ایک کلام حقائق تو ہو جانے کا مگر صحیح کلام دوسرے کلام کے
صحیح معنی لینے کے لیے تربیت نہیں ہو سکتا۔

انصاف انصاف انصاف۔ قوانین اولان کے مستحقین اس جواب کو یاد رکھیں
ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کلام کے جو معنی ہیں بدعت نے اپنے ہم معنی کلام
کے نہیں ہو سکتے۔ کلام غلام و غیر سے بنجولن و مجہ کے ایک و غیر میں ہے کہ اس
مستقل کا دوسرا کلام صاف اس معنی کو بیان کر رہا ہے جس کو ہم کہتے ہیں تو خود اس کلام
کے معنی ہی بھی ہوں گے جو اس کے موافق ہوں۔

آج تو ہم نے خان صاحب کی بدلت پیشکش کی ہے جس کی مجال ہے جو اس کا
خلاف کہے اور اگر ہمت ہے تو دل کرا کر کہے کہ میں اگر ہم نے جی نہ دیا چاہے تو
نہ کرادی تو پھر کتنا قرآن سے حدیث سے تمام قولوں کی کتابوں سے اس قدر انظار و توش
کریں گے کہ بجز تحیر اور حواسے قرار جمالت کے کوئی چارہ ہی ہو گا۔

غرض دوسری جگہ ایک مطلب کی جب تصریح ہو گی اور وہ مطلب بھی حق ہو تو اس

کی وجہ سے ایک کلام باطل کو جب الحاقی کہیں گے تو جب ایک مضمون میں بھی ایک
مستف ایک جگہ بیان کر چکا ہے تو اس کے دوسرے کلام کا اگر کوئی ایسا مطلب
بیان کرے جو مطلقاً غلط ہونے کے متقاضی بھی ہو تو اس کلام کے معنی وہی لیے
جائیں گے جو کلام۔ مجمع کے مطابق ہوں گے اور یہی ہونا چاہیے اور اسی اصول
پر بلا ہم گفتگو کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الغرض بقضیہ تعالیٰ یہ ترغیبیت ہوگی کہ شہید دوم کے کلام کا یہ مطلب کہ مطلقاً
استعانت یا غیر شرک ہے اور چاروں صورتوں میں شرک لازم آتا ہے یہ تو کسی دروازہ
پر کلام اور دوا نہ ہی ایسا کلام ہوا کرتا ہے۔ تو دوسری صورت جہاں استعانت امور
عادیہ میں ہوتی ہے اور اس کی قدرت مطلقہ مشابہ ہے وہ تو اس کلام سے کمالاً غائب
صورت شائستہ کا کمال اور رہا ہے۔ مودہ میں ظاہر ہے کہ اس میں قدرت اور تصرف
کو ثابت کیا جا رہا ہے اور عیسوی صورت میں اولیٰ ادا کلام اور انبیاء عظیم السلام کو کرامت
اور معجزات قدرت نہیں ہوتی۔ بلکہ رنگ بندہ کی اظہار فیضیت کے لیے ضیاء عالم
و فعل خود کرتا ہے۔ قریب صورت بھی مراد نہ ہوتی۔ اب سوائے ہر قہری صورت کے اور
کوئی شق مراد نہیں ہو سکتی۔

فرمایئے اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے کسی صاف طرح ثابت ہوگی کہ تفریق الیہ
کی عبارت کا مطلب صرف چوتھی صورت استعانت یا غیر کہ بیان کرتا ہے۔ اور قدرت
کا مضاف الیہ مولانا رام کے کلام میں امور غیر عادیہ صلاحت از طاقت بشریہ میں بھی تھا
حاصل یہ ہوا کہ امور غیر عادیہ میں غیر اللہ تعالیٰ کو قدرت ذاتیہ اور غیر ثابت کرتا
دونوں صورتوں میں شرک ثابت ہوتا ہے جو فقط چوتھی صورت پر ملاقا آتا ہے

دو کسارتھاء و شد الحمد۔

اب جو بندہ نے بسمل اللہ کے ص ۵۹ پر عرض کیا تھا،

”اور اس کو بھی نہایت زور سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا امین صاحب

شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یقیناً قطعاً یہی مطلب ہے اس کے سوا کچھ نہیں ۱۳۵

یہ عرض کرنا صحیح ہوا یا نہیں پھر آپ کا اس کو بوند و بکند اور معنی الف مرصع اور خود تراشیدہ
فرمانا غلط ہوا یا نہیں۔ آپ اس کو دلیل فرماتے ہیں۔ اب آپ نے دلیل ملاحظہ فرمائی کہ
کیسی قوی دلیل ہے اور بندہ نے اس دلیل کی طرف بسمل اللہ میں اشارہ بھی کیا ہے جس کو
جناب نے بغور ملاحظہ نہیں فرمایا۔ بخود ہی فرمایا اگر مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

صفحہ ۵۵ ملاحظہ ہو۔

۱۳۵ حضرت خوانساری شہ دست بستہ عرض ہے کہ حضرت حامی مسندت ماس
بدعت بظاہر مولانا امین صاحب شہید مرحوم منقول اہل بدعت کے مراد مطلق مستثنا
کو نہ منع کرتا ہے اور نہ اس کو وہ شرک کہتے ہیں یہ بات تو لوہے نے طالب علم بھی
نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ وہ بلا دلائل ہو ۱۳۵

افسوس یہی اس بدست بستہ عرض کو آپ نے بغور ملاحظہ فرمایا اور بار بار یہی تحریر
فرمایا کہ زمین کو آسمان کر دیا۔ آسمان کو زمین بنادیا۔ منطق کے زور سے جھوٹ کو پر صبح بنادیا۔
ایسی قیدیوں بڑھالی جائیں گی تو کوئی کلام متنازع نہ رہے گا ذخیرہ عیو۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ زمین زمین اور آسمان آسمان ہے مگر کلام کا کھنسا جب ادنیٰ
کے پوشش یا غتر کرتا ہے تو اس کو زمین و آسمان میں امتیاز نہیں رہتا۔ فرمائیے اب بھی
ذہن عالی میں کیا لاکچر کر رہے۔

آپ مزدور بنو فرمائیں گے کہ ہاں یہ تو منطق کے زور سے ثابت کر دیا ہے آپ
کہا ہے جو ہم کہتے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے کہ میں تو ہم دوسرے منطق نہ جانتے کے جوابی غیر مقلد ہو گئے تھے
اور کہاں آج ایسے منطق ہیں کہ ہم کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرتے ہیں اور ایسا یہ
نوامین سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

عزیزاً فرق یہ ہے کہ ہم منطق کو پڑھتے ہیں پوچھتے نہیں اور یہی جواب آپ کے
اُس اعتراض کا ہے جس کو آپ بیل بیان فرماتے ہیں۔

مگر ہاں یہ اعتراض آپ پر ضرور قائم رہا کہ باوجود منطق کے بلا سمجھنے کے آپ
نے منطق کی تریاتی پیدا کی کہ آپ ہوں شاید کڑی بات آپ کے واسطے ہائز

دوسرے کے واسطے ناہائز ۱۲: ۱۱ (ایضاً مرام ص ۱۳۷)

آپ نے شہنشاہی نہیں دیکھی کیا فرماتے ہیں۔

کفر گیر کا ملکت شود

ہر صیرور ملکت شود

ایک شخص صاحب کے پرکاش نے کفر غیر ملکتا ہے اس کے لیے پکارنا ناہائز ہے
پھر اسے گاتور سائے گا دوسرے متر جانتا ہے وہ ہزاراڑی بھی قید کر لے گا تو اس کو حرج

نہیں۔ نام کے منطقی منطق و فلسفہ پڑھ کر ہمیشہ گمراہ ہی ہوئے۔ اور خدا صان خدا اودان

کے خدام اس باعدی سے ہمیشہ کام ہی لیتے رہے۔ خان صاحب آپ کو آج تک یہ

بھی معلوم نہ تھا کہ ایک چیز ایک کے لیے ہائز اور ایک کے لیے ناہائز آپ نے

دیکھا بڑے بڑے منطق خفسہ طان تقویۃ الایمان کی سیدھی سادھی عبارت کا مطلب

آج تک دیکھے نہیں کہتے ہے کہ مطلق تصرف اور استغانت کو شرک کہا ہے مگر ایک
ادخلیہ بندی طالب العلم نے بتا دیا کہ مطلب یہ ہے اوطاس کے سوا جوئی
نہیں سکتا۔

بس اپنی اور تحقیقات کو بھی اس پر قیاس فرما لیجئے۔

قیاس کی زد گستاخان منہ بدر

مانت ہائی لودراگ بوجھاروں کی منفعت کو شیش کا تو یہ حال ہے اور نقلاً
نے جو اسباب العذر براہین قاطعہ کی نسبت لکھا ہے:

اس کا تو کیا ہی حال عرض کرنا ہم تو کچھتے تھے کہ آپ سے درود بآئیں
میرے ہوں گی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ آپ سب حضرات ایک ہی چھاپے کے
پاچھ بچے ہوئے ہیں۔

گو اہل عقل و انصاف کے لئے تو یہی بس ہے مگر چونکہ مقدم کی تفصیل منقول ہے
اس وجہ سے اور عرض کرنا ہوں کہ گوش ہوشیہ تو برہو کر ہائی عرض کو سنئے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ نفس آخرت و قدرت و کرامت و خرق و عادت و معجزہ

کو شہید معلوم ہرگز شرک نہیں فرماتے۔ یہ ہمارا دعویٰ محض دلائل کا بہانا ہے اور اس
پر ہم سے دلائل طلب فرمائی جاتی ہے آپ کے نزدیک تو وہ قوت ہو گئے

اور انکی تائید اور مراد علمی معلوم ہونا محال ہے مگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ اولاً

اللہ تعالیٰ لوزون ہوں ان سے اسی دریافت کیے دیتے ہیں آپ آواز

پہچان لیں کہ کون صاحب و سے ہے ہیں۔ یہ فرما دینا کہ یہ تو ہر نفس کی آواز

ہے مولانا اسماعیل صاحب رحمہم نہیں۔ آپ فقط نفس آخرت و قدرت ہی

کو کیلے پھرتے ہیں۔ میں قدرت تعریف بہت اجابت و مدار و مول فیض میں
واسطہ واسطہ سید ہونا و غیرہ و غیرہ ثابت کیے دیتا ہوں غولہ نمے پھر تو مان
ہائے گماکر مگر جو ہم کی مادی و مادی حرقی ہی صورت ہے۔

علاحدہ ہو۔ حضرت مرحوم کی ارشاد فرماتے ہیں: دوا ہوش کے کان لگا کر لپیٹے۔

بایدانست کہ انبیاء عظیم السلام	جاننا چاہیے کہ انبیاء عظیم السلام کو بخسود
را بخسود حضرت رحمان پر نسبت۔	حضرت رحمن پر نسبت جمیع افراد انسان ایک
جمیع افراد انسان فرشتہ استیلا ثابت	نور کا امتیاز ثابت ہے کہ منطور نظر قابلیت
است کہ یہ منظر ہر مافی منطور و ملاحظہ	نوازدند و ملاحظہ ہیں خود بخود بانی سرور و وقت
بیانی سرور و عزت انعام سرور ازاد و	لاذخ و شحال میں ہا زو یاد انعام بانی متاثر ہیں۔
بجز اکرام متاثر یا نہیں ہیں مجربیت اللہ	بترقی اکرام ہر قسم ہی سرور و مجربیت کی کیا ہیں
اللہ کی نشین انجمن مقبولیت اختران انعام	میں مقبولیت کی انجمن کے ہونگ نشین نفس کے
انسان اختران اللہ کے توفیق و توفیق	اللہ کے ان توفیق قدس کے انعام کے سرور و
مناصب عظیم و اعلیٰ اور در سر انعام	مناصب عظیم کی توفیق و توفیق کی ذات بابرکات
مناصب فخر و توفیق سرور و انعام	کو زہا ہر سادہ ذات فخر کا سرور و انعام نہیں کے

لہذا صاحب کمال فرماتے ہیں کہ انبیاء عظیم السلام کے توفیق کو بھوت پر ہی جہات و شہادتیں کی بابر
کھینچے ہیں سادہ و سادہ ان الفاظ کو کہ کس دل سے منجھے ہوئے ہیں۔ جمیع افراد انسانی سے امتیاز ثابت تو
ہیں یہ فیض و سادہ و سادہ ان الفاظ کو کہ کس دل سے منجھے ہوئے ہیں۔ جمیع افراد انسانی سے امتیاز ثابت تو
ہیں انسانی دکھا دو سنی و سنی سے پاؤ گے ہر سادہ و

گردیدان اندر مران عا کر قد سببان	افسان کد سید کے ساتھ زیبا ہے کہ بیان
بہمت ایشان مفتاح عا خلق الجاب	کی عقل کے سوار ہیں۔ تقدیروں کے افکار کے
ست۔ ددعا باشاں دلیہ سب تاجاب	سریر و کار پیمان کی کہ سمت اور اولو العزیز دہا
عبد ایشان محبوب حضرت رب	بست کی قید ہے ان کی دعا بلکہ رب مقبول بارگاہ
الارباب ست۔ بعض ایشان مغرض	رب نجیب ان کا دوست محبوب حضرت
انجانب۔ محبت ایشان باعث دفع	سب۔ ارباب ہے ان کا دشمن دشمن انجانب
درجات ست۔ تو دل ایشان وسیلہ	بہان کی نسبت باعث ترقی درجات ہے۔
جرات۔ انساک در ملک ایشان جالب	ان کا تو دل وسیلہ نجات ہے۔ ان کی تقلید جالب
عطیات ست۔ طاعت و تبار	عطیات ہے ان کا تبار و دافع بیلیات
ایشان دافع بیلیات۔ منیع فیض عیب	ہے۔ منیع فیض عیب ہیں۔ مخرن المرار

لے مران صاحب کی نظر فرما کہ کلام ہے کہ کسی کی گناہ ہے دیکھ شہید و جہی میں یا کوئی اور۔ مستانہ انداز و اعدا
کی گئی ان کی چشمہ ان کی عبادت شک مقبول ہوتی ہے۔ یہاں ہمارا زور ہمارا ہے تعریف و تہنیت ثابت ہوئی
یا نہیں۔ یاد رکھو کہ ہر منظر

ستہاں تو تو دل والہ زہرا مہم اندام کو وسیلہ نجات قرار دیتے ہیں۔ کیا مٹا ہے۔ ہے۔ ان کی تو کس کس ہے کہ
عواذ عالم کو نہیں چھوڑتے۔ خدا سے دعا کہ اللہ کی غرض تمام سے تعلق رکھتا ہے۔ ہاں
تکلیف عطا فرمائی کہ انبیاء مہم اندام کہ اتباع کدافع بیلیات فراتے ہیں۔ ان صورت کا تو کیا کہ
غلام صاحب نے غیر خدا و دفع بیلیات ہر لے یا نہیں۔ پھر کیا خیال کیا کہ میں۔

چ منظر و اعدا

اندر مزن اسرار لایب - او ای ماسی
 ایشان بشارت مشکور است - و کج حای
 بقدر ایشان فی الحال مغفور است - بسا
 یا ضاعت شاکر است کہ از زمان
 بیگانه بر نسبت ایشان مظلوم سرمد
 آخر مشاہد کہ کندان و کاد بر آرد و بی شو
 و بسا اعمال معل است کہ از توسل ایشان
 سر بر میزند و لایب مقرر است جزو
 و در دنیا آخرت میگردند تقریب الی اللہ
 توسل ایشان شایع است کہ سلوک
 آن برادر نوروان طریق احسان است
 معل است و اسکان و مدین توسل ایشان
 محض ہرزہ گوی است و کوہر لودی بے
 سر و سالن

لایب ہیں - ان کے توسلین کی لاف ایسی
 ہر جا نیست مشکور ہے - ان کے متبعین کا
 بڑے سے بزرگانہ فی الحال مغفور ہے بہت
 سی ریاضات شاکر کران کے بیگ نہ مزاجی
 سے عمل میں آئی ہیں اور آخر کو کندان و کاد
 بر کوہن کے مصداق کہلاتے ہیں - اور بہت
 سے عمل اعمال کران کے توسل کی قوت
 سے صدور پاتے ہیں بلایب مقرر و نجاست
 دنیا و آخرت بن جاتے ہیں - نزدیک بارگاہ
 خداوندی ان کے توسل سے وہ شایع ہے
 کہ جس کامل کرنا اسکان طریق است پر نہایت
 معل اور اسکان ہے - اور برون توسل ان کے
 محض ہرزہ گردی اور کوہر لودی بیہ سرو
 سامانی ہے -

منصبیات مقرر

۲۔ از ہمین بیان واضح شد کہ منصب و جہت اور اس بیان سے واضح ہوا کہ منصب و جہت

ملے نہاں صاحب خدا نور فرمایا ہے و ہم پر لایب ماسی - اوہ بر تو فرماتے ہیں کہ انیا جیم
 السلام کے وسیع سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے جو اور ہی چیز کی تکیہ نیست ہے - نہ مذکور

کے تین شعبے ہیں اول محبوبیت پر نسبت
 رب العالمین دوم عزت بزرگوں کو مقررین ہونے
 واسطے فیض پر نسبت ہمارے عالمین اور
 واسطے کو بر لفظ سیادت میں تعبیر کر
 سکتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام سے ہدایت کس طور پر صادر
 ہوتی ہے اس کا بیان یہ ہے کہ ان سے
 ہدایت اکثر پانچ طریق پر صادر ہوتی ہے اول
 نزولی برکت دوم مقدمت بر قوم فیض محبت
 چہارم خرق عادت -
 پنجم اظہار دعوت -

یہی مقدمت اس کا بیان یہ ہے کہ اس کی
 کے واسطے ایک خدا ہے اور ایک حقیقت
 سو جو کچھ انبیاء علیہم السلام سے قوم کی ہدایت
 کے بارہ ہیں از جنس دعا و التجا حضور حضرت

دارہ شجراست محبوبیت پر نسبت
 رب العالمین و عزت و بزرگوں مقررین
 واسطے فیض پر نسبت ہمارے عالمین
 ہمیں واسطے دار لفظ سیادت
 تعبیر تین کردہ ہیں ۵

۱۔ از انبیاء علیہم السلام بچہ طریق ہدایت
 صادر میشود پس بیان فرمائیں اکثر اکثر ہر
 طریق صادر میشود و نزولی برکت و عقد
 بہت و فیض محبت و خرق عادت و
 اظہار دعوت - ص ۱۵

۲۔ مقدمت پس بیان فرمائیں ان کے ہر ایک
 را ظاہر است و متیقن است اما ظاہر
 پس جہن است آنچه از انبیاء علیہم السلام
 و بارہ ہدایت قوم گواہی فرماید دعا و التجا

سے نہان صاحب یہاں تو مقدمت بہت خرق عادت فیض محبت کے کہ از ایہ سے نزولی برکت سب ہی
 کچھ ثابت ہے۔ چہ کہ احوالی ثابت کرانے ہاتھ ہو۔ آپ کا انشاء کیا ہے۔ صاف صاف بیان
 فرمائیے ۲۷۷ نظر اعلیٰ

بمغفور حضرت رب العزت واکبر یا
جلت عنک، صابر و مدد و ثبات یا معصوم
یعنی در حق جیسے محبت علی سید المرسلین
در حق بعضی از ایشان پر سبیل خصوص و
اما حقیقت پس تو میرے قریبی سے اور دعا
بکمال رغبت و لہو کی پادشاهت اتمت
عوم یا معصوم کا کن اثر شفقت غیبیہ
است کہ سابقہ دریاں مقام بعثت
مذکورہ گردیدہ ہیں۔

+ + +

+ + +

+ + +

۵۔ و این دعا محال است کہ اولاً لازماً از شفقت
ایشان مست گویا تمام وجود یا وجود ایشان
اور یہ دعا محال ہے کہ کبھی ان کی ذات یا برکات
سے پیدا نہیں ہوئی گویا ان کا تمام وجود یا وجود

لئے تاثرین یا انکس انصاف قرار دینا کہ انہیں عظیم السلام کا وجود یا وجود ہوا ہے کہ ہر وقت است کہ
اس سے ہر ایک ہوتی ہے یہاں ہر ایک کا سبب ان کو کہ مانے ملے ہوئی یا نہیں۔ حضرات ہدایت میں کہ سید
و یہ واسطہ ہے چہرہ اس شہید مومن سے الزامات کیوں دست نگر ہوں میں کیا ہے چاہتے ہیں کہ خداوند عالم
نے انہیں عظیم السلام کو باری بنایا۔ اب وہ اپنی ہی ہوئی ہر ایک کے بچہ کو چاہیں تو سب کو
وہی جیسا کہ اگر امانت ادا و انوار پر کائنات میں مذکور ہے تو اس کو تو مسلمان نہیں کہہ سکتے اس کو تو
آپ نے ہی کفر و شرک کہ دیا اگر دیکھیں کہ یہ دونوں نماں صاحب موجود جرح فرماتے ہیں

یا نہیں جہنم نظر احوال

دعاں مست، جسم و جبین و دعاں عالی گاہ
 گاہ بدعاں متعالی ہم ایشان راست کشد
 و انوار التجار و دعا ان ایشان بقدر میر
 سد و این دعاں دعاں نے بر سبب
 باعث آتش ہدایت در تجویب است
 مے شود۔

سرپا دعاں جسم ہے اور یہ دعاں عالی کبھی کبھی
 ان کو دعاں متعالی کی طرف مائل کشاں لاتی ہے
 نظر و ان کمال و روبرو دعا اور نہایت در پر کی
 التجار ذات قدسی صفات سے ملوہ ہو کر دعاں
 حق نور سے دعاں دعاں تینوں وجہ سے تجویب
 اُمت میں ہدایت کے انتشار اور ملوہ کا باعث
 ہوتی ہے۔

۶۔ اول آگاہ دعاں مست از شخص ذی
 اختصاص بکمال صدق و اخلاص سرور
 و مثل این دعاں التجار شک و ارتباب
 مقبول و مستجاب است۔ من دعا
 ۷۔ ثانی اگر مکیم علی الاطلاق بحکمت بالغہ

اول یہ ہے کہ دعا ایک شخص ذی اختصاص
 سے بکمال صدق و اخلاص دعا ہوتی ہے
 اس قسم کا دعا اور التجار شک و ارتباب مقبول
 و مستجاب ہے۔

ثانی یہ ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے اپنی حکمت

علیہ اس مقرر فرماتے تو خدا رحمت کا مستی تاس ہی کرو یا بیان تو نفس قدرت و تعریف و اسباب
 کا ارتباب و مہمات سے سب ہی کچھ ثابت ہو گیا اس سے نیاہ صاف اور صریح کون اس عبارت ہو گی
 کہ جنت تو یہ کے انفراد کو امتیاز کے وجود میں اثر ہے۔ مولیٰ یا است علی خاں صاحب بنای
 کو سلام ہمارے حضرت شہید رحمہ نفس تعریف و قدرت کو شکر کی نہیں فرماتے بلکہ اس کو میں ایمان اور
 اجماع میں اسلام سے ہدایت کا ایک یہ بھی طریقہ فرماتے ہیں۔

(راہ شہر میر محمد دینی بدلیل ہے یا یہ فرمانا کہ جس دعاں کی دلیل میں قسم

خود میں آئینہ در عالم خلق کو گویا ہوتا
 فرمودہ کا انعقاد بہت قوی اور عالم
 سکون کا کائنات اثر سے بخشید چنانچہ
 چشم زخم ہاں مسدود اثر و مادی اثر و مادی
 اثر و مادی میں مست پس و تکیہ بہت
 در ہستان را آن قدر اثر بخشید پس
 اثر بلند بہت ان را چہ پایہ دیدہ

ایسا وہیم اسم کے فیض بہت کی حقیقت یہاں فرما رہے ہیں اس لیے کہ اولیٰ عبادت
 کو ہر عمل کے ذریعہ کیا۔

۸۔ چوتھیں خوب ہم نشینان الیہ اللہ
 اسی طرح ان کے ہمنشینوں کے ذریعہ ملتی

(بقیہ ماسبقہ صفحہ ۷۴)

اقتدار کو دیکھ کر پھر بھی شہید و پرستان خدا صاحب دیکھا بہت ان کے اس کا نام ہے آپ کو معلوم ہوگا
 کون سی قدرت کو معجزات و نامور و معروف میں شریک فرماتے ہیں یہ فیروز اور کیسے بہت کام کی عبادت
 ہے لیکن آپ کے نزدیک یہ بات ایسا کہانی گویا تو انبیاء و مرسلین کو کہتے ہیں کہ ان کو پس و پیش میں حکیم
 علی اللہ ملایم ہی کہتے ہیں ان میں پڑا، ملازمہ نہ اندر لایا کیوں دیا جاتا ہے میں نے کہہ کر خود ہی پہلی
 قدرت سے جسے چاہیں چاہتے ہیں جسے چاہیں ان میں ہرگز ہرگز
 (ماسبقہ صفحہ ۷۵)

لے گا ان کے انفرادی فیوض و کرامات میں اس کا نام نہیں ملتا خود ہی کہتے ہیں اس سے

لذت سے مسوخت و تقوت ایمانی نمود
 جس قدر کہ کے دل میں منزل سے غور و ہمت
 لا طور و تواتر اس کے مکس سے ہنشیوں کا
 دل سلا نور ہوتا ہے فلان خلعت و برائی کی
 بھلا امان کے دل پر ہیشہ و شادان
 کے دل خوف اور ہمت سے بہرقت و نالہاں
 آتش تفریق و تجرید ان کے دل میں روشن ہوتا ہے
 ہنشیوں کی کشتی کی آگ نکلے سے زان
 بے سخن ہوتا ہے ہر کم ان پر ہر کم ہمت
 پرانا ہے ضلالت ہنشیوں اس سے برگزیدہ
 لانا ہے۔

الاصول یہ ہدایت کہ فیض صحبت سے

روحانی مسوخت و تقوت ایمانی نمود
 اس پنہا از خطا و عادت اندل ایشان
 تابش میکند مکس کے دل ہنشیوں کا
 میدہد برق و نکت کبریا بھلا ای
 ایشان کی درخشندہ طوب ہنشیوں کا
 نصیحت و ہمت کمال کا نقش تفریق
 و تجرید و غور بہ ایشان کی غسزندہ
 ہر کم ہنشیوں کا دل میں روشن ہوتا ہے
 نکلے از رحمت ہنشیوں کی باطن نہال
 ہنشیوں کا دل ان رگ و رملی آندہ
 (۱۲ ص)

۹۔ باجمہ این ہدایت کہ فیض صحبت

«بقیہ ماضیہ صفحہ ۷۵»

نیزہ اور کس قسم کا ہر وہ فرق و تفاوت انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت فرماتے ہیں کہ انصاف و انصاف
 یہ کسی صورت نہیں ہے نہ سے دعا فرمائی اور دعا و دعا
 (ماضیہ صفحہ ۷۵)

نہ ۷ مظہر ایمانی کہ فیض صحبت کو گمان و سبب ہدایت سے بیان فرمایا ہے اور ماضیہ صفحہ ۷۵
 میں جمیع کا تمام است سے انصاف ہوتا ہے کہ ہر ہی فیض صحبت ہے پھر اگر انبیاء علیہم السلام میں کوئی

<p>حاصل ہو کر ہر سبب میں طویل و دراز ہو کر تفصیل کا وسیلہ، چند اوراق شریعت میں متعذر بنانا۔ ہرگز چند کلمات الفاظ کی شدت میں قدر مشورہ جاریست کو صواب پر بغیر عقل و تدبیر و ستم افضل نما ازما شریعت نہ کر پر پستہ و پست مقرر اجتماع و منصب و انبیاست ستمانی داشتند۔ پچھنیں کیا ہو یا غیور کہ</p>	<p>حاصل ہوتا ہے ایک ہر نہایت طویل و دراز ہے جس کی تفصیل میں چند اوراق میں متعذر ہے، بناؤ طریقہ میں چند کلمات پر گفتار کیا اس قدر مستحق توجہ ہے کہ صواب و غیور ملا شریعت و علم تمام است سے افضل ہو کر ان میں سے بعض صواب و مرتبہ اجنباد اور منصب و انبیاست تاہم نہیں رہے تھے۔ ایسے ہی کیا اس کرنا</p>
---	--

انجیر کا شہید مفرور

تصوف و طہارت کا بعد سے صواب و عدل و انصاف نے ہم جمیع کے غریبوں کو کئی کامیابیات پیدا نہیں ہوتی
حق و تمام دنیا کے گھبراہٹ و اضطراب بال بڑی بڑی کامیابیات، جاہ و مال و فخر و کبر و علم کے بغیر
کیوں فرج گئے ان کی بات کو صواب و علم کی شریعت و علم کی فتنہ و محبت سے ان کو ملی ہو دوسرا کو سبب
ہوئی یہ تعریف میں تھا تو کیا قدر و عرق و محنت میں اس کا کیا نام ہے۔ فتنہ و محبت و کٹر و کٹر کا تیسرا کرنا
بدنام و مجبور ہے کہ کسی کے طے کی حالت بدل جائے اور وہ بھی ایک نظر میں خود بخود کھڑے ہو جائے
مجبور ہے کہ تمام مجبورات ان کے لیے دکھائے جاتے ہیں یہ اصل و اصل اور نہایت انصاف
ہے۔ ان خواہش فرمائے کہ اس سے زیادہ اور انصاف و علم و اسلام کے لیے کیا مروت کرے
یہاں سے مسافر ان میں ہر کون کی بات ہو ہی طرح معلوم ہو کہ اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے

۷۷ منہ زلزلہ

پایشے کہ ہر صاحب کمال کے ہفتیش اس
کے تمام تابعین سے افضل ہیں اور اکل ہیں
ہیں جو ہر پایہ کی تعریف و محبت سے حاصل ہوتی ہے
وہ بد نسبت تمام دیگر کے افضل ہے۔

اب خرق عادت کو طے مقرر فرمائیے بنایا باری
تقدس مقام تشریف قدرت کا درجے انبیاء
عظیم السلام کی تعریف کے لیے ایسے سر کا
ظہور فرما ہے کہ ان کی نسبت اس کا صدور
غیر ممکن مسموم جزا اگر ہر دھڑے کے نسبت
متعذر ہووے تفصیل اس کی یہ ہے کہ
بعض اشیاء کا وجود بحسب عادت اللہ
ان کے اسباب اور حالات کی فراہمی
پر موقوف ہوتا ہے پس جس کسی کو اس کی
لویت حالات حاصل ہیں اس سے ان چیزوں کا
صدور خرق عادت میں داخل نہیں ہوا جو کوئی

عقبت ناں ہر صاحب کمال افضل اند
و اکل ازما از اتباع نو پس ہدایتیہ کہ
بغیر محبت حاصل شود و بدافضل
پر نسبت تمام دیگر ہر

۱۔ لا خرق عادت پس بایش اکر خرق
و لا بقدرت کا درجہ باری تعریف
انبیاء عظیم السلام جو عادت اللہ سے
فریاد کہ صدور ان چیزوں نسبت و نشان
مقتضی سے نایا اگرچہ بہ نسبت دیگر کس
مقتضی نہ باشد تفصیل اس کی یہ ہے کہ بعض
اشیاء بحسب عادت مشہور و قوف
سے باشد بزرگ اہم ممکن اسباب و
اوقات ان چیزوں پس کسی کے اوقات
کا تشریح حاصل سے در حدود چیز ذکر
خرق عادت نیست کسی کے اوقات

سلطہ اس جہالت سے یہ غور و تدبیر کیا کہ خیر و شر کی نسبت بر خیال کہ وہاں تو قدرت تصرف نہ نہیں
کس کے لیے ذائقہ و مضائقہ ہی نہیں بلکہ سب کو فکر فرماتے ہیں یہ ایک عجز و غرور خیال ہے اللہ مہم
کو اس سے دھوکہ دہی متکلف ہے جو شخص بعض اشیاء کا وجود موقوف ہے اسباب پر موقوف

یہ عبارت قریب قریب کیا ہوگا بالکل نیروا کی عبارت ہے جو اس واسطے نقل ہوئی ہے۔
 یہاں تک وہ عبارات منقول ہیں جو انبیاء عظیم السلام کے متعلق تھیں اب وہ عبارات
 نقل کی جاتی ہیں جن سے یہ ثابت ہو کہ یہ کلمات نبوت ہیں وہ کلمات کم درجہ میں اولیاء
 کرام کے لیے بھی ثابت ہوتے ہیں تو جس قدر تصرف خرقی مادت فیض صحبت نزول
 برکت قدرت و محفل فیض میں واسطہ ہوتا ذریعہ و کلمات انبیاء عظیم السلام کے لیے
 ثابت ہیں ان سے کم درجہ میں اولیاء کرام کے لیے بھی ثبوت ہو جائے گا۔

پہلی فصل میں حقیقت اہمیت کا بیان ہے
 اس فصل کی دس ہیں پہلی قسم میں حضرت انبیاء
 عظیم السلام کے چند کلمات کا ذکر ہے کہ جو
 تحقیق مقام اہمیت میں داخل کئے گئے ہیں۔ معلوم
 کن چاہیے کہ امام نائب رسول ہے اور اہمیت
 ظل رسالت ہے نائب کے احکام کی حقیقت
 فیض کے احکام سے پہچان چاہیے اور ساری
 کی حقیقت اس کی حقیقت سے جاننا
 چاہیے۔

قسم ثانی اس کے بیان میں کہ بعض کلمات بر اولیاء
 کلمات مذکورہ میں حضرات انبیاء عظیم
 السلام کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں
 اور یہ دو تنبیہ پر مشتمل ہے۔ تنبیہ

۱۶۔ فصل اول در بیان حقیقت اہمیت
 و ان مشغیر و قسم است قسم اول در ذکر
 چند سے از کلمات انبیاء عظیم السلام
 کہ وہ تحقیق معنی است در میاں و
 پایہ است کہ امام نائب رسول است
 و اہمیت ظل رسالت احکام نائب از
 احکام مغیب تو ان مشابہت و
 حقیقت ظل را از حقیقت اصل و
 دریافت۔ ص ۳

۱۷۔ قسم ثانی در بیان آنکہ بعضی از اکابر
 اولیاء و در کلمات مذکورہ بانبیاء عظیم
 الصلوٰۃ والسلام مشابہت میاں و
 ان مشتمل بر دو تنبیہ است۔ تنبیہ

اول اس بات میں ہے کہ بعض مقبول بندے
ہر چند منصب نبوت میں رکھتے، لیکن
کلمات مذکورہ سے اپنی استعداد کو کے موافق
تعبیر رکھتے ہیں۔

قول در بیان آنکہ بعض از بندگان
مقبولین ہر چند منصب نبوت فی
دادند اما کلمات مذکورہ نصیب فرمود
استعداد خود میدارند۔ ص ۳۰

(۱۸)

جو کچھ اس تبصرہ میں مذکور ہوا اس کے اقسام
بیان سے واضح ہوا کہ کلمات مذکورہ جیسے
کہ حضرات ابدال میں پائے گئے ہیں ایسے
برائے کے تابعین کو بھی ان سے ستر
طلب ہے۔

آنچه درین تبصرہ مذکور گردید از اقسام
ابن بیان واضح شد کہ کلمات مذکورہ
چنانکہ در ابیاد اشارت فرمائی شود
پہنیں اشیاء ایشان را ہم از آن نصیب
میرسد۔ ص ۳۰

(۱۹)

اب سیادت یعنی رسالت و سیادت
نسب العالمین اور عباد مقبولین کے درمیان
و مولیٰ نہیں ہیں اور ان کے اتباع اور محبت
میں مقبولیت کا منظر ہوتا۔

اما سیادت یعنی رسالت و سیادت
در باب العالمین و عباد مقبولین در موصول
نہیں نہیں و انحصار مقبولیت و محبت
ایشان۔ ص ۳۸

(۲۰)

اب مقدمت کمال و محظوظی استقلالہ تعالیٰ

اما مقدمت قال اللہ تعالیٰ

(۲۱)

اب فی محبت کو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

اما فی محبت تعالیٰ اللہ تعالیٰ

ابن خرق مادت تو اس کے بیان کی حاجت
نہیں اس لیے کہ ظہور خوارق ہوا بیان راہ سے
(جو انبیاء کے متبعین ہیں) اس درجہ مشہور اور
معتاد ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔

۴ ۴ ۴

والماتوق مادت میں متبیح : بیان
مذاہر و زہد و خوارق از ہادیان راہ
حق کو از اتباع انبیاء نہ درجے مشہور
و معتاد است کہ حاجت : بیان

نہیست - ص ۲۰۴

بلکہ ناظرین کلام و منظر فیما کہ اولیاء اکرام سے خوارق مادت کا ظہور اس درجہ مشہور اور معتاد کہتے ہیں کہ محتاج بیانی
نہیں اور غرض شاہ صاحب دینہ فرماتے ہیں کہ مولوی انیس ماسب کا مدعی آپ کے کہاں موافق ہے اور
آپ کی بدلت مولوی ماسب کے بالکل مخالف ہیں کہ قول میں تو مجرم و اولیاء کات لکھیں ذکر نہیں وہ تو مطلق
تصرف اور قدرت کو ذکر نہ گھٹتے ہیں۔

ان سے کوئی دریافت کرے کہ منصب امامت ہی کی کتاب ہے یا آپ نے تصنیف فرمائی ہے
یا کسی جہت سے اس کو لکھا ہے غرض کہ دیکھئے کہ کی تصنیف ہے آپ نے دیکھا کہ مجرم و اولیاء کات
کا مولد کے کلام میں کہ قدرت نہ کہ ہے کہ حد قیاس کو پہنچا دیا ہو گی نے یہ کہ ہے
آنکھیں بند ہی ہوتی ہوں تو پھر وہی جرات ہے
اس میں تصور کیا ہے جہل آفتاب کا

آپ دیکھتے ہی نہیں اگر دیکھتے ہو تو نظر نہیں آتا اس میں میرا ایمان لایا کہ تصور ہے مطلق تعریف و ثناء
کرامت ہمنہ کے مولانا مگر میں یا مثبت خدا ایمان سے دل کو اگر کہ نہ دیکھتا اگر آپ نہ فرمادیں گے تو
ناظرین کہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے ہوا اور وہ چار مستعد ایسے ہی ہوں گے تو انہوں نے ایمان

اب تک تو عبادت مذکور ہی کو حفظ فرمایا ہے مگر اب جو عبادت مذکور ہیں
 گنہگاروں ان کے دیکھنے سے نوح بدعت کا کس طرح خروج ہو گا اللہ کیسے دیکھے
 مذکور العذاب کا شاہد ۔

كذلك العذاب والعذاب الاخرة اكبر لو كانوا يعلمون .

(بقیہ سبب مفر ۴۴)

کیونکہ تو ہی ہے آپ کا یہ فرمایا آپ نے اپنی طرف سے مدعا ان کا کیا ہے یہ عرض کیا
 کا دعویٰ ہے اور وہ بھی بلکہ فرمایا ہے یہ مدعا ہے کہ کیا ہے یا حضرت یہاں تاہم کا یہ مدعا ہے جس
 مدعی ہوا تھا ان میں وہ بھی آپ کی مدعو ہی عرض کیا کہ ہوتا ہے کیا یہ عبادت آپ نے دیکھی
 تھی یا نہیں تو میں نے مطلب نہ کیے تھے ۔

وان كنت لا قدرى فخلتك مصيبة

وان كنت تدري فالمصيبة اعظم

تمام حوائج ملوں کہ وہ مظفر یا اگر جیسے ہی نظر سے لکھا اس میں سلام ہو کسی شخص سے درگاہ

چشم و باقی نشی کر کے سند و

حیب ناید ہر شے در نظر

ابھی تو یہ کہ کے خان کو دیکھنے میں جس نے فعل العذاب پر دستخط کیے ہیں سب کے دستخط

کراہیے ۔ جس سلام میں ہی تو یہ درود آپ کو اختیار ہے ۔ بفضلہ تعالیٰ رہا نقصان نہ مولانا

روم کا نام نہ ملے

۱۶۳

تغیر اول در ذکر امامت تغییر باید
 داشت که امامت تغییر جملات است
 از اصول یعنی مشابہت نامہ بانید شد
 عجم الملوۃ والسلام و منزلہ جرات
 و مقامات ولایت را از مکرر سیادت
 کہ جملات از وساطت است در بیان
 رب العالمین و بنیاد او بآب و صول
 فیضی نمی آید از این احوال می شود
 ایشان مبعوث برائے ولایت نمی شود
 پس لابد این وساطت متحقق می شود
 در باب و صول فیضی بخوبی نہ تشریحی.

(ص ۹۲، ۹۳)

تغیر اول ذکر امامت تغییر می معلوم کرنا چاہئے
 کہ امامت تغییر سے یہ عرض ہے کہ معنی
 مشابہت نامہ کے بنیاد عظیم الملوۃ والسلام
 سے مندرجہ جملات اور مقامات ولایت
 میں حاصل ہو جائے اور اس کے سیادت کہ
 جہالت و صلاحت ہے جو حضرت رب العالمین
 اور اس کے رسول میں دربارہ و صول فیضی بھی
 اس کو حاصل ہوئی ہے باوجود کہ یہ اشخاص جہالت
 کے واسطے مبعوث نہیں ہوتے ہیں۔ پس
 باوجودت یہ وساطت در باب و صول فیضی
 متحقق ہوتا ہے فیضی تشریح میں اس کو
 ذیل نہیں۔

* * *

(۱۶۴)

یعنی حکیم علی الاطلاق ایشان را واسطہ در
 تصرفات کونیہ سے گردانہ شدن قبول مہا
 و نحو اشہار و سرسبزی نباتات در مقام
 انواع حیوانات و آبادی تر سے ماحد
 و تعجب احوال ما و دار و تحول اقبال و

یعنی حکیم علی الاطلاق ان کو تصرفات کونیہ میں
 واسطہ بتاتا ہے مثل قبول اسطر اور اشہار
 و سرسبزی نباتات و بقای انواع حیوانات
 و آبادی دیہات اور تعجب احوال
 و دار و دار و گردش اقبال و

ادبار سلطین اور انقلاب حالات اغیار اور
تحول مساوات فقر و ترقی و منزل اصغر و
اکبر اور اجتماع و تفرق لشکر و مکر و دفع و با و دفع
و با و غیر ملک میں۔

ادبار سلطین و انقلاب حالات اغیار
و مساکن و ترقی و فقر و اصغر و اکبر و
اجتماع و تفرق و مکر و دفع و با و دفع
و با و غیر ملک۔

(۲۵)

فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابدال
میں گئے ملک شام میں چار سو مرد ہیں
جب کوئی ایک آدمی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ
بلدیتا ہے اس کی جگہ اور انہیں کی برکت
سے میسر ہوتا ہے اور دشمنوں پر فتح
محق ہے تو انہیں کی برکت سے شام والوں
پر غلبہ نہیں ہوتا۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم الاموال یکملون بالثام
وہم اربعون رجلاً کلہما مات
ترجل ابدال اللہ حکما
ما جلا یستے بحو الحیث
وینصر بحو علی الاعداء و یجوز
عن اهل الشام بحکم العذاب۔

(۲۶)

اور سلطنت ان کی اور مذکورہ تین وجہ پر
مماجت ہوتی ہے لعل نزل برکت دوم مقدم
برکت سوم و دوم و الہام

روسلطت ایشان در امور مذکورہ العبد
بر وجہ تتمق می شود اول نزل برکت
ثانی مقدم برکت ثالث و الہام من

(۲۷)

لعل نزل برکت کا مائل مفاہیست جس طرح
حق بل و طاعت حکمت بالغہ خود حیرم

لما نزل برکت پس بیا نش آنکہ چنانکہ
حق بل و طاعت حکمت بالغہ خود حیرم

آفتاب کو عالم کے محور ہونے کا واسطہ فرمایا
اور انفع تاریکی و ظلمت پر قرار دیا ہر چند کہ قوس کا
چیلنا اطراف عالم میں اور سیاحی کا دور چلنا
مندی زمین سے محض اس خدا تعالیٰ کی قدرت
کا اثر ہے بے ہر کوئی آفتاب کو خالق نور قرار
البتہ کافرین جانتے لیکن عادت اللہ اس طریق
پر جاری ہوئی کہ جس وقت آفتاب طلوع فرماتا
ہے تمام عالم پر نور پہنچاتا ہے۔

• • •

ایسے ہی مقرران ہر گاہ و گلی ہیں اور شمس کی
کا دور ہوا جو ایک آفتاب ہے کہ اس طرح
حکومت پر از نشان ہے اور ایک قمر ہے عالم
جہوت سے کہ شب تار ناموس میں تاباں
جسٹا ہماں کے زوال کے ساتھ ایک نور
غیب الغیب سے عموماً تانا ہے کہ سبب
اسلام عالم و انتظام بنی آدم اور باعث کوشش
اور دار و تفریح و تہذیب بن جاتا ہے۔

آفتاب اور اسطراشراق عالم فرمودہ و وضع
تاریخ قرار دیا پس ہر چند آفتاب نور
در اطراف عالم و اشکال حکمت از
مندی زمین معنی از قدرت کا و اوقات
جست ہر کہ آفتاب اعلیٰ نور قرار
و ہر گاہ کہ کافر گرد و ایمان باشند لیکن
سنت شد برین طریق ہادی گردید کہ
ہر گاہ آفتاب طلوع میکند تمام عالم پر نور
قرار سے شود۔ ص ۵۳

(۲۸)

پچیس لاکھ لاکھ ایشان مکی اندویش
نخل و جود با جود ایشان آفتاب مست کر
درج چرخ حکومت تابیدہ و قمر است
در جہوت کہ در شب تار ناموس و مشیدہ
نابہ ہر از نزل ایشان یک نور سے از
غیب الغیب بروزی فریاد کہ سبب
اسلام عالم و انتظام بنی آدم و
باعث نقیب اور دار و تفریح و تہذیب
میکرد۔ ص ۶۲

(۲۹)

اما عقد ہمت پس پروردگار متحقق می
شود اول در نور شفقت و ثانی ظهور اثر
تقدیر اما اولیہ میں یہ انشائیں اگر از یک
و نور شفقت بہ نسبت جہان باشد از جملہ
مقتضات دلالت است پس بعد از انشان
را بر اثر حاصل باشد اما چون انشان بدو
ہدایت بر سر خود نمیکند پس لابد شفقت
ایشان مصروف باشد با صلاح سال مشائخ
ایشان شرف دفع بلیا و حصول عطا و ترقی
حال و خروج اقبال و انحال و تک.

(ص ۶۴)

(۳۰)

پس نہ کہ شفقت بر جو زمین مصروف با صلاح
حال ایشان در امور معاد و چنانچہ شفقت
ایشان اگر بر منفعت است با انتظام سال ایشان
در تقدیر معاش (ص ۶۵)

(۳۱)

با مجموعہ و در بلیا و در ایشان بہ سبب و نور

ابا عقد ہمت کو عطا فرمایند پس در ہر
متحقق ہوتا ہے ثانی در نور شفقت و ثانی نمود
اثر تقدیر در نور شفقت کو یہ انشائیں کہ از یک
ز یادانی شفقت بہ نسبت جہان باشد از جملہ
مقتضات دلالت است پس بعد از انشان کو بر جو کمال حاصل
ہوگی لیکن ہر کمرہ حضرات ہدایت کے واسطے
میسورت نہیں ہو سکے پس لابد ان کی شفقت
ان کے حال معاشیہ کی اصلاح میں مصروف
ہو خوش و قیہ بلیا و حصول عطا و ترقی حال و
خروج اقبال و انحال و تک.

+

پس جس جہد پر کہ حضرات اہل کی شفقت بندھا
عوا کے عزت کے امور کی اصلاح میں مصروف
ہے یا ایسے ہی ان کو یہ کی شفقت در بلیا و سال
ان کے حال کے انتظام میں مبتدل ہے۔

+

الحاصل ان کا درجہ با جو بہ سبب زیادتی

شفقت پر اس درجہ کی دعا ہے اور کبھی دعا کی
مقال کی طرف بھی کچھ توجہ ہے اور محبت اللہ و
عالمات و اسباب السلیات کثرت کی دعا ہاں منظور ہے
کو کہ کمال شفقت سے ظاہر ہوتی ہیں یا اپنی
حکمت بالغہ کے مقتضات سے قبول فرماتا
ہے۔

+ + +

جو کچھ عالم تقدیر پر مقدم ہوتا ہے امداد اور
مدافعی اس کے حدود کے ساتھ متعلق ہوتا ہے
البتہ اس چیز کے درجہ کی خواہش ان کے دل
سے جو شہدق پیدا و اس کے طور کی
دعا ان کے سینہ میں خورشید کرتی ہے اور یہ
استدعا بالشفق حضور رب العالمین استجاب
ہوتی ہے کیونکہ اس دعا کا طور تقدیر ربانی کے
نظم کی تمہید ہے۔ تدبیر انسانی کے خیال و
سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔

+ + +

لیکن حدود الہام اس کا بیان یہ ہے کہ یہ حشر
بطریق اشارات جمیع یا بعد تفہیم و تعلیم

شفقت پر اس درجہ کی دعا ہے حال مست و
ایمانا دعا کی مقال ہم یکشد و محبت
الدعات و اسباب السلیات کثرت کی دعا
منظر پر ایشان اگر از شدت شفقت
سرزدہ بقضائے حکمت بالغہ خود
اجابت فرماید۔

(۳۲)

ہر چہ عالم تقدیر پر مقدم و ارادہ
مدافعی بعد و ان متعلق می شود ہر رائے
نوازش و جو دکان چیز اول ایشان خوش
سے خود و دعا سے حضور ان در سینہ
ایشان خوش و یکدن و این استدعائے
بالشفق مستجاب سے خود بحضور رب
العالمین ہر حضور ان دعا تمہید نزول
تقدیر ربانی مست و از تمہید تدبیر
انسانی۔ ص ۹۵

(۳۳)

و اما در الہام پس یا نشانی کما ایشان
بطریق اشارات جمعی یا بطریق تفہیم و تعلیم

یا درمناسبات و معاملات، مامور میشوند
بفعل از افعال مامور بشریہ نشی کشش کے
یا شکستن چیز سے یا داؤد چیز سے یا
گرفتن چیز سے و امثال آن از امور کہ
در میان افراد بنی آدم تعامل بآنها جاری
ست اما دیگر افراد انسان همان امور را
بنابر اقتضائے مہوای نفسانی بحسب
مے آرند و این اکابر بنابر الہام ربانی
چنانکہ حضرت تفسیر علیہ السلام فرمودند
وَمَا قَعَدْتُ عَنْ أَهْلِ

(ص ۲۵، ۲۶)

(۳۳)

بالجملہ اعمال این بزرگان را جمع می شوند
باصلاح حال عالم و ثمرہ اعمال دیگران
را جمع ست با ایفای لذات نفسانی سے
موسے اندر درخت آتش دید
سبز شد آن درخت اندر نار
شہوت در سر مرد صا حیل
این چنین دان و این چنین نگار

ص ۲۶

یا مناسبات یا معاملات میں افعال مامور بشریہ
میں سے کسی فعل کے ساتھ مامور ہوتے ہیں جیسے
کسی کو مار ڈالنا یا کسی چیز کا توڑ ڈالنا یا کسی چیز کا
دینا یا کسی چیز کا لینا اور اس کے مثل اور بہت
امور ہیں بن کافر ابو بنی آدم میں رات دن شیوہ
اور اجرا ہے لیکن دوسرے افراد انسان ان
امور کو اپنی خواہش نفسانی کے اقتضا سے مل
میں لاتے ہیں یا دیر بزرگان دین بنا بر الہام ربانی
کا فرماتے ہیں چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے
فرمایا (ایسے ہی امور کی شان میں) اور میں نے
خود بخود نہیں کیا۔

❖ ❖ ❖

الحاصل ان بزرگواروں کے اعمال کا مرجع اصلاح
حال عالم ہے اور دوسرے لوگوں کے افعال
کا ثمرہ لذات نفسانی میں سے
موسے نے آگ میں ایک درخت دیکھا کہ
آگ میں وہ درخت سبز تھا۔ شہوت در سر
بزرگ آدمی کی یہ دونوں مثل آگ کے ہیں اور
بزرگ درخت سبز

(۳۵)

حال ایشان برابر حال ملک گیر قیاس باید کرد
مقل نیز ازل انبیاء و اولیاء که از حضرت
عزرائیل علیہ السلام صلوات پر چون برحق
انما ربانی است مرایہ سعادت است
و حق حضرت زکریا که از عظم شقی سرور
ند چون با مقتضای ہدای نفسانی بود سرور
با حق شقاوت۔ (ص ۶۶)

ان کے حال کو حاکم کے حال پر قیاس کرنا چاہیئے
ہر مردی انبیاء و اولیاء کا حق کہ حضرت عزرائیل
علیہ السلام سے صلوات ہوتا ہے، چونکہ موافق
الہم ربانی ہے بلکہ سرایہ سعادت ہے۔
اور حضرت زکریا کا حق کہ عظم شقی سے واقع ہوا
چونکہ باقتضائے خواہش نفسانی تھا۔ بالکل
با حق شقاوت ہے

(۳۶)

دار بیکہ مثل ایشان خوش حال ملک گیر است
اور از بسکہ ان کا حال فرشتوں کے حال

سے خاتم صاحب جناب نے کچھ غریبی فرمایا کہ کسی کا کام ہے اسی شخص کے کام سے نکلا ہے جو عطا فرمایا
قدت کو ترک کہیں قیام تمام مقام کا اور ہر فرشتوں کے متعلق بتاتا ہے کہ آپ سے مہارت اسی سے قبل
اور ابھر پر نظر فرمائی کہ اب وہ کوئی چیز کے محکومہ گئے ہیں کہ کوئی نہ لکھ کر کہ نہیں جانتے اور یہی ان کا بڑا
قصود ہے۔ غرض صاحب ہم کو کثرت حیرت ہے کہ ان جو ان تمام مہارت کے پیش نظر ہونے کے کوئی طرح
آپ نے فعل الخطاب اور دوسرے برقیوں نے اور صائی کو دوسرے بعد میں دیکھا ہے کہ کیا وہ
رسمت ہوتا ہے اور کوئی تیل یا کسی تیل کے کم دلا دیکھے ان مہارت کی آپ حضرات بعد فرمائی گئے۔
فعل الخطاب کے متعلقوں کے یہ کہ ہر کیا قصاص کے لیے سفر فرمائیے و تمام ہندوستان کے ہر جگہ
سے وہ جیسے سب کے سب مل کر آئے ہوا ہے وہیں میں ہا نہ ہو

پس چنانکہ کہ ان کے اندر دو قسم احمدی اور
 وند برات احمدی اور احمدی پس نشان ایشان
 اطلاق مستکہ باصلاح قوی خاص یا
 شہر خاص انتظام شد و بیکہ نظر
 ایشان متوجہ است باصلاح تمام عالم
 و دوست کافر بنی آدم و نابالغات و امیر
 ہر یک ایشان موکل است بر کافرانہ صحت
 و حجت ایشان معصوم است ہر یک علیہا
 کے ایشان موکل است بر کافرانہ و
 یمن و کسے موکل است بر اہل ہند و
 صورت کے ایشان موکل است بر
 عقالت بنی آدم و غیر ذلک۔
 (ص ۶۶)

(۱۲۴)

را چنانچہ بعض ازین جنہ گاران بنابر
 اصلاح حال مطلق بنی آدم ہا و انتظام
 پر قوسے یا بلد سے از بعد ان نے
 دارند مثل حضرت علیہ السلام و اہل داود و
 و افراد بعضے دیگر تو سے خاص یا

ایسے ہی بعض جنہ گاران بنی آدم
 کے حال مطلق کی اصلاح کے واسطے نمود ہیں
 کسی قوم یا کسی شہر کے ساتھ خصوصیت نہیں دیکھتے
 مثل حضرت علیہ السلام و اہل داود و افراد
 بعضے ایک قوم خاص یا ایک شہر خاص

یا ایک لشکر خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے
ہیں۔ مثل خطبہ و خطبہ اور قبلہ اور ان کو اپنی
خدمت کہتے ہیں۔ پس قوم اہل تابانہ اعلیٰ
ہے ان قوم ثانی تابانہ درجہ است اس پر ہے۔

بلکہ اسے خاص یا جو کچھ خاص تھا
میدار و شرف الخطبہ و خطبہ اور قبلہ اور ان
ما اذ اہل خدمت کیگو چید پس قوم اہل تابانہ
ما اذ اہل خدمت قوم ثانی تابانہ درجہ است اس پر ہے۔

(ص ۶۶۶)

خان صاحب میں قدر تمام صوفیاء کو ہم معززات اولیاء عظام کے مراتب اور منصب
بیان فرماتے ہیں وہ تو سب شہید و قوم تسلیم فرماتے ہیں اب وہ کون سی بات ہے جو
آپ معززات بزرگوار اہل خدمت و جماعت خیال فرماتے ہیں وہ شہید
مروم اس کے احوال سے مثال و معنی ہو گئے۔ معاذ اللہ تعالیٰ مہذوزا حقائق سے اسے
بیان فرمائیں مگر تعریفوں کے گٹھے پر ہم سے بات نہ کیجئے خود کچھ فرمائیے یہ بات
کہ پہلے بڑے بدعتی ہیں ہی فرماتے ہیں اسے نہیں کسی پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔

ہاں پہلے اپنا اور اپنے تمام معدن فیض الخطبہ و معززات و جماعت صاحبان کے
ان مسئلوں کے متعلق تو یہ نامہ شائع کرنا ہو گا میں مسئلہ میں بات شروع ہوئی ہے۔
اس کو پہلے طے فرمایا جاوے پھر دوسرا شروع ہو، جو ایسے فتوے دینے سے کہ چنڈ
نہو اعانت و ذکر اپنے مدد میں مدد اس ذکر کو کام نہیں چل سکتا۔ مدد سر عالیہ و بزرگ
کی مقبولیت بفضو تعالیٰ و فرائزون ہے قل ہو انبیاءکم۔ غیر میں باجمعی است کچھ عرض
کرنا ہے ابھی تو سنئے جائیے بقبرہ آجی مدد آئے گا۔

و چنانکہ گاہے و گاہے باب ابھر جائے
 نقایہ گاہے و گاہے متفرقین اختلاف واقع ہو جائے
 کہ ایک درج تو سے می خواہد درج کرے
 درج تو سے دیگر درج کے چیز سے را
 ترجیح می دهد و دیگرے چیز سے دیگر
 را این را انتصاف طاعتی می گویند
 قال اللہ تعالیٰ و تبارک حکایت
 عن رسولہ ﷺ کان لی من مہم الملاء لاعتنی
 اذ یختصمون باز حق بل و باطل حکمت
 یا الفہ نور اسے اسے اسے و مصلحت
 باشد بر اینیاید و گاہے و گاہے کے
 را اہایت سے فرمایند و گاہے و گاہے
 دیگر را۔ (ص ۱۶)

بچنیں در میان دو مہم اول نعمات و ہنم
 ایشان نیز تمنا نفی واقع سے شود کہ یکے
 نظر و فریادی فکر نمی خواہد دیگرے فکر
 نصرت لشکر۔ سیر حکیم علی الاطلاق و

و سبب اگر کسی گاہے و گاہے متفرقین کی دعای جاریہ اور
 نقایہ گاہے و گاہے میں اختلاف واقع ہوتا ہے
 ایک فرشتہ ایک قوم کا درج چاہتا ہے اور
 اور دوسرا قوم کا ترقی اور ایک ایک چیز کو ترجیح
 دیتا ہے اور دوسرا دوسری چیز کو اور اس کو انتصاف
 علی کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 اپنے رسول ﷺ کا حق فرمایا۔ مجھ کو معلوم نہیں
 جب خدا علی جگر تے تھے اور حق پر حق ملد
 ملا اپنی حکمت بالغہ سے کسی کو کو کہ مناسب
 مصلحت ہو جاری کرتا ہے۔ کبھی ایک کی
 و ماقبول فرماتا ہے کبھی دوسرے کے کہ مادیہ
 قبولیت کو پہنچتی ہے۔

÷ ÷ ÷

ایسے ہی اہل نعمات کے و مادیہ اور ان کی جہنم
 میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے کہ ایک ایک فکر کی
 فہم کی اور فریادی کا ہر مان ہے اور دوسرا دوسرے
 لشکر کی نصرت کا خواہن حکیم علی الاطلاق اور

ایک بالا متعلق کسی اس کی دعا کو قبول کرتا
ہے اور کسی دوسرے کی۔

♦ ♦ ♦

تجربہ ثانی ذکر است باطن میں معلوم کرنا چاہیے
کہ اصحاب اہلسنت عقیقہ از بسکہ مذکور ہیں کے
نظر اور سایہ میں نہ تنہا انبیاء و صلحین انتظام عالم
کے ساتھ مولا ہیں۔ بنی آدم کی ہدایت کے
واسطے جو ان میں مخلوق کی خدمت کے واسطے
منصوب اور قائم ہیں احکام شرع میں ہیں جنہوں
فیمین نابریں اقب امام ان کا نام نہ ہوا اور منصب
بشست پر نہ پہنچے۔

♦ ♦ ♦

حاصل کلام تقرب الی اشدان کے توسل کے ترک
کرنا کہ صورت میں ایک خیال ہے پر افعال و
ایک دہم بہت سراسر باطن اور فعال حد تجریت
بغیر نمایاں استحقاق و قبولان انکاء حق گزارش ہو
تب میں اوراق سیاہ ہوں۔

ایک بالا متعلق صاحب دعا ہے کہے را
بوقت اہلسنت میرا اندوگا ہے دعا
در گرسدا۔ (ص ۶۷)

(۳۰)

تجربہ ثانی ذکر است باطن یا دعا
کہ اصحاب اہلسنت عقیقہ از بسکہ مذکور
ہیں مذکور ہیں اندر تنہا انبیاء و صلحین
ما بعد برایت نظام عالم اندر مبعوث
ہدایت بنی آدم منصوب ہوا ہیں حد
شرع تو ہیں اندر مبعوث اور احکام شرع
میں بنی آدم علیہ طیب بقلب امام نگویند
وہ منصب اہلسنت نہ رسیدند۔

(ص ۶۸)

(۳۱)

بالجملہ تقرب الی اشدان کے توسل ایشان
خیال ہے کہ است پر افعال و
سراسر باطن و فعال است
بے نمایاں استحقاق و قبولان انکاء حق
گزارش میرا گزشتہ (ص ۶۸) ہے

یہ آئیں جہاں تو صرف منصب امامت کی حیثیت سے چند جہاتیں درالاعراض مستقیم کی
بھی نقل کی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے کہ حضرت شہید مہم کس قدر
صوفیائے کرام کے کلمات کے تسلیم فرانے والے ہیں اور ان سے زیادہ کون سا
مسلمان بزرگوار کو مان سکتا ہے یا اس سے زیادہ مان کے سچا مسلمان رہ سکتا ہے۔ واضح
تعلیٰ ہوا مستعان۔

(۲۶۲۱)

انوار ۳ از جلد ۱۱ شدت تعلق قلب
سنت پروردگار استقلال یعنی نہ بان
حاضر کر این شخصیت اور ان فیض حضرت
حق واسطہ ہدایت دوست بگڑہ پیشہ کہ
مستحق عشق ہاں مگر وہ چنانکہ یکے از
اکا بر این طریق فرمودہ کہ اگر حق میں و
علامہ غیر کوفہ رشد من تمہی فسادیر
ہر ایک نہ مرا با اور انکسار و کار نیست۔
(ص ۳۰۱ ف)

سیر لہذا فی شفیقہ کا اپنے رشد کے ساتھ استقلال
اپنے عقل کا تعلق شدید ہو جاتا ہے یعنی اس کو
بے کر یہ شخص جو سجادہ تعالیٰ کے فیض کا ذریعہ ہے
اور اس کی ہدایت کا واسطہ ہے بلکہ اس کیفیت سے
کہ خود رشد ہی میں نہ متعلق ہو جاتا ہے چنانچہ اس
طریق کے نزدیک میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ اگر
تعلیٰ اگر رشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس
میں بھی فرما دے تو البتہ میں اس کی طرف التفات
نہ کرے گا۔ ص ۱۱

(۲۶۲۲)

انفسا اگر ان آہن پارہ رادیہی حال
جمال مقام خود سے ہر آئینہ بعد زبان
آوازہ حقیقت خود بانار و غفلت و اتمانہ

انفسی اگر اس حال میں اس آہن چان کو بولنے کی
طاعت ہوتی تو البتہ سوزبان سے اپنی تاد
انفس کی حقیقت اور یک جان ہونے کا شور و غار

اسمان کا پہنچا تا اور حضور و اولیاء ایک سات
کے لیے اپنی حقیقت سے غافل ہو کر یہ
کاروں اختیار کریں جو ان کے لیے گناہ کا دروازہ
ہوں۔ ص ۳

باوجود کہ گنہگار اندک اندر اپنے لیے
سارے ترازو و نذرانہ حقیقت خود
غافل گشتہ ہیں کہ شکم شد سے کہیں انکار
و تفتیش کو زانم۔ ص ۱۳

(۳/۲۴)

اور نہ سنا نہ خبر اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار
سے پیش نہ آنا کیونکہ جب جاری استدلال کی آگ سے
تمام ملوڑ ہوئی کریں وہیں عالمیں ہوں تو پھر شرف
موجودات سے جو حضرت ذات حق سبحانہ کا نمونہ
بنے اگر جانم کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام
نہیں۔ ص ۱۴

اور سنا نہ خبر اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار
سے پیش نہ آنا کیونکہ جب جاری استدلال کی آگ سے
تمام ملوڑ ہوئی کریں وہیں عالمیں ہوں تو پھر شرف
موجودات سے جو حضرت ذات حق سبحانہ کا نمونہ
بنے اگر جانم کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام
نہیں۔ ص ۱۴

(۱۳/۲۵)

اسی طرح جب اس مطلب کے نفس کا دل کو زحمان
کشش و جذبہ کی مریضیں حدیث کچھ دیکھوں گی
گہری ترس کی پیچیدگی جاتی ہے تو نا اہل و سنی جی
سوی ملوڑ کا تار و اس سے ملوڑ جو نہ گناہ ہے اور
حدیث تقدی ایسی کامان ہو جاتا ہے کہ جس سے نہ سنا ہے
اور کی کچھ ہو جاتا ہے کہ جس سے نہ سنا ہے اور کی کچھ ہو
جاتا ہے جس سے نہ سنا ہے اور کی کچھ ہو جاتا ہے

بہترین چون اسرار جذبہ کشش و
نفس کا طریقہ مطالبہ اور قہر و جبار
حدیث خود کشند و سراسر ادا الحق و
لیس فی جی ہی اشدا لای بریر منہ نہ کہ
کام و اہریت اقیام حدیث

کتبہ اللہ الذی یبصر و یبصرہ اللہ
بہترین و القیہ طش کا اور ولایت

ولسانہ الہی منکوحہ دکائیے
از اس مست - ص ۴

(۵/۴۶)

راز جملہ لوازم اس مقام صدور لائق غریب
و ظہور تاثیر است قدیر و استجاب است دعوت
و دفع عیبات مست کہ لائق سالی لا
عطیت و لان استعاضاتی لایحیہ و
مصرح مست جان معنی - ص ۴

(۶/۴۶)

راز جملہ لوازم اس مقام تکبیر و وبال پرورد
بر کمال این صاحب سال است کہ
من وادی علی تقدیر ذلت بالانحراب
منفید ہمین مضمون مست - ص ۴

اور اس کی زبان ہوتا کہ ہر جس سے وہ بات کرنا
ہے اسی حال کی حکایت ہے - ص ۱۳

اور اس مقام کے لوازم میں ہے عجیب عجیب خفا
کا ماحول ہونا کی قوی تاثیر کا ناظر ہونا اور ملاحظہ کا
مستجاب ہونا اور انہوں کا دور کرنا اور اس میں کی
تھمری حدیث توحیدی میں ہے تر جہر کردہ ہونا قہر سے
کچھ مانگے گا تو میں نہ دے دوں گا کہ وہ مجھ سے مستجاب
کرتے گا تو موزنا سے ہناؤ و لگاؤ - ص ۱۳

اور بخود لوازم اس مقام کے یہ ہے کہ اس صاحب
حال کے دشمن ربانہ فریض پر وبال اور مصیبت کو
ہمٹ ہے - چنانچہ حدیث تقدیر ترجمہ جس نے
میرے دلی سے دشمنی کی تو میں لڑائی کا اعلان
دیتا ہوں - ص ۱۳

جزو گاہیوں کی ایک جماعت کا حال بیان فرماتے ہیں جن کے نفوس قدسیہ میں جانب حق
بلکہ کو نفس کی خواہشات پر غلبہ ہو کر صفت بیہیت کی بڑا کھڑ جاتی ہے اور اصل نفس میں
صفت کسک پیدا ہو جاتی ہے اس میں لوگوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں۔

(۷/۲۱)

وہ پچیس سکوت حد درجہ غلو و ذکر غنا
اور اسی طرح ہر شے و مناظر میں سکوت کرنا اور پچیس
درجہ و اقل غلو و ناقص خود درجہ غلو
میں جھوٹا چھوٹا اور پچیس غلو و ناقص کا قرار کر
لینا اور ان ملک کے حق میں جو کلمات و تبرجی شہر
ہیں اور قدرت و مناظر اور بیانات مخالف کے ساتھ
کھینچنا اور پچیس اور تو جہ تاویں کے حق میں یہ طریق
رکھتے ہیں اور اس میں کب عیا و کھتے ہیں۔
اور اسی طرح اپنے اپنے خاص و اقل پر بند
ذکرنا اور تمام و نقاش کی مطلق پر وہ ذکرنا اور

۱۔ حضرت مولانا شریعہ صاحب دامت برکاتہم کی نسبت جو ان صاحب بریلوی فریب کرتے ہیں کہ غلو
سے انکار کرنا اور اپنے ہاتھ کا باوجود مناظر و ذکر کرنے کے قرار کیا اور وہ بھی چند لوگوں کے ساتھ جن کو بریلی
حضرت نے یہ بھی اتفاقاً دیکھا ہے تو اس مقام سے اس کا ایک جواب یہ بھی لکھا ہے کہ انہی میں سے
پر نام جو۔ یہ ایک خاص حالت کا تقاضا ہے کہ جو شخص اعلیٰ درجہ کا مناظر و عبارات و حق گناہ و معنی اپنی
قوت و نفس کے اعلیٰ درجہ کے مہذب ہوئے اور تمام و لوگوں کی خواہش یا نکل نکل جانے کی وجہ سے مناظر و
سے انکار کرتا ہے۔ یہ وہی اس کے عجز اور بات کے غلط ہونے کی نہیں جب کہ دوسرے لوگوں کو جو کہ وقت
ناخبر سے برصورت اور کھلف و قانع میں مشغول رہیں معنی قوت کی وجہ سے ان کی طرف کشش نہیں کرتے
یہ نہایت اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا مرتبہ ہے۔ یہ نہیں کہ انہی کی طرف بات تو غلط کہیں اور جو اپنے ہی پڑے تو
سکوت اختیار فرما دیں اور اس میں شیعہ اور نفس کی تسلی ساتھ رہے کہ غلو و غلو سے مناظر و ذکر کرنا تمام عالم

اہل زبان میں امتیاز طلب ذکر کرنا اور عوارق و
کلمات اور کشف و قائل آئینہ و استجاب
کے اعتبار میں کوشش ذکر کرنا ان مشائخ کے حق میں
میر قوت تاثیر سے مرصوف ہیں اور کشف و قائل
میں مشہور۔ (ص ۲۵۱۲۴)

اہل زبان ترک میں دعا و عوارق و
کشف و قائل آئینہ و استجاب
اور میر و حق مشائخ کے بقوت تاثیر
مرصوف و کشف و قائل منسوب اندر
(ص ۲۶۱۲۵)

(۸/۲۹)

اور اس کو اپنی دہشت کی پناہ میں لے کر اور اپنی
قریبیت کے سایہ میں لگا کر اپنی ایجاد کی اور قائل
مکرم کا نام قدر بنا دینا ہے۔

داد اور کشف و عوارق و قائل
کفایت قرابت خود اور وہ ہمارے تلمیذ
نکونین و تشریف خود می سازد۔

(ص ۲۳)

(ص ۳۴)

(۹/۵۰)

اور ایسے لوگوں کو شریعت میں شہید اور عوارق میں
کنہام سے بھارتے ہیں اور امور کے طلب کرنے
میں صرف دعا کرنا اور غیب کی طرف متوجہ ہونا
محدثین اور عوارق میں کنہام سے ہے یہ

دین قلم انہما میں و ابشہاد عوارق میں در
شرح مقب میں سازند و عوارق و محدثین
دور میں در طلب امور بعض دعا و توجہ
غیب است و دست بر و قائل میں

بقیہ ماضیہ صفحہ ۹۹

یہ دو اساتذہ فقط ایک ہی یاد دہاں میں شمس غرضیہ سے ہم دست و یمن ہے غواہوں کو مقبل کرنے کی غرض سے اس پر
بس ہے مگر ان کے قریب قائل و تلمیذ ہر طرف حوزہ میں گئے ہاں

نہیں کہ صاحبانِ قرب و فاضل کی مانند اس امر
کے واقع ہونے پر اپنی ہمت لگادیں یا کسی
نفع یا نقصان پر پہنچانے کے خود درپے
ہوں۔ (ص ۳۳)

گماشتہ یا خود مستعد سے اتصال
منفق یا مفرغے گردیدن چنانکہ وہ ہم
راہ نہایت قرب الفاضل است۔
(ص ۳۶)

(۱۲/۵۱)

پس دشمنوں سے جدا لینے اور دوستوں سے جوڑنے
کے موقع پر ان چیزگوں سے بجز دعا کے
اور کچھ نہیں ہو سکتا اور اقطاب و اوتاد میں سے
بعض ماسودہ و فاسد قسم سے ہوتے ہیں۔

پس درمل انتقام اعدا و ماسات اجہ
بزد و اذین کبرا مسمومت زہینہ و جیفے
اہل فسادات از اقطاب و اوتاد از ہر دو
قسم ہی باشند۔

(ص ۳۶)

(۱۱/۵۲)

اور اس مقام کے لوازم سے یہ بہت خواہ اس
مقام والا محدث ہو خواہ شہید کہ جو دماغ و عوارض
کے ظاہر ہو جانے یا اس کے حامل ہونے
کے پسہ اراکے کے پیدا ہونے کے
بعد ملامت جوئی اس کا بول ہونا ضروری ہے
(ص ۳۵۱۳۴)

واللہ اعلم ایں مقام خواہ صاحبِ کن
محدث باشد خواہ شہید اُن سے کہ
وہ ایک بعد از ایک کشف و کتباً بعد از
مدق مزیت حصول کن صادر شدہ
باشد واجب الایجاب است۔
(ص ۳۶)

(۱۳/۵۳)

پھر جو شخص اس ماحول امر کے باطن کو فک

پس کسی کو سامی و باطنی کان ملاحظہ

کوشش کرتے ہوئے ہی بزرگوں کے مقابلہ
میں قائم ہو گا ورنہ شکناہم اور ہمارا ہوا گندہ جو شخص
اس بد مزاج کے سامنے کرنے اور طبع نیسے میں
کوشش کرے گا جزو کامیاب ہو گا اور فتح مند
(ص ۲۵)

شدید و مقابلہ میں بزرگان قائم گردانے
غائب و منتقل خواہ گروہ کسی کی ساری
در تحسین یا امر و عہد شدہ و ترویج ان
خواہ شد البتہ مقلع و منصور خواہ گرویدہ
(ص ۲۶)

(۱۳/۵۴)

سامی کلام اس راستے کے نام اور اس گروہ کے
بزرگان زشتوں کے زموں میں شمار کیے جوتے
ہیں جن کو حادہ کی طرف سے تعبیر ہوا کہ
ہمارے نام ہوتا ہے اور وہ اس کے چارے
میں کوشش کرتے ہیں چنانچہ گلوں کے حالات بزرگان زشتوں
کے احوال کیس کرنا چاہیے۔ (ص ۲۵)

بالجملہ امر اس طریق و اکابر این فریق در مذہب
طوکرہ و برات اللہ کر و تدبیر امور از
جانب دارا علی علم شدہ در احوال
آئینی کو مشنہ و تدبیر پس احوال
این کلام بر احوال طوکرہ مقام قیاس باید
کرد۔ (ص ۲۶)

(۱۷/۵۵)

اگر تمام حکومتات بلاد واسطہ عز و جل کی پیدا
کی ہوئی ہے۔ لیکن اس حکیم مطلق نے ہستی
غالب حکمت کے تقاضے سے بعض
چیزوں کو بعض موجودات کے ساتھ گانٹھ
دیا ہے اور سببات و اسباب
کا سلسلہ پیدا کر دیا ہے

اگر چہ ہر کائنات بعض بھار حضرت خالق
الارض و السموات بلاد واسطہ و آلات
ست لیکن ان حکیم مطلق بقدرتائے
حکمت اپنی خود بعض شیاوراج
بعض موجودات ترتیب مانتہ و مملک
اسباب و سببات ہونے کا واسطہ

جیسے آفتاب کا جسم اور اس کی روشنی اگر چہ دونوں
بہو واسطہ بلا حجاب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے
میں لیکن روشنی اور آفتاب کے جسم میں اس حد
نے ایک خاص ربط پیدا کر دیا ہے کہ اس ربط و
پیوند کی وجہ سے آفتاب کو سبب اور روشنی
کو سبب کہتے ہیں الخ

(ص ۵۲)

اور مرشد کی محبت اس طرح چھا بیٹھے کہ جان و
مال کو اس کی رضا و کرام کے واسطے قرب کر کے
اور ذلیل کی چیز کو اس کی رضا مندی سے فریاد
حریر نہ جانے اس لیے کہ جو نفع پیر سے
پہنچتا ہے اس کا نادمہ قلم دنیا سے ہزار بار
درجہ جتر ہے۔ (ص ۵۵)

اتصال پر محبت باطن لوگوں کو اولیٰ اللہ کی
تہرک طرف سفر کرنے سے کسی تہذیب و تمدن
ہے۔

(ص ۵۶)

جسم شمس و شعاع اور اگر چہ یہ ہر دو چیز
مخلوقات حضرت سبب الالباب بلا
واسطہ و حجاب مستقیم ہیں و میان شعاع
و جسم شمس ارتباطی خاص ایک دوسرے
کو سبب ہیں ارتباط شمس با سبب
شعاع را سبب سے اسناد تو

(ص ۵۶)

(۵۶/۵۶)

و محبت مرشد با بن لور باید کہ مل و بان
نمودار لے رہتا کہ دم دے صرف
نماید و بیچ دنیا را حق و تراز رضا مندی
و سے تمام چکر کا نام و مطلق کہ از مرشد
حاصل سے شود بہر کہ اسباب بہر تراز
تمامی دنیا مست۔ (ص ۵۸ و ۵۹)

(۵۹/۵۹)

انتہہ اگر ہر رباب و ارض مافیہ قطع
مقابلہ سفر ہر قبر اہل اللہ متعین تہذیب
فی کشد۔

(ص ۵۸)

(۱۴/۵۸)

و حضرت قاضی ایک نوع تفصیل برحق
 شخیصین جم ثابت است در آن تفصیل
 بحسب کثرت اعتبار ایشان در اسات
 مقامات ولایت بل سائر مقامات است
 مثل قطیعت و خویشت و ابدا لیت و غیره
 از جمله اسات مرید حضرت و قاضی بنام
 دنیا ہر بلا سطر ایشان است و در سلطنت
 سلطانین و امارت و ارباب ایشان و اولیست
 کو بریا حین عالم حکومت غنی نیست و
 این مطیع الہیہ بقا بکان است کہ گویے
 انتظام انصاف و ملکات و سلطنت و در
 اکل اہلما ایشان صورت نہ بستہ
 با وجودیکہ بعضے کبرای ایشان اعلیٰ اللہ
 در جاتہم فی الملین سامی و افرو درین کا
 مہذول فرودند۔ (ص ۶۶)

(۱۶/۵۹)

چہنیں اکلی افزا لسانی مسند منہدات
 عین ما نگہ بارت الامر می تواند شد۔

اور حضرت مر قاضی رضی اللہ عنہ کے یہی کشمیں پر
 ہوں ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت
 آپ کے نزدیک دروں کا زیادہ ہونا اور مقامات
 ولایت و بطریقہ اور خویشت اور ابدا لیت اور
 انہیں ہمیں باقی خدمات آپ کے تہذیب سے
 سکھ دینا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی طاعت
 سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور
 ہر دور کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم
 حکومت کی میر کرنے والوں پر قاضی نہیں اور اللہ تعالیٰ
 کو عظیم اس امر کے مقابلہ میں ہے کہ عداوت و
 حکومت و بادشاہت کا انتظام آپ کی اکل ملکہ
 میں کہیں نہیں ہوا باوجودیکہ ان میں سے بعض بزرگوں
 نے اعلیٰ اللہ و جاتہم فی الملین اس کام میں بہت
 ساری کوششیں کیں ہیں۔ (ص ۶۲)

+ + +

اس طرح افزا لسانی میں سے کامل لوگ بیکہ کرنے
 لائے سارے فنون کی مادی ملکہ کو مستعد ہو سکتے ہیں

خدا جل و بالا کے ساتھ سارے کفار کے ہلاک
کرنے کی قدرت جز قتل کا غضب سے متعلق
ہے اس کا انسان سے ظاہر ہو جاتی ہے اور
اصل وجہ کے منافع پر پہنچانے کی خدمت پر
فرشتگان رحمت کے متعلق پس اس سے حاصل
ہو جاتی ہے۔ (ص ۹۶)

خدا جل و بالا کے کفر و بدعت و محبت
حد سے کہ بلا کر خدا کے تعلق و اور ازان
بظہور میرسد و اور احوال منافع طیر خود
کہ بلا کر رحمت تعلق و اور ازان متعلق
می شود۔ (ص ۹۹)

(۱۹/۹۰)

اسی طرح ان ارباب عالمیاد و مناسبہ فیع کے
مسا جہان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف
کرنے کے متعلق با فہم و مجاز ہو سکیں اور ان
برگزاران کو پہنچا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف
نسبت کریں مثلاً ان کو نماز ہے کہ کلیات کو پیش سے
فرش تک ہماری سلطنت ہے اور معنی اس کلام
کے یہ ہیں کہ عرض سے فرش تک ہمارے متعلق
کی سلطنت ہے۔

(ص ۱۰۹)

پہنچیں اصحاب این مراتب و ارباب
این مناسبہ فیع اذن تعلق و تصرف
عالم مثال میں باشند و این کبار اولی الایدی
والا بصار و مزید کہ تمام کلیات و امور
خود نسبت نمایند مثلاً ایشان را میرسد کہ
بجز بند او عرض تا فرش سلطنت است
و معنی این کلام آن است کہ از عرض تا فرش
سلطنت بولا ہے است۔

(ص ۱۱۲)

(۲۶/۹۱)

عالم و معنی کے حاصل کرنے میں کسی کا مناسب
نفی کو بہت کہانی نفی کر کے بہت کے ساتھ خود

و انفس در تحصیل نفی تو بہ مناسب نفی کا کہانی
خود کو بہ بہت خود تو بہ شدہ القا

فرایہ۔ (ص ۱۶۹)

ہوگا اٹھ کرے۔ (ص ۱۷۰)

(۱۲۱/۶۲)

و قشش آنکر صاحب این شخص خود را صد
کثر تیکہ در عالم سست گمان می برد۔

اس کا بول بیان ہے کہ صاحب اس شخص کا اپنے
آپ کو اس طرح گمان کرتا ہے کہ جو کثرت جہاں میں ہے
و اس سے صادر ہو رہی ہے۔ (ص ۱۱۹)

(ص ۱۲۱)

(۱۲۲/۶۳)

و ہر عالم در خود میگوید اندک در من سرو
جبال و بہار و اشجار و اجماع و ہر جان و انسان
ہمہ نام نمود۔ جسم خود میاند و درین اطلاق
بر اندک و اندک و سیر بعضی مقالات زمین
در دروازہ از جای دسے بود بطور
غف حاصل می آید و کن کشش مطابق
نہ می باشد۔ (ص ۱۲۱)

اور ہم جہاں کو اپنے آپ میں دیکھتا ہے اندک و
عناصر جلال و بہار و اشجار و اجماع و ہر جان و انسان
کو اپنے جسم کے ہزار خیل کرتا ہے اس کا
میں انسانوں کے مقامات پر اطلاق اندک کے
بعض مقالات کی سیر اس کا بگو سے دلائل و افکار
پر مبنی ہیں بطور کشف حاصل ہوتی ہے لہذا ان کا
وہ کشف مطابق واقع ہوتا ہے۔ (ص ۱۱۹)

(۱۲۳/۶۴)

لطالبا لب را باید کرد با خود و خود را با خود
بخشید و تا حیرت نام الا باین طریق یعنی
حضرت خواجہ محمد علی بن سبزی در حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی فرمایا
خواندہ استجاب بہ صاحب حضرت ایند پاک

طالب کو چاہیے کہ پہلے با خود و خود را با خود
فراز بخندد اس طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت
خواجہ معین الدین سبزی اور حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی فرمایا کہ نام الا فاتر
پڑھ کر بارگاہ حسد و ہندی میں ای بزرگوں

کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز
بجائے اعزاز اور ان کی جیشد کے ساتھ اپنے کام کی
تحقیق ان کے لیے دعا کر کے ذکر و عزتی شریعت
کرے۔ (ص ۱۲۱)

توسط این بزرگان نماید و بر نیاز تمام
قاری بسیار دعا کئے کشود کار خود
کرده ذکر و عزتی مشروح نماید۔
(ص ۱۲۲، ۱۲۳)

(۲۲/۶۵)

اور یقین کرنے والا جس نے اپنے لطیف میں ذکر کو
جاری کیا ہوا ہے پوری محبت کے ساتھ طالب
کے لطیف میں اس ذکر کو الفا کر کے اور دعا واسطی کے
وسیلہ سے عن نفس مکی سے دعا ہے اور قوت
و محبت کے ساتھ توبہ کرے اور توبہ کا الہی اثر ہے
ہے کہ جنبش ظاہر ہو۔ (ص ۱۲۲)

و یقین کنندہ کرد لطیف خود ذکر جاری کند
است۔ بہت تمام الفاہی آن ذکر در
لطیف طالب تھد کند و استدرا و اسطر
دعا و التجا عن از نفس مکی برید و بقوت
بہت توبہ نماید از نای اثر توبہ ظهور
جنبشیت۔ (ص ۱۲۶)

(۲۵/۶۶)

اور یقین کرنے والے کو چاہیے کہ خود سلطان
الذکر کے بطور مذکور طالب پر الفا کرے۔
(ص ۱۲۶)

و یقین را باید کہ خود سلطان الذکر
نمود بطور مذکور العا بر طالب کند
(ص ۱۲۷)

(۲۶/۶۷)

اور یہ غیاتی مروت و مہربانی سے ہے کہ سخت اغیار
کے خلاف اس کا ہمہ وقت تامل و تامل رہتا اور یہ بھی محض ایک
کراست ہے کہ سلطان الذکر کو الہی تمہید و توبہ

و از قبیل غرق مروت بہت کوشش مقدر
شعید تمام جنبش و قابر تمام و کراست
محض است کہ از تمام بدن دور و دیوار

اور جس دعا اور سنگ و خاشاک کا ذکر
ہو گا اسے ذکر کرتا ہے اور جیٹھنڈا کا سی
یہ ذکر کرتا ہے کہ یہ مذکور ہے اور کبھی سلطان
الذکر نے کو ایک نور میں موم ہوتا ہے۔

(ص ۱۱۶)

✽ ✽ ✽

کشف ارواح اور ذکر اور ان کے مقامات
اندر زمین و آسمان اور جنت و دوزخ کی سیر اور ارواح
مفلوکہ پر مطلع ہونے کے یہ دور سے کا
قتل کرتے۔ (ص ۱۱۷)

ایک دفعہ واقعات کے کشف کے لیے اس طریقہ
کے جن کو نے کئی طریقے لکھے ہیں۔ (ص ۱۱۷)

اور شد کو چاہیے کہ تمام خوشی کے ساتھ یہ دیکھ
حقیق کی طرف متوجہ ہو اور اپنے اطراف میں ذکر
کر کے دست بہت کے ساتھ طالب کے کشف
یہ ان کا انداز ہے۔ (ص ۱۱۸)

اور جس دعا اور سنگ و خاشاک کا ذکر
ہو گا اسے ذکر کرتا ہے اور جیٹھنڈا کا سی
یہ ذکر کرتا ہے کہ یہ مذکور ہے اور کبھی سلطان
الذکر نے کو ایک نور میں موم ہوتا ہے۔

(ص ۱۱۷-۱۱۸)

(۲۴/۶۸)

برائے کشف ارواح و مفلوکہ مقامات
آسمان و زمین و آسمان و جنت و
نار و اطلال و ارواح مفلوکہ و غیرہ کشف۔
(ص ۱۱۸)

(۲۵/۶۹)

برائے کشف و قائل ایک دفعہ الہامی و حلقہ
طریق متعدد و خوشہ اند۔ (ص ۱۱۹)

(۲۹/۷۰)

در شد و باید کہ بخوشی تمام متوجہ حق تعالیٰ
گردد و در اطراف خود ذکر کر دہ ہمت در
سمت القائے آن و اطراف طالب
قرارد۔ (ص ۱۲۱)

(۳۰/۴۱)

لیکن دلائل کے مختلف اور معاملات کے ظہور
اور غور کے بموجب کے لیے اس شخص کا ہونا
موصول ہے اور اس لیے اشغال کی ان چیزوں
کے تصریح نہ کرنے کا یہ سبب ہے کہ ان کی
توت تاثیر کے باعث یہ دلائل مرقی اور نفی
الشیئی مدعی ہر مرقی حق میں صرف ان کی توجہ نہ تھا
سے ہے پر وہ کر دیا کرتی تھی۔ (ص ۱۳۰ تا ۱۳۱)

لیکن ہر نئے اشغال اور اثر و نفوذ حاصل
در مروج امور موصول دست حاصل مقرر کیا
اکابر با مثال میں یہ پیش آفت کہ
بسیب توت تاثیر ایشان برستفیدین
نفی و نفی انفی طاری سے شد پس مجرد
تو برایشان منفی مازیں اشغال بود۔

(ص ۱۳۲)

(۳۱/۴۲)

لیکن نفی کے حاصل ہونے کے سوا فردوں کا
اشکاف اور ان کے اولاد کا مروج بہت شکل
معلوم ہوتا ہے خواہ نفی صرف شیخ کی تاثیر
سے حاصل ہو خواہ خود کائنات سے حاصل ہوا
اہم بقیۃ الحق۔

لایمکن حصول نفی خود بجز تاثیر شیخ
باشد خواہ بطریق کتاب پس اشکاف
دلائل مروج امور نفی مستند فی نماید
فاما دلائل بحقیقت الحق۔

(ص ۱۳۲)

(۳۲/۴۳)

اور ان تاثیرات کی ترتیب کا یہ سبب ہے کہ
اس ماز کی دہر ہے تمام حرکات و سکنات
اور حساب و سببات کا مدور اللہ تعالیٰ
پاک ذات کی طرف سے صراح اس کے دل

دسیب ترتیب این آثار از کتب بہت
این ماز اقبہ صمدہ تمام حرکات و سکنات
حاسب و سببات و ذات پاک
حضرت حق متعشش خاطر بود بجز خدا

میں متشدد ہو گا کہ کسی ایک تاثیر سے اس کو
نفقت دے دیگی۔

(ص ۱۳۵)

شکر غفلت از تاثیر و مدبر گرد متضرر
ملا و نخواهد گردید۔

(ص ۱۳۹)

(۳۲/۴۴)

اور اس ولایت کو ولایت ملیا کہتے ہیں اس
لیے کہ یہ راجہ راجی کی ولایت ہے اور راجہ راجی
سے و فرشتے مراد ہیں جو امر کا تدبیر کرنے والے
اور احکام الگیر کے اندر کرتے والے ہیں۔

(ص ۱۳۵)

و این ولایت ولایت ملیا نامزد است
آنکه ولایت راجی است و راجہ راجی
آنکه در مراتب الامر و تنقیان احکام الگیر
اند۔

(ص ۱۳۹)

(۳۲/۴۵)

یعنی اس طرح سے علم ہدایت کا مظاہر ہو گا کہ ان
میں ظنی و اقن نہ ہو سکے اور انبیاء و عظیم السلام میں
یہ بات ہمیشہ حق ہے کہ خواب میں بھی موجود ہوتی
ہے کیونکہ ان کا وجود با جو فرمودہ ہدایت کا
متبع ہوتا ہے اور اگر چنان کو خبر نہ ہو لوگ کو
ان کے منافع پہنچتے ہیں۔

(ص ۱۳۶)

یعنی ظہور علم ہدایت ہو جیسکے خط را
و ان بر سر بارہ نمود و این معنی و را انبیا
عظیم السلام علی الدوام متحقق می بود حتی
کہ در حالت خواب ہم پیدا و پیدا بود
ایشان بنی فیوض ہدایت می باشند
منافع ایشان نشان میرسد گویا ایشان

را آشکارا نمود۔ (ص ۱۳۶)

(۳۵/۴۶)

پس انبیاء و عظیم السلام ہمیشہ اپنے کام میں

پس انبیاء و عظیم السلام دائماً کاروبار

خود لفظ فی مرض ایشان تعلق بہ تعمیلی
ذاتی دائمی دارد. مختلف حکما کہ مدام
در کارنے متغیر قوی یا شند بلکہ بر
وقت رسیدن حکم و فرمان کار سے
بجائے کارند و متغیر و متغیر و مستعد
ی باشد۔ (ص ۱۳۸)

۱۳۶/۶۹

سوم اقرب است و مواضع ثابت کما
الاولیٰ العزم از سائر اہل بہت قریب است
و دباب ہلک کفر و اعداء و مؤمنین
پس دباب ہلک کفار بہت قوی و ناب
العزم از سائر نیز دباب و دباب قوی
بہت مختلف نیز۔ سائر اہل کہ فقط
انہما احوال است میکنند و بنزد جارح
الاجوارح انسانی بر نسبت اولاد قریب
الیہ کہ ہلک کفار و مؤمنین شری نے
با شدہ و مختلف العزم کہ مبارک
می باشد بطور ہلک۔

(ص ۱۳۹)

پہلوی واسطے ان کے فیوض و کمال ذاتی سے
متعلق و مقرب ہونے کے برعکس کہ وہ ہمیشہ ایک
کام میں متعلق نہیں رہتے بلکہ کم اور زیاد
کے وقت کام بجائے ہیں پھر یکا و سادہ
متغیر و متعدد ہتے ہیں۔

(ص ۱۳۶)

کلمات اول العزم کا منشا ہونے کے لحاظ سے
مواظب کہ ان قوی کی سیر کا تیسرا درجہ ہے کفار کے
ہلک کرنے اور مؤمنوں کی اصلاح کے بارہ
میں قوی بہت کو سائر اہل و سول کے امتیاز
جو ممکن ہے پس کفار کے ہلک کرنے میں سول
میں سے اول العزم کی قوی بہت کو سائر اہل و سول
ہے۔ سولہ فقط اہل کمال ظاہر کرتے
پہلوی کفار کے ہلک کرنے میں اشد قہار
کے قہر اولاد کے لیے اسلئے انسانی
کے جا بجا نہیں ہوتے اور اول العزم ہلک کر
ما بعد حضو کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

(ص ۱۳۸، ۱۳۹)

و شاید این جبار بر سر قدرت متعلق میگردد
اولی آنکه ملک انسان یعنی بدن فی الحقیقت
در واسطت برابر بودند. و در کم اصل
حاکم بود و انسان تابع. رسوم بر کس پس
بود یعنی انسان اصل و ملک تابع و این
صورت نشان شایسته است. مظهر که نفس
جناب خاتم الانبیاء است صلی الله
تعالی علیه و سلم و ظهوری که نبی روز

پدر شده - (ص ۱۳۹)

و صما بر حجاب بر رضی الله تعالی عنهم
اجمعین نصیب و انوار ازین حقیقت بر مظهر
میت خاتم المرسلین ماسل شده -

(ص ۱۳۹)

و از در رسوم است توید و با یک صفا
و متعین و انعام و کلام مطیبا و انسان
اور انوار ابد بخشید - (ص ۱۴۰)

اور انوار کے خاتم انعام ہونے کی میں صریح ہو
نکتنی یک اول و دوم فرشتے اور الہام رسول و است
میں برابر ہیں و رسوم یہ مکر فرشتے مستقل ہوں اور
کامل تابع. رسوم اس کے برعکس یعنی رسول مستقل
ہوں اور فرشتے تابع اور تیر مری صورت
ایک و از در ہے جو جناب خاتم الانبیاء صلی الله
تعالی علیہ وسلم کے ساتھ نفس ہے اور اس
لا ظهور پیدا کر چاہیئے بد کے دی ہوا -

(ص ۱۳۸)

اور صما بر میں سے صما بر میں بدر کو رضوان الله
تعالی علیہم حضرت خاتم المرسلین صلی الله علیہ
وسلم کی میت کے فیض اس خاصیت
سے بڑا حقیقت - (ص ۱۳۸)

اور رسوم سے در ہے انواروں اور کشتی کے ہاک
کونے اور مطیعی و نفوس کے انعام و اکرام کے
باروں سے تو ہی بہت بخشید گے - (ص ۱۳۸)

(۲۰/۸۱)

واین دعا را با محرم یا بدانت ہر اسے
را از اسمائے الہی کہ مراقبہ خواہد کرد نصیبی
از ان خواہد یافت ہر کہ رزاقیت خدا
مراقبہ کند و این مراقبہ را بکمال رساند
شائے خداوندانیت در دوسے جلوہ گر
خواہد شد۔ (ص ۱۳۹)

(۲۱/۸۲)

طایبان تا فہم چون بمقام معرفت ذات
میرسد و سلوک متعارف را با مقام
میرساند می رسد تا تکمیل ما نیز ہم یار ہم
مقام اولیائے عظام مثل حضرت
نوح الانعم و حضرت نوحا بر جررگ
تائب رسول اللہ حضرت خواجہ معین
الدین بہشتی و حضرت قطب الانقطاب
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکہ پرمشائے شریعت و طریقت
حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
حضرت اماکانی قمر زمان حضرت

ہو اس دعا کو ہم فہم پر جاننا چاہیے کہ اسمائے
الہی میں سے جس اسم کا مراقبہ کرے گا اسی سے
کچھ پالیوے گا جو شخص رزاقیت کا مراقبہ کرے گا
اس مراقبہ کو کمال تک پہنچائے گا رزاقیت
کی کچھ شان اس میں جلوہ گر ہو جائے گی۔

(ص ۱۳۸)

بے کھطاب جب معرفت ذات کے
مقام پر پہنچے ہیں اور سلوک متعارف کو ختم کر
لیے ہیں تو جانتے ہیں کہ ہم بھی حضرت نوح
الانعم اور حضرت نوحا بر بزرگ تائب رسول
اللہ حضرت خواجہ معین الدین بہشتی اور
حضرت قطب الدین بختیار کاکہ
اور پرمشائے شریعت و طریقت
حضرت خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند اور حضرت امام
ربانی قیوم زمان حضرت
شیخ احمد

مجد الف ثانی و غیر ہم
 قدس شد تعالیٰ اسرار ہم شیدم و این
 مقام ہو گئے اور یہ مرتبہ غلطی اور نہایت
 بڑا عقیدہ ہے اس لیے کہ الی خدا و بطلان
 ہی اس مقام تک تو پہنچ ہی سکتے ہیں اور جب
 اس مقام میں ملکہ صالحی ہی ہو سکتی ہے تو کوئی طرح
 سے اس مرتبہ کو خدا تعالیٰ کی قبولیت کی بارگاہ
 کے نزدیک اس کی عنایت کے ملکوں کے بل بوتہ
 کے کمان کا منتہی سمجھ سکتے ہیں اور ترجمہ شعر
 قریب ہے کہ تو دیکھ لگا جب کہ نوبہ کھل جائے گا
 کہ تری دان کے تہ گھوٹا ہے یا گھٹا (ص ۱۱۲)

ہاں شریعت کے پابند طالب کے حق میں یہ
 ایک بڑی چیز ہے کہ وہ اصل ترقی اور کمال کا کار
 اسی مقام سے ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ابجد
 خوانی کے بابا ہے اور جو مرتبہ ابتداء سے
 یہاں تک نہ کہے گئے ہیں غلوپ و مقصود کلا میں
 نہیں گئے ہو سکتے۔

(ص ۱۱۲، ۱۱۳)

شیخ احمد مجد الف ثانی و غیر ہم
 قدس شد تعالیٰ اسرار ہم شیدم و این
 مقام اور است مرتبہ و مقید نہایت
 نہایت تبصرہ فرما کر دین مقام ممکن کہ
 الی خدا و بطلان ہم سند و چنانچہ
 مقام صالحی انہی ہم باشند کہ یہ مرتبہ
 راستہ ہائے کل سامعین بارگاہ قبولیت
 از روی دستاویزین ہماک بیدت سرور
 توان نمید۔ شعر

دوش تہائی انکشاف الابد
 افز تہمتہ جگہ ام حمد

(۱۱۲/۱۱۳)

کہی چیزے عظیم و امرے خیم مست
 حق طالب عشرت کہ فی الحقیقت
 ابتدا ہی ترقی و کمال این مقام مست و
 این مرتبہ بمنزلہ ابجد خوانی مست و
 مراتب کا ابتدا کے ذکر تا این جا
 شد و کہ ایک غلوپ و مقصود مست
 معدوم فی توان شد۔ (ص ۱۱۲)

(۴۲/۴۱)

پس ملا بکر بن ماسعین بارگاہِ قبولیت
 از دی و سوائے سلوک متعارف
 ترقیات و مقاماتے مستکبر لیب
 ان ترقیات و مقامات از غرہ مقبول
 حق گوید بکر لیب ستیلا ایشان
 و این مقامات استیلا از سر مقبول
 حاصل نمود و انهم پس پان ترقیات مابین
 ثانی مصلحتی بنکیم

(ص ۱۴۲، ۱۴۳)

پس خواستہ تعلق کی قبولیت کی بارگاہ کے
 بزرگوں کے بے متعارف سلوک کے سوا اور
 ترقیات اور مقام چمک بھک اور سے مقبولان
 حق کے زمرہ سے ہو گئے ہیں بکر ان ہی مقامات
 میں ان کے حلا ہونے کے باعث باقی
 مقبولوں سے انہوں نے امتیاز حاصل کیا
 ہے پس انہیں ترقیوں کو ہم سلوک ثانی کہتے
 ہیں۔

(ص ۱۴۲)

ملکہ باخیز کو شاید یہ خیال کر سکے کہ میں غیر ہے جو کہیں کہہ دیتے سر کمال لیب عرض ہے کہ اس کی وجہ یہ
 ہے کہ جب حضرت شہید دوم ان تمام کمالات کو کمال ہی نہیں گئے بکر بیان سے بے بعد شہود
 ہوتا ہے۔ اور کمال ان کا چھو اب نظر آئے گا اور شخص اس مرتبہ پہنچے گا کہ ان کمالات کی بارگاہ
 کا خیال کرے تو یہ اس کا خیال چلو اور ملت خلی ہے۔ تو کمر لیا چاہیے کہ ان کمالات کے
 لیے کس کس کمال کے حامل ہوں گے ادا ان کے لیے کیسے کیسے مراتب مالیہ اور تعمرات تو یہ کمالات
 مالیہ اور خورق عادات ثابت کرتے ہیں گے اور ان حضرات کے ساتھ حضرت شہید دوم کو کیسی
 عقیدت ہوگی۔ چہرے شخص کو عبرت کمالات خرق عادات تعریف عقیدت افتادہ نبوی و برکات و
 عزت و ہمت و اہانت و ماوراء و غیرہ کا منکر قرار دے کہ وہ ان نبوی خیال و مشق ترقیات کا مستند نظم

(۱۲۲/۸۵)

والفایکہ و ذلک ان صوفیہ برائے این
حقائق مقصود منتہائے اس قلب
ارشاد است کہ واسطہ انانیت است
اللی بعدہ ہر حقایق بود بواسطہ اش
باشد۔ (ص ۱۲۲)

(۱۲۵/۸۶)

خلیفۃ اللہ ان کی سمت کہ برائے
افرام جمیع ممالک مقرر کردہ است
نائب سازد ہر کہ این چنین باشد
پس وہ خلیفۃ اللہ نیست اگر پریشان
کار کیا نہ دست خلیفۃ اللہ انجام دیند
نہ دست دیگرے سرانجام میکنند
فاما ان دیگرے خلیفہ نے باشد

اور صوفیہ کہ زبان سے جوائے بیان حقائق
کے واسطہ مقصود ہیں ان کا منتہی قلب بلکہ
ہے بر صحت الہی کے افاضہ کا واسطہ ہوتا
ہے جو کہ پہنچتا ہے اسی کے ذریعہ سے پہنچتا
ہے۔ (ص ۱۲۲)

خلیفۃ اللہ ہے جس کو تمام ممالک کے فضل
کے واسطہ نائب کی مانند مقرر کریں اور اس
نہ چوں وہ خلیفۃ اللہ نہیں۔ اگر کسی و کام
کہ خلیفۃ اللہ کے ہاتھ سے انجام
پانا ہے دوسرے کے ہاتھ سے
کا لیتے ہیں لیکن وہ دوسرا خلیفہ
نہیں ہوتا بلکہ وہ

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۱۸۵)

ہے معلوم خواہیں ہر گز کہ اس کی جانتے ہیں ہم نے خواہیں کی طرف فقط قصد و زبان کرنے کے یہ مبالغہ کی جاتی
نہیں کہ کوئی صاحب قلم غلط کہے کہ میں ہاں بعض مبالغہات مروج بعض مرتب بعض میں قصد سے منع صرف کرنے کا قصد
ہے کہ بیکار انشاء اللہ قلے کوئی عبادت نہیں ہوتا مگر

فصل چہارم شک صاحب خدمت ہوتا ہے

(ص ۱۵۲)

اُسے صاحب خدمت یا ریب

ہے۔ (ص ۱۵۲)

(۲۶/۸۷)

دیو گرا کر حق و علیب حبیب

نور مونسے کی حیرت از غیب انیب

لطیف ہوئے کھراؤ کہ موجب حفظ

اُن لایب گرد و این لطیف روجہ

سے الوجود منسوب بآن عز و شہ گو کہ

اُن عز و اصابت میں منالراطلا سے

عاشق باشد جگہ سے اس لطیف روجہ کہ

منسوب بآن عز و باشد بعض بر لایب

و جہت بآن عز و از پر غیب ہو یا شدہ

(ص ۱۵۸)

(۲۶/۸۸)

چنانکہ مقول است کہ حضرت دلاصف

طیر السلام چنان بلایند و خلوت ترنا

شد و اُن عاشق تر حال ملاج حصول

و من گروہ صورت حضرت یعقوب

طیر السلام انگشت خود را بدین گزرت

اور دوسرا جو کہ ہے کہ حق علی و طلا سے

سب سے کس بزرگ پر بڑی حمایت رکھتا

ہے غیب انیب سے ایک لطیف ظاہر فرما

ہے جو اس طالب کی حفاظت کا سبب ہوتا

ہے اور اس لطیف روجہ میں الوجود اس بزرگ کی

طرف منسوب ہوتا ہے اگرچہ اس میں بزرگ اس

بصا پر مطلق اطلاع نہ ہو بلکہ اس لطیف کا اس طر

پر ظاہر ہوتا کہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہو بعض

اس بزرگ کی زیارت و جہت کیسے ہے پرت

غیب سے ظاہر ہو چکا ہے۔ (ص ۱۵۸)

جیسے مقول ہے کہ حضرت دلاصف طیر السلام

جب زلیخا کے ساتھ خلوت میں تنہا ہوئے

اور اس عاشق تہلہ حال نے حصول وصل میں طبع

کیا تو اسی وقت حضرت یعقوب طیر السلام

کی صورت و امتوں میں انگلی دینے لگے

حضرت یوسفؑ کے ساتھ نظر ہر چوٹی کو اس
معاشرہ کے درجہ پر ہم ہو جانے کا سبب
ہو گئی حالانکہ حضرت یعقوبؑ عیال کو
یوسفؑ عیال کے مال سے مطلق تبرہ دے
چکے تھے مگر عیال کو نہ دیکھ کر (نہی)
حضرت یعقوبؑ عیال کو کی صورت میں ظاہر
ہو کر اس معاشرہ کو توڑ پھاڑ دیا۔

(ص ۱۵۹)

خطا اگر برا کر محنت کیا تو اسے عیال میں ایک
قسم کی جاہلیت حاصل ہوتی ہے۔

(ص ۱۶۸)

اگرچہ اس حد تک ان کو عرض جاہلیت کا قریب
حاصل ہو گیا۔ ہے کہ نظر نمایاں تہذیبی اور اخلاقیات
و معانی کے سبب ان کے دماغ جب اللہ جاہلیت
کو زبان کا قیودا ہمیں قبول ہو گیا ہے۔

(ص ۱۶۹)

پیش لکھی ہوئی عیال کو ہم
گرد و با مشہور ہم شدن کان معاشرہ
خدا حالانکہ حضرت یعقوبؑ عیال کو
اعمال بر مال یوسفؑ عیال کو نہیں دیکھتے
بلکہ حضرت یوسفؑ عیال کو ہم
حضرت یعقوبؑ عیال کو ہم ظاہر شد
ان معاشرہ پر ہم زندہ۔

(ص ۱۶۸)

(۳۸/۸۹)

خطا اگر برا کر محنت کرن است لودا
دعا ہستہ و خطا علی ہم میرسد۔

(ص ۱۶۸)

(۳۹/۹۰)

اگر پورا پورا عرض جاہلیت ہم میرسد
است ہمیکہ نظر نمایاں تہذیبی و
کفایت تہذیبی دعا ہستہ لودا جب
اللہ جاہلیت و قیودا خطا جب القبول
گردو۔

(ص ۱۶۳)

۹ ۴ ۹

(۵۰/۹۱)

دقوسے رنگ و درخشاں مہابت و استحلال
مشکلات و طلب مہجرات و استرداد
کرواں است و سبب و شفا مہابت بنایا تمام
ملاقر مجودیت و اعلا راجعت از شفا
پندگی مست و بنابر رحمت بر اہل اضطراب
ذوی المہابت چنانکہ و سرگرم بنایا
(ص ۱۴۳)

(۵۱/۹۲)

دقوی و مگر ہم مشرب فریق ثانی بنایا
کرد و دل ایشان اقتضائے طلب بنایا
و استحلال مشکلات و شفا مست
ذوی المہابت ملائفہ بیشتر لیکن
بسیب کمال تادیب و حمایت اعتماد
بر کفالت حضرت حق یا چہر کمال اعتناء
اعاظم ازلی بسراستیا و بواجب نو
بسان عالی آفتاب و زبان تنال را در
اکثر احوال نفی کرد کہ کسی سوالی
بحالی بیان خالق امثال این میان

اند و سری قوم مرض مہابت و در حافی حل مشکلات
و در طلب مہجرات و در ماسد دفع مہجرات
و در شفا مہابت بنایا کہ سر میں بنابر استقامت ملاقر
مجودیت و اعلا راجعت کے بنایا
ہونے کا شمار ہے اور اہل اضطراب اور
اہل مہابت پر رحمت اور شفقت کرنے کے
لیے جہت چنانکہ و سرگرم ہونے کا شمار ہے

اور میری قوم بھی فریق ثانی کی ہم مشرب ہوتی
کہ ان کے دل میں طلب مہجرات و استحلال
مشکلات و شفا مست ذوی المہابت کی خواہش
پیدا ہوتی ہے لیکن بسیب کمال تادیب کے
اور کفالت حق سبحانہ تعالیٰ پر اعتماد کے باوجود
کمال اس اعتماد کے کہ ظلم ازلی تمام اشیاء
کے اسرار اور باطن کو محیط ہے زبان عالی پر کفالت
کہ کہ اکثر اوقات زبان تنال کو لایم میں نکالتے ہیں
میرے قول سے مجھ کو یہ کافی ہے کہ وہ میرے
سوال سے آگاہ ہے۔ اس قسم کے فریقوں کی

سنت - (ص ۱۴۳-۱۴۴)

(۵۲/۹۳)

دقیق بقدرہ البتہ زمانی ایشان تسبیح
مغزیاید و سوانح تعلیم ایشان را انجام
سے زیادہ باین دیوید کہ متضانی علی ایشان
نمودہ بود بقدر تقرب برہندی کہ سے کرد
و ایشان را بکرماء و خطائی معانی قرب
را مطیع می سازد و کہ اجمالی این امر معنی
برائے ایشان است و متضانی ایشان در تفسیر متضانی
تعلیمی ایشان متفق گردید و این امر باعث
مزید اعتبار و صورت کمال اعتبار ایشان
می گردد و ایشان را واجب است بر دفع
بیب این معاطہ و امثال آن کہ خود

سے آید - (ص ۱۴۲)

(۵۲/۹۳)

اگر تفصیل یک فرق از این فرق شود بر
فرقی بین انویتی من مع الوجہ غلط معنی
معطانی مریح است و
بر سہ و انکس و بی و محبت

بیان ہے - (ص ۱۴۲)

دقیق بقدرہ البتہ ان کی زمانی حاصل قبول فرماتا
ہے اور ان کی دلی حمایت و دفاع کرنا ہے باین
طریق کہ ان کے متضانی دل کو خود بخود بلا
تقرب ظاہر کرتا ہے اور ان کو بلا تمام
بزرگان معنی قرب کو اس امر پر مطلع فرماتا ہے
کہ اس امر کا اجماع معنی ان کی رضا مندی اور ان کی
دلی خواہش کے پورا کرنے کے لیے ہوا ہے
اور یہ امر ان کے زیادت متعارف اور کمال اعتماد
کا باعث ہوتا ہے اور اس معاطہ کے سبب
سے اپنے لغز و امثال میں ان کو بہت
بڑی دما بہت حاصل ہوتی ہے -

(ص ۱۴۲-۱۴۳)

اگر چاہند تو ان فرقوں میں سے ایک گروہ کو دوسرے
گروہوں پر من مع الوجہ فضیلت دینا غلط
معنی و غلط امر ہے (ترجمہ ص ۱۴۲)
ہر چہ کہ ایک دیوید کہنے ہے

لیکن کارا علی میں یہاں اعتبار اور جاہت پر
 نظر کے عیسوی قوم کو دوسری بارسی فضیلت
 حاصل ہے جو اہل طاعت میں سے کسی پر غلبہ
 نہیں ہے۔ اسی طرح بدین لانا کہ قوم ثانی کے
 لیے علاقہ مجوریت کے مقتضیات ظاہر ہیں۔
 ان کی من و سفارش سے ہم لوگوں کو فوہن عیسوی
 پہنچنے میں دباؤ و تعلقت کے درمیان ان کو
 وسیلہ بنائے کہ مقام حاصل ہے قوم ثانی کو
 اعلیٰ فضیلت حاصل ہے جو کسی عاقل پر پوشیدہ
 نہیں و اعلم عند اللہ۔

(ص ۱۷۵)

لیکن قوم ثالث را بنظر نزدیک اعتبار
 و علاقہ در کارا علی بر قوم ثانی فضیلتی کہ
 بہت بر پہلی از اہل طاعت پوشیدہ
 نیست و ہم چنین قوم ثانی را بنظر غور
 مقتضیات علاقہ مجوریت و حصول
 مقام رسالت فیما بین ارب و علاقہ
 در اصل فریضہ عیسویہ بچند ناس بسبب
 من ایشان در شفاعات بر قوم اول
 فضیلتی کہ بہت بر پہلی از عقاب پوشیدہ
 نیست و اعلم عند اللہ۔

(ص ۱۷۴)

(۵۲/۹۵)

اگرچہ مملکت اندلس قانون پر جاری ہے کہ
 کتاب و سنت کے مضامین کتب عربیہ اور
 خون ادیب کی تحصیل کرنے کے بعد حاصل ہوتے
 ہیں لیکن بعض نفوس کا ذکر کو بطریق خرق مملکت
 پر پہلے پہل ان مضامین لطیفہ پر اطلاع پہنچتے ہیں
 اور اس کو اصطلاح قوم میں علم لونی کہتے ہیں۔

(ص ۱۷۷)

اگرچہ مملکت اندلس برچین قانون جاری
 شدہ است کہ مضامین کتابہ سنت
 بعد تحصیل کتب عربیہ و فنون ادیبہ
 سکاید۔ اما بعض نفوس کا ذکر کو بطریق
 خرق مملکت اولاً برہان مضامین لطیفہ
 اطلاع میں بخشند و ان کو اصطلاح
 قوم علم لونی می خوانند۔ (ص ۱۷۷)

(۵۵/۹۶)

انہیں تادم برز نقشبہ پر پور پائش
 آن الیہب برکت معیت و من
 تو بہات کن جناب ہدایت مآب
 روح مقدس جناب نورش نقیص
 و جناب حضرت خواجہ باطا الدین رحمہ
 نقشبند نور ہر حال حضرت یشان گوید
 تا قرب یک ماہ فی الجملة تاز سے دو
 مائیں رو میں مقدسین و حق حضرت
 ایشان آمدہ زیر اکرم ہوا حدایں ہر دو
 امام تقاضائی ہندب حضرت ایشان
 بقادر لیسوی خود می فرمود۔ (ص ۱۷۷)

(۵۶/۹۷)

تائیں کہ تاج و قرون مسالمت
 بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس
 بر حضرت ایشان بلوہ گمشدہ و تا
 بر نفس نفیس حضرت ایشان بلوہ قوی
 تاثیر زدہ آرد می فرمادہ تاج و کور
 ہاں یک پاس حصول نسبت حضرت

نہیں نسبت تادم بر لایان تو اس طرح ہے کہ
 حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز
 کی نسبت کی برکت اور انجناب ہدایت مآب
 کی توجہات کے میں سے جناب حضرت نورش
 اشقیں اور جناب خواجہ باطا الدین نقشبند کی
 مقدس آپ کے متوجہ حال ہوتی اندر بنا عرصہ
 ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس
 کے مابین فی الجملة تازہ رہا کیونکہ ہر ایک اسی
 دونوں مال مقام اماموں سے اس امر کا تقاضا
 کرتا تھا کہ آپ کو بتنامہ اپنی طرف ہندب
 کرے۔ (ص ۱۷۷)

ہاں کہ تاج و قرون مسالمت
 کے واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو روح
 مقدس آپ پر بلوہ گمشدہ قریب ایک پہر
 کے عرصہ تک دونوں امام آپ کے نفس
 نفیس پر تو بر قوی اور پُر زور اثر ڈالتے رہے ہیں
 اس ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو

ایشان کرید۔ (ص ۱۴۴)

(۵۶/۹۸)

والنبت چشتیہ پس بیان میں لکھا
حضرت یحییٰ لوطی مرتد نور حضرت
خواجہ خواجگان قطب الاعراب نقیہ
کا کہ قدس سرہ العزیز تشریف فرما شد
دیر تدریک ایشانی مرقب نشین
دین اثنا عشر مرتد نور ایشانی
متحقق شد و آنجناب بر حضرت یحییٰ
تو ہے پس قتی فرمودند کہ حبیب آن
تو ہر ابتداء فی حصول نبت چشتیہ
متحقق شد الا (ص ۱۴۴)

(۵۶/۹۹)

کہ مقصود ازین کلام تفضیل سالک راہ
تجربہ است بر مرقب ولایت بکر
مقصود ازین کلام این است کہ قدس
سالک راہ نبوت نور سے قدس
عادت مشہور کہ حبیب اس نور کا
نبت ہر صاحب نبت گو کہ اسی

نصیب ہوئی۔ (ص ۱۴۴)

لیکن نبت چشتیہ پس بیان میں لکھا کہ ایک
دن آپ حضرت خواجہ خواجگان قطب
الاعراب نقیہ کا کہ قدس سرہ العزیز کے مرتد
معدوم طرز تشریف لے گئے اور ان کے
مرتد بکر پر مرقب ہو کر بیٹھ گئے اس اثنا میں
انکے نص پر فتوح سے ملاقات حاصل ہوئی
اور آنجناب ہی حضرت قطب الاعراب نے
آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے
ببب سے ابتدا حصول نبت چشتیہ کا
مقام ہو گیا الا (ص ۱۴۴-۱۴۵)

کہیں یہ درجہ لینا کہ کلام سے المرطوب
ولایت پر سالک راہ نبوت کو غیبت دینا
مقصود ہے بلکہ اس کلام سے مقصود یہ ہے کہ
سالک راہ نبوت کے نفس میں ایک نور قدس
پیدا ہو جائے کہ اس نور کے ببب سے
ہر صاحب نبت کی نبت کو اگرچہ اس کے لئے

انفل باشد چنانکہ

(ص ۱۱۱)

۵۹/۱۰۰

و اما در مباحث حضرت خدیو داریت
کفایت کیست و بجانب کونک چه میاید
میکنه شکر دستام میست که انفرز آب
حق بود و عیال از جانب کونک مقام
یا انبیا کرام یا اولیائے حق و محرم
اوست سرانجام چیز می خورد انو

(ص ۱۲۵)

(۱۲۰/۲۰)

و انچه تغییر چنانکه است کفایت
از تقدمات تغییر شمرده و محصور انفل
این است داشته قائل با انقطاع
آن مثل انقطاع نبوت شده است
و اسلام علی بن ابی طالب و احمد شریف
و آخراً و عاقلان و افغان و ملل مثل غیر
نقطه محمد و اکبر محمد و سلم

(ص ۱۲۸)

انفل بود که کرکتا ہے۔

(ص ۱۲۸)

و اگر چه انفل که در مباحث حضرت خدیو داریت
کفایت کیست و بجانب کونک چه میاید
میکنه شکر دستام میست که انفرز آب
حق بود و عیال از جانب کونک مقام
یا انبیا کرام یا اولیائے حق و محرم
اوست سرانجام چیز می خورد انو

(ص ۱۳۲)

۹ ۹ ۹

و انچه تغییر چنانکه است کفایت
از تقدمات تغییر شمرده و محصور انفل
این است داشته قائل با انقطاع
آن مثل انقطاع نبوت شده است
و اسلام علی بن ابی طالب و احمد شریف
و آخراً و عاقلان و افغان و ملل مثل غیر
نقطه محمد و اکبر محمد و سلم
اصحاب پراکنده اسلام (ص ۱۲۸)

حضرات یہ ایک سو ایک عبادات صرف دو چھوٹے چھوٹے سناختے تھے
 اہمیت اللہ عزوجل مستقیم کر دی۔ جن کے ترجمے بھی میں چھ گئے ہیں اور یہ عبادتیں اس
 اور ان کے تراجم مطبوعہ سے منقول ہیں۔ ایک دو لفظ کا تغیر تراجم مطبوعہ سے نہیں کیا
 ہے ورنہ بخیر نہیں کہ جابر علیہ السلام سے منع کرنے کے یہ مسائل عبادت نامہ سی
 بھی نقل کر دی ہے۔

اکثر جگہ ایسا بھی ہوا ہے کہ جو عبادت مسلم ہے اس کے خلاف کئے گئے
 ہیں اور اس کا وجہ یہ ہے کہ اس کا ایک جو متناہی طور پر کے ثابت کرنے میں مستحق
 یا مستقل ہے فقط تعداد کا زیادہ کرنا مقصود نہیں۔

قاضی علیہ السلام طرح خیانت نہیں کہ چند جگہ کے مقتول سے مفید ہی ایک مسلم
 عبادت بتلا رہے مضمون کفری کفر کو ایک ناکارہ لگا دیا کفر کو ہی اور اس کا حلال تک نہ کر
 عبادت چند جگہ کی تو مشید ہے۔

اب غوامی اور ان کے معتقدین کا یہاں غلامی دیکھنا ہے کہ ان عبادات کا کیا جواب
 بعد کس طرح دیتے ہیں۔

یہ عبادتیں ہیں کہ غوامی اور کفر مایہ میں بدعت نشان کو مزید پڑھا ہو گا اس
 فرض سے کہ کوئی لکھا حرام شہید حرم پر چڑھیں۔ مگر مہر مہر خیانت اور بدعتا غلام
 چاہے اہل معلوم ہو جائے گی۔ اب تا علیہ ہاں عرض کو تو ترجمے سے نہیں مقرر
 تعالیٰ ہر المستعان۔

آج عبادت مذکورہ میں حضرت قاضی محمد نے اہل مذکورہ کو یہاں لایا ہے۔
 جن کے نمبر بھی حاشیہ میں بغرض سہولت کے دیئے ہیں باقی تفصیل دیکھو عبادت کے

معاذ اللہ تاثر میں خود ہی طعنے فرمائیں گے ہیں تو یہاں اہل بدعت کی طینت اٹھانے کی
 یہاں غلطی وغیرہ وغیرہ تاثر میں کو دیکھنی ہے۔ اور یہ بتانا ہے کہ تقویٰ الایمان کی بات
 کا مطلب کیا ہے اور یہ بھی وہاں کو تقویت دینا کہ کرتے تھے تا قیام کی یہ بات
 ایسی ہی ہوگی۔ انا خدا میں بدعتی۔

حقائق تو ان میٹھوں کے پٹے ہی سے عراب تھے گوارسانی تہذیب اور اخلاق
 ایمان بھی ان کا تقویٰ الایمان کے ساتھ درہم۔ جو معنوں کو سے زیادہ مہاتوں ہو جو
 جو اس کا چھپانے والا تھا انکار کرنے والا اگر کافر حق پوش نہ ہو تو وہ کون کا ہو گا۔
 جو ایمان کی بات کو کفر کی بات اور خلافت اور گمراہی نجدیت اور دہائیت کے تو اس
 نے کیا کاروں کا سامن دیکھا اور اللہ علیہ السلام میں۔ جس کو کج خود ہی کفر کیس کی وہی
 ایمان تھا

تنگ درد گوارسانی ایمان شان

- ۱۔ اہل ایمان السلام کے لیے جو کمالات ثابت ہیں وہی کمالات اولیائے کرام میں بھی
 حسب استعداد و تقابلیت اظہار اور مکمل کی طرح پر رزق ہوتے ہیں وہاں بالاحصائے
 ہوتے ہیں تو یہاں بالیقین وہاں علی درجہ پر ہوتے ہیں تو یہاں درجہ نبوت سے کم۔
- ۲۔ اہل ایمان علیہم السلام و اولیائے کرام کو جمیع اقوال و افعال سے ایک خاص امتیاز ہے جس کی
 بنا پر ان کی کو خاتم الاولیاء ہو۔ ان کی فی علیہ السلام کے رتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور کوئی

سنة ۱۴۰۰ھ ہول مبارکات لیلۃ ۱۴۰۰ھ ۱۴۰۰ھ

میت قد برقہ الیہد فی شہر ۱۴۰۰ھ

۱۲۔ وہ خلق کے رہنما اور ہادی۔

۱۵۔ وہ جلاوتی قلعہ اور اس کے دریاں و قلعہ کے واسطے فیض دہانی نہیں بزرگواروں

کے ذریعہ واسطہ اور سیر سے بندوں پر تلبے۔

۱۶۔ ان کی محبت کیانی حصول سعادت جلاوتی۔ غایت حیات تجویز زندگانی اس سے آتش

تجربہ و تفریح حاصل، کائنات بشریت زانی، مہر صبر کے زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت

سے جوڑ دیا ہے وہ وہاں اور مصل میں نہیں کہ ان میں حاصل ہے

یک زان جھٹے یا اولیاء

بہتر از مدرائے طاعت ہے بیا

۱۷۔ خزانہ عبادت کا بغیر حق معجز و کرامت اس سے صدور معروف و مشہور بلکہ تاسد قوت و اثران کا

ملک و مہر و زنجیر ہے ایقان حاصل کا فر۔

(تقریباً ۱۲۸)

جلد ۵۸ مطبوعہ عبادت فیروز ۱۱۹۱ م ۱۲۸۱

جلد ۵۸ مطبوعہ عبادت فیروز ۱۱۹۱ م ۱۲۸۱

(تقریباً ۱۲۹)

جلد ۵۸ مطبوعہ عبادت فیروز ۱۱۹۱ م ۱۲۸۱

جلد ۵۸ مطبوعہ عبادت فیروز ۱۱۹۱ م ۱۲۸۱

جلد ۵۸ مطبوعہ عبادت فیروز ۱۱۹۱ م ۱۲۸۱

یہ بالو جمال بن صدق مضافین کی فرست ہے جو ایک سو ایک عبادت مذکور میں
 حاضر یا اسی کے قریب قریب مذکور ہیں اور جس تعداد مضافین میں شہید رحیم کی مراد ہوگی
 وہاں تک رسائی یہ تو خیال بھی محال ہے۔

آج بدست طعون تو کمال ہے آج تجھے طاعون ہو کر ہے گویا ایضاً میں مبتلا ہو
 گی وہ تیرے فرزند جن کو تو نے سنت سید الابرار علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت
 کے تباہ پاکستان سے شرک و کفر، غمراہی و کمرہات کا بیس درود چلا کر پالا
 تھا کہاں ہیں، کیا آج وہ تجھ پر اور تو ان پر نوم ذکر سے گی۔ کیا تو ماں اور وہ سپوت
 پوت ماں باویں میں نہ گرو گئے، اگر آج شرم و حیا، ہونگی تو وہ مرجائیں گے جنہوں
 نے حم و فضل کے ساتھ زہد و تقویٰ ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے القاب تصنیف
 کئے تھے۔

مجھے خبر پتا ہے ہر برکت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھنا ہے کہ
 غیرے بہت زیادہ ماحرہ اور صاحب محبت کا بہرہ کیسے ہیں۔ دیکھو نور سنت رسول چمکتا ہے
 اور غلت بدعتوں میں دفع ہوتی ہے۔ تو اپنے اکوڑتے چیتے فرزند و بلند فاضل
 احمد رضا خان صاحب کو آج آواز دے دیکھئے آج تیری آواز میں پستی ہے
 یا نہیں۔

اور دودھ طعون تیرا دودھ ہی ضعیف و کمزور ہے جوانی ہی میں تیری طاقت ہے
 اور دوڑتے ہی ٹھوکر کھاتی ہے۔ جیسی قوم لمبی ہی تیری اولاد۔

ہم بفضلہ تعالیٰ نہ جو شہرہ لاتے ہیں نہ غصہ میں گالیاں بکتے ہیں۔ ہم جو کہیں
 گئے ہنسنہ تعالیٰ مسیح کہیں گے تو سن اور ہماری داد دے۔ اور آج اپنی قسمت

ان تمام غلامان کو رو۔

فائنل پر فوری نے انکو کبر الشہادت، لکھ کر حضرت شہید مرحوم کا سرور سے کفر ثابت کیا ہے اور جزا تفتنا یقیناً تمام ملائے کلام، نقہا نے ذوی الاحرام کے فحش کفر ثابت کر کے لازم فرمودہ کوئی۔ کفر اسلام پڑنا لازم کیا۔ جو اسی صالحین منہ کے بن گئے اور ایک سطر کے بعد خود ہی ان کے اسلام کے قائل ہوئے۔
جس کی وجہ سے وہ کفر قطعی اقویٰ مسلم لازم آیا جس کو آج تک نہ اٹھا کے اٹھنے چکے چھوٹے بڑے مرد و عورت، عین بد و قریب، مرید و متفقہ اس دُنب سب اپنے ہی کلام سے مرتد ہوئے، کافر ہوئے، اور کیا کیا جوئے حتیٰ کہ دنیا بھر میں اپنے ہی فتویٰ سے کسی سے نکاح بھی درست نہ رہا اور اب بھی جیسی ہوئی تو جانتے ہی ہو گئے۔

قرنے پوچھا ہو کہ خدانے ادا نشان کہاں ہو کچھ تو کو سے

کس سوچ میں نہیں ہو

آنکھیں تو کھول کر دیکھو

حضرت مولانا شرف علی صاحب دہلوی برکاتہم کو ایک تارک الدنیا بے نفس بھائی کہ اس دہرے گالیاں دیں کہ وہ ہمارے گالوں کا جواب نہیں دیں گے یہ صحیح کہ ان کو تھامی گالوں کی کچھ بھی پردہ نہیں لیکن اس کی وجہ سے بجز رفیع مدارج ان کا کوئی نقصان بھی تو نہیں کہ ان کی عزت میں کچھ نقصان ہوا۔ مریدوں میں کمی ہوئی، مقبولیت میں برکت، آخرت میں اپنی گالوں سے بجز اپنا نام و اعمال اور نہ سیوا کرنے کے کیا حاصل کیا۔ تم حاضر ہوں میں کہیں ہمارے کچھ کو مدد ہا کوس سے لوگ آتے ہیں

ایک بازار ہے کہ لگا ہوا ہے کہیں ان کی تعلیم اور رعیت عیوب میں دن برات غلام
مہتی ہااتی ہے

من تواضع فیہ و نعراۃ قنائل

لا کیس مصداق ہیں تمہیں معلوم ہے اب تو وہ باہر ہی نہیں جاتے۔ گھر ہی لوگ اس قدر
استانزدہ ہو کر آتے ہیں کہ باہر جانے کی فرمت کے ہے۔

غرض تم نے ایسے بڑا خدا کو بے درگاہیاں دیں جس سے ان کا نقصان کچھ
بھی نہ ہوا، اہم نعمت الشری میں پہنچ گئے اس حرکت سے کیا حاصل۔

اُسے کچھ جان ہے تو ابن شیر خدا اسد الغالب میں ابن ابی طالب کہ ما شوق
کو جواب دو اس نے تو تمام بدعات کے قہوں میں آگ لگا دی کہیں اس میں نہیں رہا۔
بنیادی حیرت لڑل ہو گئیں مدت میں جن کو پڑھایا تھا وہ پھرنے لگے۔ مامور ضابطہ مصطفیٰ
رضایہ کے نام سے دو جواب نہ ہو تو گالیاں ہی دو۔

رد التکفیر کا جواب احدى التسعة والتسعين کا جواب ترکیبہ الخواطر السحاب
المدار وغیرہ وغیرہ کا جواب دو۔ اسے تو نفس کتب کہا کرتے تھے جب بھی سے
یہ حال ہے تو اُس کے کیا ہوگا۔

رد التکفیر میں احدى التسعة والتسعين الکوکب الیمانی میں ایک کفر
ثابت کیا تھا۔

ایک دیہاتی نے یہ کہا کہ غالی صاحب کا ستراکہ دھڑ سے کفر ثابت کر دیتے
برہنوں کا نادان دوست میں غیر مقتنا ہی موجود ہے کفر ثابت کر
دیا گیا۔

مہر تو طبع البیان کھنسی اس میں

دو دھڑ سے اور کفر ثابت کر دیا۔

انہیں سے جہاں آفت میں قیامت کا کل سبیل السداد کا حساب خطہ مصقول میں ملے
ریاست علی غلام صاحب نے کفر کو تمام سبیل السداد کو من اقل ال آخر تسلیم کر کے
پہلے یہ اقرار کر لیا کہ

جو حق صورت کو ہم تم سے پہلے کفر و شرک والہ کہتے ہیں جہاں اس کے

قائم نہیں یہ ایک کفر و شرک والہ اقراری اور سر پڑا۔

تو اب میں کس گھر کی دہی اور دوسرے یہ کہ تم نے سبیل السداد میں جو مولانا اسمین
شہید مرحوم کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ جو حق صورت کو شرک والہ کہتے ہیں یہ
ثابت کرو۔

آب انما انفوار کی تمہاری ہی عبارت سے اس فقرہ بھی ثابت کر دیا۔ اب یا تو
سبیل السداد میں ریاست علی غلام صاحب کی مذکورہ ذرا پھر خبری میں ہے کہ سب
تو زائد شائع کر کے پہلے مسلمان بوجھاؤ لیکن دیکھو پھر جرم سے کچھ واسطہ نہ رہے گا۔ مگر
یہاں اس بڑے صاحب کو لاچار مچھانوں کے ہاتھ ہے۔

مر تو ساری کئی بدعت و حیل میں

آخری بل پر کیا تک مسلمان ہونگے

خیر یہ وہ ناپائیدار تو غلام صاحب کا خدا چاہے موت کے گھر تک ساتھ رہا۔
اب ذرا پہلی عرض بھی سی یعنی بیان سابق سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر ایک شخص کا کوئی
کلام غلط ہو اور اس کا حکم اس سے بری ہو اور جہاں خود اس کا کلام اس خطہ مطلب

کے خلاف پرشاد ہو تو اس خط کلام کو اتفاق کہیں گے اور اگر اتفاق کرنے کی حاجت نہ ہو اور اس کلام کا صحیح مطلب ہی نہ ملتا ہو، اور صحیح مطلب کے شواہد اس کے کلام میں دو چار نہیں فقط دو ہی چھوٹے چھوٹے رسائل میں تو اسے زیادہ ہوں تو اسے تو اس کلام کے وہی صحیح معنی دیتا ہی کے دوسرے کلام موجد ہوں، انہما بیت ہی ضروری ہوں گے۔

اسی قاعدہ و قیود مسئلہ کے مطابق عرض ہے کہ مسرت تشدید و رحم اسباب لامسیبیت سے ربط بھی مانتے ہیں۔ اور مادہ ثانی اسباب کے سببیت موجود نہیں ہوتے اور ان کی وجود مسیبت میں تاثیر بھی تسلیم فراتے ہیں۔ تو اب تقویۃ الزمان کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ امور مادیہ میں بھی غافل ہونا۔ گو تصرف اور قدرت عرضہ نہیں اور نہ تعلق اسباب و سببیت باطل ہو جائے گا۔

علیٰ ہذا التیاس جب معجزہ و کرامت عرق مادہ بزرگوں کی قوت و ہمت ان کی اہمیت و دھان کا امور کو نیکی یا بد میں سبب ہونا فیوض ربانی میں واسطہ و وسیلہ ہونا جملہ امور کا ان کی وساطت سے سرانجام پانا وغیرہ وغیرہ جملہ امور مذکورہ کے قائل ہیں۔ تو پھر استغانت کی تیسری صورت کو کیسے منع فرما سکتے ہیں اور شرک کہہ سکتے ہیں

مذکورہ وجہ کہ یہی بزرگوں کی کو وسیلہ و واسطہ دینے ہی جانتے ہیں اور نہ انہم ہی اس کو تسلیم فراتے ہیں تو پھر آپ کا ایمان کا خلاف بھراں کے طور کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ صورت یہاں کو شرک فرمائیں اور آپ جائز و مسموع نظر العالی

یہ تمام اسرار بنیاد معجزات سلام اور اولیائے کرام حیا و عیثا کے لیے ثابت فرماتے ہیں۔ ان کے لیے قدرت اور تصرف ثابت کرتے ہیں۔ ہر ہر واقعہ اور تہ کے جدا جدا احکام بیان فرماتے ہیں۔ تو اب ادنیٰ احتمال بھی نہیں کہ مقتویہ الایمان کی عبارت کے وہ معنی مراد لیے جائیں جو تفسیری صورت کے منافی ہوں۔
اب بجز اس کے کہ صورت مابعد پر شرک اور کفر ہونے کا حکم کرنا مقصود ہو اور کوئی احتمال چھوڑ نہیں سکتا۔

وذلك الله والله ولي رسول الله صلى الله عليه وسلم

معلوم ہو گیا کہ قدرت کا سنان الہیہ عام نہیں بلکہ خاص اور غیر ماریہ ہیں یعنی موزنہ علیہ میں خاصان خدا کو قدرت اور تصرف ثابت نہیں کہ جو چاہیں اور جب چاہیں کریں اور جب چاہیں نہ کریں یہ مرتجع شرک ہے۔ چاہے ہوں سمجھئے کہ یہ قدرت ذاتیہ ہے یا یوں سمجھئے کہ خدا کو قدرت ہے۔ ہر صورت میں شرک ثابت ہوتا ہے۔

فرمائیے اس میں کوئی شبہ ہے یا شک کی مجال ہمت و حمایت ملیت ہے تو اس کا جواب دیجئے اور اس کو خلاف عقیدہ اہل سنت و الجماعت ثابت فرمائیے تو ہم بھی جانیں گے۔

سخن برستان نئی دہلا خطا بجا است

فرمائیے اب بھی ثابت ہو گیا کہ یہ احتمال ہمارا تراشیدہ اور منطوق کا زور نہیں ہے بلکہ آپ کی توجہ و فراموشی کا اثر ہے۔

گو آپ سے تو بظاہر اب اس کی امید نہیں گر ممکن ہے کہ اد کوئی بد متی وہی جواب دے کہ ہم نے منصب مامت اور صراط مستقیم کی مبادیات پر اعتراض

تھوٹا ہی کیا ہے اسرارِ قہرِ قہرِ قہرِ ایمان • پہلے دو کلاموں میں سے ایک کے
مصحح ہونے سے دوسرے کا صحیح ہونا ضروری لازم آتا ہے ۔

نواس کا جواب پہلے ہی عرض ہو چکا ہے کہ ہمارا یہی مطلب نہیں کہ کسی نے ایک
کلام صحیح بولا تو اب اس کے غلط کلام صحیح ہو جائیں گے بلکہ مطلب یہی ہے کہ
ایک کلام صحیح مرتب غیر محسن التوبہ کو دوسرے کلام کے معنی کا قرینہ بنایا جاتا ہے
اور بالکل صحیح بات ہے تمام معصتیں ایسا کرتے ہیں جیسا کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں
خان بریلوی جی اس کو بلکہ اس سے زیادہ کو تسلیم فرماتے ہیں ۔

اب جو کچھ کہنا ہو خان بریلوی سے کو ہم تو وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ جب
ایک کلام معصت کی جہالت نشان کے خلاف کیا فی نفسہ بھی غلط ہو اور کوئی معمولی آدمی
بھی اس کو ذکر نہ سکتا ہو چہ جائیکہ معصت تمام پھروں کے خلاف دوسرے کلام موجود تو
خان صاحب تو اس کلام کے اہماتی تک کہنے کی اجازت دیتے ہیں اور ہم تو اسے
اہماتی بھی نہیں کہتے بلکہ اس کے معنی وہ بیان کرتے ہیں جو دوسرے کلاموں کے
مطابق ہیں ۔ تو پھر اب کسی کو چون و چرا کرنے کی کیا مجال ہے ۔

آؤ اگر کوئی اس سے بھی زیادہ حیا کی بات یہ کہے کہ یہ عبارت تقویۃ الایمان
کی عبارت صحیح ہونے کی دلیل نہیں ۔ بلکہ اس سے متعارض ہیں یا حضرت شہیدِ مہرِ موم
کاتھون طبع ۔

تو اس کا جواب قولِ قہر ہے کہ خان صاحب ہی سے فرماؤ وہ ایک کلام کو
اہماتی کیوں کہتے ہیں ۔ متعارض یا مشکوک کاتھون کیوں نہیں کہتے ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تقارنِ باب ہوتا ہے کہ جب دونوں کلاموں کا مطلب

صحیح نہیں سکے اور جب دونوں کلام اپنے اپنے مطلب کے اعتبار سے صحیح ہیں
 محل نفی و ایجاب ایک نہ ہو تو پھر تعارض بنانا جہل و کلام ہے ماقبل یا خلف کا کلام
 جہاں تک ہو سکے گا تعارض سے پرہیز یا جادے گا یا لغویں جب ایک کلام کے
 معنی ایسے غلط ہیں جہاں کہ جو کوئی ماقبل نہ کہہ سکے اور مصنف کلام سے تو مراد
 نال ہی ہوں اور پھر اس معنی سے متکلم کی تفصیل و تفسیق یا تکفیر ہی لازم آتی ہو تو
 اس وقت تو ایسے معنی لینے گئے کہ کبر و ادوارم ہوں گے اور نہیں تو خان صاحب کی
 تہذیب الامان ہی کو ملاحظہ فرمایا جادے۔

جب ایسا شائق کفر و تکفیر بھی تحمیل علیہ باسلم کو واجب فرماتا ہے تو
 پھر اور فقہائے کرام اور ائمہ اعلام کا تو کیا کہنا ہے۔ ایک کلام سے دوسرے
 کلام کی تفسیس یا تنقید ہو جانا بہتر ہے یا ایک مسلمان کو قتال و مثل شہرانا۔

اس کے علاوہ تعارض تو جب ہو کہ زمانہ دونوں کلاموں کا معلوم نہ ہو اور
 جب یہ معلوم ہے کہ تقویۃ الدیان پہلی ہے اور منصب امامت اور صلاح مستقیم
 بعد میں ملے گی تو پھر تعارض کیسا آخر ہی کے کلام کو واجب التفصیل اور مصنف کی
 تحقیق کہا جائے گا۔

اور اگر زمانہ بھی معلوم ہو تب بھی تحمیل علیہ کلام صحیح ہے اسی کو آخر کہنا
 مناسب یا واجب ہو گا اور اگر تمام باتوں میں سے کوئی بات بھی مقابل تسلیم نہیں ہے
 تو بہت اچھا دونوں کلاموں کو متعارض ہی کیلئے۔ مگر پھر دونوں میں وجہ ترجیح کو دیکھ کر
 ترجیح دیجئے۔ اور اگر ترجیح کی بھی کوئی وجہ نہ بن سکے اور دونوں کلام ہمہ وجہ مساوی
 ہوں تو پھر تعارض ناقص قطعاً پر عمل فرمائیے یہ کون سی ایسا مانا ہے کہ جس کلام کے

مٹنے آپ کے نزدیک غلط اور ایمان و اسلام الہی حق کے خلاف ہیں ان کو تو لے
لیا اور یہ کلام صحیح ہے اس کا ذکر تک نہیں۔ گویا بے دین اور بے ایمانی الہی بدعات
کے یہاں اصل ہے اور جو بات ایمان و اسلام، حق کے مطابق ہو وہ بالکل ساقط اور اعتبار
اور فضول ہے۔

غرض ہر صورت تقویر الایمان کی عبارت کا اگر ظاہری مطلب صحیح نہیں ہو سکتا تو
اس کو الہامی کہتے۔ الہامی نہ کہیں تو اس کے معنی صحیح لیے جائیں گے اس کے
یہ تراش عقیدہ اور فقیر مزید ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر دونوں کلام ایک ہی درجے
میں نہ کے جائیں گے۔ اور دونوں کو کالعدم قرار دے کر پھر بھی حضرت مولانا مرحوم کا
وہی عقیدہ کہا جائے گا جو اہل سنت والجماعت کا ہے۔

۱۲۱ قول سے حضرت شہید مرحوم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مخالفین کا مدعا
پھر بھی غلط ہو گیا۔ کہاں مسلمان کی تکفیر و تفسیل کے لیے دلیل قطعی چاہتے تھے اور
کہاں غلطی کیا وہی جی ضروری، ہاں ہمارے لیے غلطی دلیل بھی کافی ہے پر ہم نے
حسب وعدہ بفضیلہ تسلل دلیل عقل و نقل قطعی بیان کر دی کہ مطلب وہی ہے جو ہم نے
عرض کیا ہے و اللہ اعلم۔

ہاں ہٹ دھرمی اور بے انصافی کا کیا جواب ہے۔ کوئی صاحب ریاست نے
میں کہ صاحب یہ سب کچھ سمجھ کر ہم تو تقویر الایمان ہی کی عبارت میں گفتگو کرتے ہیں
ہم تو کسی اور کتاب کی عبارت نہ دیکھیں اور سنیں، نہ عقل کو مانیں، نہ نقل کو نہ
قہر نہ مالیرہ کو سنیں نہ مقالیرہ کو جو جواب ہر فقط تقویر الایمان سے
ہونا چاہیے۔

تو ایسے ہانگوں کا جواب تو یہ ہے کہ بروٹی کے ہانگے غار میں ہاڈ اور وہیں
کے ہانگوں سے بات چیت کر دے۔ اہل علم ایسے دیوانہ کی بات سنتے بھی نہیں۔ مگر
آخر ہانگوں کا علاج بھی تو ہوتا ہے۔
ہو سکیں گم شدہ ملک خدا عز و جل

ان بات اہل علم و تہذیب پر عمل کر کے اس کا جواب بھی عرض کر دیتے ہیں اور خدا جل پر
وہ کرنا یاد دہا کر دیتے ہیں۔

بسیل امداد میں استقامت باغیر کی چوتھی صورت ذکر کر کے صفحہ ۱۶ پر یہ ثابت کیا
ہے کہ چوتھی صورت عوام کا اعتقاد بھی ہے اور ناجائز بھی امداد اس کو شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام سے ثابت کیا ہے اور نصایت مدنی
کر کے اس کو دکھایا ہے کہ واقعی چوتھی صورت عوام کے معتقدات سے ہی
ہے اور عوام بھی۔

پھر صفحہ ۵۵ لغاتیت ۲۰ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام سے بھی
اس کو ثابت کیا ہے اور اہل اوراق میں بھی برکات امداد کی جہالت نمبر ۲ کے تحت
میں اس امر کو ثابت کیا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ اور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
کے کلام میں جو عوام کا انبیاء عظیم السلام امداد دینے کو مستحق سمجھنا مذکور ہوا
ہے۔ اس سے بھی یہ استقلال عرفی اور قدرت و تاثیر ہی مراد ہے جو چوتھی
صورت کا فرق ہے۔

چونکہ قادری عزیز نے میں بھی اسی امر کی تائید عبادت میں موجود ہیں ہدیہ ناظرین
کی جاتی ہیں۔ الحمد للہ بعد قتلے کر ہم نے جو مطلب عرض کیا تھا کہ بولست شان

حضرت شاہ صاحب اسی کو مقصود ہے وہ خود ان کی ہی تصریحات سے ثابت ہو گیا۔ چنانچہ شاہ فرماتے ہیں۔

باب استعانت بارتاح طبع
درین امت فراطب سبب بر توح اکمل
آئینہ ہمال ایٹھا میکند وایشان را
در هر محل مستقل و استراحت بد شب
شرک جلی است۔ صفر ۱۲

ارتاح طبع سے استعانت کے بارہ میں
اس امت میں بہت افراط واقع ہوا ہے
جو کہ جہل کرتے ہیں اور ان کو ہر کام میں مستقل
سمجھ لیا ہے بد شبہ شرک جلی ہے۔
صفر ۱۲ قادی عزیزیہ جلد اولی

فتویٰ عزیزیہ جلد اول
دقے است کہ توجہ مقصود بر
ایشان باشد و خیال پندار و کوشش
ند و انیدان مطلب یاد ان آں
مستقل امد و تریاز قریب حق دارند
کہ تدریجی ما تابع مرضی خود توانند
ساخت و چیں قیمت کہ تمام بآن
استعداد و عین و ان قیمت شرک
منست بشر لا ان خان ما بلیت
زیادہ ہیں در حق اصنام خود اعتماد
نہا شد نقطہ۔

اور ایک قسم ہے کہ توجہ انیس پر مقصور
ہوتی ہے اور خیال کہ تا ہے کہ وہ مطلب
کے دینے والے کے میں مستقل ہیں اور قرب
حق سے وہ مرتبہ رکھتے ہیں کہ تدریجی کو
اپنا مرضی کے تابع کر سکتے ہیں اور یہ بھی قسم
ہے کہ وہ اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔
اور یہ قسم معنی شرک ہے زیادہ ما بلیت کے
شرک اپنے جن کے حق میں اس سے
زیادہ اعتماد رکھتے تھے فقط۔
صفر ۱۲ قادی عزیزیہ جلد ۲

(صفر ۱۲ قادی عزیزیہ جلد ۲)

تواب حاصل نکلام یہ ہوا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ
 عبدالغنی ز صاحب کے زمانہ تک کے حرام انبیاء عظیم اسلام اور اولیائے کرام
 اہل تہجد کو قدرتِ مطلقہ سے مستقل سمجھتے تھے اور ان سے استعانت و استدعا
 بے کوہر و بیکار کیا کرتے تھے جس کو دھڑلے صاحب شرک اور حرام فرماتے
 ہیں۔ اور حضرت شہید مروجہ کلام کا زمانہ اور حضرت خلد صاحب کا زمانہ تو ایک ہی ہے
 اس کا تو شاید کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

تواب ہم کو توحیدِ انویمان سے عرفی ہی ثابت کرنا رہا کہ حضرت شہید مروجہ
 توحیدِ الایمان میں حرام کے اعتقاد کو باطل فرماتے ہیں اطلاقِ حرام کا شرک ہونا اور
 جو حق صورت کا فرد ہونا متحقق ہو ہی چکا ہے پس جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ
 توحیدِ الایمان میں حرام کا اعتقاد بیان کر کے شرک کیا ہے تو اب اس کا مطلب بھی
 متعین ہو جائے گا کہ استعانت کی جو حق صورت ہی مراد ہے۔

وَاللّٰهُ مَا اَرَادَ نَاہ

—————

سنة ۱۰۸۰ھ توحید بنیاب حق کا یہی مطلب ہے کہ ان کو حق اور ملکہ کے قادر و متصرف
 و مستقل و قدرت مطلقہ سمجھتے تھے مگر کہ قادر بالذات تو کوئی مسلمان کسی کو نہیں کہہ
 ہی نہیں سکتا ۱۰۸۰ھ

ملاحظہ ہوں عبارات ذیل

تقریباً

لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے تقویۃ الایمان ص ۴۰۔
 فرمایئے اکثر لوگ جو توحید و شرک کے معنی نہیں سمجھتے وہ عوام نہیں یا خواص پر
 بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور ٹھیکے

۲۔ سو سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اور اماموں اور شہیدوں کو اور فرشتوں اور
 پریوں کو مشکل کے وقت پکارنے میں اور ان سے مددیں مانگتے ہیں اور ان کی فتنیں
 مانتے ہیں اور حاجات رازیں کے لیے ان کی نذر دنیا کر دیتے ہیں اور بلا کے ملتے
 کے لیے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام مبلدین
 رکھتا ہے، کوئی محی بخش، کوئی حسین بخش و پیر بخش، کوئی دار بخش، کوئی سار
 بخش، کوئی غلام محی الدین، کوئی غلام معین الدین اور ان کے جیسے کے لیے کوئی کسی
 کے نام کی چوٹی رکھتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بدہی پہنتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے
 پر مے پساتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور
 قبیح کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت کسی کی دعاؤں، کوئی اپنی باتوں میں کسی کی قسم کھاتا

ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

ناظرین کس قدر حائف بات ہے

قرینہ نمبر ۱

۱. اکثر لوگ لالہ نظار علی عوام ہی کا مسکن قرینہ مانتے ہیں۔

قرینہ نمبر ۲

پھر مشکل کے وقت، اشخاص مذکور کو پکارنا غیر قرینہ ہے۔

خان صاحب ہی فراہیں ماری عمر میں ماموں شہیدوں اور شیخوں پر پور کو کے دفر
پکارا ہے۔ یہ تو خاص عوام ہی کا فعل ہے کہ راستہ چلتے میں گاڑی چھنی اور د
شہید کی مدد دیتے ہیں۔ اور ایک بھلی اگر صبح سالم گھر پہنچے تو ان کی خدمت جلی
ہے۔

قرینہ نمبر ۳

ماری مانتا

قرینہ نمبر ۴

فتیس مانتا

قرینہ نمبر ۵

بلے لٹنے کے لیے اپنے جیوں کو ان کی طرف منسوب کرتا۔

خان برجوی جو اپنے کو عبدالمصطفیٰ اور کوئی ان کے خاندان کا اپنے کو عبد بنی
ذکرہ کہتے ہیں یہ نیست تو شاید ان کی بھی نہ ہوگی کہ یہ نام اس وجہ سے رکھا ہے کہ اس
نام کی وجہ سے جو عین نہیں گی۔

قرینہ نمبر ۶

کسی کے نام کی چونکا دیکھتا۔

فرایسے خان صاحب، انصاف سے فرمایئے کسی مولوی نے گو نام کا ہی جو
ایسا کیا ہے۔ سب میں سخت بد حتی آپ کے گروہ میں فاضل احمد رضا خان صاحب
پہلے انہیں کے کسی صاحب زادہ کے سر پر چوٹی دکھا دی گئے۔ فرمایئے یہ حوام کا نام نہیں تو
اور کس کا ہے۔

قرینہ نمبر ۸

کسی کے نام کی بدصیہ پھانتا۔

قرینہ نمبر ۹

کسی کے نام کے کپڑے پھانتا۔

عزم کے زمانہ میں سبز کپڑے شہدائے کربلا کے نام کے حوام ہی پھنتے پھنتے
ہیں یا آپ نے بھی کبھی مشرور میں سبز کپڑے پھنتے یا اولاد کو پھانتے ہیں۔ ہاں کوئی
پڑھا کھلا بھی کرتا ہو تو اس سے یہ فعل فعل خواص نہیں ہو سکتا۔ حوام ہی کا فعل
رہے گا۔

قرینہ نمبر ۱۰

کسی کے نام کی بیڑی ڈالنا۔

قرینہ نمبر ۱۱

کسی کے نام کا جانور ذبح کرنا۔

نوا میں شاعر قسم کھا کر قراروں کہ شیخ سدا کے نام کے بکرت سدا میں کھنتے کھنتے
کھنتے ہیں اور پریوں کے نام کے کھنتے اور فرشتوں کے نام کے کھنتے اور حوام کا کیا حال
معرض کروں، اوروں بہرہ جی میں جا کر دیکھ لیجئے۔

قرینہ نمبر ۱۲

شکل کے وقت کسی دہائی دینا۔

فرمانے جب سید احمد آپ کے پاس پہنچا ہے کسی دہائی دی تھی یا اللہ کسی وقت عوام کو دہائی کی گونج تو آسمان پر چاہے سن لیجئے۔

قرینہ نمبر ۱۳

اپنی باتوں میں کسی کے ہم کی قسم کھانا۔

اور نیک خوائین شلاشہ ہی مرادوں کو کتنی مرتبہ ہم کی اپیر کی، شیخ متعلق قسم کھائی ہے۔

بازار کی گال اس کو گئے جو چھاپر کے دیکھے۔

اسے بندھکان خدا شہید مرحوم نے آپ کو کیا کہا تھا تو آپ کو غائب بھی نہیں بناتے۔ وہ تو عوام الناس کے فتایہ کو بیان کر کے باطل کرتے ہیں آپ بیچ میں کیوں دھن دھن معقولات دینے لگے مگر جود کی ناہمی میں تنکا حوم کو بے کیا کس نے تھا بوازاں فتوے کس نے دیا تھا شہرہ لگانے والے تو ہیں بدعتی مولوی اور مال مولوی تھے۔ علو مانڈ جاتا ہوا دیکھ سکے۔ حق کی مخالفت پر کمر اعدا۔ تقویٰ ایمان شائع ہوتے ہی چہرے سیاہ ہو گئے۔ تو تو ایک بات کا بھی ذکر سکے۔ جہاد میں سے ماتقدم و تاخر حذف سیاق و سباق سے قطع نظر کر کے وہ معنایں باطلہ میں سے حوم پر تو خوش ہو عوام دھوکے میں آجائیں شائع کر دیئے۔

ایک نام کے مولوی کو بلا و ہرجا ہر کیوں کوئی جھوٹا کچھ مسلمان کسی پر کیوں الزام لگانے کا اصل کتاب واقعہ کون دیکھے ایک مولوی قاضی پر اعتماد کر گئے ایک نے

لکھا پھر دوپرا تھما کر کے سر سے نے بیذا القیاس پھر کیا تھا۔ اجماعی، قطعی، بڑی
یقینی مسئلہ ہو گیا۔ اگر کوئی کہے بھی تو پھر کون منسا ہے تم سے پہلے بڑے بڑے
نامور علماء معقول و منقول کے مالک یہ فرما چکے ہیں۔ اب اس کا خلاف نہیں ہو سکتا
پھر کیا تھا۔ کسوں جہانک پڑ گئے باگموٹھے چھانے پیتے اور مست ہو تے
ہیں۔

ناقرین کو تعجب ہو گا مگر بالکل واقعی ہے کہ ہم کو خود تقویت الدیان "اور منصب
مامت" اور "مراد مستقیم" مولوی ریاست علی خان صاحب کی وجہ سے اب دیکھنے
کا اتفاق ہوا ہے۔

دو شروع سبب زیر گندا خواہد

جب ہم نظام منقبت کا یہ حال ہے تو مخالف کیوں پوری بات دیکھنے
لگے۔

دوسرا بدعت نے حضرت شہید مرحوم کے کلام کو ضرور دیکھا مگر نقطہ صیب جوئی
کے لحاظ سے نظر انصاف سے کہیں میں دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ کچھ تو پہلے سے
شخص سنیانی باتوں کی وجہ سے ان کی طرف شش ظن نہ تھا۔ اور کچھ بدعت کی خواست
و دروں باتوں نے شہید مرحوم کے اصل مطلب تک رسائی نہ ہونے دی۔ اور
بعض رحمہ اللہ بدن بڑھتا گیا۔ جس کی نوبت یہاں تک نوبت پہنچی جو آج
مشاہد ہے۔

غضب خدا کا کہ ایک کام میں مقصود اور مطلوب پر توجہ رکھنے کے ترانہ موجود ہوں اور
مطلب معلوم نہ ہو جی جواز اور غضب پر غضب یہ ہے کہ کسی پوری عبارت تو یہ

حضرات نقل ہی نہیں کرتے جب کہیں گے ٹمنس فقط لا تقریوا الصلوٰۃ پراکتفا کریں
گئے مگر تیرا چھار کھو تو خدا پاہا ہے اب اتم سکاٹی کا کیسا نشہ اتنا ہے کہ ساری عمر
کو ہوش درست نہ ہو جائیں تو پھر کہنا۔

۳۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے تئوں سے کرتے ہیں سو سب کچھ یہ جو ملے دعویٰ
مسلمان کرنے والے انبیاء عظیم السلام سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتے
اور پیروں سے گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمان کیسے ہاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ
اور یہ دعویٰ۔ (دقیقۃ الایمان ص ۵)

قرینہ نمبر ۱۴

ہندو جو اپنے تئوں کے ساتھ کرتے ہیں وہی ادلیا دار انبیاء عظیم السلام
اور شہیدوں اور فرشتوں اور پیروں کے ساتھ کون گزرتے ہیں؟
سچ تو نہدرا یسے یہ حال اور عقیدہ حرام ہی کا ہو سکتا ہے یا خاص ہی
اسا کرتے ہیں۔

ننان صاحب جی آپ نے اپنی شان کے نہایت غلط السباب اللہار
کے متعلق لکھ دیا ہے کہ یہ کس کا عقیدہ ہے یہ ہاں نہ فرمائے آپ کو معلوم نہیں کہ
ایسے مسلمان کون ہیں۔ دوسرے کو معلوم ہیں وہاں کا حال بیان کر کے حکم ذکر کرتا ہے
آپ اور کچھ نہ کیئے گریہ مزد کیئے کہ اس حال پر بھی یہ حکم صحیح ہے یا نہیں۔ دنیا
میں کوئی مسلمان ایسا نہیں آپ کے نزدیک نہیں نہ ہو نہیں سکتی۔ بحث نہیں لگسگو
اس میں ہم کہ جس کے نزدیک ایسے مسلمان متحقق ہیں اداس کو ان کا علم ہے۔
اس کا یہ حکم صحیح ہے یا غلط۔

آپت یہ فرمائیے کہ اس کا قول بالکل غلط ہے ایسا کوئی مسلمان نہیں گمراہ یا
 مدعی اسلام اگر کوئی ہو کہ بزرگان اسلام اور جنات اور شیطا طین دیو پری کے ساتھ
 وہ معاملہ کرے جو ہندو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ مشرک ہے یا نہیں
 دل کٹا کر کے یہ تو فرمایا ہی دیجئے شہید مرحوم تو انہیں کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کریں
 پھر آپ کیوں لڑتے ہیں اور کس امر کا خلاف ہے۔

ہاں جو مسلمان اشخاص مذکورہ کے ساتھ وہ معاملہ کریں جو ہندو اپنے
 بتوں کے ساتھ کرتے ہیں اور پھر بھی وہ مسلمان کے مسلمان ہیں باقی رہیں تو وہ نہایت
 ہم تو میں تباد دیجئے۔

غالباً آپ یا آپ کے ہم مشرب یوں فرمائیں گے کہ گوہ تقویۃ الایمان ہاں جلتہ
 سے چودہ مقررین تو اس امر کے حرمہ بیان کر دیئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ شہید
 مرحوم محامد انناس کا عقیدہ یہاں کرتے ہیں مگر یہی منطق کے زور سے کام لیا، کہیں
 صاف لفظ محامد کا تو نہ آیا۔

جہاں با عرض ہے بہت اچھا اور سُنیے ہم دعا چاہے باطل سے باطل مذر بھی
 باقی در کہیں گے ہاں اگر صاف کہہ دو گے کہ بدعتی ہیں بدعتی رہیں گے جو ہو سکے کہ تو
 اس کا جواب ہمارے پاس اس وقت کچھ نہیں۔

اس وقت جو عبارات تقویۃ الایمان کی نقل ہوئیں یہاں تو مشرک فی التصرف کا
 اجمالی بیان تھا۔ انصاف فرائض جو ایسی شرک فی التصرف کی تفصیل کے لیے مقرر کی
 گئی اس میں فرماتے ہیں۔

۴۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروی شہیدوں کی حمایت پر
بھروسہ کر کے اٹھ (ص ۲۴)

۵۔ معلوم ہوا کہ جو بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو یا امام شہیدوں کو عالم میں تصرف
کرنے کی قدرت تو ہے اٹھ (ص ۱۲)

۶۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے یہ
طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں اٹھ (ص ۲۶)

فرمائیے اب کون سا غرض بات رہ گیا۔ اب تو قیوں جگر صاف اور صریح لفظ عوام الناس
کا بھی نقل کیا اب تو واضح ہو گیا کہ "تقویۃ الایمان" میں عوام الناس کا عقیدہ بیان کیا
جاتا ہے۔ اور عوام الناس کا اعتقاد شرک اور حرام ہونا حضرت شیخ عبدالحق
عزمت دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے کام سے ثابت ہو چکا
اور نیز یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ عوام کا عقیدہ وہی استعانت کی پرستی صورت
ہے تو مستود واضح ہو گیا کہ "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا مقصور استعانت بالغیر
کی پرستی صورت کو باطن اور شرک فرما ہے اور یہ بالافتقار شرک و کفر والہاد ہے۔
"وذلك ما اردنا"۔

اور اگر قباس منطقی ہی کو دل چاہے تو یوں فرمایا جائے کہ "تقویۃ الایمان" میں
حضرت شہید رحمہ اللہ مراد استعانت بالغیر بشرط قوت عرضیہ میں عوام الناس کے

لفظ "جہاد پر ہی غور کیا ہے آگے آگے کی" مزید غور

۱۵۱

اعتقاد کو شرک کہتا ہے اور جو عقیدہ عوام الناس کا قدرتِ عرضیہ میں خسرک
ہے وہ صورتِ رابعہ ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مولانا مرحوم کی مولانا تقویۃ الایمان
میں صورتِ رابعہ ہے قدرِ فیر۔

آپ تمام بدعتی اکثرا کا غائب اور سے دیکھیں کہ شکلِ صمغ ہے یا بگڑ گئی
مدعیانِ فضلہ تعالیٰ یوں ثابت ہوتا ہے۔ کلام یوں کیا جاتا ہے، بال بال خوش ہونے
تو کیا ہوا بات وہ ہے جس کو مخالف بھی تسلیم کر لے، زبان سے اقرار نہ ہو تو دل تو
مسلمان ہو جاوے۔ واللہ شد علی ذلک۔

یہ یوں کیئے کہ حضرت مولانا مرحوم کی مراد تقویۃ الایمان میں وہ استعانتِ بالغیر
بقدرتِ عرضیہ ہے جو ارادہ عقیدہ عوام ہونے کے محرم ہے اور ہر استعانتِ بالغیر
بقدرتِ عرضیہ ارادہ عقیدہ عوام ہونے کے محرم ہے۔ صورتِ رابعہ ہے۔ وذلک
ما درناہ۔

اور محرم سے وہی محرم مراد ہے جس کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
اشتہاعات میں حرام فرما چکے ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحب تفسیر عزیزی
میں شرک۔

گو انصافاً بکافی بات باقی نہیں رہی اور یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ
تقویۃ الایمان کی عبارت کا مطلب وہی ہے جو بندہ نے عرض کیا ہے اسی کو
نہانتا ہی زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کرنا ہے مگر تاہم کوئی بہت ہی ایسا اندازِ کامل

مذہبِ نبویؐ ہمارا مولانا مرحوم کی مراد تقویۃ الایمان میں صورتِ رابعہ ہے ۲۷۹

ما حیا یر فرادے کہ ہاں صاحب سب کچھ ہوا مگر قرآن ہی سے کام لیا گیا نفس تقویۃ الایمان
کی عبارت سے یہ ثابت نہ ہوا کہ مطلب شہید مرحوم کا جو حق صورت کو باطل
کرنا ہے۔

تو بہت اچھا ہم جو دعائے اس کے لیے بھی مستعد ہیں۔ اہل بدعت کی
جہالت یا امانت و دیانت ادا بھی طرح ثابت ہو جائے گی کہ جو مطلب اس قدر
دلائل اور قرآن و نفس کلام سے ثابت ہے اس کو بھی سب چھوٹے بڑے مل کر
سوچیں سے دیکھتے تو ان سے بڑھ کر جاہل کون اور دیدہ دانستہ یہ ایمان بخدا کی تو
پھر سمجھائے ان حضرات کے دنیا میں کون ایسا نماز ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۱)۔ تقویۃ الایمان، ص ۵ (۳)

کی عبارت ملاحظہ ہواں تا یہ فقرہ

”نوع حکم جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جو
مسلمان اولیاء و انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پر
سے لگتے ہیں“ ص ۵

کس قدر صاف اور صریح عبارت ہے یہ نام کے مسلمان و عام الناس وہ کرتے ہیں
جو ہندو اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہندو بتوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں دیکھو
سین الہامد موائے استعانت، ایضاً کی جو حق صورت کے اور کچھ بھی نہیں کرتے
کیا ہندو بتوں سے پانی پینے کو اور روٹی جو سامنے رکھی ہے اٹھا کر دے دینے کو
طلب کرتے ہیں مگر ہی کے وقت پنکھا ان کے ہاتھ میں دے کر یہ کہتے ہیں کہ اے
بت ذرا پنکھا کر دو گئی لگ رہی ہے۔

غرض امور عادیہ میں کن سے استقامت نہیں ہوتی ہے جو استقامت کی صورت
 ظاہر ہے یا کسی صورت ہے کہ بہت کن سے کتاب ہے کہ نکلے کام تم ہم سے کہو
 وہ ہم کریں گے یا حالت، شوق اور احتیاط میں کن سے ان کی وہائی نکلتی ہے یا وہ
 بہت ان کے پیر ہیں کہ یہ لوگ اپنی اپنی استعداد کے موافق ان سے تو ہر لئے
 ہیں ان کی وہائی اور استقامت کسی خاص وقت اور خاص شرائط کے ساتھ مخصوص ہے
 جو ہم نہیں کسی صورت کا تو وہاں ہم بھی نہیں۔

ہاں یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ جہاں سے شکار اور دیوتا خدا کی دی ہوئی قدرت سے ہر
 سارے کام کرتے ہیں۔ اور اب ان کو اختیار تمام ہے جس کا کام چاہیں پورا کریں جس
 کا چاہیں نہ کریں جیسے امور عادیہ میں مختار کر اپنے فعل کا اختیار ہوتا ہے۔ ان امور
 میں ان کو اختیار ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل بغیر آلدو میں مفصل مذکور ہے۔
 ملاحظہ ہو۔

اس قدر تصریح کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ "تو یہ الایمان" کی مہارت کا
 مطلب صورت و احوال کا بیان کرنا نہیں اچھا بھی کیا ہے نہ نہیں۔

۲۔ چہ اگر کوئی سمجھانے والا ان بزرگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال
 شرک کے کرتے ہو سو یہ دونوں راہیں کیوں ملے دیتے ہو اس کو جواب
 دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء اولیاء کی جناب میں ظاہر

ہے یعنی ہمارا عقیدہ جو اولیاء عظیمہ اسلام کی جناب میں ہے وہ تم سے ظاہر کرتے ہیں اس عقیدہ سے تم کو مسلم
 موحدانے گا کہ ہم جو کرتے ہیں وہ شرک نہیں۔

کرتے ہیں، شرک جب ہوتا ہے کہ ہم ان انبیاء اولیاء کو پیروں، شہیدوں، اللہ کے برابر سمجھتے۔ سو یوں ہم نہیں سمجھتے بلکہ ان کو ہم اللہ تعالیٰ کا بندہ ہی جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق۔

اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم ہر اسرف کرتے ہیں۔ اور ان کا پکارنا میں اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اور ان سے مدد مانگنی میں اسی سے مدد مانگنی۔ اور وہ لوگ اللہ کے پیار سے ہیں جو پاؤں سوکریں، اور اس کی بنیاد میں ہمارے سفارشیں ہیں اور یہی اور ان کے ملنے سے مدد ملتا ہے۔ اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانگتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیکی ہوتی ہے۔ (تہذیب الایمان ص ۵)

حضرات انصاف انصاف ہندو اپنے بتوں اور پوتاؤں اور بتا کروں کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ اعتقانت کی جو حق صورت نہیں تو نہ ان صاحب مہربانی فرما کر فرما دیں کہ کون سی صورت میں داخل ہے۔ اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے ان کو بخشی ہے۔

یہ صورت راجع نہیں ہے تو کیا ہے۔ قدرت عظیمہ عطائی تو چھٹی ہی صورت میں ہے۔ تیسری میں تو قدرت بزرگ ان دین کے لئے ثابت ہی نہیں کی باقی۔ کیا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت النور یعنی نور کے دو ٹکڑے اور انگشتیں مبارک سے پانی کا بہنا اور دست مبارک میں لکیریں کا بولنا آپ کی قدرت مطلق سے ہوا تھا یا خدا نے ان کاموں کو اپنی قدرت کا طرے آپ کی تصدیق کے لئے لہلا فرمایا تھا۔ اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو اسی کو صاف فرما دیجئے۔ پھر جو حق صورت کو شرک و کفر و ایمان کیوں کہا

جاتا ہے۔

انقرض، ہم نے جو میری صورت میں السداد میں عرض کی ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ قدرت صاحب مجبذہ و کرامت کو نہیں ہوتی بلکہ اس کی تصدیق یا اکرام کے لیے وہ فعل خداوند عالم خود پیدا کرتا ہے اور جب سبیل السداد کی تمام صورتیں مسلم ہو چکیں تو اب چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں اُسی پر گفتگو ہو رہی ہے۔

معاذہ ازین قسری صورت خاص لوگوں کے لیے خاص شرائط کے ساتھ خاص وقتوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ یہاں ان قیود کی قید کو کون برداشت کر سکتا ہے۔ یہ تو عوام الناس کا حال ہے۔ لوہا نہیں کا اعتقاد ہے۔ جب بزرگوں کو خدا نے قدرت تفویض فرمادی۔ اب وہ اپنی مرضی سے قتل کرنے ہیں جس کو چاہیں جب چاہیں جو چاہیں میں جو چاہیں میں کو چاہیں میں۔ اگر یہ جو حق صورت نہیں تو اور کیا ہے۔

تیسرا فقرہ

اُسی عبارت میں اور فقرہ ماضی فرمایا جاوے۔

”جو چاہیں سو کریں“

فرمایئے اب بھی کوئی تائب اور تردد ہے جو چاہیں سو کریں یعنی قدرت عرضیہ کے بعد اب ان کو اختیار تام ہے جو چاہیں کریں یہ تو چوتھی صورت ہے۔ اس قدرت مستقلہ عرضیہ کو تو شرک کہا جاتا ہے مجبذہ میں ”بُنْعَاذَرَفِ قَاحِلَ كُنْتُ الْاَبْرَارُ“ فرمایا جاتا ہے۔ ان جہاں قدرت مستقلہ عرضیہ اور عادیہ میں ہے وہاں ”بُنْعَاذَرَفِ قَاحِلَ كُنْتُ الْاَبْرَارُ“ ارشاد ہے ”لَوْ كُنَّا نَالِ عَلَى اَللّٰهِ تَعَالٰی مِلَّةً“

فرمایئے جو حق صورت کے کچھ میٹک ہیں وہاں بدعت کے ہاتھ میں بدعتی

ہائیں یہاں تو عبارت ہے مجبور و مجبور نہیں تو مجبور و مجبور کی بات مانو، اگر یہ چوتھی صورت
نہیں تو خود فرادہ جو چاہیں سو کریں کسی صورت میں ہے۔
اور کہتے۔

۴۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی
اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
دست میں کافر بھی اپنے جنوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کی مخلوق اور
اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل ہذا کہ ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر
یہی پکارتا اور شہید مانتی اور مذہب دینا کرتی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتا تھا اس کا
کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے
مواہجہن اللہ وہ شرک میں برابر ہے۔ سو بگڑنا چاہیے کہ شرک اس پر موقوف نہیں کہ
کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے بگڑ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو
چیز میں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں۔ اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی
ظہار کیے ہیں۔ وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کوئی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا
جاننا اور اس کی منت مانتی اور مشکل کے وقت پکارتا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور
قدرت تصرف ثابت کرنی۔

سوائے باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ چہر اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے
اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ۔

اور اس بات میں اولیاء اور انبیاء میں اور جناب و مشیائین میں اور نبوت و پری
میں کچھ فرق نہیں ہے۔ یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا۔ شرک ہو جائے گا خواہ
انبیاء اولیاء سے کرے خواہ پیروں اور شہیدوں سے خواہ نبوت پری سے چنانچہ
اللہ صائب نے حبیباً پوچھے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی پیروں و نصاریٰ پر بھی
حاکم کردہ لوگ اولیاء و انبیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے الخ ص ۷

کہاں ہیں آج جلد سے خواہیں آئیں اور آج ہم سے اس کام کی شان کا مطلب
سکھیں یہ وہ کام ہے جس کی بیعت کے بارے میں بدعات پورا نقل تک نہیں
کرتے۔ غصیب تو یہ ہے کہ فصل الخطاب میں بھی ایک فقرہ اول کا ایک آخر کا لکھ کر
انتہی الخ فرمایا۔

ابھی حضرت یہ آپ کا منس ہی تو غصیب ہے۔ ساری کی جھولی یہ ہی توبہ
گر آج خدا چاہے یہ برکت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنت کا وہ ڈھنگ

سوائے شہید بروم تجربہ پر خدا کی بے شمار عینیں۔ زبان سے نہ کہیں گردل میں تجھے بدعتی بھی نہیں ہی گے
اس قدر مضمون تو غیر یہ سب خواہیں کو کہنا ہی ہے کہ جو شرک کی بات ایک کے ساتھ ہے وہ سب کے ساتھ
ہے یہ بھی غصیب ہے وہ نہ ان بدعات کی کیا نہ راستے اور کیا کی نہ کہتے زبان سے شہید بروم کو مرد
کہتے ہیں گردل میں ان سے آج تک ایسے مخالف ہیں کہ زندوں سے بھی نہیں ڈرتے شہید کی ایک کھڑ
سے وہ دست اسٹھارتے ہیں کہ قیامت تک بھی خدا ہمارے بندہ نہ ہوں گے اور بدعت کی
انگیا ایسی اور دھڑی ہے کہ مر جائیں گے گردن توڑ ہو سکے گا۔ جزا اللہ عار من جمیع السلیین
غیر انہما ب و تہ الخ

بچے گا کہ ماری بدعت کے ٹوٹنے کی آواز پست ہو جائے گی
 تاہم یہ خود سے ملاحظہ فرمائیں اس مضمون سے پہلی آیت میں اس کا اشارہ
 فرمایا ہے یہ ہے۔

قُلْ مَنْ مِثِدْهُ مَلَكُوتٌ كُلُّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ
 تَعْلَمُونَ سَبْقَةَ قُلُوبِكُمْ فَاقْبَلُوهَا

یعنی وہ کون ہے جس کے اختیار میں ہر چیز کا تصرف ہے وہ سب کو پناہ دیتا
 ہے اور اس کے مقابل میں کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا ان سے دریافت کرو تو جواب
 یہی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے پس کہہ دو کہ پھر کیوں بگڑتے ہو۔

ظاہر ہے کہ لفظ ملکوت کی شیعہ مام ہے جس کا مطلب ہے کہ سارے
 عالم میں تصرف کرنے کا ہے اور یہی مطلب فقہ میں حضرت مولانا بھی فرماتے ہیں۔
 ف یعنی جب کاموں سے جس کو چاہئے کہ سارے عالم میں تصرف کرے۔
 ہے الم ۱۲ ص ۷

تو اب ظاہر ہو گیا کہ شروع کے فقرہ میں جو یہ عبارت ہے
 - اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو معین تصرف
 کرنے کی قدرت نہیں دی۔

اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو غوامین یا قصوص شاہ جہاں پوری صاحب لکھے ہیں کہ
 عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں جس کا ماحول جہاں اہل عالم سے مطلق تصرف کا
 مطلب تھی ہو اور مطلب بالکل باہمت کے بھی خلاف ہو جاوے کیونکہ امور مادیہ
 میں افعال اختیار میں ضرور ایک مرتبہ کی قدرت مناسبت فرمائی ہے جس کی بنا پر تعجب

افعال شریعہ ہے اور مقام اصول میں بحث قدرت مکتہ اور عیسوی کو موجود ہے۔ اگر
عالم میں کسی کو بھی کوئی قدرت مطلقہ نہ تھی تو یہ بحث کیسی فسان تو انسان بے معنی
جہان کو متحرک بالادارہ کہا جاتا ہے۔ جب اس قدر خط مطلب سے لیا گیا۔ جیسی تو
ہر ایک صاحب نے ایک ایک رسالہ لکھ دیا کسی نے گل بغیشہ کی مثال لکھ دی۔
کسی نے حکیم کی کسی نے سالک کی کسی نے درخت کی آگ پانی آفتاب صبح و شام
و غیرہ کی مثالیں دے دے کر رسالہ جمع کر دیا اور فریہ خمری فرماتے ہیں کہ ہم نے
تین سو ساڑھے آٹھ سو حدیثیں مثبت مدعی لکھ دیں۔ جی ہاں میدان عالی قزاقان
کے سامنے آئینہ پہلے جو چاہا کر دیا بندے کے سامنے بیسایا فراڈ تو
مزا پاؤ۔

انترنیشنل کی عبارت کو پیش نظر رکھتے جہاں عالم کا عقیدہ انبیاء علیہم السلام اور
اولیائے کلام کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ:
”وہ لوگ اللہ کے پیار سے ہیں جو چاہیں ہو کریں۔“
چونکہ اس کی شین کی قیم مونا خاطر ہے اس کے بعد فائدہ کی عبارت کہ:
”معاذ اللہ میں متصرف کس کا ہے۔“

تو صاف مسلم ہو جاتے تاکہ جلدت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے نبی کو
سارے عالم میں تصرف کرنے کی قدرت کر جو چاہیں ہو کریں نہیں۔
فرایضہ چوتھی صورت لکھی یا کوئی اور جگہ اس سے بھی خاص اس کی بھی
ایک شق اس کے شرک و کفر ہونے میں کسی کو کیا تامل ہو سکتا ہے۔
فرایضہ کسی کو ایسی قدرت مطلقہ ہے کہ اس سے عالم میں جو چاہے ہو کرے

یہ تو وہ قیود ہیں جو "تقویۃ الایمان" میں ہیں اور اسی قول میں مذکور ہیں جو قیود ایک مبعوث کی ہیں۔ وہ بھی مراد نہ ہوں گی تب تو عصا غیر ہی کہے آگے آگے یہ ارشاد ہو گا کہ دوسرا کلمہ بھی نہ ملایا جائے۔ مگر مطلب ایک ہی کلمہ میں ادا ہو جو قطعاً مطلقاً و نقصاًً محال ہے۔ قدرتیہ۔

فرمایئے کیا صاف اور سیدھا سچا مطلب تھا جس کو مخالفین کی ذہانت یا عداوت نے بالقدح خط کر کے شور مچا رہا اور کتہ میں زد و کیں۔ نہیں تو کیا "تقویۃ الایمان" کی عبارت بھی حفاظت نہیں فرمائی تھی۔ کیٹھناب بھی سوائے چوتھی صورت کے کوئی اور واسطہ ہے یا نہیں۔

یہ نائدہ تو ختم ہو گیا کہ تمام علم میں جو چاہے ہو کر سے ایسی قدرت کسی کو نہیں دی اب دوسرا نائدہ آیت مذکورہ کا بیان فرماتے ہیں۔

پانچواں فقرہ

اور ہر مہم معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثنابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنی وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اثر ہی کا بندہ و مخلوق سمجھے تو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ (ص ۷)

اپنی فہم خیال فرمائیں کہ پہلے نائدہ میں اور اس میں کس قدر فرق ہے پہلے تو خاص صورت بیان کی جس میں قدرت مقرر اور خاطر کا بیان تھا اور یہاں قدرت عامہ

کا ذکر ہے۔ یعنی تمام عالم میں جو چاہے کرے اس کی قدرت بھی کسی کو نہیں دی یہ تو گویا
خدا کے برابر قدرت تصوف ہے کہ اس سے عالم میں جو چاہے کرے اور یہاں یہ
بیان فرمانا مقصود ہے کہ جیسے پہلی صورت باطل ہے رایت مذکورہ بالا سے یہ بھی
معلوم ہو گیا کہ شرک میں نہیں کہ میر خدا کو اس کے برابر ہی قدرت و طاقت ثابت کرے
بلکہ اس سے کم بھی اگر ان امور کی قدرت ثابت کرے گا تو شرک و کافر ہو جائے
گا کیونکہ آپ دلی اشارہ سلم و کلمہ وقت میں کافروں کا یہی حال تھا۔

سو جو معاملہ کفار اپنے معبودوں کے ساتھ کر کے شرک و کافر ہوئے تھے
اگر یہی معاملہ آج بھی کوئی کسی کے ساتھ کرے گا تو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہو گا۔
اس میں کیا عجب ملایا جو کام ابوجہل کر کے شرک ہوا تھا آج اگر کوئی اس کام کو کرے گا
تو وہ شرک نہ ہو گا۔ یہ وہ معنوں ہے کہ شہید مرحوم کے صدقہ سے نواہین غلط
ہیں بالاتفاق فرما چکے ہیں۔

فرمایئے مشرکین عرب کا دستور استعانت میں چوتھی شکل تھی یا دوسری تیسری یا
کوئی تفریق الایمان، میں شرک فرمایا ہے۔ پھر عبارت کا مطلب چوتھی صورت کو
شرک کہنا ہوا یا کچھ اور پہلے چوتھی صورت کی ایک قسم کو باطل فرمایا تھا اب دوسری
قسم کو خدا کی قدرت کہ ایسے مقاموں کے یہ صاف مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ پھر اس پر
محبت ثابت کا وہ دعویٰ کہ اسانوں کو سر پر اٹھا رکھا ہے۔

اس کے بعد شرک کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو
اللہ کے برابر سمجھے بلکہ شرک کے یہ معنی ہیں کہ جو امور نقص بالباری تعالیٰ ہیں ان
میں سے کسی کو غیر اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرے۔ ان امور مختصہ کی مثالیں

یفراتے ہیں۔

چھٹا فقرہ

”جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نیم کا جانور کرنا اور اس کی مقت مانند شعل
کے وقت پھلنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تعریف کی
ثابت کرنی سوان بائوں سے مشرک سمجھنا ہے گوکہ یہ سب سے
چھڑا ہی سمجھے۔“

آپ ہی فرمادیں گے کہ قدرت تعریف کی کون سی صورت میں ثابت کی جاتی ہے
یہ تو جی میں یاد دہری تفسیر میں فرمائیے کون سی صورت مراد ہوئی یا حق یا کوئی اور یہ تفتویہ
الایمان کی عبارت کا مطلب ہے یا دیوبندی کا تراشیدہ کلام لکھ کر اس
دیوبندی زانوئے لاد میں کیے ہوئے تو اس صاف مطلب کے سمجھنے میں اس
تھکرا نہ ہوتے۔

جب یہ تفتیق ہو گیا کہ مراد جو حق صورت کو شرک کہنا ہے اور واقعی شرک
ہے بھی تو پھر یہ فرماتا

”اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور نبوت و ہدی
میں کچھ فرق نہیں سمجھیں گے کوئی یہ مسائل کرے گا وہ مشرک کہ جائے
گاہ خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں سے شیعہ و اہل سے انخواہ
محبوت و ہدی سے۔“ (ص ۱۷)

یہاں بھی جناب جناب ہی فرمائیں کہ آپ نے کس ہر کا دیکھا اور کس کو خلاف تعین
السنن والجماعت فرمایا آپ ہی افسانہ فرمائیں۔

۴۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادے سے تصرف کرنا اور اپنا حکم بدلی کرنا اور
اپنی خواہش سے مارنا اور بدلنا اور غری کی کٹافش اور گلی اور متعدد سببوں سے گورینا
فتح و شکست دینی اور اقبال و اوار و دنیا و مرادیں پوری کرنی، حاجتیں بر لانی، بلایں
ماننی، مشکل میں دستگیری کرنی، دُشمن سے رقت میں پہنچنا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے اور کسی بنیاد اور یاروں، پیوستہ مدد
بجوت و پرہیز کی یہ شان نہیں ہر کوئی کسی کو اس تصرف ثابت کرے اور
اس سے مرادیں مانگیں اور اس توقع پر غم نہ کیا کرے اور اس کی شکستیں مانے
معصیت کے وقت اس کو پہلے سے قورہ شرک جو جاتا ہے اور اس کو
اشرک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا تصرف ثابت کرنا محض شرک

ہے۔

چہر خادوں کے لئے کہ ان کاموں کی علامت مان کو خود بخود ہے خواہ وہ
کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک
ثابت ہوتا ہے۔ (ص ۹)

اس عبارت کو خان صاحب نے انتہی انصاف کے قصبی انقلاب میں نقل فرمایا
ہے ہر فقرے میں جلی قلم سے کئے گئے ہیں وہ ہی جناب نے نقل کیے ہیں۔
کاش اگر اس عبارت کو تمام نقل فراویہ سے توان کو قصبی انقلاب کہنے کی حاجت
نہ ہوتی نہ ہم کو آپ کے جواب کی۔ مگر یہ تمام کرم مجدد الہیات کا ہے مانوں نے
ایسا نصیحت طرز و معانی کا ایجاد کیا ہے جو کسی عقلی کا ذکر بھی نہ سوجھا تھا عبارات
کو غصہ کر کے ایک مسلسل عبارت بنائی جس کا سنہوں کھلا ہوا گھڑی یا غلام اور دوسرے
اس بات پر جس میں جلی قلم کئے گئے کہ جہاں سے یہ عبارت لکھی جا رہی ہے۔ تاثر

دک بھج پر خود نہیں کرتے اور وہی کہتے ہیں جو انہوں نے لکھا اور جب ایک دفعہ
 بات زبانِ قلم سے نکل چکی تھی تو اس کی پہچان ہو جاتی ہے اس ایک غلطی کے بتانے
 کی وجہ سے پھر صد غلطیاں ہو کر نپڑتی ہیں۔

آج ہیں تمام حلقوں سے دریافت کرنا ہے کہ جہاد، فتوحہ میں کون سا کلمہ ہے
 جس کا کوئی رد کرے گا اور وہ کر کے مسلمان باقی رہ جائے گا۔

اور صفحہ ۸ پر تحریر فرمایا ہے:

میر بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صامب نے کون سی چیز پر اپنے فضل
 خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے؟
 (فتویٰ الایمان صفحہ ۱۸)

اس میں سے دوسری بات یہ ہے۔

ساتواں فقرہ

کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا الخ

اور اس کے قرآن پہلے عرض ہو چکے ہیں کہ وہ عالم سے تمام عالم ہے۔

فرمایا ہے آپ کے نزدیک کون شخص ہے جو تمام عالم میں اپنے ارادہ سے
 تصرف کرتا ہے اور تصرف سے وہی ارادہ ہے جو پہلے عقیدہ میں مذکور ہو چکا کہ وہ چاہے
 ہو کر ہے۔

فرمایا ہے آپ کا عقیدہ اس میں کیا ہے اپنے ارادہ سے تمام عالم میں جو چاہے وہ
 کرے پہلے نزدیک تو سوائے خداوند عالم کے کوئی نہیں۔

اس کے بعد فرمایا ہے۔

انٹھوں فقرہ

اللہ اپنا حکم جاری کرتا ہے

فرمائیے کوئی ہے جو تمام حکم میں اپنا حکم جاری کرتا ہے سوائے خدا کے اور کوئی
ہے تو اس کا نام لے دیجیے۔

نواں فقرہ

اللہ اپنی خواہش سے ملنا چلاتا ہے

فرمائیے سوائے خدا کے جو اپنے ارادہ اور حکم اور خواہش اور قدرت سے
سب کو مرنے والا اور جانے والا اور جس کو اور جب جس طرح چاہے جلا دے۔
حق بقا القیاس مارے۔

دسواں فقرہ

رزق کی کاشت و زنگی کرنی

ارشاد مال ہو کہ سوائے خدا کے اور کوئی مذاق ہے جو اپنے تصرف اور ارادہ اور
خواہش سے جس کو جتنا اور جس وقت جس طرح چاہے رزق دے اور جس کو جس
طرح چاہے بھوکا مار دے۔

گیارہواں فقرہ

اور تندرست ہو یا کرنا۔

کہئے تو سہی ہیں میں تو بتا دیجئے کہ اپنے ارادہ و قدرت و حکم سے اور
اپنی خواہش سے جس کو جس وقت جس مرض میں چاہے مبتلا کر دے۔ اور جس کو چاہے

تعدت کرے اور حکم اس کا تمام عالم میں جاری ہو رہا ہو۔

(۱) فتح و شکست دینی

علیٰ بن ابی القیس

(۲) اقبال و ابروینا

اسی طرح

(۳) مرادوں پر عمل کرنے کا جتنیں پرانی

بطور نمونہ

(۵) بلائیں بلائی شکل میں سب سے بڑی برے وقت میں پہنچنا یہ سب کس کی شان ہے۔
ایک جہالت میں یہ کیا فقرے ہیں جن میں ایک بھی جو حقی صورت کے سوا نہیں
پایا جاسکتا۔

فرمائیے تصرف اولاد و کدورت سے کرنا اپنا حکم جاری کرنا اپنی خواہش سے تمام
امور مذکورہ بالا کو تیار جو حقی صورت میں نہیں تو دوسری قسمی میں ہیں۔ پھر یہ امور تو آپ کے
خود ایک بھی کفر و شرک و الہاد میں پھر اگر حضرت مولانا مرحوم نے یہ تحریر فرمادیا کہ:

یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء کی پیر و شہید کی،

مجوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس

سے مرادوں مانگے اور اس توقع پر زندگی گزارے اور اس کی منتیں مانے

مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

(تقریر ایران ص ۱۹)

تو کیا یہ بجا کیا ایسے عقیدہ مانے کو تو آپ ہم سے اور مولانا مرحوم دونوں سے پتلے

مشرک کا فرد فرماتے ہیں۔ پھر آپ نے فصل الخطاب میں کس امر کا ذکر کیا اور کس کو
اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بنایا یہ قرعہ امویہ میں کو کوئی جام کا مسلمان بھی زبان پر
نہیں لا سکتا یہ تو حثیت شرک و کفر ہے کیا اسی کو آپ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ
بنانا چاہتے ہیں۔

فرمایئے جو حق صورت ہماری تراشیدہ ہے یا تقویۃ الایمان کے لفظ لفظ
کا مطلب۔

تا ظہیر اندھیر قوراد ہے جو عمان صائب نے انہی منشا کی کڑ میں شکار کھیلنا چاہا
ہے گرہ معلوم نہیں کہ شیروں کے شکار میں یہ نیلی ٹھیاں کام نہیں آتیں۔ اس کے بعد
مولانا سرور فرماتے ہیں۔

اشکار ال فقرہ

ہ اور اس کو شرک یا تقصیر کہتے ہیں یعنی اللہ کا ساتھ صرف ثابت کرنا
معنی شرک ہے۔

اس کو تو انہی نے خندق کر دیا ہے کس قدر صاف بات ہے کہ استغانت کی جو حق
صورت بیان فرمائی منظور ہے معنی اللہ کا ساتھ صرف ثابت کرنا معنی شرک ہے اور اسی
وجہ سے اس کو شرک یا تقصیر کہا گیا۔

فرمایئے خدا کا ساتھ صرف جو حق صورت میں ثابت کیا جاتا ہے یا دوسری تو دوسری
میں ارادہ سے تقصیر کرنا اپنا حکم جاری کرنا، تمام عالم میں اپنی خواہش سے انگریز مار
جو طاقت بشریہ سے خارج ہیں ان کو کرنا یہی تو استغانت کی جو حق صورت ہے اور
ایسی صورت میں تو خدا کی مہولی قدرت تسلیم کی جاتی ہے اور عہد بخود قدرت کا تسلیم کرنا

اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے۔ اگر امور عادیہ میں بھی ایسا کچھ لگا تو قہمی کا نہ ہو جائے گا
پھر مولانا کا یہ قیسم فرمانا۔

• پر توبہ یوں کہے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ وہ

کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک

نات پہناتا ہے۔

اس میں کون سا لفظ غلط ہے کیا ان کاموں کی قدرت بطور مذکور ہو چکے ذکر کی
گئی ہیں اگر کوئی کسی کو ثابت کرے اور قدرت وہی ہوئی اعتقاد کرے تو یہ کفر و شرک
اور الالہ نہیں کیا یہی الہیت و الہامیت کا مفیدہ ہے۔

اگر میں ایمان ہے تو پھر جو حق صورت کو بھی بتلایا جاوے کہ وہ کیا ہے اس
قدر معنوں صاف اتنے بڑے بڑے درمیان فضل و کمال کی کچھ میں دے دے سخت
تعب ہے پھر خود ہی نہیں اپنے ساتھ مردہ الہی کمال کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ بہت
اچھا ہم تو کچھ بھی کہی کہ نہیں کہتے۔ آپ ہی مطلب بیان فرمادیں کہ ہماری عرض صحیح
ہے یا آپ کا رٹلا۔

کس قدر داناک بات ہے کہ جو حضرات اسلام کی عزت کو جاننا غلط و نامعرا اپنی ہی
ذات مقتدرہ کو قرار دیتے اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں سمجھتے وہ اس صاف مبارک
کا مطلب یہ سمجھیں کہ حضرت مولانا مرحوم کی مراد یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو یہی کسی امر کا
چاہے وہ امور عادیہ میں سے ہو یا غیر عادیہ میں سے قدرت و تعریف ثابت کرے گا
تو وہ مشرک ہو جائے گا اور اس کے یہی امور عادیہ کی کثرت مثالیں پیش فرما کر خوش
مہل اور اذنا ب میں حرکت و جوش پیدا کریں۔ ملاحظہ ہو برکات اللہ و کرات

احادیث اللہ یا اللہ حبیب و نصیحة اللہ

کیا ان مسابہوں نے ان کاموں کے اعتقاد کو بھی نہیں دیکھا گنگوڑا میں کاموں کی قدرت میں ہو رہی ہے اور اعتراض مام کر دیا کہ امور عامہ اور غیر عامہ یہ سب شان ہو گئے۔

آئے اسلام اور اسے علم و فضل کے معدن و مخزن کیا تو آج مخالفین اسلام کے مقابلہ میں انہیں بزرگوں کو غریب پیش کر کے گایہ ہیں جو کہتے ہیں۔

دین کا انسداد اور رد طلبائے وقت پر واجب تر اور اہم ہے نسبت دیگر فرقہ و کفار کے : (فصل الخطاب ص ۲۲)

یہ وہ منقول کے مرقی دوسرے معقولات دینے والے ہیں جو فصل الخطاب کے صفحہ ۲۵-۲۴ پر منطق کی نسبت کچھ تعریف کر کے مخالفین کو فرماتے ہیں :

کہ خود کچھ نہیں منطق پڑھتے نہیں اس دہرے سے آیت و حدیث و فقہ

کا مطلب کچھ ہوتا ہے یہ کچھ کچھ جانتے ہیں اگر منطق کو یہ لوگ بڑا

سمجھتے اور اگر کچھ بھی طرح سے پڑھتے تو یہ آفت ان پر نہ آتی

میں طلبائے وقت منقول و منقول کے جامع ہیں دو پارہ جگہ بے جوڑ اور بے کچھ

مبارک ہیں مگر اس قلوب بے جان ناز سے

اذا كان الضراب دليلا تو

يَتَذَكَّرُ مِنْ سَبِيلِ الْهَيْئَةِ

جس قوم کے بارے میں یہ ہوں گے تو اس میں مابا النور کوئی بھی نہ ہوگا۔

آئے اسلام تیرے اصلی اور حقیقی فرزند نہ نہیں ہیں وہ اللہ ہی ہیں جس سے عالم چمک رہا ہے جو قیامت تک باقی رہیں گے ان کی صورت دیکھنے سے خدا کی یاد

تیری مکتب قلب میں پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ اس نایت سے موسم ہوا اگر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست کے ۷ انگلی اس

بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے تئوں

کو اس کی جناب میں اپنا دیکھ کر کہتے تھے اسی سے کافر ہو گئے۔

مساب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا دیکھ

ہی سمجھ لاس کہانے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے (۱۳۱ ص)

۔ مساب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے۔

یہ فقرو کئی بار گند پٹکا ہے جس کا حامل بجز جو حق صورت کے اور کچھ ہو ہی نہیں

سکتا۔

۶۔ اس نایت سے معلوم ہوا کہ عظیم الناس اپنے پیروں اشدھیدوں کی حمایت پر بہرہ

کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور اس کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے جس کو دیکھ کر

پیروں کے پیرو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ دن اللہ سے کھڑے تھے اور

اس کی رحمت کے سوا کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اور کسی کا تو کیا ذکر۔

(تقریر: الامامین ص ۱۲۲)

خدا صاحب کس قدر صفات معنوں ہے تو ہم اس کا لفظ۔

یہ سوال فقرہ

۔ پھر پیروں اور اشدھیدوں کی حمایت پر بہرہ کر کے اللہ کو بھول

جاتے ہیں۔

یہ بجز جو حق صورت کے اور کہاں ہے اسی میں تو ان کو قدرت ثابت کی جاتی

اس میں ان کو ہمت و قیمت کا اختیار ہوتا ہے۔ قرآن میں اب اگر چوتھی صورت وارد نہیں تو کس کا اقبال ہے۔

۷۔ اس کتب سے معلوم ہوا کہ جو بیٹے حوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ یا حاتم السلام کو یا امام شہیدوں کو عالم میں تعزف کرنے کی طاقت ہے لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں۔ اور اس کے ادب سے دم نہیں ہلکتے اگرچہ ہمیں تو ایک دم میراث پلٹ کر دیں لیکن شرع کی تعظیم کر کے چمپ بیٹھے ہیں سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالکل مل کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔

دفعہ اولیاء اللہ ص ۱۳۳

تاثریں اس سے بھی زیادہ کسی اور معنوں کی ضرورت ہے اور سنو۔

اکیسواں فقرہ

عالم میں تعزف کرنا کی طاقت تو ہے :

مگر گھر پر کا ہے کہ چوتھی صورت ہی پر صادق آتا ہے دوسرے

بانیسواں فقرہ

اگرچہ ہمیں تو ایک دم میں پلٹ پلٹ کر دیں :

یہ تو بجز چوتھی صورت کے کہیں اور ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قدرت عالم مستقل و غیر

تو اسی میں ثابت ہوتی ہے بلکہ خود کیا چاہے تو چوتھی صورت سے بھی خاص

ہے۔

۸۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بیٹے حوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو اللہ نے

طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں اولاد نہیں اس کو اولاد دے

دیں۔ جس کی عرق نام ہو چکی ہے اس کی عرق بڑھادیں۔ سو یہ بات صحیح نہیں۔

(تقریر الایمان ص ۲۹)

دنیا میں کون سا دینی اسلام ہو گا جو اس کے کفر و شرک جوہر نے میں
انکار کرے گا۔

”اللہ تعالیٰ نے طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر

میں اولاد نہیں گئی اس کو اولاد دے دیں۔“

قریباً تو جانے کر یہ صورت خارج نہیں ہے تو کوئی سی صورت ہے۔ یہ اعتقاد
کر کے اگر کوئی اعتقاد کرے یا نہ کرے کیا اس کے شرک و کفر ہونے میں کچھ تردد
ہے؟ بلکہ ایسا جس اس کا مفاد بجز چاقی صورت کے اور کیا ہے اس عبارت
کے بالکل متصل عبارت ذیل ہے۔

۹۔ بکریوں کی گھنٹا پٹا پہننے کو اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کر لیتا ہے اور
انبیاء اور اولیاء کی اکثر گردنوں پر دنیا بھی اسی کے اختیار میں ہے اور قبول کرنا بھی اور
دعا بھی کرنی اور اور بھی مٹی و فوس باتیں تقدیر میں گھسی ہیں۔ تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا
میں نہیں ہو سکتا اور کچھ کام کرنے کی قدرت نہیں ہر نہ ظاہر ہو یا چھوٹا نہ بڑا یا ولی

اللہ اور مفسد الہدومات کے اپنی قبور سے دعا مانگنا اور اعتقاد نہ کرنا ہے کہ ان کو مطلق مایست و
جان کر عیب اور آرزو میں شرک کی دلداری ہے یہ وہ موط مستقیم اور نہ ہو ۵۔ گو یہ عبارت تقریر الایمان
کی نہیں مگر چونکہ ہم اسی بحث میں ہیں اور یہی مسئلہ اور ملک عشرۃ کا کہ کا حد پورا ہو تا ہے اس
سے یہ اس کو بھی نقل کر دیا ۱۲ منظر العالی

موانع اس کے اللہ سے مانگے اور اس کی جناب میں دعا کرے کچھ اور طاقت
نہیں رکھتا پھر وہ مالک اختیار ہے چاہے اپنی مہربانی کی راہ سے قبول کرے چاہے
اپنی حکمت کی راہ سے قبول نہ کرے۔ (تقویر الامان ص ۱۳۹)

جس شہید مرحوم کی انہیں باتوں نے توقع انہیں کسول کو جلا یا ہے کہ ہر تقدیر
میں ہوا دعا کرنا قبول کی نایہ بھی تقدیر میں تھا قدرت مستقر کسی کو کچھ بھی نہیں سب
چھوٹے بڑے خدا ہی سے سوال کرتے ہیں۔ پھر دعا کے قبول کرنے نہ کرنے کا
جو امی کو اختیار ہے۔ یہ اعتقاد عوام سے کہا جانے لگا تو پھر یاروں کو سجدہ کیسے
ہو گا اور حیات و موت کا پیر کو الگ کیسے سمجھیں گے اگر یہ نہ سمجھا کہ جب چاہیں
گے اولاد مار ڈالیں گے اور جب چاہیں دیں گے تو قبر پر طواف کون کرے گا۔ سجدہ
کیسے کرے گا۔ ہائے تو حید و پھر بھی باقی رہی۔

مشہد مرحوم نے بات تو کوئی بھی ایسی نہیں چھوڑی جو انبیاء و صلوات علیہم السلام کی تعظیم کی
جو اور اس کو تعظیم نہ کرتے ہوں مگر غضب یہی ہے کہ ہر جگہ تو حید و پھر خدا کا ذکر سنت
کی اتباع اور یہی برکت کی برائ کنی ہے۔

دیارات مذکورہ میں جو یہ لفظ واقع ہوا ہے:

اور کچھ کام کرنے کی قدرت نہیں،

مطلب یہ ہے کہ امور مذکورہ بالا میں کسی کو قدرت نیست و ہست کرنے کی
نہیں در نہ وہی صورت را بعد آ جائے گی یہ مطلب نہیں کہ کھانا کھانے پانی پینے نہ
پڑھنے کی بھی قدرت نہیں۔ اگر کوئی کسی کو امور عادیہ کی قدرت ثابت کرے گا تو
شرک نہ ہو گا۔ کیونکہ پہلے بن کا مہول کا ذکر ہے وہی مراد ہیں اور یہ فصل تو پہلے ہی ہوا

کی تفصیل ہے جو اکثر فیہادیر مزارق علی طاقست بشر یہ پہلے مذکور ہو چکے ہیں رہی رسول بھی
مرو ہیں۔

اتھار ہر تھارے کران تو بدلتوں میں شمس فقر سے مذکور ہیں جو بتاتے ہیں کہ تھوڑے
الایمان کی عبارت کا مطلب صرف استعانت بالغر کی جتنی ہی سمجھتا ہے۔ وہ
واقعی ان میں قدرت و اعتراف ثابت کرنا بالفاق شرک ہے چاہے یوں سمجھنے کہ
بزرگان دین کو خود بخود قدرت ہے یا خداوند عالم نے یہ قدرت ان کو بخشی ہے
وذلك ما اردنا لا الحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً و الصدوق والسلام
علی رسولہ علی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم و علی آلہ و صحبہ و اولیائہ اجمعین
بحکمک یا ارحم الراحمین

التمیزی قدرت کے قربان جانیئے کہ تو نے اپنے اضعاف مبارک سے یہ کام
پورا کروا۔

الانصر صحت و سلم علی من یتقونہم الکالیجات و علی آلہ و صحبہ
و بانیہ و سلم

مولانا اسماعیل صاحب شہید روم کی کامت کہ جو کلام مخالفین کے نزدیک غیر متفق
اتاقیل اولان کے مفروضہ مطلب میں اطمینان تھا جس کے متعلق ہی خود حضرت مرحوم ہی
نے بیان فرمادینے تھے اور اب خود ترجمہ بھی نہ تھے جو ان سے دریافت کیا جاتا
کہ آپ کی کیا رائے ہے لیکن انہیں کے کلام سے مطلب واضح ہو گیا اور گویا ان ہی نے
فرمایا کہ میرا مطلب یہ ہے اب دیکھئے بدعت کیا رنگ و روپ داتی اور نیا گل
کھلاتی ہے۔ دیکھئے کون صاحب حق کا قول فرماتے اور کون مرے کی وہی ایک ٹانگ

گاتے ہیں۔

جن بزرگان دین کی عبارتیں استعانت، بالغیر میں خوانین نے نقل فرمائی ان سے زیادہ پُر زور عبارتیں تو منصب اہمیت اور اس کی مستقیم کی میں جو ہم نے نقل کی ہیں کاش یہ صاحب ثبوت استعانت ہی میں ان عبارات کو پیش فرماتے اور جو حضرت مولانا مرحوم کے معتقدین تھے ان سے کہتے کہ تم استعانت بالغیر کو منع کرتے ہو اور تمہارے مقتدا اور پیشوا اس زور سے ان امور کو ثابت کرتے ہیں تو اس وقت اگر ہم کو ایک ہی دو عبارت کا جواب دینا پڑتا ہے تو اس وقت ایک سو ایک عبارت کا جواب دینا ہوتا اور بجائے تین سو ساٹھ دلائل کے خان صاحب کو چار سو آٹھ دلائل ہاتھ آتے۔ لیکن یہ کیوں کیا اس وجہ سے کہ اس میں حضرت مولانا کی تفصیل تفسیق، دہانی، نجدی، کافر ہونا تو ثابت نہ ہوتا جو اصل مقصود ہے یہ مطلب ہی ان کے پیش کرنے سے حاصل ہوتا۔ مسطور ہی ان سے ثابت ہوتا مگر ان تقویۃ اللہ علیہ کی طولا کاٹ عبارت پیش کرنے سے حرام میں تو خش پیدا ہو گیا اور ایک عالم باطل صوفی صافی سے لوگ بدگمان ہو کر مقلد نے مسیحت ہوئے غرض فیضان جنتاں اس صورت میں خوش ہوا اس صورت میں نہ ہوتا۔

گو یہ مزدقہ تھا کہ اس صورت میں ایک درجہ میں مندر بجھے جاسکے کہ عبارت اس قدر کثیرہ دائرہ زائدہ تھیں کہ آدمی دھوکہ کھاسا تھا اور جو صورت اختیار فرمائی ہے اس میں تو بجز جملہ نام یا علی سرحد کی بددیانتی اور خیانت کے کوئی احتمال ہی ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

یہ جو سنا تھا کہ برائی بد شکونی کے لیے اپنے ناک کاں کٹانا یہ اسی کی مثال

ہوگی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے آمین۔

اب مفاد خدا کے متعلق ہیں کچھ بھی عرض کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی، مگر شاید کوئی شخصوں کو ہاتھوں سے بنادہ تمام سیار کے شعبوں سے قطع نظر کر کے یہ کہہ دے کہ صاحب جواب نہایت مدلل بات بالکل لا جواب ایران انصاف نقل عبارات سیاق و سباق قرآن تعظیہ تعظیہ کے مطابق اس میں کسی کی تفسیل تفسیق وغیرہ بھی نہیں ہوتی مسئلہ میں بھی نہی خوشی اتفاق ہو گیا اس سے بڑھ کر تو کوئی بات ہی نہیں مگر غصہ یہ ہے کہ بڑے بوڑھے جو کہتے چلے آئے ہیں کہ تفسیر ایران کی عبارت کا مطلب یہی ہے آدمی جو متبر ہیں ایک نہیں دو تین چار پانچ اس سے بھی زیادہ اور بڑے بڑے معقولان کا کتنا کیسے غلط ہو سکتا ہے۔

کوئی شخص دور ہے تھے کسی نے دریافت کیا کہ میرے دوستے کیوں جو فرمایا کہ بیوی ماٹھ ہو گئی جواب دیا کہ بندہ خدا تم تو زندہ ہو پھر بیوی کیسے مانڈ ہو گئی فرماتے گے کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں مگر گھر سے جو آدمی آیا ہے وہ متبر ہے اس کا کتنا کیسے غلط ہو گا۔

آج بنا پر ہم کو بھی یہی جواب عرض کرنا پڑا ہے عمارت سب کے سب مل کر تیرہ دسویں پالیسیوں میں سڑھک ٹھک کر رہا ہے کہ وہ کہہ کہ گویات تو یہ بھی ہے مگر آدمی متبر یہ کہتا ہے کہ تفسیر ایمان میں مطلق ہی قدرت و تصرف کو چاہے خدا داد ہو چاہے خالق ہوا موردیہ میں ہو یا غیر ملایہ میں سب ہی کو شرک و کفر کہا ہے اس کے سوا کوئی کچھ مطلب کے چاہے کیسے ہی وہاں تفسیر رکھتا ہو دین و ایمان سب جائے انصاف نہ رہے جا ہی گلائیں مگر کسی کو دمنہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

ایک دو انبیاء عظام اولیائے کلام ہوتے تو چھوڑ بھی دیتے ایک تو ان
 کی تعداد بے شمار پھر پشتِ پا پشت سے ان کی مباتوں میں ہورہی ہیں اور نقطہ میں تو
 نہیں شیخ سعد زین خان کا لوشہید موت پریت چڑھیں دیو پر مایاں نیچے اوپر
 والے جنات سفیاطین۔ ان سب کو کس دل سے چھوڑیں سو
 انکی طرف سے دل نہ پھر لگا کر دستوں
 اب ہچکچا یہ جس کا طرفدار ہو چکا

اور ہم اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّ مَقْلَبَ
 يَقْلِبُونَ وَمَا يَنْفَعُكُمْ تَعْلَىٰ إِنْ أَرَادَتْ أَنْ يُنْصِرَ لَكُمْ كَانَ اللَّهُ مَرِيضًا
 أَنْ يُغْوِيَكُمْ ۖ مَا قَدْ زَلَّ اللَّهُ سَبِيلَهُ ۚ قَدْ هَمَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
 وَهَلْ يُغْوِيهِمْ وَهَلْ أَبْعَادُ هَوَاهُ شَاوِفًا۔
 ہاؤ جہنم میں۔

لیکن نہیں شاید ناگتف بر بعض کا علمی کہ ہر سے قبلہ نے بدعات میں اور ان
 معزات کی نہ نبی چوڑی تحریرات اور کئی کئی سطروں کے القاب دیکھ کر گمراہ ہو
 گئے ہیں۔ ہدایت ہو جائے اور جنت اشد تعالیٰ علی وجہ اکمال ظاہر
 ہو جائے۔

آپ کا ہر عرض ہے کہ تمام ہندوستان جس کے بدعتی متعدد ہوجائیں یہ خط انوائیں
 ٹوٹے کی شدت ہے تمام مصدقین اور معارفین کو بھی ساتھ لے لیا اور جواب کی نگاہ اب
 ہم ہندوستانی دھولہ و درتہ و اعانتہ عرض کرتے ہیں کہ گورسیاں و سابق قرآن مطہرہ تعالیٰ سے وہی معنی ہیں
 جو عرض کئے گئے مگر اکیں خالص اب ہم وہی معنی شہد عجم کے کلام کے ہیں جو اب جملہ کتب بیان فرماتے

میں احد معنی ہے کہ وہ بھی صحیح ہیں مگر اس میں بھی آپ نے قطعی ہی کیا بہت سی
خلاف کی اور یہ لازمہ مدت ہے جب تک اس منوں نصرت سے بچے دل سے توبہ
دکڑ گئے عجب سلیم مطالبی ہو گا۔

آپ حضرات پر فرمائیں کہ شہید مرحوم نے مطلق قدرت و تصرف کو مطلق
افراد انسانی اولیاء انبیاء علیہم السلام شیا طین جبروت پر ہی ذمہ سے خالق معنی سب
سلب کر دیا اور یہ خلاف حقیقہ الی منتہی و الیما ص ہے۔

یہ عرض کرتا ہوں کہ میں دل کھل کر تعظیم فرمائیے بلکہ تمام ذکر محبت و عذاب
و نیو و جلاوی اللہ تعالیٰ کو نے بیٹھے اور فرمائیے کہ شہید مرحوم سب سے
سلب کی کرتے ہیں اور میں نہیں بکرو اس کو ثابت کرے اس کو مشرک کا فرمایا
سب ہی کہہ فرماتے ہیں۔

اللہ ہم بھی اس کے مصدق ہیں کہ شہید مرحوم نے جو کہا جو فرمایا
بالکل صحیح ہے۔

تقدیر پر گویہ دیدہ گوید

لیکن فقط اس قدر عرض ہے کہ شہید مرحوم سے یہ دریافت کر لو کہ آپ کی ولایت
مقدرات و تصرف سے کیا ہے کیا یہی قدرت عزمینہ ہما اور مادیر میں مادۃ ثابت
ہے جس کی بنا پر انہی جنات و فریو فاعل متذکرے جاتے ہیں جس کی بنا پر وہ
مسکف ہیں ان کی مدد و ذمہ ہتی ہے یا قدرت و تصرف کے یہ معنی نہیں اگر وہ پہلے
معنی بیان فرمائیں تو آپ گہی کے حراز جلائیے۔

اگر کوئی دوسرے معنی بیان فرمائیں جس کا ثابت کرنا آپ ہی شرک و کفر و

اللہ بے دینی ہی نہیں رہتا تو پھر انصافاً آپ کو کیا کرنا چاہیے آپ ہی فیصلہ فرما
 لیجئے۔ ایک شخص عالم متبحر کے کلام کے معنی ایسے غلطیے جانیں جو عقل و نقیص
 انسانیہ کی حیوانیت کے بھی مناسب نہ ہوں، دنیا میں کوئی بھی تعلیم دے کر سکے اور
 اسی کے کلام سے اس کے صاف معنی وہ بن سکتے ہوں کہ موتی میں کدورت ہو
 گرائیں اس قدر بھی نگہ نہ ہو تو آپ ہی فرمائیے کہ پھر بھی جو اسی غلطی معنی کو
 کہے اس کی جہالت یا دیانت کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی۔

”سُنئے ہم عرض کرتے ہیں۔ شہید مہم فرماتے ہیں کہ:

”اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تعریف کرنے کی قدرت نہیں دی“

پھر جو امور فتنس یا بھاری قضاے میں ان کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اور قدرت تعریف کی ثابت کرتی“

دوسری جگہ فرماتے ہیں

”یہ بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے

داسطے خاص کر رکھی ہیں اس میں کسی کو شک نہ کیا چاہیے“

اقلیات میں ان کو فرماتے ہیں:

”دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں لڑائی سے تعریف کرنا“

پھر فرماتے ہیں:

”یعنی اللہ صاحب تعریف ثابت کرنا ممکن شرک ہے پھر خواہوں بکے

کران کاسوں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہوں بکے کہ اللہ نے

ان کو ایسی قدرت بخشی ہے“

ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اب تمام جہاتوں کا مطلب یہ ہے کہ عالم ایجاد اور تخلیق میں کسی کو تصرف و قدرت
یعنی نیست سے هست اور عدم سے وجود عنایت فرماتا جو اس کی صفت تخلیق اور
مکونین کی ہے جس کو کرد میں پیدا کرتا کہتے ہیں وہ تصرف اور قدرت سوائے خدا کے
کسی کو ثابت نہیں اعلیٰ و برتری کی صفات منقسمہ میں سے ہے۔ اس کو اگر کوئی ولی
نہی میں بیعت شیطان کو ذاتی ثابت کرے کہ وہ خود بخود اس شیا کو پیدا کرتا ہے تو
یہ کفر و شرک اور بے ایمان اور گریہوں کہے کہ خدا نے کسی کو تصرف کرنے کی قدرت
عنایت فرمادی ہے۔ اور وہ اپنی قدرت عطا کر کے وجود عنایت کرتا ہے اور نیست
سے هست بناتا ہے اور یہی خالق ہے۔ تو وہ بھی شرک اور کافر ہے۔ واللہ اعلم
بکل شیء، اس کا اشارہ ہے۔

اس میں کوئی کام نہیں کہ آگ سے گرمی پانی سے برودت، آفتاب سے روشنی
مزدہمق ہے مگر کوئی یوں کہے کہ آگ حرارت کی اور پانی برودت کا اور آفتاب روشنی
کا موجد اور کون اور خالق ہے۔ اور خدا نے ان اشیاء کو قدرت عنایت فرمادی
ہے اور اسی قدرت عنایت سے یہ اشیاء اپنے اثرات کو ایجاد اور وجود عنایت
کرتی ہیں تو وہ ایسا ہی کافر ہے جو یوں کہے کہ یہ اشیاء اپنے اثرات کو خود بخود
پیدا کرتی ہیں علیٰ ہذا القیاس بنیاد عظیم السلام اور اولیائے کرام سے ظہور معجزات
و کلمات و مخلوق عادات ہے شہرہ ہوئے اور قیامت تک کرامت و معجزہ جاری
ہے مگر خالق ان تمام امور کا خداوند ہے عالم مکونین و تخلیق میں کسی کی جڑ کی تلاش نہ کرنے
کے لیے تصرف فرماتا ہے جس سے وہ امر خلاف عادت جلوہ پذیر ہوتا ہے یہ

نہیں کہ انبیاء عظیم اسلام یا اولیائے کرام یا جہات شہیائیں بھوت پری اور تحریف کرنے کی قدرت خداوند عالم نے بخشی ہے اور وہ اس قدرت عارضی سے ان امور غارقہ للعادت کو پیدا کرتے وجود حیات کرتے ہیں ایسی قدرت کوئی اگر کسی کو ثابت کرے پھر عیا ہے بلکہ کچھ کرے قدرت اس میں خود بخود ہے یا یوں کہے کہ خدا نے ان کو یہ قدرت حیات خدائی ہے ہر صورت میں شرک ثابت ہو تا ہے اور وہ اور انہی جمل شرک میں مطلق برابر ہیں۔

اب حوا میں اور جملہ مخالفین کی حدیث مالہ میں عرض ہے کہ اگر آپ اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ تو ائمہ شیعہ لکھ دیے کچھ کرے عقیدہ شرک والہ اور اہل سنت و الجماعت کے خلاف ہے پھر ہم کو مولانا مرحوم کے کلام سے صرف اس قدر ثابت کرنا ہے کہ مولانا مرحوم کی واقعہ اس کلام سے یہ مراد ہے اور یہ مراد انہیں کی ہے ہمارا تراشیدہ اور طراشیدہ اور متعلق کا فہم نہیں۔

بس پھر بھی مطلع صاف ہے اور مخالفین کی ایک حدیث سے زیادہ کچھ شخص آج میں میں دیکھنے کی اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایک اہل اور وحدت کا یہ پھوٹے بڑے متولی متولی مطلب در کچھ اور کچھ اور جس طرح اس صاف مطلب میں یہاں مٹو کریں کھائی ہیں اور مطالبہ میں ہیں اس سے زیادہ منہ کے بل کرے ہوں گے کہ ان حضرات نے دل کے پھوٹے پھوٹے سے ہیں۔ شہید مرحوم سے فقط حدیث تلمی ہے۔ اور کوئی بات نہیں اور کلام کا فن جمع نکل سکتا تھا۔

اور اگر اس عقیدہ میں آپ ہم سے مخالف ہوں تو ہم اشد کتب متبرہ سے ثابت

فرمائیں کہ خداوند عالم کے سوا اور بھی کوئی خالق اور موجد اور عالم مگوین میں تصرف کرنے والا ہے قدرت ذاتیہ نہیں۔ قدرت عرضیہ عطا کی ہوئی ہے سے عالم میں اور عطا دینا یا غیر عطا دینا کا خالق ہے اور یہ قیدہ شرک نہیں بلکہ اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہی مخالف مفضل کافر مخالف اہل سنت والجماعت ہے۔

تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی تو یہیں ہیں خدا تعالیٰ تو عطا فرمائیں۔
مگر نہیں امید یہی ہے کہ غلام صاحب شاہ جہان پوری کی طرح اور خواجہ مخبرہ بھی اس میں ہی فرمائیں گے کہ ہم تو تم سے بھی پہلے ایسے قیدہ والے کو کافر شرک بدین اہل سنت والجماعت سے خارج کہتے ہیں۔ مگر یہ مطلب تو پہلے سے بھی زیادہ تمہارا تراشیدہ ہے اور ایسے مطالب اگر کوئی بیان کرے گا تو یہ سخت الشریٰ کو عرض معطیٰ بنانا ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب کا یہ ہرگز مطلب نہیں وہ تو مر گئے ان کی مراد کیسے معلوم ہو اور مہارت سے یہ مطلب بھل ہی نہیں سکتا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ غلطی سے دل سے ٹپٹے اور جلدی نہ فرمائیے جو مجاہدین آپ نے بارہا ملاحظہ فرمائی ہو گی انہیں سے یہ ثابت و متفق ہے کہ آپ حضرات نے نظر انصاف دیکھا ہی نہیں ہے

چشم بامد لیش کہ برکات باد
غیب فایند چشمش ہنر

۱۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق میں دلی اس سبب سے کہ اس بزرگ پر بڑی حدت

رکھتا ہے۔ غیب غیب سے ایک لطیفہ ظاہر کرتا ہے جو اس طالب کی حفاظت کا سبب بنتا ہے اور یہ لطیفہ جو ہم من الوجہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر اس عزیز کو اس معاملہ پر مطلق اطلاع نہ ہو بلکہ اس لطیفہ کا اس طور پر ظاہر ہونا کہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہو بعض اس بزرگ کی زیادت و بجا بہت کے لیے پردہ غیب سے ظاہر ہوا ہے جیسے منقول ہے کہ حضرت رومسف علی نبینا و علیہ السلام جب زلیخا کے ساتھ خلوت میں تہنا ہوئے الخ

(مراد مستقیم ص ۱۵۸)

۲۔ پہلے دوست ہے چوئی کا تصور کرتا چاہیے اور اس کا طریق یہ ہے کہ ظہور افعال کے اعتبار یا کسی اور طرز سے ذات پاک کی وسعت کو ذہن نشین کریں۔ لیکن ظہور افعال کا اعتبار اس طرح ملاحظہ کریں کہ ہر حرکت کے پیچھے جو جہاں ظاہر ہوتی ہے حقیقت میں محرک وہی ہے پس اگر چہ نوٹی کا پاؤں ہوتا ہے تو اس کے بدلنے سے ہوتا ہے اور اگر ٹنک الافلاک گردش کرتا ہے تو اس کے بدلنے سے گردش کرتا ہے اور اگر ہم اس کی تحریک کا طریقہ اور سبب دریافت کرتا چاہیں تو بے چوں اور چگون کہنے اور ایس کثرت شیئی کے پردہ دینے کے سوا کوئی امر معلوم نہیں دیتا۔

(مراد مستقیم ص ۱۲۹)

۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوار خوارق عادت کے موجب ہیں ورنہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس کے کیا معنی ۱۲ منہ رخصت

۲۔ اور ان ائمہ کی ترمیم کا یہ سبب ہے کہ اس امر کا جو سبب سے تمام حرکات و سکنات اور اسباب و مسببات کا صدور اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی طرف سے اس واسطے اس کے دل میں منعقد ہو گا کہ کسی ایک تاثیر سے جو اس کو غفلت نہ ہوگی اور امید و خوف اور محبت صرف اسی پاک ذات سے متعلق ہو جائے گی اور سالک کی نظر میں اس غیر کا کچھ اعتبار نہ رہے گا اور نیز کوئی طرف آلودگی کا جیسے کرمب کے ہاتھ میں تلخ ایک آکر ہے۔

(مراد مستقیم ص ۱۲۵)

۴۔ صاحب اس امر کو ایک ہی حاصل اور ایک ہی موثر ہر فعل اور جنبش و سکن میں ظاہر ہو جاتا ہے وہ حاصل متعلق کی ذات پاک ہے۔

(مراد مستقیم ص ۱۲۷)

۵۔ پس میں جواب دیتا ہوں کہ اگرچہ تمام مخلوقات بلا واسطہ اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہے لیکن اس حکیم مطلق نے اپنی غالب حکمت کے تقاضے سے بعض چیزوں کو بعض موجودات کے ساتھ گھانٹ دیا ہے اور مسببات اسباب کا سلسلہ پیدا کر دیا ہے جیسے آفتاب کا جسم اور اس کی روشنی اگرچہ دونوں بلا واسطہ اور بلا حجاب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں۔ لیکن روشنی اور آفتاب کے جسم میں اس لحاظ سے کہ ایک خاص ربط پیدا کر دیا ہے کہ اس ربط اور پیوند کی وجہ سے آفتاب کو سبب اور روشنی کو مسبب کہتے ہیں۔ پس یہی قیاس کرنا چاہیے کہ اگرچہ جتنے فعل اور قول کو ارادہ والی چیزوں سے صدور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں لیکن ان فعلوں اور ارادوں میں سبب اور مسبب کا بوڑھا اسی مطلق حکیم نے اپنی حکمت

کے مقتضائے واقع کو یا ہے اور اسی طرح ارادوں اور پیغمبروں کے بھیجئے اور
اور کتابوں کے نازل کرنے اور انہیں عیسے مذکورۃ الصدرا امور کے درمیان سبب کا
ملاقہ مضبوط کر دیا ہے الخ

(حواشی مستقیم ص ۵۴، ۵۵)

سبحان اللہ العظیم و بحمدہ یہی وہ حضرات ہیں کہ جن کی شان ہے
در کلمے جام شریعت وہ کلمے شندلی مشق
ہر جو سنا کے مدائید ہام و شندلی ہاتھ

ہے۔

عظمتِ خداوندی اور توحیدِ ذاتی اور توحیدِ صفاتی کو دیکھنے کو پھر عالم میں بجز مولو
فات آقی کے کوئی بھی نہیں ہے اور انبیاءِ عظیم السلام اور اولیائے کرام کے تقرب
اور مراتبِ عالیہ اور مناصبِ فائزہ کے بیان پر نظر کیجئے تو ان کی ہمتِ توحید سے
زمین و آسمان کا انتظام بھی ہے ان کے وسیلہ، ذریعہ، واسطے سے نزولی وکرات
بھی ان کے لیے شجرتِ معجزات و کرات بھی نہ توحید کے جلوہ میں انبیاءِ عظیم السلام
اولیائے کرام کی عظمت کا انکار ہے زبان کے مظاہر صفات ہونے کی وجہ سے ان
کی خدائی کا اقرار۔

نہ کفار و مشرکین کی طرح ان کو خدا بتا کر معبود بنایا نہ اہل بدعت کی طرح ان کو صفات
مقتضیہ بالی تعلق کا مظہر بنا کر بالذات اور بالعین کے فرق سے دل کو ٹھنڈا کیا نہ
غیر مقلدین و تابعین کی طرح حضراتِ انبیاءِ عظیم السلام و اولیائے کرام کی شان
میں گستاخ اور ان کی کرامت کے منکوحہ اہل بدعت کی طرح ان کی خدائی کے

اثبات میں مصرعہ

یار لاپاس لوب اور لاپاس ہے

تار تھتا ہوا کرتی ہوئی فریاد رہے

ایں افراد تقریباً نے تو عالم کو تباہ کیا ہے اگر ایسے علماء جامع شریعت و
طریقت نہ ہوتے تو اسلام اور حق کا پتہ کتنا دشوار تھا۔

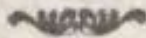
خدا صائب فرمایا ہے اس میں آپ کو کیا خلافت ہے فاعل یقیناً عالم میں ایک
ہی ذات باری تعالیٰ ہے۔ وہی تمام اشیاء کا خالق و موجد ہے کسی میں ایک ذرہ
ہونے کی قدرت نہیں مگر کوئی یوں کہے کہ حقیقتہً ذرہ کا ہونا نے دلائل زید ہے۔ اگر پر
وہ حرکت اس قدرت مطلق سے ہے جو اس نے دی ہے غرض قدرت کو ذات
کے یا علیہ باری تعالیٰ ہر صورت میں شکر ہے۔

ہاں علاوہ جو تعلق اسباب و مسببات میں ہے وہ بھی صحیح ہے ظاہر میں
اس کو سبب اور اس کو سبب کہیں گے مگر حقیقتہً جیسے زید اور اس کی تمام صفات
کا خالق بلا واسطہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سے زید کی حرکت اور ذرہ کی حرکت
کو بھی وجود اسی نے عنایت فرمایا ہے۔

جیسے ذرہ کو وجود عنایت فرمائے والا اللہ تعالیٰ ہے اگر کوئی ذرہ کا خالق زید کو
کے گو قدرت عنایت ہی ثابت کرے اور یوں ہی کہے کہ خدا نے جو اس کو قدرت
عنایت فرمائی تھی اسی قدرت عنایت سے زید نے ذرہ کو پیدا کیا ہے۔ تب بھی
ویسا ہی کافر ہو گا جیسا کہ زید کو قدرت ذاتیہ سے خالق کہنے کی صورت میں
کافر ہوتا۔

اس صورت میں حضرت مولانا مرحوم کا کلام بالکل مام رہا۔ بلکہ بالکل متفقہ و متشکل کا
 مل کر نایہ صرف خدا ہی کا کام ہے کسی کو عالم میں تعترف کرنے کی قدرت نہیں کہ وہ
 ان اشیاء کو نیست سے هست کرے اور عدم سے وجود میں لائے پھر یہاں ہے
 یوں سمجھئے کہ اس کی یہ قدرت خود بخود ہے خواہ یوں سمجھئے کہ اللہ نے اس کو ان کاموں
 کی قدرت بخشی پھر صورت شرک ہوگا۔

یہ معنی بھی حضرت مولانا مرحوم کے کلام کے چر سکئے ہیں اور اس میں بھی نہ کسی
 سے نہایت ہے نہ اختلاف، نہ جھگڑا نہ قطعہ۔ مگر وقت تو یہ ہے کہ ان معنی میں بھی
 مولانا مسلمان ہی رہتے ہیں اور کلام کا وہ مطلب ہوتا ہے جس سے کتب اسلام
 جبری ہوئی اور صوفیائے کرام تو اس بارے میں اس سے بھی زیادہ اس قدر مستغرق ہیں کہ
 ان کا تو متوال یہاں تک ہے سے



ملے حاصل یہ ہوا کہ اتویہ الہیائیں مطلقاً قدرت و تعترف کی مطلقاً غیر سے نفی فرما کر اس کے اثبات
 کو شرک فرماتے ہیں اور یہ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ یہاں ہے یوں سمجھئے کہ یہ قدرت تعترف ان کو خود بخود
 ہے یا یوں سمجھئے کہ خداوند عالم نے یہ قدرت تعترف بخشی ہے ہر صورت میں شرک ہوتا ہے۔ تو اب
 دیکھنا چاہیے کہ الہی قدرت تعترف کون سی ہے جو ذاتی ہو یا عرضی ہر صورت میں شرک ثابت ہو تو ظاہر
 ہے کہ وہ قدرت تعترف یعنی ایجاد و ماضی کے بعد و پسہ کہ جو کسی غیر اللہ کے لیے الہی قدرت ثابت
 کرے ہر صورت کا شرک ہوتا ہے اللہ یہ عبارات مذکورہ اس مضمون پر دلی ہیں کہ بایں معنی
 عالم تعترف کوئی نہیں تو اتویہ الہیائیں کے کلام کا معنی یہ معنی صحیح ہونے چاہیے اور نہ خلاف

کہ ہر شخص دل میں جڑ درست!

ہر پرہیزگار کو نظر درست

اور اس سے بھی زیادہ۔ مگر حضرت مولانا جس درجہ کی بات فرماتے ہیں وہ تو میں
شریعت و طریقت ہے۔ اس سے تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔

اس نہایت صاف تقریر پر شاید کوئی بہت ہی صاف دل یوں فرمائیں کہ صاحب
ان عبارت میں تو عام ایجاد کی بات کہی گئی ہے۔ خاص کو تعریف و تقدیر کا تو ذکر
نہیں اور تقویٰ الہیہ میں خاص تعریف و تقدیر کی نفی کی گئی ہے جو اپنے ہم پر غفلت
خطا ہے تو مولانا کے کلام کی کئی عبارت ایسی ہوتی چاہیے جس سے یہ معلوم ہو
کہ اس قدرت تعریف منفیہ سے ایجاد مراد ہے اور نہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں
کہ ایجاد خاص صفت باری تعالیٰ ہے۔ اور قدرت عرضیہ غیر کے لیے
خاصیت ہے۔

تو بآفاق عرض ہے بہت ایجاد یہ یعنی مبرز یا میرے حضرت شہید روم
کے یہاں بفضلہ تعالیٰ سب کچھ موجود ہے۔ مگر عقل و علم و انصاف
و ذہانت کی ضرورت ہے جس کے حوالین میں بہت کئی جگہ قسط
ہے۔

منصب امامت میں فرماتے ہیں،

”اس مقام میں تامل کرنا چاہیے کہ خرق عادت کس لیے اور کیونکر ظاہر

ہوتا ہے۔ اول کیلئے یہ ہے۔“ (ص ۶۲، ۶۳)

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

۶۔ رہا اس بات کا ذکر کہ خوارق عادت کا ظہور کیوں کر ہوتا ہے۔ سو بیان اس کا یہ ہے کہ جناب باری تعالیٰ میں جلالت علم نواز اپنی قدرت کا اس سے علم موجود اس میں اپنے مقبولین بارگاہ کی تصدیق کے بدلہ میں عیب و غریب تھمڑا فرماتا ہے نہ یہ کہ خوارق عادت کے صدور کی قدرت اس میں پیدا کرتا ہے اور اس کو اس کے اظہار کے واسطے امور فرماتا ہے۔ حاشا تو عالم الہیاد میں تصرف کی قدرت میں قدرت برائی کا نام نہ ہے قدرت انسانی کے آثار سے نہیں۔

(منصب لائٹ ص ۱۲۲)

ہمارے متقول منصب لائٹ ص ۱۲۲ کے بعد جس میں بزرگان دین کا وصال فیوضِ نبویہ میں وسیلہ اور برکات وایجادات و تصرفات مکتوبہ میں واسطہ ہونا بیان فرمایا ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے ان بزرگواروں کو تصرفات پر مشغول اظہارِ قوا و اشعار سرسبزی نباتات بقائے انواع حیوانات آبادی قرنی و امصار و تغلب احوال ادوار و تحول، اقبال و ادبار، سلطین و انقواب، حالات و انقیاد و ساکن و قری و تنزل، اصناف و اکابر و ایمان و تفرق جنود و مساکد و دفع بل و دفع دیار و اشغال و کسب میں واسطہ بنایا ہے۔

اس کے بعد مدیف چالیس ابدال وانی بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ شام میں رہتے ہیں ان کی دہر سے بارشِ نعمت علی الاعمار و فیوض ہوتی ہے۔

پھر فرمایا ۴۔

۴۔ اور وساطتِ ملک امور مذکورہ میں زمین دہر پر ثابت ہوتی ہے اول نزولِ برکت کا حال سننا چاہیے۔ جس طور پر کہ حق جل و علی نے اپنی مکتبہ بالغہ سے برم

آفتاب کو عالم کے نزدیک لانے کا واسطہ فرمایا اور دوائی سما کی عظمت قرار دیا ہر چند کہ فہرہ کا پھیلنا اطراف عالم میں اور سیاحی کا دور پہنچانے کے زمین سے محض اس قدر ہی بڑی تھالی کی قدرت کا واسطہ ہے جو کوئی آفتاب کو خالق نور مقرر نہ کرے۔
البتہ کافرین جادوے۔

لیکن عادت اللہ اس طریقہ پر باری ہوئی کہ جس وقت آفتاب طلوع فرماتا ہے تمام عالم پُر نور ہو جاتا ہے ایسے ہی مقرران نکلے ہیں اور بشر نکلے ہیں کا وجود یا جو ایک آفتاب ہے اور چرخ مکوس پر زلزلہ اور ایک قمر ہے عالم جبروت سے کہ شب تدا سورت میں تہاں ہے۔ لہذا ان کے نزول کے ساتھ ایک نور عجب الغیب سے نمود فرماتا ہے کہ سبب اصلاح علم اور انتظام اپنی آدم اور باعث گردش اور اور تغیر اطوار میں جاتا ہے پس جو کچھ تغیرات اور تعقیبات مذکورہ اطراف عالم اور اطوار اپنی آدم میں حادث ہو تے ہیں۔ یہ تمام ان کی قدرت کا واسطہ سے نہیں اور طاقت اسکا فی کے نتائج سے ہی نہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ جناب باری تعالیٰ نے ان کے عالم کے اہل میں تصرف کی قدرت مطلقاً کر اپنی آدم کے کا وہ باران کو تقویٰ کیسے کر یہ اہل انکی سے ان امور میں اپنی قدرت کو صرف کرتے ہیں اور یہ تصرفات گونا گوں اور تغیرات و تعلیموں عالم معلوم میں لاتے ہیں اس لیے کہ یہ بات متحدہ و متحرک محض ہے جو کوئی ان کی جناب میں ایسا عقیدہ لاسدہ رکھتا ہے بے شک مشرک و مردود ہے اور کافر مطرود۔

بالجہد نزول تقدیر الکی کسی مقبول بارگاہ کی وجہا ہست یا دما کی بنا پر امر و نہی ہے اور صدور تصرفات کو فی اسی مقبول سے اگرچہ باعرا اللہ تعالیٰ جو امر و نہی کر پدا میں اسام

ہے اور دوسرا محض کفر ہے

برہین تفاوت راہ از کجاست تا کجا

(منصب الماتر ص ۹۲-۹۳)

آپ جملہ حضرات مایان بدعت ماسلمان فرمادیں کہ اس میں آپ کا کیا فرق ہے۔ خواہ خوب غور کر کے فرمانا۔

جب جو حق صورت کو شرک کفر و الحاد فرما چکے ہو تو اس میں تو اس لام کا شائبہ بھی نہیں۔ اسی کو شہد مروج فرماتے ہیں۔

کہ خواہ چوں کہنے کہ حق تعالیٰ نے ان کو تصرف کرنے کی قدرت

بخشی ہے خواہ خود بخود جو ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے ۱

یہی ہے تو وہی معنی عام ہم نے لے کر ثابت کر دیا کہ تقویۃ الایمان ہے

اور اس کا تعلق واقعی تقویۃ الایمان ہاں تصرف کے معنی خود مصنف ہی کے کلام

سے بیان کر دیئے گئے کہ ہماری مراد کیا ہے۔ ہاتھی کے کھانے کے دانست اور

ہونے میں اور دیکھانے کے اور۔

کیفر کے بارے میں براہ امتیاز اور تقدس ظاہر فرمایا جاتا تھا اس کی حقیقت تو

موشن ہو گئی۔ فرمائیے اب ہم آپ صاحبوں کو کیا کہیں اور کیا کہیں۔

مولا ناموس سے کوئی ملازمت کی دیر نہیں صرف یہی ہے کہ وہ متبع سنت کیوں

ہیں، سنت کے ماشق سنت کے فدائی سنت کی زنجبت لوگوں کو کیوں دلتے

ہیں بدعت کی بڑکیوں اکھاڑ کر پھینک دی جناب اگر شہید مروج امدان کی تیغ دان

برعت کے سر پر نہ ہوتی تو آپ حضرات کیا کرم کرتے اور کرتے خدا ہی کو علم

۴

اب تو بہت مبہل مبہل کر قدم رکھا جاتا ہے۔ مگر جب غیر ہی میں بدعت نہ تو کیسے
 ہنگامی مکتی ہے۔ ان ائمہ قضا نے ہی غرق عادت کے طور پر کسی بزرگ کی کراہت سے
 کمود سے تو کمود سے۔

مگر غیر سے کسی بزرگ کو بھی تو آپ حضرات نہیں مانتے پرنسپل ان کو کاغذ از
 قدرت کا مالک سمجھ رکھا ہے اس دہرے ڈرتے ہیں خدا کی وجہ سے ان سے
 محبت نہیں۔

مخوف جلد سے حضرات کے کہ باوجود ان مفاد مذکورہ کے عالم میں تصرف
 اور قدرت ایمان و تحقیق صرف اسی ذات وحدہ اشرفیہ میں سمجھتے ہیں۔ پھر بھی نہیں
 اس دہرے کہ بندگان دین مقربان بارگاہ الہی ہیں۔ ان کی تعظیم و محبت کو اس دہرے
 سے نہ نفع و نقصان کی طبع و غور سے ایمان جانتے ہیں و یجیبی حقا
 ذی حقیق حقا پر عمل کرتے ہیں۔ انوار و نظریہ کی راہ سے وہ ہیں نہ ان کو
 خدا کی منصب اور اس کے کارخانہ کا مالک و معتد جانتے ہیں نہ ان کو امام لوگوں
 کی طرح بارگاہ الہی سے اجنبی جانتے ہیں بلکہ کارخانہ عالم کے دست و پا اور قدرت
 خداوندی کے آئینے سے دست و پا اور ان کی محبت کو ایمان اور عبادت کو
 موجب تذلّل جانتے ہیں۔ اس مضمون کا بیان سبیل السداویں داخل
 ہو۔

اب شاید کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ مطلب تو تقریر الایمان کا صحیح ہو گیا۔ مگر
 تمہارا یہ کہنا کہ تقریر الایمان کی ہدایت کا مطلب جو حقی صورت ہے یہ تو غلط

ہو گیا۔ چوتھوۃ الامان کی جبارت پر ہم آواز ایمان لاتے ہیں۔ مگر تمہارا دھوکا تو
غلط تھا۔

جواباً عرض ہے کہ آپ حضرات، مع جملہ مصدقین تو بہ نامہ شائع فرما دیں کہ ہم
نے تقوۃ الامان کا مطلب اور ہمارے اکابر نے ایک مدی سے جو کچھ اخبارات
خط تھا۔ اور اب صحیح مطلب کچھ یوں آگیا۔ اور واقعی ان لوگوں کو معمولی اور جبارت
کے سمجھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے تو پھر ہم بھی تسلیم کر لیں گے کہ تقوۃ الامان
کی جبارت کا مطلب جو حقی صورت نہیں ہے۔ یہ ساری جہد و جدوجہد تو اسی لیے
مندی کہ اس کا مطلب صحیح جو حقیقہ صحیح ہو گیا تو اصل مقصود حاصل ہو گیا۔ طریق خاص
تو مطلوب نہیں مقصود اصل و عمول الی مطلب ہے۔

شاہد کہ از قبیل دامن کشان گذشتی

گوشت خاک اہم برابر تر باشد

بلکہ تقوۃ الامان کی جبارت بھی صحیح ہوئی اور مسئلہ استعانت با غیر میں بھی آپ
سید سے ہو گئے ذلک ما اودا۔

اور یہ ترغیب آپ کی دلوں کے لیے عرض کیا گیا ہے مگر کوئی صاحب ایسا
فرمائیں گے تو پھر ہم کچھ اور بھی عرض کریں گے۔ اور ابھی عرض کر بھی چکے ہیں۔
کوئی ملتیت کی بات آپ کی جانب سے فرمائے تو سہی۔ بہبود ملت و ملت
کا مقابلہ ہی کیا۔

لہذا جو ہر تعلق کے مطلب صاف ہو گیا اور گو کام طریق ہو گیا مگر خدا پنا ہے بات
بھی ایسی صاف ہوئی ہے کہ اہل انصاف پسند ہی فرمائیں گے ہاں طول ہے مگر فضول

نہیں اور اس کی بھی ضرورت اس درجہ سے ہوئی کہ مخالفین کو اپنے علم و فضل معقول
و منقول پر ٹھانڈا نشانہ لگا دیا۔ اس وجہ سے اس قدر عرض کیا تاکہ ان صاحبوں کو اگر خداوند
عالم انصاف مرحمت فرمادے تو اپنا مبلغ علم اور تقویٰ و درجہ سب معلوم
ہو جائے۔

حضرت مولانا مہم کے کلام پر ایک صدی سے مخالفین طبع آزمائیاں کر
رہے ہیں اور یہ مسئلہ مرغل ہوتا ہے۔ اور اس میں اپنی جانب نہایت قوی بھی
جاتی ہے، سو اس مسئلہ کی برعادت ہے کہ بیوں السداد بغضہ تھامے ہوا
مسلم ہو یا صرف وہ باتوں پر اعتراض قیادہ بھی نفس مسئلہ سے بے تعلق ان کی تیقہ
اب کھلی۔

بس سب کی کرشمہ کر دیا جیسے کہ اس رسالہ کا جواب لکھ دیں۔ ایک دو
تین فرامین ہی نہیں تمام ہندوستان کے بدعتیوں کی بائیں۔

میں بھی تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بھی ہندوؤں کی برکت اور کرامت بغضہ تھامے
خاں ہے، ساری خدائی ایک طرف فضل الہی ایک طرف۔

اگر جواب نہ لکھ سکیں تو اس مسئلہ میں تو برنامہ شائع کریں۔ اور پھر کسی بات
میں مولانا اسماعیل صاحب مہم کی جگہ ادا کریں۔ کیونکہ اس میں حقیقت سب کی
معلوم ہو گئی۔

وہ سب متفق ہو کر ایک کو عبادات متعارف نہا میں سے پیش کریں اور اس
کا مطلب اپنے نزدیک متعین فرمادیں اور اس کا خلاف اسلام یا مخالف سنت
والجماعت ہونا قطعاً ثابت کر دیں جس میں تاویل صحیح نہ ہو سکے اس کا جواب اگرچہ

سے میں تو تمام فکر گفتگو کا مورا مار چم کے متعلق نام نہ نہیں بلکہ اول و کو بھی محبت
کر جائیں۔

اور جیسا اپنی باتیں جہادوں کا مطلب آپ صاحب بیان فرمائیں گے اسی
طرح ہم بھی بیان کر دیں گے ورنہ ویسے اگر اپنے ایمان کو گالیاں دے دے کہ
بڑا بد کرتا ہے تو ان کو اختیار ہے۔ ہمارا کیا نقصان اگر محبت ہے تو تو بہتر
شائع کر کے جہاد مت متعین فرماؤ ورنہ کیوں اور زیادہ ذلیل ہونے کو دل چاہتا ہے۔
آخر قیامت منور آنے والی ہے تمہارے خدا۔

ہاں یہ ہمارا بغض تھا تو دعویٰ ہے جس کو دوسرے سے کہتے ہیں کہ اہل بدعات
یا قرآن کو جو بر غلط بدعت فہم کا احاطہ ہی نہیں رہا کہ صاف بات کو الٹ سمجھتے ہیں
یا قصداً خلاف ایمان و دیانت کرتے ہیں۔ اور اس کی دلیل بندہ کے رسائل اور یہ
رسالہ ہے خان بریلوی میں ان کے اذتاب میں ہمت ہو تو مستعد ہو جائیں۔
دنیا بھر کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ مگر بندہ کو تو اب اس سے بھی مزید کدیراست

ہم اس کو بھی ہزار بجھتے ہیں مفتحم
اُنیں غلطیوں کے شکایت مجھے ہوئے

مگر تان صاحب بدست ہوشیار ہیں گالیاں تو مجب دیں جو جتنی اپنا مسامحہ کرنا
میں ایک نہیں مدد میں چہر اب براہ چھٹا ہو گیا۔ جی
خوشی میں ہمارا کہ گفتگو نہ کیا

نہایت کام سبیل السلام کے متعلق ہم پروردگار سے ایک نوید کہ ہم نے جو
جو مٹی صورت کو مختلف فرما کر اودے کر مخالفین کا عقیدہ بتایا تھا یہ ہمارا ہستان

تھا اس کو ہم نے مخالفین ہی کی باتوں سے ثابت کر دیا کہ ضرور مخالفین
کا یہی اعتقاد ہے اور وہ لوگ مخالف صاحب کے ارشاد کے موافق وہی ہیں جو وہ
ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہیں کو فراتے ہیں۔

ان عبارات کا کیا تو مطلب بشرائط مذکورہ صاف صاف بیان
فرمائیں ورنہ یہ الزام ہی نہیں بلکہ اس بڑے اعتقاد کے جس کو
لذم ہیں وہ صاحب ان پر لازم ہوں گے۔
اور یہ ہم نہیں عرض کرتے انہیں کے ارشاد کا خلاصہ ہے۔

اور اس بنا پر مخالف بریلوی اصرار کے ہم خیال اور اذنا ب پر یہ
کا جو عقائد ائمہ مسلم کفر ہو گا جس کی طرف مخالف والا شان کو مسئلہ
افغان سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

ایک مذہب سنت کے زندہ کرنے میں تو سر شہیدوں کا ثواب ہے
مگر یہ بھی تو بیان فرمایا جائے کہ خود ایمان لانے میں اور دوسروں کو مقایہ کفر
سے توبہ کرانے میں کئے گئے شہیدوں کا ثواب ہو گا۔ خدا کی قسم آپ
اور سر شہیدوں کا ثواب۔

ابھی مخالف صاحب آپ سنت کو کیا زندہ فرمائیں گے، اگر زندہ
سنت کے مروجہ کرنے کی آپ کو سب سے زیادہ فرمائیں یا مردہ بدعات
کے جہنم کی سی فرمائیں تو بھی آپ کی بڑی عبادت ہے
آپ کا تو خیر بھی شاید بدعت کے تقدس پانی سے جو آپ کو تو بخیر
بدعات بھی سنت ہی کے رنگ میں نظر آتی ہیں۔

اٹھان نماز بھر جماعت قویہ کی کہ جب پہلے اسلام بھی ثابت
فرمایا۔

نئے نئے کفر و شرک آپ ہی کے مسلمات سے آپ پر لازم
ہوتے جاتے ہیں اور سنت کے زور کر کے نکرے
یہ بھی رہی ہوئی کہ عزلی مکرہ تھا۔ بدن پر کڑے نہیں سرسبز کابل کی نکر۔ کیوں نہ
ہو بدعت میں بدعت اسی کا نام ہے۔

دوسرا الزام یہ تھا کہ ہم نے جو یہ کہا تھا کہ تقویۃ الایمان کی عبادت کا مطلب
بھی استقامت کی چوتھی ہی صورت ہے اس کی نسبت یہ ارشاد ہوا تھا کہ
یہ بالکل غلط ہے مولانا کہاں تقریباً ذخیرہ کے قائل ہیں؟
اس کا جواب متعدد طریقوں سے دیا گیا۔

۱۔ یہ کو قرینہ عقیدہ اس پر قائم ہے کہ بجز چوتھی صورت کے اور کوئی معنی تقویۃ الایمان
کی عبادت کے ہو ہی نہیں سکتے۔

۲۔ قرائن فقہیہ ایک سو ایک عبادتیں منصب الماست اور سراط مستقیم کی (مندان کے
تراجم کے پیش کی گئیں) جن سے یہ ثابت ہو گیا کہ کرامت معجزہ، عقیدہ استحضار،
وساطت و ریضہ ہونا، لگان دین کا فیوض ربانی میں اور کونویہ میں ان کا دخل ان
سب کے حضرت ممدوح معتقد ہیں اس بنا پر تقویۃ الایمان کی عبادت کا مطلب
وہی چوتھی صورت ہے اور کوئی احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔

۳۔ پھر تقویۃ الایمان ہی کی عبادت میں اس امر کے تیرہ قرائن بتائے ہیں جن سے یہ ثابت
ہو گیا کہ وہ چوتھی ہی صورت ہے۔

۴۔ پھر اسی عبارت تَوَدُّ الْوَلَدَانِ میں اطفالِ غزوات ایسے پیش کئے گئے ہیں جس سے یہ ثابت کیا گیا کہ عبارت مذکورہ کا مطلب موائے برحقِ صورت کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

۵۔ جو مطلب کہ مخالفین بیان فرماتے ہیں اسی کو تسلیم کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پھر بھی حضرت مولانا مرحوم کا مطلب صحیح ہے۔ مگر تعریف و قدت کے یہ معنی ہیں کہ ایجاد و تدبیر اور خلق صفات منقسم بالبدن تامل سے ہے اس کو کوئی کسی کے لیے ثابت کرنے کا تو مشرک ہو جائے گا چاہے ذات ثابت کرے یا عرض اور اس کو بھی دس جہاتوں سے ثابت کیا گیا ہے جس کی تفصیل ابھی مفصل مذکور ہو چکی ہے۔ فقد خبرنا

آب و یکتا ہے کہ ان صاحبِ اقرار انکار کیا فرماتے ہیں یا جیسا کہ صفحہ ۱۰ پر تحریر فرمایا ہے۔ سکوت ہی فرماتے ہیں۔ تعجب ہے کہ حجابِ تو میری تحریر کا لکھیں اور اپنا جواب کسی معتبر آدمی سے چاہیں، خیر آئندہ کا تو آپ کو اختیار ہے مگر یہ قسم جو بندہ کے ساتھ شروع کیا ہے اس کو تو پورا فرما ہی دیجئے ہیں بھی زیادہ فرصت نہیں۔

لہذا واقعی ہم تو آپ پر عرض کرتے ہیں کہ آپ کے تو معتبرین کے ساتھ بھی کام کرتا فیضِ اوقات ہے نہ عم کی بات فرماتے ہیں نہ دوسرے کی بات سمجھتے ہیں۔ نہ حق کے آسہل کی امید ہے ہاں شاید کسی کو ہدایت ہو جائے تو کیا امید ہے۔

یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے سبیلِ السداد کے متعلق عرض کیا گیا ہے۔ اور

والسحاب الدار کے متعلق کیا عرض کروں اس کے متعلق جو آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ اس سے بھی زیادہ تلخیص اور انصاف پر مال ہے۔ اگر اس کا جواب آپ نے تحریر فرمایا اور اس کے جواب کا وعدہ تو پھر اس کے متعلق بھی عرض کریں گے حد کیا حاصل۔

سنا گیا ہے آپ کو ان اٹھ مصرعوں پر بہت بڑا فخر ہے اور آپ کے اذتاب کا تو دماغ خوش سے بھی بالا ہو گیا مگر اس رسالہ کے بعد خدا چاہے آپ کا دماغ درست ہو جائے گا۔

ہاں والسحاب الدار کے متعلق فقط بالا جہاں اس تعدد عرض ہے کہ اگر سمجھتے تو سمجھ جائیں وہ خدا چاہے تو اسی کے قریب یا کچھ کم زیادہ اس کا جواب بھی پیش کیا جائے گا غور سے ملاحظہ کیجئے۔

جو شخص کسی کا جواب دیتا ہے اور اس کے استدلال کو باطل کرتا ہے اور شقوق نکالتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص مستبد کا مذہب ہو بلکہ قیامی ہے اور جب کوئی شکم اپنے کلام کا اسی کلام میں مطلب بیان کر دے تو اب اس مطلب کے علاوہ دوسرا مطلب ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل پیش کرنی ہرگز قابلِ ماعت نہیں۔

کلام بنانا اور وہ بھی اپنی سمجھ ناقص کے مطابق یہ بدناما چینیہ یا اس کو مصنف کی تصریح کے مطابق بیان کرنا چاہیے۔ جس میں وہ کلام بھی صحیح رہے اور کفر بھی لازم نہ ہو، میں یہ ہی آپ کی کل تحریر کا جواب ہے آپ غور فرمائیں جواب ہوا یا نہیں۔

باقی اور جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ بسبب آپ ہی میں میلانات
کفریہ دوم فصل الخطاب "اور بانی برکات اللہ" اور "کلمات اعلیٰ اللہ" کا
جواب اسی انداز سے دے میں گئے۔ تب ہم بھی آپ کو بتا دیں گے۔ ہم ایسا
دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نے صاحب الدار کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس
قد لہر اور پیرج ہے کہ اس کا رد کرتے ہوئے بھی شہم آتی ہے۔ اس واسطے
آپ نے شاید اخیر میں اعلان بھی کر دیا ہے۔ کہ سوائے میں حضرت کے اور
کسی کا جواب نہیں دیں گے خیر چکر "سبیل السلام" کا سن کل الوجہ محمد ہی سے
تعلق ہے۔ اس وجہ سے اس کا جواب آپ ضرور دیں۔

اگر خداوند عالم کو متعلق ہے تو صاحب الدار کی کسر بھی اس میں نکل جائے گی
آپ اس کا جواب تو پہلے لکھیں۔

تجب ہے کہ برائے قاطعہ کا مطلب جو ہم نے عرض کیا ہے اس پر تو آپ
اقرض قلوبی اور جواب خاص مولانا فیل احمد صاحب دامت برکاتہم سے طلب
فرادیں اور کسی کی بات کا جواب نہ ہوگا۔ وہی بریوی جدید انداز ہے۔ خیر ہم
میں اس وجہ سے ابھی اس کا جواب مفصل نہیں لکھتے۔ جو صاحب
الدیلة کو دیکھے گا اس کو آپ کی تحریر کی حقیقت خود ہی معلوم ہو
جائے گی۔

غائب صاحب اور مسائل دیر میں تو ہر کچھ پہلے الی بدست قروں سے لکھتے
آئے تھے وہی بے سوچے کچھ آپ نے بھی نقل فرمایا۔

اور برائے قاطعہ کے متعلق تو خدا کرے کہ آپ کہیں آپ کو تو

مطلب کی ہوا تک بھی نہیں گئی۔

اگر ہماری عرض مبالغہ معلوم ہو تو وعدہ جواب فرمائیے پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کی جہالت کا جواب بھی افسار نہ کر لیں تو پھر جواب ہی کیا ہوا۔

شمار کے آپ اس رسالہ کا جواب لکھ دیں تب میں آپ کو بتاؤں کہ یہ آپ کی تمام کی عبارت کا مطلب یہ ہے۔

منا صاحب جس کو خدا چاہے ہماری پیشین گوئی ہے جیسے منافق احمد رضا نان صاحب اپنے مسلم کفر کو نہیں اٹھا سکے۔ آپ بھی اگر رہ جائیں گے اور اپنے ساتھ جگہ صدیقیں کو بھی لے لیں گے تو جواب نہیں دے سکتے اگر جنت ہے تو لکھ دیکھیں۔ آپ نے تو انہیں ایسے صفوں میں اپنا ایسے ہاتھ گھسائے ہیں کہ اس کا کوئی علاج ہی نہیں۔

اں یہ کہہ سکتے ہو کہ اب تک مشرک کافر محمد تھے۔ اب تو برکتے ہیں در نہ بدون تو بر تو جیسا آپ ان عبارات کی طلب بیان فرمادیں گے معلوم ہے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں کہ آپ ایضاً میں کیا کیا لکھ گئے ہیں۔

مشکل ہے کہ آپ کا مطلب بھی ہمیں ہی سمجھنا پڑتا ہے۔ آپ کا اعلان جیل السداد کے متعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے متعلق توفیق (یعنی آپ) الیاب وند الیناج کہہ چکا ہے۔ اگر ایسے فقیر تھے تو فصل اللہ لکھنے کی قہر کو کیا حاجت تھی۔

اب حج کا قصد فرمایا جب دنیا کو دہائی مسجد کی مثال مغل کا سر
 بنا چکے۔ فصل الخطاب لکھتے وقت مفتی تھے۔ اور اب جواب لکھنے
 کی نوبت آئی تو فقیر ہو گئے۔ فقیر کو فرصت نہیں۔ جس فرصت میں
 فصل الخطاب اور یہ بیس صفحات لکھے ہیں۔ اسی میں جواب
 بھی لکھیں۔

کسی عورت کو حمل تھا اس نے نکاح کیا اور اپنی ساس سے
 کہا کہ اماں آپ کے یہاں بیاہ کے کئے مہینہ بعد میں بچہ پیدا
 ہونے کا دستور ہے۔

ساس نے کہا کہ بیٹی اس میں دستور ہونے کی کیا بات ہے
 دنیا میں نکاح کے بعد کم از کم نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے
 اس کو بچنے دنوں کا حمل تھا ان کو نو ماہ سے کم کر کے کہا کہ
 ہمارے یہاں تو نکاح کے اتنے دنوں میں بچہ پیدا ہوتا
 ہے۔

ساس نے کہا کہ بیٹی ایسا غضب نہ کیجو ناک کٹ جائے گی
 ہونے کہا کہ ناک کٹو یا رہو اس دفعہ تو میں اپنے ہی یہاں کا دستور
 برتوں گی اس کے بعد جو آپ فرمائیں گے۔

خاں صاحب آئندہ تو آپ منتاریں ہیں چاہیں چاہیں تو فرمائیں جس سے
 چاہیں نہ فرمائیں۔ مگر اس دفعہ تو جواب دینا ہی پڑے گا۔

دوسرے سبیل السلا کو تسلیم فرمایا ہے اس کی نسبت ہی
تسلیم ہی کرنا سمجھا جائے گا۔ اور اقراری کفر لازم آئے گا۔ آئندہ
آپ کو اختیار ہے۔ ہم ہر طرح خدمت اور تعمیل ارشاد کے لیے
معاذ ہیں۔

مہربان خان صاحب نے ایضاً صغیر جالینس کی دوسری سطر
میں جہاں یہ لکھا ہے کہ دو سال بعد دیوبندیوں کی طرف سے صرف ایک
مسئلہ کا جواب آیا ہے۔

اسی کے ماسخیر پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ دو مسئلوں کا اور جواب
بعد جواب لکھنے کے آیا جن میں سے ایک کا تو لکھ دیا اور دوسرا
رسالہ جس کا تھا اس نے طلب کر لیا۔ مگر بعد میں جناب مولوی
احمد رضا خان صاحب بریلوی کی طرف سے اس کا رد کافی اور دافی
طبع ہو کر شائع ہو گیا۔ پھر میں نے اس کے رد کی ضرورت نہ سمجھی۔
عرض ہے کہ جن کا جناب نے جواب لکھا ہے اس میں کیا تحریر
فرمایا ہے جو اس کے جواب میں جناب سے امید ہوتی تانت بلبے
اور راگ بوجھا اس کو تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ
ہرگز ہرگز بکے بھی نہ ہوں گے۔ چہ جائیکہ جواب تحریر فرماتے اور میں
تو آدمی جو چاہے کھوتے اور کھوتے کہ یہ غلوں غلوں کتاب کا جواب
ہے۔ اگر آپ اپنی ایضات کو یوں نسبتائیں کہ یہ مکمل نامہ اور

ابراہیم افضل بہار دانش کا جواب ہے تو کوئی آپ کی زبان یا علم کو مذکور
سکتا ہے۔

جناب آپ کا نام گروہ جب قوتۃ الایمان کے مطلب کو سوال سے
ترجمہ کرنا کہ آپ جو کچھ لکے معلوم ہے۔

غیر یہ تو حُکْمٌ جَوِّبَ بِاللَّذِّیْ یُؤْمَرُ فِی مَوْتِیْہِ مَعْنٰیہِ ہے۔ ہر شخص کو
یہی سمجھنا ہے کہ میں ہی خوب سمجھتا ہوں۔

گربات یہ ہے ۵

کتنے ہے تجھ کو خلق خدا غائب کیا

آبِ ناظرین جو فیصلہ کریں اور خداوند عالم جس کی تحریر کو قبول فرمائی ہے یہی تحریر
قابل قبول ہے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ آپ نے ان دور رسالوں کو کافی ادنیٰ ذاتی رد فرمایا
ہے جس میں بجز منقذات گامیوں کے اور کچھ بھی نہیں جس کو غفلت برعوض
کے ہوا خواہوں نے ہی نفرت کی نظر سے دیکھا۔

غیر یہ تو اپنا اپنا مذاق ہے۔ کہیں کو نجاست ہیں کی جو خوش معلوم ہوتی ہے
اور مضر سے بے ہوش ہوتا ہے۔ کہیں کو بدعت ہی سنت معلوم ہوتی
ہے۔

لیکن عرض یہ ہے کہ ان کا جواب عقلی دینی و رضا طبقہ پر عمل میں
مسئلہ جید الدعا والدہ جو شائع ہو گیا وہ بھی جناب نے ملاحظہ فرمایا
یا نہیں۔

اگر خط سامی سے درگذا ہو تو بندہ کو مطلع فرما دے بغیر اور جسٹری
عام خدمت شریف کروں مگر گستاخی صاف سمجھے گا کہ کون ضرورت تو اس
کی ہے اور یہ نصیب امداد ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی کَلَّوْا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمَلَائِکَہِ وَالْمَلَائِکَہِ وَالْمَلَائِکَہِ
الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّہِ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَتَوَدَّ رُشِیَہٗ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

تمت بالتمیز

کتبہ عبیدہ اللہ بنی سعید و ذکر محمد تقی حسن علی عزہ پانچ پوری ابن سدا اللہ القاب
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فی اوائی جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۳۲ شمس و ثلثین بعد الف
من الهجرة علی صاحبنا الف الف صلوة وسلام و توبہ



قابل ملاحظہ

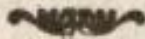
قابل برعری اسکا صفا خالص و مولوی کرامت اللہ خان صاحبان استمداد
کی چوتھی صورت: کہ اگر آپ بھی شریک و کفر والہ فرماتے ہیں تو اپنی
بائیس جلدوں کا ایسا مطلب بیان فرمائیں کہ جس سے ہر نفی صحت بخلافت
پہنچائے۔ ورنہ آپ کو معلوم ہے کہ مولوی ریاست علی خان صاحب کی
طرح آپ پر بھی اتراوی شریک و کفر لازم آئے گا۔ اور اگر چوتھی صورت
کے جواز کے قائل ہیں تو بھی آپ کے تین شاہ جہان پر ہی آپ پر وہی کفر و
الہود شریک کا فتویٰ دے چکے ہیں یا تو ان کو بھی عبادی نجدی مثال و منسل
کہو یا ان کا جواب دو مکتوب مفید نہیں ہو سکتا۔

خوانین تلاش ہی نہیں بلکہ جملہ قارئین جو اس تعداد جنہوں نے فعل انشاء
پر دستخط کیے ہیں۔ سب کی بھی خطا چاہیے چوبیس عبارات مذکورہ درجہ
تو قریب اللہ کا مطلب ایسا نہیں بیان کر سکتے۔ جس سے چوتھی صورت مستبعد
بالیقہ کی شکل ہمارے جواب یا تو سب اپنی اپنی مہری دستخطی تو یہ شائع فرمائی
ورنہ اتراوی شریک و کفر والہ سے پہناؤ کی صورت ظاہر کریں اور بہت
بہر تو عبارات مذکورہ کا مطلب بیان فرمائی ہم بھی خطا چاہیے خودت

کے لئے موجود ہیں چھ ماہ تک جواب کا انتظار ہو گا۔
 نوائی ٹاٹر کی خدمت میں رسالہ رجسٹر شدہ بھیجا جو قریباً دو سال
 دو ہفتہ کے بعد ہوتا چاہیئے۔

جسٹ

محمد رفیع حسن مکی وزیر پبلک ریلویز و ٹرانسپورٹ



السَّيْحَةُ الْمَلِكَةُ

تَوْضِيحُ اقْوَالِ الْأَخْيَارِ

تَأْلِيفُ

رئيس المناظرين حضرت مولانا سيد قاضي حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



اَنْجَمِنَ دَعْوَتِ الْاِسْلَامِ وَجَمَاعَتِ

أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَعَنَ اللَّهُ مَقْفَرَهُ وَرَزَقَ كِبَرَهُمْ

ۛ

تہذیب الناس، بل میں قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی نسبت جو مولوی
احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع نے عجم سے عرب تک شور مچا کھا
تھا کہ ان کی عبادت کے مضامین ایسے صریح کفر ہیں کہ اگر ان کے مصنفین کی
کوئی تکفیر دیکھے تو وہ بھی قطعی کافر ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ رسالہ

استحباب المدد

فی توضیح اقوال الاخیار

میں نہایت تہذیب و مسانت سے تفصیل تمام یہ ثابت کر دیا گیا کہ عبادت
متنازعہ فیہا کا مطلب بالکل صحیح اور صائب ہے اور محال ہے کہ اس مطلب کے
سوا عبادت مذکورہ کا کوئی دوسرا مطلب ہو سکے۔ اس رسالہ کے ملاحظہ کے
بعد ناظرین کو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہوگی کہ فاضل بریلوی نے اس متنا
زعہ صریح مطلب کو کیوں نہیں سمجھا، یا دیدہ دانستہ کیوں بھپایا۔ رسالہ علمی ہے
اہل علم اور طالبان حق انشاء اللہ تعالیٰ نہایت خوش ہو چکے۔ اور خدا کی ذات سے
امید ہے کہ اب یہ اختلاف بالکل مرفوع ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَفَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدًا وَ

مَوْلَانَا مُحَمَّدًا وَآلِهِ وَأَتَابِهِمْ أَتَابَهُمُ اللَّهُمَّ إِنِّي مَعِدُ إِلَيْكَ

اعباد۔ حضرات اہل اسلام کی خدمت میں بحال ادب عرض ہے کہ ان سطور کو ضرور مطالعہ فرمائیں
نما کرتی رہا اعلیٰ روز بروز شمس کی طرح واضح ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ہوا موقوف۔

فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب نے اکابر ملت پر اقوال خود کفر کا فتویٰ

دیا اور پھر اہل سرزمین شریفین سے بھی استفادہ فرما کر وہی حکم حاصل کیا جس کی تفصیل

سام الخیرین میں مذکور ہے۔ غلام ربیعہ بت کر آپ حاکم اہل حقین صوفیہ پر المعتقد المستند

سے نقل فرماتے ہیں:

یعنی پروردہ شخص کو دعویٰ اسلام کے ساتھ طرد ریاست دین میں سے

کسی چیز کا منکر ہو اس کے پیچھے نواز پڑھنے اور اس کے جنازہ کی تلا

پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور اس کے ہاتھ کا دیو

کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے بات چیت کرنے اور تمام

مسائل میں اس کا حکم بیدہ وہی ہے جو تمہارا حکم ہے الخ

اور ظاہر ہے کہ مرد کا تمام عالم میں کسی سے نکاح درست ہی نہیں حتیٰ اگر خود اپنے
اپنی عقائد سے اس کو بھی جناب مخالفی سبب ہی ازالۃ العار کے مصغور پر فرماتے
ہیں:

”اور مرد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت کو اسلام پر ماکفر
و مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا انتہی“

اور جب نکاح ہی کسی سے صحیح نہیں گوارا اپنے ہم خیالوں سے ہی نکاح کیوں نہ
کر لیں تو اب انکے ارادہ کا ان کا، ان کی ازدواج کا جو حال ہو گا وہ معلوم ہے پھر سام مصغور
ہی میں فرماتے ہیں:

”تو ان کافروں کے کفر پر آگاہی لازم جو اسلام کے نام کو اپنا پرورد
بنائے ہوئے ہیں انتہی“

پھر ان کفار کے نام گئے ہیں جن کا پلے حکم خدا رب ہے مصغور پر فرماتے ہیں:

”ان میں سے ایک فرقہ مردانہ ہے“

پھر مصغور ۳۲ پر فرماتے ہیں:

”وہ فرقہ مردانہ یا مشائخ ہے“

پھر چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

”اور وہ کئی قسم میں ایک امیر بن امیر حسن و امیر احمد سسائینوں کی طرف منسوب

اور اندیر بن اندیر حسین و علی کی طرف منسوب اور قاسم بن قاسم بن قاسم کی طرف
منسوب“

سے جان صاحب نے گرونیامی کی کہ کثیر مہم کی ہے تو فرقہ مذکور ہے

پھر اسی سفر کے اخیر میں فرماتے ہیں:
 "تیسرا فرقہ وہاں پر کذاب مرشد احمد گلگاہی کے پیرو"۔

پھر سفر ۵ پر فرماتے ہیں:

"پہلا فرقہ وہاں پر شیطانیت ہے اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیت کی
 طرح ہیں وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے اور یہ شیطان کائنات و عین
 عین کے پیرو ہیں، اور یہ بھی اُسی مکذیب خدا کرتے والے گلگاہی
 کے دم بچتے ہیں۔"

پھر سفر ۱۱ پر فرماتے ہیں:

"اور اس فرقہ وہاں پر شیطانیت کے بڑوں میں ایک شخص اسی گلگاہی کے
 دم چھلے میں ہے جسے اشرف علی تھانی کہتے ہیں۔"

ناظرین انصاف فرمائیں کہ یہ القادری اپنی اپنی روشنی اور روشنی میں کس درجہ پر پہنچے ہوئے
 ہیں اس کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ جس کو اسلام مان والہ عزت و اکبر
 سب سے پیارا ہو، اور اچھا کا برادر مرشدین اور شایع نظام اسلام ائدہ کرام
 کی عزت و حرمت اس کے قلب میں ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ خالق صاحب نے
 اس پر بھی بس نہیں فرمایا بلکہ سفر ۲۵ پر یہ تحریر فرماتے ہیں:

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفہ سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت"

اسلام سے خارج ہیں اور بے شک بزازیر اور دروہ غر اور قتل و غریب
 اور جمع الامور اور قتال و غیرہ کتب میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے
 کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔"

پھر صفر ۸۱ غزیمت میں فرماتے ہیں:

میں نے اس لیے اس مقام میں کلام طویل کیا کہ ان باتوں پر تنبیہ کرنا ان چیزوں میں تھا جو ہر ہم سے بڑھ کر مهم ہے۔

پھر اسی سال الحرمین کے صفر ۸۲ پر فتوے نقل فرماتے ہیں:

”یہ مطالعے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور شیعہ اور جو اُن کے پیرو ہوں جیسے علیل احمد بیگلی اور اشرف علی دہلوی اُن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں اُنہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں انتہی“

پھر صفر ۸۹ پر ہے:

”مذاہب کی قسم وہ بے شک کافر ہو گئے اور دین نبی سے منقطع ہو گئے، انہیں ہلاک ہو خدا اُن کے اعمال برباد کرے وہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور کان بہرے کر دیئے اور آنکھیں اندھی“

پھر صفر ۸۳ پر ہے:

”معاذ بے شک امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے ہی فرقوں کے حق میں فرمایا ہے کہ حاکم کو ان میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کر دین میں ان کی محضرت لیلیٰ و محبت خیر ہے“

اور یہی مضمون صفر ۸۵ پر ہے اور صفر ۸۹ پر ہے:

”بلکہ ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ وہی ملعون جس نے اللہ تعالیٰ کی لڑائی

میں بندھے ہوئے ہیں قرآن پر اور اُن کے عہد گاروں پر اللہ کی لعنت ہے
 غرض اس سے بھی بڑھے چڑھے مضامین ہیں کہ حقیقتہً کسی مسلمان کو اس سے سخت
 زیادہ گالیاں کوئی دے ہی نہیں سکتا ہاں اگر کس کے نزدیک ایمان اسلام کفر و ارتداد لعنت
 وغیرہ معمولی شایاں ہوں تو وہ جمعیت سے خارج ہیں۔

حضرات بلا وجہ کوئی شخص اپنے بڑوں کو اور خود اپنی ذات کو ایسا کہتا ہے اور
 ان الفاظ کو ٹھنڈے دل سے کہہ سکتا ہے۔ اس پر اگر کوئی لفظ ہم نے غمان صاحب کی
 شان میں لکھ دیا۔ ہے تو نہیں ہے کہ دیکھو عظیم حضرت کو یہ لکھ دیا وہ لکھ دیا اگر انصاف نہیں
 فرماتے کہ غمان صاحب بھی دوسروں کے بڑوں کو بلا وجہ کہہ فرماتے ہیں یا نہیں حق یہ ہے
 کہ ایسے وقت پر ضبط کرنا یا تو کسی بڑے عظیم کلام ہے یا اس شخص کا کہ جس میں خداوند
 عالم نے حیثیت اور غیرت کا کوئی بھی جزو درجہ رکھا ہو۔ خیر جو کچھ بھی ہو مگر ہم اس تحریر میں انصاف
 ابراہیم کے حوالہ کر کے ضروری عرض کرتے ہیں کہ اس ظلم و تم کے بعد ہم نے رسالہ
 "انتصاف البری" شائع کیا اور قرآن صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین کی تعذبات میں
 یہ عرض کیا کہ جو یہ مضامین کفر پر آپ نے ہمارے اکابر کی طرف منسوب فرمائے ہیں اور
 ان کی مباحثت کا دعویٰ فرمایا۔ ہے مرانی فرما کہ ان رسائل کے مفہوم و سطر سے ہم کو مطلع فرمائیے
 یہ کوئی عینیت اور قیامت کا کام نہیں آپ نے فرمایا ہے کہ غلام مضمون غلام کتاب
 میں اور غلام مضمون غلام کتاب میں مباحثہ موجود ہے۔ بس اسی قدر عرض ہے کہ ہر
 نظروں میں وہ مضامین اُن رسائل کی جگہ پر جن حضرات کی جملہ تصانیف میں ہزاروں کوسن تک
 بھی نظر میں نہیں آئے۔ اور اگر وہ مضامین کفر پر جن کی مباحثت کا دعویٰ فرمایا گیا ہے مباحثہ
 بڑھکا سکیں تو یہ اقرار فرمائیں کہ دعویٰ مباحثہ کا غلط معنی اور کذب خالص اور بہتان

بے بنیان تھا پہلے مثنائین کو بطریق لزوم ہی ثابت فرمادیں۔

مگر چونکہ واقعی وہ مثنائین در اُن عبارت میں ہیں نہ رسائی میں نہ مستحقین کے دل و جان و خیال میں اس وجہ سے یہ ناممکن ہے کہ کوئی صاحب اُن مثنائین کو دکھا سکے یا ازراہ ثابت کر سکے، اور جب وہ مثنائین ہی نہیں ہیں جن کی بنا پر تکفیر جہدِ حقّی ثواب اس فتویٰ عامِ طہرین سے ہم کو اور ہمارے اکابر اور اُن کے اصناف کو کیا مضرت اس کا تو ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ مثنائین کفریہ ہیں، اس میں جس کی مسلمان سے بھی استغناء کیا جائے گا وہ کفر ہی کا فتویٰ دے گا مگر گفتگو تو فقط اسی قدر ہے کہ آیا یہ مثنائین اُن کتابوں میں بھی ہیں یا نہیں اگر نہیں اور واقع میں نہیں تو پھر تکفیر کس کی اور کس بنا پر۔

یہ ہماری استدلالی بحثی کہ خان صاحب اور اُن کے متبعین پر اس کا ظاہر فرماتا فرض تھا مگر فرسوس لیکن نہایت سترت سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ برس گذر گئے، مگر خان صاحب اور اُن کے جملہ مستقیدین اس کو ظاہر نہ فرما سکے۔ جب اہل جہد میں نہیں تو ظاہر کہاں سے فرماتے۔

اس پر بعض حضرات کا یہ خیال تھا کہ جب اُن عبارات کا وہ مطلب نہیں ہے جو خان صاحب دعوے فرماتے ہیں تو اگر اُن کا مطلب پھر کیا ہے۔ خان صاحب بھی ایسے معمولی شخص نہیں ہیں وہ کیوں فرماتے ہیں کہ یہ مثنائین مراجعہ اُن کتابوں میں موجود ہیں۔ واقعی یہ وہ بات ہے کہ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مشہور ہیں پڑ گئے ہیں اور اُن کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ خان صاحب جو فرماتے ہیں وہ ضرور صحیح ہو گا کیونکہ اگر صحیح نہیں ہوتا تو پھر علماء حرمین شریفین اُن کے ساتھ

تغییر میں کیوں شریک ہوتے۔

بات یہ ہے کہ جس کو جناب خان صاحب کے ساتھ کسی وجہ سے حسن ظن ہو وہ یہ خیال فرما سکتے ہیں اور ان کو ایسا خیال فرماتا ضرور ہے مگر ہم ایسے حضرات کے سامنے
 واسلام اور خدا کے وعدہ کا شریک کی عظمت و بطلان اور مرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو
 واسطہ ذال کر عرض کرتے ہیں کہ لو جہر قضاے ہماری چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے
 پھر اس کے بعد جو کچھ آپ فیصلہ فرمائیں۔ آپ کو اختیار ہے ایک شخص کے ساتھ
 حسن و افتخار کی وجہ سے مسلمانوں کو دوزخ مسلمانوں کو کافروں میں تبدیل کر دینا یا ان کو جہنم پروردہ بھی
 ایسا ظنی کہ جو ان کو کافروں کے کافر کہنے میں شک نہ رہتا اور احتیاط کرے وہ بھی قطعاً
 کافر ہے یا غرض کہ سبب کیا ہے۔ ایک شخص کے ساتھ حسن ظن اور ایک خبیث
 مسلمان لاکھوں کو دوزخ مسلمانوں کا اسلام ظاہر کرتا ہے اگر حق واضح ہو جائے اور غلط
 حسن ظن جاتا رہے تو کیا حرج ہے؟ غرض حسن ظن میں تو خدا ہی کے لیے تھا۔ اور
 ہماری عرض پر غور کرنا بھی اسی کی خوشنودی کے لیے ہے پس ہم امید کرتے ہیں کہ مخالفین
 یعنی جو جناب مولیٰ احمد رضا خان صاحب کو عالم فاضل پیر مرشد مجدد و ماسرور وغیرہ
 وغیرہ حمیدہ اوصاف کا مجمع خیال فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ اس مختصر تحریر کو ملاحظہ فرمائیں
 پھر ان شاء اللہ قضاے ان کو حق خود بخود ہی واضح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ هو الووفق
 و علیہ التکلان

جو نکر یہ نہیں رہی کہ مولیٰ احمد رضا خان صاحب یا ان کا کوئی مقتدی بھی انتقام
 الہی کا سبب جسے گایا ان حضار کفر یہ کائنات اور مسائل سے ثابت کرے گا
 اس وجہ سے میں صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ان عبارات کا سیر اور صاف مطلب عرض

کر دیا جائے گا اختصار ہی کے ساتھ ہوا اس وقت ہم کو دو باتیں عرض کرنی ہیں ایک تو یہ
 کہ ان عبارات کا مطلب کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل عربین شریفین نے ان عبارات
 کا کیا مطلب سمجھا تو تکفیر فرمائی اگر اُس کا وہی مطلب سمجھا جو خان صاحب نے بیان فرمایا
 ہے اور اسی بنا پر تکفیر فرمائی ہے تو خان صاحب کا ارشاد صحیح ہے وہ اپنی رائے میں
 منفرد نہیں ہیں، اور اگر علمائے عربین شریفین نے وہ مطلب نہیں سمجھا جو خان صاحب
 فرماتے ہیں تو تکفیر کیوں فرمائی ان دونوں مطلبوں کو دو فصلوں میں عرض کیا جاتا ہے وہ
 تعالیٰ ہدایہ فرما

فصل اول

خان صاحب حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مکتب مدرسہ العزیزہ کی نسبت
 صام کے مضمون پر فرماتے ہیں:

”اور قاسم یہ قاسم نا توئی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے صام
 اُس نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں
 اور کوئی نہی ہو سب بھی آپ کا نام ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ
 بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نہی پیدا ہو تو بھی حقیقت چھٹی میں کچھ
 فرق نہ آئے گا، عوم کے خیال میں تو رسول اللہ کا نام ہونا بایں سنی ہے
 کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر وہ دشمن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں
 بالذات کچھ فضیلت نہیں ملا کہ قادی تہمت اور الاشباہ والنظائر وغیرہ میں

تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پہچانیں نہ جائے
تو مسلمان ہیں، اس لیے کہ معتقدِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقرار کیا ہے۔

اچھتہ زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے اور یہ وہی نانو تووی
ہے جسے محمد علی کا پیر کا عالم مدوہ نے حکیمِ اقامت محمدیہ کا لقب دیا
ہے پاکی ہے اُسے جو دلوں اور آنکھوں کو کھل دیتا ہے وہ حل و لا
قوة الا باللہ العلی العظیم۔ تو یہ سرکشِ شیطان کے پیچھے باگ کر اہلِ مصیبت
عظیم میں سب شریک ہیں، آپس میں متکلف و ایوں میں سب پھوٹے ہوئے
ہیں جو شیطانِ فریب کدراہ کے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے انتہی۔

اس عبارت میں خان صاحب نے بولا ملاحظہ فرمائیے وہ ظاہر ہے ان دلائلِ اشر
لفاظ کا جواب تو اس وقت دینا ہی منظور نہیں، غرض یہ ہے کہ خان صاحب نے
اس عبارت میں ایک تو حضرت مولانا مولوی تافوی قدس سرہ العزیز پر یہ الزام لگایا
ہے کہ وہ سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمِ زمانی ہونے کے منکر
ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمِ زمانی ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے اور
جو کسی مزدنی دین کا منکر جو وہ کافر لہذا، مکمل خان صاحب حضرت مولانا تافوی قدس
سرہ العزیز معاذ اللہ کافر اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر اور حضرت مولانا مولوی محمد علی
صاحب ناظم مدوہ خلیفہ اعظم حضرت مولانا مولوی فضل الرحمن صاحب قدس سرہ العزیز
گنجِ سرا کا باری حضرت مولانا تافوی قدس سرہ العزیز کو بھانے کافر کہنے کے حکیم
الوقت کا لقب دیتے ہیں تو معاذ اللہ وہ بھی کافر تو اب جس قدر اہلِ اسلام حضرت مولانا
مولوی محمد علی صاحب دامت برکاتہم کو کافر نہ کہیں جیسے حضرت مولانا گنج مراد باری صاحب

ابن ابی انیساف، انصاف فرمائیں کہ اگر اس طرت کی عبارت، بھی کسی کتاب کی عبارت
کبھی پہلے تو اہل کتب قرار کتاب اللہ العظیم قرآن مجید سے جس قدر چاہے کوئی مضامین کفریہ
بنا سکتا ہے کہ بشری کتاب کی کیا حقیقت ہے۔

یہ عبارت بھی صفوں سے لی گئی ہے پہلا فقرہ صفر ۳۲ کا ہے اور دوسرا صفر ۲۸ کا اور
تیسرا صفر ۲۷ کا۔ منصفین روزگار ہر جناب، خان صاحب کے اعلیٰ درجہ کے مستند ہیں
انہیں کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ ایک عبارت کا مقدم و مآخراہ حذف کر دینے
سے معنویان بدل جاتا ہے اور جہاں صفر کے صفر خائب ہوں وہاں کیا حال ہوا ہو گا
خان صاحب اور ان کے جملہ مستندین مریدین کی خدمات میں بکائن ادب عرض ہے کہ
آپ ان کو مجدد و ناصر مائید کہیں یا ناہیدہ گراس حرکت کا کسی کے پاس جواب ہے یا یہ
حرکت محمود شمار ہو سکتی ہے اور کیا انہیں طریقوں سے کوئی ایسی کا کفر طعنی ثابت کر
سکتا ہے؟

اور ہمیں سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو کہ اہل سر میں شریفین کا نوائے کفر و ناکس بنا
پر ہے اور کفر کی جوئی مصنف کے فرشتوں کو بھی اس عبارت کی خبر نہیں جو اس کی
طرف منسوب کی گئی ہے پر کفر اس کی کیسے ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں نیک نیچ کی ایک اور دلیل ملاحظہ ہو کہ اول صفر ۳۲ کی عبارت نقل
فرمائی:

”بکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ
کا حاکم ہونا بدستور آتا رہتا ہے۔“

اس عبارت سے یہ ثابت کیا کہ مصنف تحذیر فرما رہا ہے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں بھی دوسرے نبی کی تجویز مخالف خاتمتِ محمدیہ نہیں جانتے مگر یہ مضمون پورے
خاتمتِ زمانی کے مخالف نہ تھا تو ۱۲ صفحہ کو ذکر ۲۸ صفحہ کی عبارت نقل فرمائی اور دوسرا
بلکہ ترقی کا ذکر کیا۔

مگر بلکہ اگر بالفرض بعد از زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو بھی خاتمتِ محمدیہ
میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہ مضمون ناقص تھا کہ خاتمتِ زمانی میں خانِ صاحب کے نزدیک بہت ہی
مستحق ہے کیونکہ جب آپ کے بعد بھی نبی ہونا خاتمتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں ڈالتا تو
پھر آپ خاتمِ زمانی کیسے ہو سکتے ہیں تو اب گویا خانِ صاحب نے کفرِ تطبیق ثابت ہی کر
لیا، پھر اس پر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے گویا معذرت مولانا کو قوی قدس سرہ العزیز کے
نزدیک نفسِ مرتبہ خاتمتِ زمانی ہی کوئی چیز نہیں لہذا اس کے انکار پر ان کے نزدیک
کوئی تباہت ہی نہیں اس وجہ سے خانِ صاحب نے ۲ صفحہ کی عبارت نقل
فرمائی۔

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
بایں حق ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر ہوش ہونا نہ قدم
یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“

بنابینہ خانِ صاحب نے ان تینوں عبارات کو ایک عبارت بنا کر یہ مطلب
نکال لیا کہ حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں بلکہ آپ کے بعد بھی نبی ہونا خاتمتِ محمدیہ کے مخالف نہیں بلکہ نفسِ خاتمتِ
زمانی ہی کوئی فضیلت کی چیز نہیں۔

مسلمانوں میں اتنا فرق نہ کرے جیسے مسنون ایسا ہے کہ عالم تو عالم اور نئے مسلمان بھی اس کے قائل کو کافر ہی کہے گا اگر قتل خود تو یہ امر ہے کہ آیا کوئی شخص بھی خان صاحب کو ان کی اس نازیبا حرکت پر معذور رکھ سکتا ہے اگر صفحہ ۲۴ پر ۱۲ و ۱۳ کی عبارت با ترتیب نقل ہوتی تب بھی یہ گنجائش ہو سکتی تھی کہ با ترتیب صفحوں کی عبارت نقل فرماتے پس گئے مگر اب تو یہ مدعا یہی نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور بالقصد ایک مسنون کفریہ بنانے کے واسطے خان صاحب نے ترتیب کو بدل دیا اور مسنون کفریہ تراشا ہے نیز اس کا فیصلہ تو اہل انصاف کے سپرد ہے ہم کو تو یہ عرض ہے کہ دنیا میں کوئی اہل عقل و انصاف یہ کہہ سکتا ہے کہ عبارت تحذیر افلاس کی ہے یا مصنف علامہ نے یہ کہا ہے۔ پھر اس عبارت پر جو جو تکفیر ہوئی ہے اس تکفیر کا مبیع کون ہوگا۔ ہم کیا عرض کریں خان صاحب کے مقصد کیا خود وہ بھی اپنے کو مجدد مائت حاضرہ کہتے ہیں ستر علوم کے مجدد جانتے ہیں اس علم و فضل پر یہ حرکت، ہم کچھ بھی نہ کہیں گے کہ کون سی بات ہے کچھ ہیں جو حضرت مولانا نالوتوی قدس سرہ العزیز کو دامن تقدس تنقیص شان سرور عالم سے اشد تعالیٰ علیہ و علم و انکسار ختم زمانی سے بالکل پاک و صاف ہے۔

دکتر نے یہ لفظ فرمایا پانچویں کہ صفحہ ۲۴ کی عبارت حضرت مولانا فرماتے ہیں :
 "بلکہ بالعرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی نبی ہو تو آپ کا خاتم
 ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

اب صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں :
 "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی ہو تو بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق
 نہ پڑے گا"

برود مقام پر حضرت مولانا مرحوم خاتمت کا اقرار فرما رہے ہیں اور یہ امر مد نظر ہے
 کہ خاتمت جو قطعی ہے وہ باقی مرتبی پر نہیں ہے پھر حضرت مولانا مرحوم پر براہِ ازم کہ وہ خاتمت
 کے منکر ہیں کسی قدر دھوکہ ہے یہ تو چھوٹی نہیں سکتا کہ حضرت مولانا خاتمت کے منکر
 بھی ہوں اور یہ بھی فرمائی کہ خاتم ہونا بدستور باقی ہے۔ اور خاتمت، محمدیہ میں کچھ فرق نہ
 آئے گا ہر شخص اس نے غور سے سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم اس مقام پر کوئی
 اور خاتمت ثابت فرماتے ہیں جو خاتمت زمانی کے علاوہ ہے اور اس خاتمت محمدیہ
 کا یہ مادہ یا فرق رہے ہیں کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی
 کوئی نئی مرتبی کیا جائے تو بھی خاتمت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا، وہ خاتمت کون سی ہے
 وہ خاتمت مرتبی اور خاتمت ذاتی ہے۔ حضرت مولانا مرحوم کا مطلب یہ ہے کہ ہر عالم
 سے اللہ علیہ وسلم خاتم نقول اس معنی کو نہیں ہیں کہ آپ سب سے پہلے نبی ہیں اور آپ کے
 بعد کوئی نبی نہیں ہوگا آپ کو خاتم نقول میں معنی اقتدار کو نایہ تو عوام کا خیال ہے (یہی
 مفاد عبارت منہج کا ہے) اور تقیوں کے نزدیک جیسے آپ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی
 خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی ہیں۔

خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر کمالات اور مراتب نبوت
 ہیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانہ نبوت بھی آپ پر ختم
 مکان نبوت، بھی ختم جس قدر مراتب قرب و کمال الگ ہیں وہ سب آپ میں صلہ اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم علی وجہ کمال موجود ہیں اور سب کا خاتمہ یہیں ہوا ہے اور جو کمال بھی کسی کو

عسے من اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملا ہے وہ آپ سچے کے ذریعہ سے ملا ہے۔ رب کے کلمات کے لیے آپ ہی
 وسیلہ اور واسطہ ہیں آپ کو بلا واسطہ کسی بشر کے مدد سے ذوالجلال واکرام سے مراتب
 کلمات و مناسب نبوت حاصل ہوئے ہیں۔ پھر چونکہ انبیاء و معصومین السلام و اولیائے گرامہ کے
 تمام مخلوقات کو ہر کچھ میں کمال حاصل ہوا آپ کے ذریعہ اور واسطہ سے حاصل ہوا ہے
 نہ انہی اور دل و غیرہ و جہاں سے متعین ہوئے ہیں اس میں واسطہ آپ ہی کی ذات
 مقدس ہے علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے خدا۔ نئے تعالیٰ نے نور آفتاب کو دیا اور آفتاب
 کے ذریعہ سے تمام عالم نور ہے اسی طرح سے جس قدر کلمات بھی بیان کر لیے ہیں یا میں
 کے خیال سے کہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات توحید صفات میں جمع فرما دی ہے
 اور آپ کے ذریعہ سے تمام عالم کو حسب استعداد تقسیم ہوئے اور ہوتے ہیں تو گویا
 جہاں میں ہیں بھی کوئی وصف کمال نظر آتا ہے اس کی انتہا اور حاکم کو خیال کر کے تو وہ آپ
 ہی کی ذات بابر ہوگی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے بولیا کو ولایت دربار احمدی سے
 ملتی ہے اگر انبیاء و معصومین السلام کی نبوت کو دیکھو گے تو وہ بھی وہیں سے فیض یافتہ
 نظر آئے گی۔

یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اور انبیاء و معصومین السلام حقیقتہً نبی نہیں تو صرف کفر ہے و یا انبیاء
 و معصومین السلام بھی حقیقتہً نبی اور خیر عالم علی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقتہً نبی مگر فرق اس قدر
 ہے کہ اولیائے یہ وصف آپ کے واسطہ سے آیا ہے اور آپ کے لیے محض
 باطلان الکی ہے کسی بشر کا واسطہ نہیں ہے جیسے آفتاب بھی حقیقتہً روشن اور

سے سب سے علیہ وسلم

اُمید میں حقیقت و روشنی مگر آفتاب میں روشنی کسی آئینہ سے نہیں آئی، وہاں دنیا کے تمام
 آئینے آفتاب ہی کے فیض یافتہ ہیں اور اس کے فیض کے دست نگر ہیں یہی مثال
 آفتاب نبوت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی کبھی پائیے
 غرض یہ وصف جامع اور اُم صفات کا مرتبہ بر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ثابت ہے اس وصف کے مفہوم میں یہ بات داخل نہیں (گو لازم معزود ہے) کہ ایسا
 شخص آخر میں ہو بلکہ فرض کر کہ اگر خیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں پہلے یا درمیان
 میں ہوتے جب بھی آپ اس وصف کے ساتھ ایسے ہی متصف رہتے جیسے اب
 متصف ہیں، اور آپ سب میں آخر عالم میں جلوہ افروز ہوتے یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ
 آپ کے لیے یہ وصف خاتم زمانی ثابت نہیں، اس کا انکار کرنا جائز ہے بلکہ یہ وصف تو
 بجائے خود ثابت ہے اور اس کا ثبوت قطعی یقینی قرآن سے، حدیث سے، اقوال سے
 اجماع سے ان کا منکر کافر ہے۔ ان جیسارے وصف ثابت ہے اس سے اعلیٰ درجہ
 کا وصف بھی ثابت ہے کہ جس کے مفہوم میں یہ دوسرا وصف داخل نہیں گو لازم معزود
 ہے اور یہ بات کوئی نئی نہیں ہے اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً کوئی بڑا گورنر
 آخر میں آکرے اور قلعہ کسی نے آج تک فتح نہ کیا ہو اُس کو فتح کرے اور بادشاہ
 بھی جانتا تھا کہ اس قلعہ کو سوائے اس کے کوئی فتح ہی نہیں کر سکتا اور ہم اس جرمی
 اعظم کو بھیجیں گے بھی سب کے بعد میں تاکہ لوگوں پر اس کا فضل یہ بھی ظاہر
 ہو جاوے کہ یہ وہ شخص ہے کہ سب کے آخر میں بھیجا جاتا ہے اور اس کے
 ساتھ نہ ہرگز اعظم سید ہی ہوا اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں
 بھی ہوا اور علم حرب کے سوا دیگر علم فقہ اور تعلیم بھی بے مثل ہو بلکہ جس قدر بھی

تمام ملک میں فوسپہری کیا مجھ علوم و فنون شریفہ کے ہائے وائے ہوں، اُن
 سب نے اس جرنی اعظم کے سامنے زانوئے شاگردی طعنے پہلا اور اس کی
 شاگردی کے خمر سے بہرہ یاب ہوئے ہوں، اب اگر کوئی شخص یوں کہنے لگے
 قیں معلوم بھی ہے اس قلعہ کو فتح کرنے والا اور سب میں آخر اُسے والا آخر ایرویش
 اور سب میں پیچھے اُسے والا تو ہے ہی مگر یہ خیال کرنا کہ اس میں نقطہ ایک ہیں کمال
 ہے کہ وہ سب میں آخر میں آیا ہے یہ حوام کا خیال ہے کیونکہ آخر زمانہ پیش
 میں آتا ہے اگر کمال ہے تو آخر زمانہ کی وجہ سے نہیں کیونکہ اس زمانہ میں تو اور بھی بہت
 سے لوگ شریک جنگ ہوئے اگر زمانہ میں فضیلت ہے تو اس فضیلت میں سب
 شریک ہیں بلکہ فضیلت کی وجہ سے ہے کہ چونکہ پہلے سے سب میں افضل عقائد اس
 زمانہ میں آیا تو اب زمانہ کو اُس کی وجہ سے عزت ہوئی نہ کہ زمانہ کی وجہ سے اس
 کی عزت ہوئی ہاں چونکہ پیش وقت سب سے اعلیٰ کو سب سے پیچھے سمجھتے ہیں تو اس
 وجہ سے تا آخر زمانہ یا آخر میں اوصاف کمال میں ظہور ہوتا ہے تو آخر زمانہ پیش میں آتا
 ہی اُس کے اوصاف اور کمال ذاتیہ میں ظہور کرنا معلوم کا خیال ہے جو لوگ حقیقت شناس
 ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ اُس میں یہ بھی کمال ہے کہ وہ سید ہی ہے
 پیرانہ پیر عمرہ اللہ علیہ کی اولاد سے بھی ہے علاوہ خون حرب کے علوم عقیدہ و تقیہ
 کا ماہر بھی ہے اور سنو تمام مملکت میں جس قدر اہل کمال ہیں وہ سب اس نے
 شاگرد ہیں اور اس سے فیض یافتہ ہیں اور اس کمال میں یہ ایسا فروغ و فیرا ہے نظیر ہے
 کو چاہے یہ سب میں اول آئے کیا پنج میں مگر یہ نصف اس کا بہرہ مال باقی متابکہ فرض کر دو کہ
 اگر اس وقت بھی کسی فوج کے دستہ کو بادشاہ کے ملک میں کوئی جرنی کسی جگہ ڈالا

ہو تو وہ بھی اسی کا شاگرد ہے بلکہ فرخ کر دے اگر اس نے بعد میں کہیں کوئی جرنی اور سے تو
 اُس کو بھی جیسے کمالات میں اسی کا شاگرد بنائیو گویا ہر مسلم ہے کہ اب سلسلہ جنگ و جدوجہد
 ختم ہے بادشاہ نے حکم دے دیا ہے کہ اب کوئی کشتی ہی نہیں جنگ ہو ہرز کوئی جرنی نہ
 آئے گا جس قدر جرنی آئے تھے آئے بس اب اسی جرنی کا ظلم ہی کی باریستہ ہر اس کے
 ماتحت ہمیشہ کام کریں گے اگر کوئی اپنے کو جرنی کے تورہ جیوٹا اور واجب اقبال ہے
 اور یہ حکم قطعی تمام رعایا پر پہنچ چکا ہے تو اس میں کیا غرابی ہے نہ اس میں اس جرنی کا ظلم کے
 سب سے پہلے جرنی ہونے کا انکار ہے نہ اس کے بعد اور جرنی کے آئندہ نہ اس کے
 ایسا کام تو تاکید مطلب کے وقت بولہ ہی کرتے ہیں اور اس میں عمل کو بیان کیا کرتے ہیں
 یعنی گو سرور عالم سے اشد ظلم کی موجودگی میں آپ سے اشد تعاقب و ظلم کے زمانہ
 کے بعد کسی نبی کا آنا محال شرعی ہے و لکن قطعیہ تعلیم کے خلاف ہے اُس کا انکار کفر
 ہے لیکن اگر یہ محال فرض بھی کر لیا جائے تو اس سے آپ کی حقانیت ذاتی میں فسخ
 نہیں آ سکتا وہ بدستور باقی رہتی ہے اس کی نظر اہل فہم خیال فرائیں گے تو بے شمار
 میں گئے۔

انہو سب حضرات مولانا نافروری مدنی قدس نے قرودہ بات کہی تھی کہ عاشقان احمدی
 قربان ہو جاتے مگر کیا کیا جانے حسد بھی بہت بڑی چیز ہے کہ آدمی کو قہر نہیں کرنے
 دیتی گو جہنم میں پلا جائے حق یہ ہے کہ اس مضمون حقانیت زمانی اور خالقیت ذاتی کو
 جیسا حضرت اقدس نے بیان فرمایا ہے یہ آپ ہی کا جیسہ ہے جس شخص کو شوق ہو
 وہ متغیر و دفر تمیز و التماس کا مطالعہ فرمائے تب لطف آئے گا یہ پیمبران تو اس
 قابل بھی نہیں کہ اس مال جناب کے معنائیں مد شیعہ کو سمجھ بھی سکے چر جائیگر بیان کر

کے گروہاں اُن کے خدم میں ہونے ہی کو اپنے لیے ضروریات سمجھا ہے۔ اللہ سر
احسن فی معاد مع اولیائک اجعین امین یا ارحم الراحمین۔

یہ مضمون یہاں بہت ہی مختصر عرض کیا گیا ہے واقعی بات یہ ہے کہ ہماری بساط
ہی سے باہر ہے کہ اُس مانی جناب قدس سرہ العزیز کے کسی مضمون کو پوری طور
سے سمجھ سکیں یا بیان کر سکیں، مگر ہاں اس سے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو شہاب ثاقب
اور نیکوئے افواطر ملاحظہ ہو۔

یہاں فقط دو امر قابل بیان ہیں ایک تو یہ کہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کو تصدیف بوسند، خاتیت ذائق برحق اور یہ سمجھنا کہ دنیا میں جس کی کو کوئی نعمت
حق ہے گودہ نبوت ہی کیوں نہ ہو آپ ہی کے ذریعہ اور واسطہ سے ملی ہے۔ یہ
اقتقاد صحیح ہے یا نہیں۔

دوسرے یہ کہ حضرت مولینا نانوتوی قدس سرہ العزیز اس خاتیت ذائق کے
ساتھ آپ کو خاتم زمانہ بھی سمجھتے ہیں یا نہیں، اور یہ بات کہ حضرت ممدوح اس
مقام پر خاتیت ذائق ہی کو بیان فرما رہے ہیں، یہ تو وہ مضمون ہے کہ اس کے
ذکر ہی کی حاجت نہیں کیونکہ تحفہ رائق اس کا تو مضمون ہی یہ ہے اور ساری کتاب
ہی اس سے بھری ہوئی ہے۔

مولانا امرکی تصدیق اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ جناب خان صاحب نے
باوجود اس مناد کے بھی حضرت مولینا کے اسی مضمون کو اختیار فرمایا ہے۔ اگر یہ
مضمون قابلِ اقرض ہو تو خود کو کون کتے ملاحظہ ہو مامان صاحب کا رسالہ جزا اللہ

جلد ۲ صفحہ ۲۶ و ۲۷

ہا اقول وہ مفیض تو یہ ہیں، تو یہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی ہیں
یہ تو ہر بندہ کو کوئی تو ہر بندہ کر سکے، تو یہ ایک نعمت عظیم ہے بلکہ اہل نعم
ہے، اور خصوصاً متواترہ اولیائے کرام و اثر عظام و علماء اعلام سے میریں ہو
چکا کہ ہر نعمت عقل یا کثیر صغیر یا کثیر جسمانی یا روحانی رنج و یا دنیوی ظاہر یا باطنی
روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک قیامت سے آخرت
آخرت سے اب تک مومن یا کافر مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا یحیٰ
بلکہ تمام مخلوق اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کل انہیں
کے مبارک کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر جی
اور ہنسی ہے اور بٹے گی، یہ سر الوجود اور اصل الوجود خلیفہ اللہ الاعظم و ولی
نعمت عالم ہیں سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم انا ابو القاسم واللہ یطی وانا اقصم۔ میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں
تقسیم کرتا ہوں۔ رواہ الماکم فی المستدرک و مجموعہ الفتاویٰ الشریعہ عز و جل
فرماتا ہے:

وہا ادرسلک الارحمتہ ہم نے دیکھا تمہیں، مگر رحمت ماحیہ
للعالمین۔ جہان کے پیسے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس بھانڈا و ایمان افزو و دشمن گزا و
شیطان سوز۔ بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر خصوصاً قاہرہ کثیرہ و افزہ کی
مکثیر اپنے سارا مبارک سلطنت مصطفائی کی اور نے میں ذکر کی والحمد للہ
رب العالمین آمین :-

گو خان صاحب نے اس مضمون کا سر قیہ کیا ہے مگر خیر یہاں اس کا ذکر نہیں بلکہ فرض
 محال ہیں فراموش کر کے مضمون خاص خان صاحب ہی کا ہے مگر حضرات اب غور فرمائیں
 کہ حقیقت ذاتی جو حضرت مولانا محمد کسیر العزیز رحمۃ اللہ علیہ ثابت فرمائی ہے اس سے
 تو زیادہ خان صاحب بیان فرما رہے ہیں، اب میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ تمام
 عالم کو جو نعمت ملی یا ملتی ہے یا ملے گی چاہے وہ نبوت ہی ہو یا کچھ اور وہ سورہ عالم
 میں اللہ علیہ وسلم کے فیض اور ذریعہ اور وسیلہ سے ملی اور دنیا میں جس قدر بھی نعمتیں
 نظر آتی ہیں، ان کا سلسلہ مخلوقات میں آپ ﷺ ہی کی ذات والا صفات پر
 ختم ہوتا ہے تو جس قدر انبیاء سابقین میں سب کو نعمت نبوت ملی آپ ہی
 کے ذریعہ سے ملی۔

بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی وہ آپ ہی کا
 فیض ہو گا اور آپ کا خاتم وصف نبوت ہونا بدستور باقی رہے گا۔ بلکہ بالفرض بعد از
 نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی حقیقت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، کیا یہ مضمون کفر و کفر
 قلعی ہے کہ جو اس کے قائل کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ کیا اس میں ختم زمانہ کا تصور
 ہے جہاں تو فقط اس قدر حرج کرنا مقصود ہے کہ یہ وصف ولی نعمت اور قائم الخیرات و
 البرکات ہونے کا سورہ عالم میں اللہ علیہ وسلم کو جو ثابت ہے وہ ہر وقت ثابت ہے
 چاہے سب چلے فرض کیے جائیں یا وسط میں یا بعد میں اور آپ کا صلہ اللہ علیہ وسلم
 ولی نعمت ہونا افراد انسانی متفق الوجود ہی کے لیے نہیں بلکہ اگر نفع مسود کے بعد تبلیغ

صلی اللہ علیہ وسلم

یا عین قیامت کے وقت میں یا بعد قیام قیامت کے ایسی ایسا لاکھ زمینیں فرض کر لو اور
اس میں کروڑوں عالم آباد فرض کر لو تو وہ تمام عالم بھی فرض محمدی سے صاحب الصلوٰۃ والحقیت سے
ایسے ہی مستقیم ہوں گے، جیسے یہ عالم موجود تو کیا اس میں انکا قیامت لازم آتا ہے
نہیں نہیں قیامت بھی بجائے خود مسلم ہے، اور بعد نفع موقوف قیام قیامت، اور بعد قیام
قیامت لاکھ زمینوں کا ہونا اور اُس پر آدمیوں کا ہونا یہ سب امور خلاف شرع
ہیں اگر یہاں تو یہ فرض ہی نہیں ہے کہ یہ امور ثابت ہیں۔ اگر ثابت ہوتے تو بالفرض
کالفتاکیر زیادہ کیا جاتا یہ بالفرض کالفتاکیر کو بتایا ہے کہ اگر پہرہ بات ممکن التوقوع
نہیں ہے لیکن اگر اس معاملہ کو ہی تم تسلیم کر لو گے تب بھی ہمارے مطلب میں نقصان
لازم نہیں آتا۔

یہی مطلب حضرت مولانا مرحوم کا بھی ہے کہ آپ کے نزدیک مبارک میں یا آپ
کے بعد کسی کا بھی ہونا محال لیکن بالفرض بطور فرض محال اگر فرض بھی کر لو کہ یہ فرض شرعی غلط
اور اس کو جائز التوقوع تسلیم کرنے والے قطعی کافر کو آپ کے لیے جو منفہ نماز قیامت
ذاتی کا ہے اُس میں کچھ فرق نہیں آئے گا، تعجب ہے اُن حضرات سے جو عشق احمدیہ
اور محبت محمدی علی صاحب الصلوٰۃ والحقیت کے مدعی ہی نہیں بلکہ اپنے حواس کو بے ادب
اور تنقیص شان والا کرنے والا کہہ کر تکفیر کے فتوے کی بے جا کو بخشش فرماتے ہیں وہ
کس طرح سے اسی پاک اور صاف مضمون کے مخالف ہیں، چونکہ ہم کو یہ مضمون یہاں نہایت
مختصر عرض کرنا ہے اس وجہ سے فقط اسی پر بس کرنے کو ہی پناہ جتا تھا، لیکن شاید اکثر

عہد سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرات کو مشاغل فرصت دیدی کہ تمخیز الناس کو پورا ملاحظہ فرمائیں اس وجہ سے مناسب
 یہی معلوم ہوتا ہے کہ خان مناسب نے جو تمخیز الناس کی تیجہ کی عبارت گو کہ ایک سلسل
 عبارت بنائی بنائی مکملوں کا مقدمہ و آخر بھی گو دیا جائے کہ جو کہ معروفہ سابقہ کے بعد
 تا نظریان خود سمجھ بایں گے کہ ایک عالم ربانی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مشق میں مدح و شش اور محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے
 رنگ و ریشہ میں موزن ہے اور اس کا اندازہ کہ رہا ہے کہ اس کی آنکھوں
 میں نور مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کمر کر گیا ہے کہ زبان حال سے یوں
 نغز سرا ہے

سایا ہے نظروں میں جب سے تو میری

ہمدرد بختا ہوں اور تو ہی تو ہے

امداد نفس کی ناقہ تکفیر کی جاتی ہے اللہ جیم بحر اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشق میں غم و بے ہر جگہ ہمالیائی نظر آتا ہے آپ کے
 لیے قواعد شہر میر کے مطابق قرآن و حدیث سے وہ فضل ثابت کرتے ہیں کہ اس سے
 زیادہ ممکن نہیں ہے۔

خان صاحب نے جو سورہ کا فقرہ خاص غرض سے صفحہ ۸ کی عبارت کے بعد
 نقل کیا ہے وہ وہ ہے جس سے تمخیز الناس شروع ہوتی ہے

”بعد حمد و صلوة کے قبل عرض باب یہ گذارش ہے کہ اول معنی

صلی اللہ علیہ وسلم

مقام النبیین معلوم کرنا چاہیئے تاکہ ہم جہاں میں کچھ وقت نہ ہو تو عوام کے
خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ
آپ کا زاد انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی
ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں پھر مقام مدرج میں دکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرما
اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے الخ

حضرت مولانا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ عوام صرف آپ کے صلے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم خاتم زمانی ہونا ثابت کرتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ اس وصف میں بالذات
کمال نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلے زمانہ میں شرافت تسلیم کی جائے گی اور پھر یہ کہا جائے گا کہ
ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھوں نے زمانہ شرف اور برگزیدہ میں تشریف لائے اس
دور سے بھی آپ شرف اور برگزیدہ ہیں حالانکہ زمانہ اور مکان سب کو فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہی ذات مقدسہ کی وجہ سے شرافت ہے یعنی جس زمانہ میں سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز عالم ہوئے وہ زمانہ تمام زمانوں سے افضل ہو گیا اور جس مکان
شہر میں منور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رنج فرمایا وہ عالم کے تمام اکھ سے شرف ہو گیا تو
پچھلے زمانہ میں آنا بالذات فضیلت نہیں ہاں بالعرض اس میں بے شک فضیلت ہے
جیسا انکار نہیں تو مناسب مقام مدرج یہ ہے کہ یہاں نہایت کے ایسے معنی لیے
جائیں جس میں مدرج ذاتی ہو اور بالذات وہ وصف کمال ہوتا کہ مقام مدرج میں بیان
کیے جانے کے لائق ہو اور نہایت زمانی اس کو لازم ہو اور ہذا نہ ہو سکے تاکہ آپ کا
صلى الله عليه وسلم

ماتم زمانہ ہونا بھی باقی رہے اور مقدم مدح پر خاقانیت کے معنی بھی وہیے جائیں بھی میں
بات مدح اور کمال جو جس کو اسی صفحہ میں فرماتے ہیں:

بلکہ زمانہ خاقانیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانہ اور مد باب مذکور
خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبارہ ہو جاتی ہے تفصیل اس
اجمال کی یہ ہے ان

پر حضرت محمدؐ نے اس کو مفصل بیان فرمایا ہے / فجزاؤ اللہ عنا ومن سائر المرسلین
خیر البراۃ الامین۔

پھر خاقانیت زمانی مکانی برتری جملہ خاقانیت کو آپ کے لیے صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثابت فرمایا اور مکر خاقانیت زمانی کو کھنکھاتا ہے جس کی قدر سے تفصیل مذکور ہو چکی ہے تو پوسے
نقدہ کامل قتاد اب مفرہ کے فقرہ کو طاعت فرمائیے۔ حضرت مولانا تاج الدین سمرقانی العزیز
فرماتے ہیں:

پھر یہ پیشہ تطویر تقدیر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض چھوڑا رہوں گا مطلق
ماتم اس بات کو متفقہ ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا
ہے جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت میں سب تقریر مستلزم اس
لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس
وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور
اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین
یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہو
اور اس کا سلسلہ نبوت ہر طور آپ پر ختم ہو گا اور کیوں نہ ہو مل کا

سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جو عالم ممکن بشر ہی ختم ہوا تو پھر سلسلہ علم و عمل
کی پے سے نعر حق انتقام اگر ہاں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو
آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کے لیے خاص نہ ہوگا بلکہ اگر
بالفرض آپ کے نشان میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب میں آپ کا خاتم بنا
بدستور باقی رہتا ہے۔ انھن

بس بلکہ سے یہ فقرہ اخیرہ خان صاحب نے نقل فرمایا ہے اور پہلی جلدت سب
مذہب ہے صاف ظاہر ہے کہ حسرت مولانا ممدوح خاتم زمانہ کا انکار نہیں فرماتے بلکہ
اس کے منکر کو تو کافر کہتے ہیں، ہاں ایک اور معنی بھی خاتم کے یہاں فرماتے ہیں جس سے
آپ کی فضیلت انبیاء معقہ ہی پر نہیں بلکہ ان افراد فرغی بھی بطور مثال فرم کر لیے جائیں تو ان
پر بھی فضیلت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ہی باقی رہتی ہے جیسی افراد محقق پر اس
سے ختم زمانہ کا انکار کتنا نام نہیں کہہ سکتے کہ کس عقل کا کام ہے کوئی شخص کہے انسان جس
تقدیر میں وہ مطلق ہیں مگر کوئی انسان فرض کیا جائے کہ وہی ہزاروں کے ہاتھ پیر ہوں انسان
پر انہیں کا سر اور زمین کے نیچے طبقہ تک اُس کے پیر ہوں تو وہ بھی ضرور مطلق ہوگا، اس
کا کوئی یہ مطلب سمجھئے کہ جو افراد انسانی موجود ہیں وہ ضابطہ یا کاتب وغیرہ نہیں ہیں۔ تو نہ معلوم
یہاں منطق کس کتاب میں پڑھی ہے افراد موجودہ کے لیے جو احکام ثابت ہیں ان کا
انکار کس لفظ کا ترجمہ ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں مابقی سے ظاہر ہے۔

اب اس عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیے جس کو زمانہ صاحب نے سچ میں نقل فرمایا ہے
اور وہ عبارت صفحہ ۲۸ کی ہے،

ہاں اگر خاتمت یعنی انصاف ذاتی بوجہ نبوت یہ سمجھئے جیسا اس

پھر وہاں سے عرض کیا ہے تو پھر اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی
 اور فرد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ
 اس صورت میں فقط انفرادی افراد محاربہ ہی پر انصافیت ثابت نہ ہوگی
 افراد مقدرہ پر بھی آپ کی انصافیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر باخبر عرض
 بددندان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی
 میں کچھ فرق نہ کہ نہ ہوگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے
 اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجمہ ثبوت اثر اور وعدہ ثابت
 خاتمیت ہے معارض و مخالف، قائم النبیین نہیں مجریوں کا جائے کر یہ
 ارشاد: یعنی مخالف دولۃ ثقات ہے الخ صفحہ ۲۰

ناظرین کا غلط فہمیں کہ دونوں جہاتوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت ذاتی کا مفہوم
 بیان فرما رہے ہیں اور یہ ارشاد ہے کہ اس مسئلہ میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ افراد نبی
 کے محتاج الیہ ہیں خواہ وہ افراد محققہ ہوں یا مقدرہ پھر متفقہ چاہے محال ہی کیوں نہ ہوں
 یہاں تو وصف خاتمیت کو یہاں فرمایا منظور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 ذاتیہ ہر صورت ثابت ہے جب کہ بغرض محال فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نادر
 میں اس زمین یا آسمان میں یا کسی دوسری زمین میں یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد
 میں کہیں بھی کوئی نبی فرض کیا جائے گو یہ فرض شرعاً محال ہے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اس نبی سے ہیں ایسے ہی اعلیٰ اور اشرف ہوں گے جیسے انبیاء سابقین سے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱

جیسے ان کے افسر و اعلیٰ ہیں ان افراد فریضہ کے بھی ایسے ہی افسر و اعلیٰ ہوں گے گو یہ
نبی کا فرد ناممکن اور اس کو جائز التواریع ماننے والا کافر ایک وجہ سے نہیں ہزار ہوں سے
کافر ہوا اس سے بحث عین یہاں تو فقط یہ بیان کرنا ہے کہ ہزار ہا افراد فریضہ بھی
مالی ہو تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بھی ضرور اعلیٰ و افضل ہوں گے

وَاللّٰهُ اَبْلَقُ مِنْ جِبْرِائِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ مطلب نہیں کہ خاتم زمانی کا انکار ہے
خاتم زمانی تو بھائے خود ثابت اور محقق ہے ہی اس کا انکار تو کفر ہے بلکہ خاتم زمانی کے
ثبوت ہی نے تو مسلمانوں کے مومن کو دبا دیا کہ گو یہ صورت محال ہے۔ لیکن بالآخر اگر
اس محال کو ان بھی مان لیں جہاد طلب میں بھی فرق نہیں آتا مگر وہ حال محال ہے۔ مگر پھر مقتصد یعنی
فضیلت محمد علی صاحبزادہ و ائمہ علیہ السلام پر ہے کہ اس محال کی تعمیر پر بھی محقق اور ثابت ہے۔
مقام استدلال اور ترقی میں یہ کا عدو عام واضح ہے یہ بات قابلِ غور نہیں ہے
چنانچہ اس جہاد میں تصریح فرمادی کہ اثر نہ کر دینی خاتمیت نہیں بلکہ وہ ثابت و ثابت
ہے خاتم زمانی کے ساتھ فرماں صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم و دائم اور مہم جوئی ثابت ہوا، اور
فقط افراد محقق ہی پر نہیں بلکہ افراد مقدور پر بھی فضیلت ثابت ہو گئی۔

پھر ان صاحب سے بکمال ادب عرض ہے کہ کل نبی و لو کان قبل فضل الانبیاء
والا یقین افضل من سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تفسیر حقیقتہً صحیح ہے یا نہیں
نبی کے پرورد پر پاب ہے وہ محقق ہو یا مقدور پھر مقدور فرماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
تعلیٰ ہو یا بالعرض ساتھ یا بقرض محال بعد سب پر یہ حکم ہو گا یا نہیں اگر حکم ہے تو حضرت
مولانا مودودی نے کیا بحث لادیا اور اگر صحیح نہیں تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ اس صورت
میں آپ مسلمان ہیں گے یا نہیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس تعدد بھی مخلوقات چاہے وہ موجود ہو چکے ہوں یا
بعد میں موجود ہوں یا کبھی بھی نہ ہوئے ہوں نہ آئندہ کو ہوں اگرچہ بغیر عمل محال وہ عزت و
شرافت میں مثل افضل انبیاء سابقین ہی کیوں نہ ہوں ان سب سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ و افضل ہیں اور سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج
ہیں اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے محتاج الیہ اور مددگار عالمین کو فرمائیے اس
فضیلت بیان کرنے سے ہم کافر ہو گئے، ہم نے تنقیض شانِ ولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا
ان اللہ وانا الیہ مرجعون۔

حضرت مولانا مروج کا یہ مطلب ہے جو بندہ نے عرض کیا اب ہم بھی دیکھیں کہ کونسا
مسلمان ہے جو اس کا حلقہ کرے گا۔

ہر کی ممکن کے افراد چار طرح کے نکل سکتے ہیں، غار حیرہ و بنیہ ہر محققہ اور مقدرہ
کیا یہ کلی دینی نبی الہی نہیں ہے نبی کے افراد غار حیرہ محققہ و مقدرہ و بنیہ محققہ نہیں
پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل من کل نبی و لو کان مثل افضل انبیاء سابقین تنقید
موجب یہ ہے کہ اس قضیہ کو ہم یقیناً تسلیم کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں بس یہی فرما دیا بلاشبہ
جس کی چاہتے تکفیر فرمائیے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا دلہن رسول
اللہ و ساقم النبیین تو جملہ افراد ہی کے فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ہوں گے وہ
افراد غار حیرہ ہوں یا بنیہ محققہ ہوں یا مقدرہ اگرچہ بغیر عمل مثل افضل انبیاء سابقین ہی
کیوں نہ ہوں یا مساوی یا کم یا زیادہ تر ہے کہ جو افراد فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرض
کیے جاویں گے وہ شرعاً محال ہوں گے مگر ان کے محال ہونے سے اس قضیہ کا غلط ہونا
مستور ابی لازم آتا ہے ان کا محال ہونا اور آخر ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ بعد افراد کے لیے قائم اور ان سے افضل ہونا امرِ آخر ہے۔

دنیا میں ایک ہی پیمانہ ہے لیکن یہ کتنا صحیح ہے کہ چاند کے جس قدر بھی افراد ہیں ان کا نور شمس ہی سے مستفاد ہے، اگر ہزار کی غیر متناہی فرض کر لیے جاویں گویہ عاقل و خلاق واقع اور محال مادی ہے مگر چاند کے افراد کا خارج میں منحصر فی فرد ہونا امرِ آخر ہے اور نہ ہی قمر مستفاد من الشمس کی صحت امرِ آخر ہے۔

چونکہ قمر عالمِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وصفِ خاتمِ زمانی ہونے کا بھی قرآن سے بدلتا مطابقی والقرانی و اسراریت متوازنا المعنی اور جامع اُمت سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس میں جو نال تردد شک ہی کرے وہ کافر ہے مگر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جو وصفِ خاتمِ ذاتی ہونے کا ثابت ہے وہ بھی حق اور ثابت ہے گو نفس الامری صورت یہی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا باب بند ہو چکا اب شرعاً کوئی نبی نہیں ہو سکتا، لیکن یہ کہ اگر بغرضِ ممال سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی خاتم ہوں گے۔ یہ حکم بھی جاری ہے صحیح ہے نہیں معلوم اس میں کیا تردد ہے اور کیا وجہ کفر کی ہے تاں نے یہ کب کہا ہے کہ قمر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مؤخر ہا نہ ہے وہ تو یہی فرماتے ہیں کہ جو اس کو جائز رکھے کہ کفر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی شرعاً ممکن الوقوع ہے کافر ہے قدرِ بزرگ فکر۔

ناظرین! غلط فہم نہ رہا ہو گا کہ تسمیہ والہ اس کی مبادیات بلا اعتبار ہیں مگر پوری عبارات علماء دین شریفین یا کسی کے رد و رد و پیش ہو تو کسی کو تامل ہوتا نہ خان صاحب کی دال حکمتی غور نہ تو قصہ یہ تھا کہ تسمیہ میں قاضی رضی اللہ عنہ کی سبب ناظرین! غلط فہم نہ رہا کہ تسمیہ

موجودہ مروجہ فہم نامی کے منکر میں یا قائم نامی اور ذاتی دونوں صفوں کو نفی مطلق سے اٹھ کر
عیدہ علم کے لیے ثابت فرماتے ہیں گویہ سنوں مختصر ہے گرا نشاء اللہ تعالیٰ اہل عقل
انصاف کے لیے کافی ہے واللہ تعالیٰ ہوا المستعان وحید العکلاں۔

گوہر اول کے متعلق یہاں ہی پر انقسام حسب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقام
حال اتمام ہے اس لیے اس کا ماحول اور عرض کیے دیتا ہوں بغور ملاحظہ ہونا ضروری
کہ ایک صفت غیر متناہیہ ہے کوئی مرتبہ کسی صفت کا ایسا نہیں جس سے اسے وبال
مرتبہ نہ ہو سکتا ہو مثلاً ایک صفت ملحق کا ہی ملحق مخلوقات کے ساتھ ہے۔ خدا کی کوئی
مخلوق ایسی نہیں جس پر صفت ملحق کی انشاء قاری جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ اس سے اسے
مخلوق کا پیدا کرنا معاذ اللہ تعالیٰ اس کی قدرت ہی میں نہیں گویہ امر آخر ہے کہ وہ اپنے
اختیار اور قدرت سے کسی مخلوق سے اعلیٰ و افضل پیدا نہ کرے مگر اس سے اسے افضل
اگر چاہے تو پیدا ضرور کر سکتا ہے اس کی قدرت محدود و مجبورہ نہ ہے کہ کسی مرتبہ
پر انکار کرے اور ختم ہو جائے۔ اسی طرح نبوت کو بھی کھینچنا چاہیے کہ مراتب نبوت
میں خدا کی قدرت نامحدود میں غیر متناہیہ بھی مگر جو نبوت عالم میں متحقق ہوئی ہے اس کا
سردختر اس رئیس نقطہ اس ذرہ کمال ربی سے لا طلاق حضرت غر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو بتایا ہے۔ اس سلسلہ میں جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام متحقق ہوئے ہیں یا بغرض محال
غیر متناہیہ افراد فرض کر لو پھر انبیاء سابقین علیہم السلام سے مرتبہ میں کم ہوں یا مساوی یا زیادہ
اور ہر دور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یا بغرض ساتھ یا بغرض محال بعد میں ہوں اسی حساب
سلسلہ نبوت کے اتمت جو عالم میں مخلوق اور متحقق ہے بلکہ اگر اس سلسلہ کے اتمت
غیر متناہیہ سلسلہ نبوت ہو۔

ہاویں اور ہر سلسلہ میں غیر متناہی بن غیر متناہی انبیاء الیک سے ایک عالمی و افضل فسر حق
 کے جہوں کو سرور عالم سے اللہ علیہ وسلم ان سب افراد محقق اور مقدرہ و ہنیر اور قادر پر سے
 ضرور اسے و افضل اور سب کے برقی اور سرور ہوں گے۔ اس سے کوئی فرد مستثنیٰ نہیں، لہذا
 قرعالم روی تمام سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرور عالم سے الاطلاق میں ہاں یہ ضرور ہے کہ تمام
 الانبیاء علیہم السلام و المستلیم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا یہ فرض فرض محال ہے تمام الانبیاء
 و اشرف المخلوقات کی فضیلت تمام سلسلہ کا در بیان کرنے کی غرض سے یہ محال فرض کیا
 گیا ہے ورجحان کو محال نہ جانے اور کسی نبی کا وہ بھی آپ کے بعد متحقق یا جائز الوقوع
 تسلیم کرے وہ قطعی کا فرد ہون ہے پھر چاہے نبی تشریف کے یا غفلت اور غفلتی نام رکھے
 دروازہ نبوت قیامت تک بند ہو گیا۔ اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو کوئی کرے وہ
 کذاب و جال ہے نبی ہرگز نہیں و اللہ تعالیٰ ہدایہ فرمائی۔

دوسرا امر یہ ہے کہ حضرت مولانا ممدوح حضرت سرور عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام
 زمان ہونے کی نسبت کیا عقلاور کہتے ہیں اس کی نسبت بھی مفصل بحث تو ترکیب الاطوار میں
 ملاحظہ فرمایاں فقط بقدر ضرورت عرض ہے۔

حضرت مولانا ممدوح تفسیر الاناس میں فرماتے ہیں:

و بکبریا خاتیت اور بات پر ہے جس سے کاغذانی اور مدیاب مذکور

خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و دیالہ ہو جاتی ہے۔

(تفسیر الاناس ص ۱۲)

یہاں حضرت ممدوح تصریح فرماتے ہیں کہ بناء خاتیت ایسی بات پر ہے جس سے

آپ کا نبی ان خاتیاں ہو نا خود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و دیالہ ہو جاتی ہے۔

عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں بالکمال اور سوا
 آپ کے اور انبیاء و مرسلین بالعرض اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اقل یا اوسط میں رکھیں تو انبیاء و مرسلین کا دین اگر حالف دین میں نہ تھا ہوتا
 تو اسے کا اقل سے منسوب ہونا لازم آتا (تحدیر الناس صفر ۱۸)

یہاں ملاحظہ فرمایا ہے کہ غرض عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے اقل یا زیادہ
 میں تشریف دہی نہیں سکتے تھے بلکہ یہ ضروری تھا کہ سورہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب
 انبیاء عظیم السلام کے آخری میں تشریف لاکر تمام زمانی اور سب سے پہلے نبی مبعوت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ما یسے ہی ختم نبوت یعنی مبعوث کو تا غرض زمانی لازم ہے چنانچہ اعتناقت
 الی انہمین باین اقلیدرا تم (تحدیر الناس صفر ۱۸)

یہاں یہ بیان فرمایا ہے کہ جو معنی ختم نبوت کے حضرت مولانا قدس سرہ العزیز
 نے بیان فرمائے ہیں ان کے لیے تا غرض زمانی یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تمام زمانی
 ہونا لازم ہے۔

و اب دیکھئے کہ اس صورت میں مطف میں جملہ اہل بیت اور مستدراک و اشتداد
 مذکور بھی لافایت و برجہ چسپاں نظر آتا ہے اور غایت بھی رومہ حسن
 ثابت ہوتی ہے اور غایت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی
 (تحدیر الناس صفر ۱۸)

ملاحظہ فرمایا جائے کہ غایت زمانی کی کسی صاف تصریح ہے، تحدیر الناس میں
 ایسی متعدد عبارتیں موجود ہیں جن کا مفصل ذکر ترکیب القواعد میں ملاحظہ ہوا یہاں بقدر غایت

عرض کرنا ہے اس وجہ سے ایک نئے بدلت نقل کرتا ہوں۔

مواکر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت، غایتیت ظاہر ہے و در قسٹم

لزم غایتیت زمانی بلا لفظ التزانی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی

شانت منی بعد غزواتہا من موسیٰ الا انہ لانی یعنی

او کہما قال یوہنا ہر بطر زمرہ کو اسی لفظ غاتم النبیین سے ماخوذ ہے کافی

کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع میں معتقد ہو گیا

گو الفاظ مذکور بسند تواتر مقبول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر

معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا تواتر اعداد و کلمات خرافیہ و دروغ و باوجودیکہ

الفاظ احادیث مشرعتہ اور کلمات متواتر نہیں جیسا اُس کا منکر کا ٹر ہے ایسا

ہی اس کا منکر میں کافر ہے انتہی تمذیہ الناس مفعول ۱۰

زمانیے اس سے زیادہ غم زمانی کا اقرار اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے منکر کو کافر

فرما رہے ہیں، مگر افسوس کہ کفر کے اپنی کورٹ سے یہی حکم صادر ہوتا ہے کہ حضرت بریل

مروم غم زمانی کے ضرور منکر ہیں، اب حضرات متخصیض خود غور فرمائیں کہ جناب خمان صاحب

کا ارشاد صمیم ہے یا چاہی عرض تمذیہ الناس کی پوری وہ عبارت جہاں سے خمان صاحب

نے قطع و برید کر کے تمام اعراب منکر کر تو لی مابہل کیا ہے، اگر وہ عبارت تمامہا نسان

صاحب نقل فرما دیتے تو محضت ملہ حرمین شریفین نہ معلوم پھر کس کی تکفیر فرماتے کہ اس کا

کیا علاج ہے کہ ۵

تقدیر کف دشمن است

یہ پہلا لکھ دیا اور لکھوایا اگر اس میں کف کا پورا لطف تو خدا چاہے ترکیب انوار میں

میں آئے گا۔ مگر ذرا الی انصاف کے متوجہ کرنے کو مناظرہ جمیعہ کی بھی دو ایک مہارت اور نقل
 کردہ یعنی تحذیر الناس کے طبع کے بعد بعض علماء کو تحذیر کے بعض مقامات پر شک و
 شبہ پیش آئے ہیں، اور ان کو حضرت مولانا مرحوم کی حدیث میں پیش کیا ہے، ان کا جواب حضرت
 علماء ششیہاں نے خود زریب قلم فرمایا ہے وہ بھی زمانہ سے چھپا ہوا ہے، انہیں سب ان
 تمام مباحثوں کے ہوتے ہوئے خان صاحب نے رحمہ فرمایا اور کسی بے دردی
 سے تکلیف کا حکم لگا دیا کہ جو کافر کے وہ بھی کاغذ اور حضرت مرحوم کے اس ارشاد کو بھی
 مد نظر رکھا۔

الفرق ناظران اللہ کی حدیث میں یہ عرض ہے کہ ہے وہ ہر قورہ کفرہ
 بنیں کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چیلنا جڑ ماریوں کا کام یہ نہیں کہ مسلمانوں
 کو کافر بنائیں ان کا کام یہ ہے کہ کافروں کو مسلمان کر دیں، اقبال نہ ہو تو پہلے
 علماء کے افسانے یاد کرو، اس زمانہ کے علماء سے ہو سکے تو اس گتہ نگار
 کو جس کا اسلام برائے نام ہے، دستگیر و ذرا کرو، خطرہ ہلاکت سے نجات
 دیں اور سائل سعادت تک پہنچائیں و یا ملنا اللہ العالیٰ
 (احمدیہ مضمون ۳۲)

۱۔ ناظرین خان صاحب کے دین و ایمان پر انہیں فرمادیں گے کہ خان صاحب اس فقرہ کو
 استعمال میں پیش کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مرحوم تو خود ہی فرماتے ہیں کہ میں ہر مسلمان
 مسلمان ہوں، انا شہداءنا اللہ را معون۔ جس کا یہ حدیث جو اس سے انصاف کی اُیدہ منہاج ہے
 بلکہ عمال پر مسلمان خود ہی فیصلہ فرمائیں ۲۔ منہ

اللہ اللہ اس مقامی کلام کے بعد بھی یہ غلام گریہ تو سب ہو کر نانا تفتیب یا بے علی
ہو اور سب کلام بیان ہو جہ کر کے جائیں تو پھر کون سنتا ہے۔

لا حظ فرمائیے منظر ۱۱ صفر ۱۳۴۰

مولانا حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام کی غایت زانی تو سب
کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ
اول المرسلات ہیں انتہی۔

پھر لا حظ ہو صفر ۱۳۴۰

مولانا غایت زانی کی میں نے توجہ اور تائید کی ہے تفسیر میں
کی گراں گوشتہ غایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا
کوں انتہی۔

پھر لا حظ ہو صفر ۱۳۴۰

مولانا غایت زانی اپنا دین و ایمان ہے ناسق کی تحت کا البتہ کھر
لاج نہیں سوا اگر ایسی باتیں ہاں ہوں تو ہمارے منہ میں ہی زبان
ہے انتہی۔

یہ تمام جملات کسی سادہ یا ظہری یا تلمیح خود انصاف فرمائیں آخر میں ایک
بارت اور عرض کرتا ہوں۔

استعارہ بالغیر میں کسے کلام ہے اپنا دین و ایمان ہے بعد سوائے
اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے
اس کو کافر کہتا ہوں صفر ۱۳۴۰

اُس ناظرین اب آپ ہی انصاف فرمائیں کیا دنیا میں کوئی قاضی مہتمم و صحیح فیصلہ دے سکتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب حق پر ہیں اُن کا یہ فعل ایک فتویٰ پر مبنی ہے ابھی نہیں بہت کچھ عرض کرنا ہے جس کا موقع انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الہیہ ہے افسوس تو اُس میں ہو گا ایک کے تیس مقدمہ بنا کر نہ دکھا دیئے ہوں تو بابت یہی کیا ہوئی واللہ تعالیٰ ہوا مستعان۔

تحقیق فتویٰ منسوب بجاناب حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز

پھر ستمبر ۱۳۱۲ھ امام الحرمین بریلوی صاحب نے حضرت رشید الاسلام
والسلیق مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز کی نسبت بہت سے عجیب
و غریب شتم کے بعد تحریر فرمایا ہے:

۱۔ پھر تو ظلم و گمراہی میں اُس کا حال یہاں تک بڑھا کہ ایسے ایک فتویٰ
میں جو اس کا سرور و مستغنی میں نے اپنی دلچسپی سے دیکھا ہے یعنی وغیرہ
یہ بارہا مع رو کے چھاپا صاف لکھ دیا جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل بخیر
مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولا اور یہ رٹا
جیب اُس سے صادر ہو چکا تو اس سے کفر بالانسانے طاق مگر ہی درکار
فاق بھی شکوہ اسی لیے کہ بہت سے امام ایسا کہ چکے ہیں جیسا اس نے

کہا اور پس حمایت کا ریر ہے کہ اس نے تباریل میں مٹا کی الم ۛ

ناخبرین معان صاحب کی تہذیب کو ملا مقلد فرمائیں کہ کس قدر تہذیب سے کام لیا
ہے مگر غیر اس وقت تو ہم کو معان صاحب کی تہذیب کا جواب دینا منظور نہیں ہے
نقد اس قدر عرض ہے کہ اول تو معان صاحب کی جرات آپ حضرات ابھی ملا مقلد فرما
چکے ہیں کہ تہذیب لڑائی جو مطبوعہ رسالہ ہے جس کو چھپے ہوئے میں چالیس برس یا اس سے
زائد چھپ گئے ہیں اس میں معان صاحب نے کس قدر قریب و تبدیل مسخ و قلمبغ سے کام
لیا ہے اور اس سے زائد یہ ہے کہ بندہ نے ہر سال ہم لکھا دیا کہ اسکا تہذیبی جو
صاف صاف خدا کو جو خدا کہ دیا ماسیہ صفحہ ۲۲ خدا نے واحد قہار کو جو خدا کا ذب لہنا
الہ دین کا مذہب بتا دیا خدا کو سچا یا جو خدا ماننا خفی شافعی کا سامن اختلاف مٹا دیا۔
جس معنی اعتراض دین معاد نے صراحتاً ہی واحد قہار کو جو خدا کہ دیا اسے مسلمان
مکنتی حقی بنادیا صفحہ ۲۲ و ۲۳ ملا نے مناظرہ گوید رسالہ آپ نے ایک معتقد ہی کے
نام سے شائع کیا ہے مگر وہ حقیقت انہیں کا ہے اگر ان کا نہیں تب بھی ان کے مسلح
مفتوحہ سے ضرور چھپا دیا بھی ہو تو اس قدر تو معلوم ہوا کہ اس برگزیدہ جماعت کا یہ موعظی
میں ہے۔ بھلا اسکا تہذیبی چھپا ہوا رسالہ ہے اول سے آخر تک کوئی صاحب
اس معنی کو حرف بحرف دیکھا تو دین جس کا الزام لگایا ہے جب ابن شیر خدا کے مقابلہ
میں ان حضرات کا یہ حال ہے تو اگر حضرت مولانا گھوہی قدس سرہ العزیز پر یہ اعتراض
کر لیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اب ہر حال یہ فتویٰ نہ ہم نے آج تک دیکھا نہ
بارہے پاس کمنہ یہ بھی حال انکو معان صاحب نے اپنی احتیاط تکفیر کے بارہ میں
اس قدر نقاب افراڈ ہے کہ ادا کر تو کر لیتا انخواطر میں نہ تمام عبارتیں منقول ہیں معان صاحب

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ کذب
 برتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور مخالف قرآن و سنہ و کلام اجماع
 امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون
 علواً کبیراً اتمی۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ جو شخص اس محدود صنف لفظوں میں یہ حکم تحریر فرمائے
 کہ جو کوئی خداوند تعالیٰ کو معافا شر متصف بصفات کذب کہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے
 پھر یہ بھی نہیں کہ یہ عقیدہ رکھنے والا قرآن سے بھی کہے کہ وہ میں ویسا ہی ہے اس کی
 نسبت جناب خداوند صاحب کاجزی حکم کر دے کہ وہ قطعی کافر ہے جو اسے کافر کہے وہ بھی
 کافر ہے ہم کیا کہیں خود ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ مجدداتہ حاضرہ میں یا مجدداتہ تائید
 الہیہ اسلام خان صاحب سے خود دریافت فرمائیں کہ تو کی کون سا ہے اور آپ کو
 کون یا دلیل شرعی قطعی سے یہ حکم قطعی جہاں جس پر آپ نے نام لے کر بلا تردد و تامل
 حکم کیفر جہان فرمایا یا شر انصاف! انصاف! انصاف!!!

اب فرمائیے جس میں علماء حرمین شریفین نادہما اللہ تبارک و تعالیٰ کا کیا قصور ہے جو کچھ بھی
 اجر ہو گا وہ نہ ان صاحب ہی کا حشر ہے حضرات ملا حرمین کا فتوے طحکفہ اس پر
 ہے جو خداوند عز و جل کا حکم کو معاذ اللہ تعالیٰ جھوٹا کہے ہم اور ہمارے اکابر
 اس سے بالکل بری اور پاک ہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً۔



تحقیق معنی عبارت برائین قاطعہ

پھر غرض اسباب عام کے مقررہ پر وہی لکھ دے الفاظ جو ان کی مادہ شریعہ ہے
لکھ کر تحریر فرماتے ہیں:

اور یہ بھی اس کی تکریب صفا کرنے والے لکھ رہی کے دم پہ چلے ہیں کہ
اُس نے اپنی کتاب برائین قاطعہ میں تصریح کی اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتے
گمراہی پر جن کو جس کے جملے کا الٹ عود میں نے علم فرمایا ہے کہ اُن کے
پیر و پیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا لڑا قول
تو اُس کے ساتھ اُن میں صفحہ ۴ پر ہے شیطان ملک الموت کو یہ دست
فصل سے ثابت ہوئی تو فرما تم کی وصیت علم کی کوئی ہی فصل آتی ہے کہ جس سے
تمام فصول کی دیکھ کے ایک شرک ثابت کرتا ہے

پھر کہہ گا میں دے کہ اور سرور علم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھ کر صفحہ ۱۴ پر
تحریر فرماتے ہیں:

اصول شک فیم الرافضی میں فرمایا یہ کہ اس کا نصراصل کتاب میں
لکھ چکا ہے کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
سے زیادہ جانتا ہے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو
حبیب لگایا اور حضور کی خزان گمشائی کو وہ گال دینے والا ہے اور اُس کا
حکم دہی ہے جو گال دینے والے کا ہے اسلاف فرق نہیں اس میں سے ہم

کوئی صورت کا استثنائیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک اجتماع پیدا کیا ہے پھر میں کہتا ہوں
 اللہ کے مکر کر دینے کے شر کو دیکھو کیونکہ انکی یاد اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ راہ
 حق کو چھوڑ کر چرچہ ہوتا پسند کرتا ہے ایسے کے لئے تو زمین کے علم
 عیسیٰ پر ایمان لایا ہے اللہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 ذکر کیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے حالانکہ شرک قوامی کا نام ہے کہ اللہ عز و
 جل کے لئے شریک مقرر کیا جا۔ مجھے تو جس چیز کا غلوک میں سے کسی ایک
 کے لئے ثابت کر شرک ہو رہا تو تمام جہان میں جس کے لئے ثابت
 کی جائے یقیناً شرک ہو گا تو اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا تو دیکھو ایسے
 عیسین کا اللہ عز و جل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے شرک
 تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہے غضب الہی کا گھنا
 ٹوہ اس کی آنکھوں پر دیکھو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا
 ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی دہواور جب حضور اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی نفی پر آیا تو خود اسی بحث میں صفحہ ۴۶ پر
 اس وقت دیے خدا نے کفر سے چھ سطر پہلے ایک باطن روایت کی سند
 پکڑ لی الخ صفر ۱۵/۱۹۱۱

خان صاحب کے بہت سے سخت الفاظ تو قرآن نے نقل ہی نہیں کیے، اللہ جو
 مجبوری نقل کیے ہیں وہ بھی قابلِ برداشت نہیں ہم میں خان صاحب کو ایسی ہی شہادت
 کردہ اور ان کے معتقد بھی ملے گی۔ تے کر جو کر کے اس تحریر میں جو کر لیا ہے کہ کوئی غلط

نہاںہر احب کو ان لغویات۔ کے جواب میں نہ لکھا جا رہے اس وجہ سے حضرات
ناظرین نہایت نا اطمینان سے ہماری مسودہ نجات کو نظر فرما دیں۔

نہاںہر صاحب نے براہین قاطعہ کے متعلق اپنی طبیعت سے اور قیادت سے چند فقرہ
سے غلط ہر فرمائی ہے اور ان کو نہ فریال ہے نہ کراس کا جواب کو ان دے سکتا ہے۔ ہمارے
حق یہ ہے کہ ایک ادنیٰ طالب علم بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو مجدد وقت سے کہی گئی
ہے یہ موقع ایسا تھا کہ ہم بھی غریب مفصل عرض کرتے مگر چونکہ رسالہ مختصر ہے اس وجہ
سے قذیح کو تو زیادہ الفاظ پر عمل کر کے عرض دیا گیا۔

جناب خان صاحب نے براہین قاطعہ کی عبارت سے چند امور ایجاب فرمائے
ہیں۔

ایک تو یہ کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے شیطان لعین کے علم کو
زیادہ کہا اور یہ شان اہمندی میں نکال ہے اور اس کا حکم باجماع ائمہ قطعی ہے اور جو اپنے کو
کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

دوسرا یہ کہ شیطان کے لیے علم عیبارہ ثابت کیا اور آپ کے لیے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ثابت نہ کرنا شرک کہا حالانکہ جو شرک ہے وہ سب کے لیے شرک
ہے اس کے کیا معنی کہ شیطان لعین ازلی الفلق کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک
نہ ہو بلکہ ثابت بالنقص القطعی کیا جائے اور افضل لغو قیادت کے لیے وہی علم ثابت
کیا جائے تو شرک۔

تیسرا یہ کہ علم محیط ارض سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت
کیا جائے تو نقص طلب کی بات ہے اور وہ بھی قطعی اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حکم کی جب نفی کی تو حدیث بالاصل درایت سے مستغنی ہو گئی۔
 اور چونکہ حضرت مقدم الامت، فخر الامہ حضرت مولانا گنگو بہ قدس سرہ العزیز نے
 ہر ایک جامعہ پر تقریباً گھنٹی اس حدیث سے جو تقدیر انعام و نایاب مولانا مولوی، مولانا صاحب
 عزت فیوضہم العالیہ کو دیا جس سے مولانا مرحوم کو نقصان و مفاسدات کے بدلے اس میں
 خرابی کی گئی۔

ناظرین ہر واقعہ پر جو کہ برائین کے جوہر سے اب گھسے جاویں گے وہ مہجور اور بد
 کے ہوں گے۔ اُس میں لا منظر فرمائیں خالق صاحب نے جو لازم لگایا ہے کہ ایسی جہتیں
 کے علم کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کمر دیا یہ ایسی بات ہے کہ
 اونٹ سے اونٹن سلطان بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ایک طاقتور زمان عالم باعمل
 فخریہ و درازان شیخ دہشت، واقعہ سنت گہا، بات یہ ہے کہ کسی نے سادہ
 میں نہ کہیں بنوائی تھیں تو اس کو سب بہتر ہی سبب نظر آتا تھا کفر کے ہالی کو رٹ
 میں کیا ہی صاف مضمون جو سب کفر ہی کفر نظر آتا ہے ناظرین ہر بخشا اللہ تعالیٰ نے آفتاب
 کی طرف روشنی جو بانی کا کہ یہ مطلب برائین کا قطع کی عبارت سے لاکھ بری جگہ
 بھی نہیں نکال سکتا چہ جائیکہ مواضع جس کا خان صاحب نے دعویٰ فرمایا ہے اللہ ہی وہ
 ہے کہ خان صاحب استخفاف الہی کے جواب سے جواب رہتہ وہ جس کام
 کے لیے سفر عرب کیا اور سد ہا صیبتیں جیلیں ہزار بار پر خاک میں مل گئی سب مقبول
 سے وہ ہم ہم تر ہو اور اُس میں ترکندہ سے اور خان صاحب یہ نہ بتا سکیں کہ یہ مضمون
 خان سفر پر یا خان عبارت سے نکلتا ہے۔ خان صاحب کے متقدیر اور جملہ
 اہل اسلام بائینان خاطر لا منظر فرمائیں برائین کا قطع صفر ہ سطر ۱۱ :

پس کوئی اور نے مسلمان فرمان سے اللہ علیہ وسلم کے شرف و کمالات پر
کسی کو مثال آپ کا نہیں جانتا انتہی ۱۰

یہ مضمون کن تعداد صاف ہے اس کے بعد بھی یہ گنجائش ہو سکتی ہے کہ یہ کہہ دیا جائے
کہ براہین میں تفسیر کی کر ایسی بعینہ کا علم سرور عالم سے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے وینا
ملا اعلیٰ کو رہتا ہے یہی کہ سرور عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقرب و شرف کمالات
میں کوئی بھی آپ کا مثال نہیں چلبے وہ انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام ہی کیوں نہ ہوں شیطان
نبوت کو کون چاہتا ہے اس مرتبہ مضمون کے بعد وہ مضمون براہین کے ذمہ لگا دینا
خلاف مناسب ہی کا کام ہے۔

اور علامہ غفرلہ جو براہین ناقصہ صفحہ ۱۰۴ سطر ۱۰

”تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب مقرر عالم علیہ السلام کو اور سب
مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتا دیا اُس سے ایک
ذره بھی زیادہ علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شریعہ سے یہی
مستفاد ہے الخ“

فرمایئے کوئی مسلمان ہے جو اس کے خلاف کہہ سکے کیا یہی اعتقاد نہیں اس
میں کون سا کفر ہے اس کے بعد ایمان کہیں ہے جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے سرور
عالم سے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اُس سے زیادہ ایک ذرہ کا نہیں اگر ذرہ کا علم
ہو کوئی اس سے زیادہ ثابت کرے گا تو کیا مشرک نہ ہو گا یا خان صاحب کا
یہ مطلب ہے کہ جس قدر علم سرور عالم سے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہونے پر ترس نہیں دیا ہے
اس کو بھی ثابت کر دو تب بھی مشرک نہ ہو گا گودل میں ہو مگر زبان سے تو ایسا

نہیں فرما سکتے اس عبارت سے وہ معنوں کی ثابت ہو گئے ایک توحید کو صاحب برائین کا عقیدہ یہ ہے کہ جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس سے زیادہ آپ کو نہیں ہو سکتا اور جس قدر علم شیطان ملک الموت وغیرہ جملہ مخلوقات کو دیا ہے اُس سے زیادہ اُن سب کو نہیں ہو سکتا۔ اب اگر زبان صاحب کے نزدیک خدا نے ہر قدر معاذ اللہ سرور عالم سے اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے کم علم دیا ہے تو اس کا اعتقاد رکھیں۔

صاحب برائین توحید فرماتے ہیں :

کہ ہم کو تفصیل معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی جملہ مخلوقات کو نہیں
تو علم متناہت فرمایا ہے اُس کو وہی جانتا ہے اپنا فخر عالم سے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ جملہ مخلوقات چاہے نبیاء علیہم السلام ہوں
یا ملکہ کروم انسان ہوں یا نبی ایمان سرور عالم سے اللہ علیہ وسلم کے تقریب
شرف کمال میں کوئی رائل اور برابر نہیں پر جائیکہ اعلیٰ و افضل ہوں ۵
اب ہر ذی فہم پر ظاہر ہے کہ اگلی عبارت میں جو سرور عالم سے اللہ علیہ وسلم کی وسعت
حکم کی نفی کی اور شرک فرمایا ہے وہ ضرور وہی علم ہے جسے جو بے اعطائے الٰہی ہو تو حاصل یہ
ہوا کہ :

شیطان کو جس قدر علم یا عطائے الٰہی حاصل ہے وہ ہی سرور عالم
سے اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ذاتی کس نص قطعی سے ثابت ہے کہ میں سے
تمام نعوس کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
برائین کا قطع میں ملامت زنی کی کتاب ہے وہ معلوم ہے کسی باہل نے ناخواندہ نے

اور دوسری عبارتیں بنے ہوئے ہیں کہ آج مطلب بیان کرنے میں وقت
 جو تو اب دیکھ لو کہ کسی غلطی کو کون سا علم ثابت کرنا شرک ہے یوں اس علم ثابت کرنا شرک
 ہے اُس کی حضرت مولانا غفرلہ فرمایا ہیں اور یہ ہے کہ جو علم باعطائی الہی ہے وہ تو شرک
 ہی نہیں ملتا اور اس کو تو خود ہی تسلیم فرماتے ہیں اور اس کی بھی تصریح فرمادی کہ جو علم کسی کو اللہ
 تعالیٰ نے دیا ہے اُس سے ایک قدم زیادہ ثابت کرنا شرک ہے تو اب اہل فہم کے
 نزدیک کوئی تردد نہیں رہا کہ براہین کی عبارت کو یہ مطلب ہو گیا کہ

شیطان ملک الموت کو یہ وسعت یعنی علم اعطائی کی نصیحت
 ہوئی مگر عالم علیہ السلام کی وسعت علم ذاتی کی کوئی بھی نصیحت نہیں ہے کہ
 جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

کیونکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ عالم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ تو ہے
 ہی اُس سے زیادہ ہی کا علم ثابت کرنا شرک ہے تو ماحصل یہ ہوا کہ شیطان ملک الموت
 کے لیے علم اعطائی ثابت کیا اور سرور عالم علیہ السلام سے علم ذاتی کی غلطی کی اور آپ
 کے علم اعطائی کی مقدار آپ ہی جانتے ہیں کہ آپ کا مولیٰ علیہ السلام کو وہ تمام
 مخلوقات کے علم سے زائد ہے تو اس کو تقبیہ نہ کہ تو تمام عالم کے علم کا بھی حضور اللہ
 علیہ السلام سے سادہ ہو گا بھی لازم نہیں آتا چہ بائیکہ زائد اور وہ بھی فقط
 ایسے عین کا۔

نہان صاحب کو منظر فرمایا عبارت فکفی تو دشوار ہے ہی سمجھنا اُس سے ہی زیادہ
 مشکل ہے خداوند عالم ہماری مدد فرمائے اس فقرہ مختصر میں بھی آپ کو لب کشائی کی جگہ نہ
 پھر پڑیں گے اور نہ کسی طالب حق کو اللہ تعالیٰ تردد۔ ہے شک۔

اور کھینچے براہین قاطعہ سفر ۵۰

• عقیدہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت سموات، حق تعالیٰ کی بندہ میں نہیں اور جو کچھ بھی اپنی صفات کا عمل کسی کو عطا فرماتے ہیں اُس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں سمیع و بصیر علم و تصرف حق تعالیٰ کا حقیقی ہے اور حقوق کا مجازی ایسے حکمشدہ شئی الا یہ کہ پھر جس کو جس قدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطا فرمادیا ہے اُس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر نہیں بڑھ سکتا، شیطان کو جس قدر وسعت و ملک الوت کو اور آفتاب و مابین اب کو جس وضع پر بنایا ہے اُس سے زیادہ کی انکی کو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ ان سے کوئی کام نہیں نکلتا اور نہ اس کثرت و عظمت پر نفس کی کمی زیادتی موقوف ہے الخ

کوئی مسلمان ہے جو اس مضمون کے ایک لفظ پر حرف گیری کر سکے یا نقطہ لگا سکے اُس کو سب جناب خان صاحب ایسے ایسے شیریں معنائیں کو نہیں نقل فرماتے۔ ایک محبوب لاشانی یوسف وقت کے نقطہ خال و سیاہ بال کا نقشہ پیش کر کے اس کے حسن و عبادت پر بڑ لگانا چاہتے ہیں خان صاحب یاد رہے حسن ہمیشہ محمود میں حیث الجموع بخیر میں ہوتا ہے۔ آپ کی اس قطع و برید سے کیا ہوتا ہے ابھی بقیہ تھماٹے دنیا میں اہل عقل و انصاف موجود ہیں یہ عبارت بھی اُس مضمون کو ادا کرتی ہے علم و بصیر و قدرت و تصرف جس قدر بھی جس کو مرحمت ہوا ہے میں اُس قدر ہے اُس سے دائرہ نہیں ہو سکتا اور زائد کا ثابت کرنا شرک معنی اور کفر خاص ہے کہ جس میں کسی بدعت کو بھی بظاہر اختلاف نہیں بدعت کی جتنی مشرکین خاص بھی اس کو رد نہیں رکھتے تو میں مضبوط چہرہ وضع ہو گیا کہ شیطان کے لیے علم اسطاعت ثابت کیا اور خیر عالم سے اللہ تعالیٰ عظیم سے

علم اعلیٰ کی نفی نہیں کی اُس میں تو آپ کا صلہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی ایک
شخص کی مجموعہ عالم بھی نہ کرنا میں نہیں چاہتا کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات کی ہے
جو شرک منہ ہے۔

اب معلوم خان صاحب نے اس صاف عبارت کا یہ مطلب کیسے نکال لیا کہ
مسودہ عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیطان کا علم زائد ہے۔ مسلمانوں آپ بھی تو
خیال فرمائیں کیا اس عبارت کا وہ مطلب ہے جو ہم عرض کرتے ہیں یا جو خان صاحب
اچھا اور سستو کا حلقہ ہو عبارت براہین قاطعہ پر پھیلی عبارت کے بعد ہے:

۱۔ حضرت مولیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہت افضل ہیں
معجزات علم مکہ شفاء کا حضرت خضر علیہ السلام سے بہت کم تھا اور پھر جس
قدر حضرت خضر علیہ السلام کو ملا اُس سے زیادہ پر وہ قادر تھے اور حضرت
مولیٰ علیہ السلام کو یاد و جودا فضیلت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر علیہ السلام منقول
کے برابر ہیں اس علم کا شوق پیدا نہ کر سکے، پس آفتاب و اجتاب کو ہر اس
بیشک و وسعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم
ہی اُس کا حال مشاہدہ قصوں قطعہ سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو تیس
کر کے اُس میں بھی خلل یا زائد اُس منقول سے ثابت کرنا کسی مبالغہ کی علم کا
ہم نہیں منکر ہوا ۱

حضرت مولانا ارشد فرماتے ہیں کہ:

صفات اکیہ کے اظہار اور کوس جو بندوں کو حق ہیں اس میں
کس کا اختیار نہیں جتنا جس کو چاہا اسے دیا اُس میں زیادتی کو تا کی کے قبضہ

تقدیر میں نہیں اگر کسی اعطاء افضل کو ایک صفت کم نہایت مہمل تو اسے
اس ماقبل میں یہ قدرت نہیں کہ خدا نے تو کم نہایت فرمائی تھی یہ اپنی انصافیت
کی وجہ سے خود اس کو پیدا کر سکے، جیسا کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام و حضرت حضرت
علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے یا وہ جو کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام حضرت
نصر علیہ السلام سے ماقبل افضل تھے مگر علم کا شہد جو حضرت نصر علیہ السلام کو
معاذ اللہ عالم نے زیادہ نہایت فرمایا تھا اور اس قدر حضرت مولیٰ علیہ السلام کو
ذی اللہ تھا تو وہ اپنی انصافیت کی وجہ سے اس میں بھی پیدا نہ کر سکے چہ جائیکہ زائد تو
اب اگر کوئی وصف کسی اور نے اس میں جو قوائم میں بھی بغیر اعطائے الٰہی ہو جو اس
کی انصافیت کے ثابت کرنے لگے اور

یہ خیال کرے کہ اس اعطائے

نے جو جہاں پہ کمال کے اس وصف کو خود حاصل اللہ پیدا کر لیا ہو گلیہ مقیدہ
بالکل غلط اور شرک ہے۔

تو اسی پر تخریق دست کر ارشاد فرماتے ہیں :

کہ جب یہ تمام معلوم ہوگی تو اب آفتاب و اجتناب کی وسعت نور
اور شیعہ سلطان اور ملک الموت کے وسعت علم کو جو مشاہدہ اور انصافیت قطعہ
سے ثابت ہے اس کو محض قیاس سے کہ جب اوقاف میں ہے تو اسے
میں مزودہ خود بخود موجود ہوگی

ثابت کہ کسی ماقبل وی علم کا کام

نہیں :-

پہنا پنچر چہر چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں :
 اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگر یہ فاسق ہوں
 اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہے تو مؤلف سب علوم میں سبب
 انضیلت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو علم غیب بزرگ خود
 ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے خرمین میں تو بہت بڑا اکمل الایمان
 ہے تو شیطان سے عز ورا افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہو گا انتہی :
 (صفحہ ۵۱)

یہاں یہ ہرگز مقصود نہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے کسی قدر
 عجز دیا ہے اور شیطان یا ملک الموت کے علم سے علم محمدی کو کیا نسبت ہے یہاں تو
 قطعاً یہی ثابت کرنا منظور ہے کہ کوئی علم ارسنہ میں دیکھ کر اس میں جی اس قیاس سے
 ثابت کرے کہ وہ چونکہ اس میں ہے تو ضرور اس میں خود بخود اس سے زیادہ علم ہو گا اور وہ
 خود جو ہر اپنی انضیلت و کمال کے اس علم کو پیدا کرنے کا یہ قیاس ناسد ہے اور اس کی بناء
 پر عقیدہ کر لینا جائز نہیں کسی نفس میں کسی قدر علم و فضل نفس الامر اور واقع میں ہے یہ دوسرے
 دلائل کا محتاج ہے اور اپنے موقع پر ثابہ ہو گا کہ اس قیاس اس میں علی الادنیٰ پر عقیدہ مقرر
 کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ پہنا پنچر پہلی عبارت کے بعد فرماتے ہیں :

ماؤں تو مخالفہ کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ
 قطعی ہیں قطعیات نعوس سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں بغیر نہیں
 لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے
 اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام اہمیت کے ایک قیاس ناسد سے عقیدہ

منقح کا اگر ناسد کیا جائے تو کب قابل انتفات ہوگا سفرانہ

غافل صاحب آپ نے خیال فرمایا تکفیر کے شوق میں آپ نے تو بہ درجائی ہو کر
یہاں عقیدہ کی نفی فرماد ہے یہاں اس وجہ سے فرمایا کہ یہاں نفس قلعی چاہیئے عقیدہ اس سے
کا ہو سکتا ہے جو نفس قلعی سے ثابت ہو لہذا نفس اس قیاس سے کہ جب سرور عالم
سے اللہ تعالیٰ حیدر و علم افضل المخلوقات میں تو آپ کو ملو ملک الموت اور موم شیطان
خود نمود ذاتی بغیر احاطہ لے آتی ضرور حاصل ہوں گے یہ قیاس ناسد مثبت مدعی نہیں کہ
عقیدہ کے واسطے نفس قلعی چاہیئے یہاں تو قیاس صحیح اور خبر و امد میں مفید مدعی نہیں
پر جائیگی قیاس ناسد۔

معلوم ہو گیا کہ سرور عالم سے اللہ تعالیٰ حیدر و علم کے علم محیط ارض ثابت کرنے میں
ذیل قلعی اور نفس کیوں غلب کی گئی نہ معلوم ہوا ہو تو ہم سے نیچے عرض یہ ہے کہ جو شخص
نفس قیاس ناسد سے آپ کے لئے علی اللہ تعالیٰ حیدر و علم ذاتی کا عقیدہ کرتا ہے اور
مشرک بتاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ اسے مسکین عقیدہ کے لئے نفس قلعی چاہیئے
قیاس ناسد سے کیا شدائی ہے یہاں تو قیاس ہیگا اور خبر و امد میں کام نہیں دے سکتی۔
باقی آپ کا یہ اعتراض کہ نفی علم میں حدیث باطنی الزامیت سے بھی استدلال کر لیا جس کو
شیخ عبدالحق قدس سرہ العزیز نے مورد کیا ہے۔ غافل صاحب کیا کہیں انوس
آپ سے مناظرہ نہ ہوا اور نہ تب ہی بتائے اور اسی وقت آپ کی تجدید تائیت
کو عرض کرتے گر آپ نے اگر کوئی ہر شیدی کا کام کیا ہے قرین کہ ہم سے مناظرہ
د کیا انوس دل کی دل ہی میں رہ گئی اگر کوئی اہل علم بھی ایسی بات کہتا ہو آپ نے
فرمائی ہے تو آج قریب کر رہا تاکہ صفا کا شکر ہے کہ آپ اس زمرہ سے ہیں

ہی شریعت میں۔

غمان صاحب آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں علم ذاتی میں گنہگار ہے اُس کی نفس تو قطعی ہے وہاں
تو حضرت مولانا دہلوی نے یہ بھی تبرع کیا۔ جسے جو اس قدر بھی گھوڑا کہیو کہ علم ذاتی علم عین
کو مستلزم ہے جس کا انتضا استغراق علم ہے اس کے لیے ایک چیز کی نفس علم ہی کافی
ہے ایسی غم میں سے سب کچھ جائیں گے یہ بات خدا چاہے ترکیت الخواطر میں نفس
مرازی کر کے آپ کی طبیعت کو ظاہر کیا جائے گا، اور یہ بھی بتایا جائے گا کہ شیخ علیہ الرحمۃ
اُس حدیث کے معنیوں کو باطن میں فرماتے اور وہ مضمون صحیح ہے اگر علم ہے تو کچھ ہاؤ
فردہ اس پر اعتراض کر کے دیکھ لو یہ تو ایک ضمنی بات ہے جس سے ارفاق اللہ کا جواب
وہنا منظور تھا اس کا جواب الیٰ تم ہی سمجھیں گے۔

اصل کلام یہ تھا کہ حضرت مولانا دہلوی علیہ السلام نے یہ بیان فرماتے ہیں کہ:
کسی ادنیٰ پر قیاس کر کے اسطرح میں ہم دقت و غیرہ ذاتی ثابت نہیں کر
سکتے جس کو عبارت معنویہ کا یہ مطلب ہو گیا کہ شیطان اور ملک الموت
کو یہ وسعت یعنی علم اطلاق کسی نفس سے ثابت ہوئی، غرض عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے دست علم ذاتی کی کون سی نفس قطعی ہے کہ جس کی بنا پر علم ذاتی سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقید کیا جائے کہ یہ کچھ درباب اتفاق نفس قطعی ہی
کی ضرورت ہے اور چونکہ ہر کسی کے لیے بھی علم ذاتی ثابت کرنا شرک تھا
اس واسطے فرمایا کہ وسعت علم ذاتی کی کون سی نفس قطعی ہے کہ جس سے تمام
نفس کو جن سے علم ذاتی کے خواہد تعالیٰ کے لیے نفی ثابت ہوتی ہے
دوکر کے شرک ثابت کرتا ہے۔

اہل انصاف پر تو صفا چاہیے مطلب واضح ہو گیا ہو گا اگر شاید عمان صاحب کے
بعض ہوا خواہ جو مدت سے اُن کو مجتہد و عالم خاضع متقی سمجھے ہوئے ہیں اُن کو شاید کچھ
دغدغہ باقی ہو تو بہت اچھا اور سنیئے ۔

طاہر صاحب عبادت برائیں تمامہ جس کو عمان صاحب نے پیش کیا ہے اُس
سے پہلے کی ڈیڑھ سطر عبادت اور ہے عمان صاحب اگر کل کو نقص فرمادیتے تو کچھ جھگڑا
ہی نہ تھا ۔

والہو اصل خود فرمانا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر ہم
عیط زمیں کا فخر عالم مل اللہ تعالیٰ مدبر و علم کو خلاف تصوریں تطعیر کے بلا دلیل بعض
قیاس غامض سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان
و ملک الموت کو رسمت نص سے ثابت ہوئی فخر علم سے اللہ تعالیٰ مدبر و علم
کی رسمت علم کی کوئی ہی نص تطعی ہے کہ جس سے تمام تصور کو رد کر کے ایک
شرک ثابت کرنا ہے اتنی صغیرا ۔

ناظرین طاہر فرماؤں کہ کس قدر صاف اور بے عبادت ہے پہلے یہ بات ثابت
فرما کر ۔

جمہور عقائد میں صفات الکیہ کے اطلاق اور ان کو اس لئے حقیقتہً صفات
باری تعالیٰ کے ساتھ کوئی متصف نہیں ہو سکتا ہاں پہلا اُس قدر میں کو رہا
ہاں ہے وہ اپنی حد سے ایک ذرہ بھی نہیں بڑھ سکتا بے اعلیٰ الکی
کوئی شخص کسی میں اگر ہم وحدت مع ہر ایک ذرہ مگر برابر بھی تجویز کرے تو
یہ شرک ہے اور افضلیت کی وجہ سے کوئی صفت ہو کسی اوتنے میں ہے

اور اس کو نہیں ملے۔ ہے عود، خود بغیر مطالعے الٹی قیاس پیدا کر سکتا فقط قیاس سے یہ کہنا کہ جب اس نے میں یہ سقت موجود ہے تو اسے میں خود بخود ہو گی اور وہ اس کو خود ہی پیدا کرے گا یہ قیاس ناممکن ہے، اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا عقیدہ کے لیے دلیل قطعی چاہیئے۔

اس مضمون کو بیان فرما کر پھر فرماتے ہیں،

الماہل خود کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر یعنی یہ کہ وہ بعض واقعات زمین کا علم رکھتے ہیں تو جب ان کو باوجودیکہ سرور عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ السلام سے بہت ہی کم ہیں علم بعض ہوا منور مزید کا حاصل ہے تو برابر علی و افضل ہونے کے علم محیط زمین کا فخر عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ السلام کو غلاف مخصوص تقصیر کے بطور میں نفس قیاس ناممکن سے ثابت کرنا شرک نہیں تو اور کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ ہم ذاتی بغیر مطالعے ان کو ایک قوت کا بھی کسی کے لیے ثابت کرنا شرک ہے پھر علم محیط زمین کا ثابت کرنا اگر شرک نہ ہو گا تو اللہ کیا ہو گا اس میں بے شک اس نے حصہ بھی ایمان کا دہو گا۔

خان صاحب کو ایک بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے جو ان کی شان کے بالکل خلاف ہے جس میں چاہتا تھا کہ خان صاحب کو بے مناظرہ کے بتا دیا ہوا ہے مگر خود سرے الیہ السلام کے مدد میں ان کو بھی فسخ ہو جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ خان صاحب نے یہ تمام معاملہ بے تقصیر کیا ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ مضمون فہم حالی سے طال ہے۔

حضرت مولانا عظیم قویہ فرماتے ہیں کہ

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم عیلازمین کا فخر عالم سے اٹھ
تعالیٰ میر و علم کے لیے قیاس ناسد سے ثابت نہ کرنا چاہیے یہ مطلب
نہیں ہے کہ شیطان و ملک الموت کو علم عیلازمین کا ثابت ہے مگر فخر عالم
سے اٹھ تعالیٰ میر و علم کے لیے ثابت نہ کرنا چاہیے ہمارے تمام حساب کا
مشہد خانیروانی ہونہ جو چیز ایک کے لیے ثابت نہ کرنا شرک ہے نہ
تمام عالم کے لیے شرک ہے علم عیلازمتلا مقیس میں ہے مقیس میر میں نہیں
وہاں تو فقط یہ ہے کہ ان کا حال دیکھ کر وہاں علم عیلا ثابت نہ کرو۔

عنان صاحب دیکھا آپ کا کتاب بڑا ستر اس میں ہر آپ کو بہت ناز تھا اور آپ
یہ سمجھتے تھے کہ اس کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا تھا اس کو نظر الدین الجید میں بھی غالب
پریش کیا ہے اس کی یہ حقیقت ہے عنان صاحب علم تو اللہ ہی چہ ہے آخر کربا تو کتاب
ہی میں پیدا ہوتا ہے مگر کیا اسے علم سے کوئی بھی معیت ہوتا ہے۔

ہم فخر نہیں کرتے مگر کہ تہیں کہ اٹھ تھامے نے ہم کو ایسے بڑے اور بڑے حدیث
فرمائے کہ ان کی برکت سے اٹھ تھامے نے ہمارے استعداد کے موافق جل و کتاب سے
بچا دیا اور گویا ہی پاکیزہ عقائد عہدت کو ہم نہ کو نکلیں پر ان کی برکت سے سمجھتے ہیں،
اللہم انفعنا معلومہوہ انہما و غفلنا المسما تعجب و قد طعی۔ تو
ما میں ہوا کہ ملک الموت اور شیطان کا حال دیکھ کر کہ ان کو اکثر مواقع کا علم ہے تو
آپ کو صلی اللہ تعالیٰ میر و علم ضرور تمام زمینی کا عیلا ہو گا خلاف نموس تفسیر کے ثابت
کہ شرک محض اور ایمان سے باہر عیلا ہو رہا ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ دعوت

علم مخرجی خصوصاً سے ثابت ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کو جس قدر علم دیا۔ ہے اس کو وہ جانتے ہیں اس سے زیادہ ایک قدرہ نہیں جان سکتے اس تیس واسطہ کی بنا پر کہ جب شیطان اور ان مخلوقات کو اس قدر زمین کا علم حاصل ہے تو انہیں مخلوقات کو تمام زمین کا علم عطا نہ فرما دیا۔ خود بخود عطا نہ کی ثابت ہو گا یہ بالکل شرک اور بے ایمانی کی بات ہے۔ مگر عالم سے اللہ تعالیٰ عید و علم کی وسعت علم ذاتی کی کون سی نفس قطع ہے جو اب قائم نہیں ہو سکتا اور جس کی بنا پر عقیدہ سرور عالم سے اللہ عید و علم کے کمال کا کیا جائے اور جس سے تمام قسوس کو جو نفی علم ذاتی پر والی یاد کر کے شرک ثابت کیا جائے۔

سرور عالم سے اللہ تعالیٰ عید و علم کو علم اعطائی کس قدر ہے اس کو اس کا ذکر ہی نہیں تاکہ آپ کے علم مبارک سے صلی اللہ تعالیٰ عید و علم شیطان کی کوئی نسبت دی جاوے نہ صرف صلی اللہ تعالیٰ عید و علم کا علم اعطائی کس قدر ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ عید و علم کس قدر ثابت فرمایا تفصیل اس کی وہ جانتا ہے کہ جس نے دیا اور یا ہم اس قدر جانتے ہیں کہ سرور عالم سے اللہ تعالیٰ عید و علم کے تقرب و شرف کمالات میں تمام فوق علی کہ ہیں مائی نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ زائد اور وہ بھی نیست و تنہا کا بڑا بھائی ایسیس لعنہ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ اتباعہ و متبعہ و اعوانہ و انصارہ ۔

ہر مبارک کے مطلب میں با تقدیم و تاخر کلاماً لا ضرر ہے براہین کی جہالت کا با تقدیم و تاخر دیکھ لیجئے جو ہم نے عرض کیا ہے اس کے سوا کوئی احتمال ہی نہیں کہ ان تو خان صاحب یہ فرماتے تھے کہ:

• جب ایک مسلمان کے کلام میں تنازعہ ہو رہے کہ کفر کی ہوں اور ایک اسلام

کی تو مفتی کو اسی وجہ پر حل کرنا چاہیے جس میں مسلم مسلمان ہے۔

یا وہی خان صاحب ہیں کہ اگرچہ صاف مطلب کا ذکر بھی نہیں کرتے اور ان کا مطلب
گھڑا کفر کا فتوے دے رہے ہیں اور نہ تو اسے دوسرا اسلام کی چوڑا کرانی طرف سے
تخلاف منشاء شکم و کام کے معنی تجویز فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللَّهَ وَاَنَا الْيَسَارُ الْجَوْنُ -

ناظرین شاید یہ خیال فرماتے ہوں گے کہ جواب تو بے شک مٹی درجہ کا ہے اور یہ
بھی ثابت ہو گیا کہ براہین کی مبادت کا مطلب یہی ہے اس کے سوا کوئی دوسرا احتمال
ہر بھی نہیں نکلتا نہ معلوم خان صاحب نے وہ کفریہ مضمون کہاں سے ایسا دفرمایا مگر ابھی تک
خان صاحب کی مبادت کوئی پیش نہیں کی گئی تو جواب یہ ہے کہ بہت اچھا اس جواب کے
دو جز ہیں ایک تو یہ کہ علم ذاتی بغیر مطالعے الٰہی فقہ بنیاب عز و تر تعالیٰ و تقدس ہے
کسی کے لیے اگر کوئی ایک ذرا علم ذاتی بھی ثابت کرے گا تو وہ قطعی کا فر ہے۔ دوسرے
یہ بات کہ براہین کی مبادت میں جو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وسعت علم کی نفی کی
ہے اس سے مراد علم ذاتی ہے جس میں باتوں کے ثابت ہونے کے بعد کفر ہرگز نہیں ہو
سکتا پھر کفر ہونے اور خان صاحب اہل اسلام بالکل مطمئن ہو جائیں گے کہ اہل عربین
شریفین کی تکفیر بے شک اسی وجہ سے ہوئی کہ ان کے سامنے ہوسا مبادت نقل نہیں
فرمائی گئی۔

اول خان صاحب نے مضمون کفریہ بیان فرمادیا پھر باسبق مامق سے علیحدہ لا تقریبا
الصلوة کی طرح مبادت پیش کی تو اہل عربین شریفین تکفیر کرتے تو کیا کرتے گا اس تکفیر
سے حضرت نزار اسلام و المسلمین برائیاں لگوا ہی قدس سرہ العزیز اللہ جناب مولانا
مولوی غلام احمد صاحب دامت برکاتہم کا دامن تقدس بالکل پاک ہے۔

نہان صاحب اپنے رسالہ اقلیہ ترین کا تازہ مطبعہ کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں :
 "اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ علم ذوقی جو کسی کے دیکھنے سے نہ ہوا وہ
 علم عید کا جملہ معلومات اقلی کو با تفصیل شامل ہو یہ صرف اللہ عزوجل کے لیے
 ہے انتہی ۵"

پھر رسالہ سائر غامض لا قتلہ کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں :
 "علم ذوقی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال
 ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگر ہر ایک قدم کے کتر غیر خدا کے لیے مانے
 وہ یقیناً کافر و مشرک ہے انتہی ۵"
 پھر صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں :

"انہیں علامات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم غیب خاصہ حضرت مرآت
 ہونا ہے شک ہی ہے اور کیوں نہ ہو کہ جب عزوجل فرماتا ہے قل لا
 یعلمون فی السموات والارض الغیب الا اللہ تم فرما دو کہ
 آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی علم الغیب نہیں اور اس سے مراد وہی
 علم ذوقی و علم عید ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت اور اس سے
 مخصوص ہے انتہی غامض لا قتلہ ۵"
 پتا ہے کہ

ہر خدا خواہد کہ ہر کس درد

میلش احمد فتنہ پا کاں برو

اس سے جی تیز اسی رسالہ کے صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں :

”مخالفین کو تو محمد بنزل اللہ سے اللہ علیہ وسلم کے لفظی کریمہ کی دشمنی
 نے اندھا بھڑک دیا انہیں حق نہیں سو جیتا مگر حقوڑی ہی حقن والا کہہ سکتا ہے
 کہ یہاں کچھ بھی دشوار نہیں علم یقیناً اُن صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بطلان
 خدا مل سکتا ہے تو ذاتی و مطلق کی طرف اس کا انقسام یقینی۔ یوں ہی محیط
 غیر محیط کی تقسیم بدین ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کی تسابی
 صرف ہر تقسیم کی تم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی تو آیات و احادیث
 و اقوال علماء میں دوسرے کے ایسے اثبات علم غیب سے انکار ہے
 اُن میں مطلقہ بھی قسمیں مروی ہیں استغنیٰ“

عنان صاحب اقوال علماء میں دوسرے سے علم غیب کی نفی اور انکار ہے اُن
 میں مطلقہ بھی قسمیں علم ذاتی اور محیط حقیقی مراد ہیں مگر آپ کے اہل ایمان و اسلام تدبیر سے آپ
 کو اس کی اجازت نہ دی کہ براہین میں بھی آپ میں فرماتے کہ یہاں جو دوست و علم سرور
 عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی کی گئی ہے یہاں بھی مطلق یقیناً یہی علم ذاتی مراد ہے کیوں
 عنان صاحب ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور فرمائے تو یہ اول مراد میں یہ
 مسلمانو خوب سمجھ کر براہین مطلقہ ہی نہیں تصدیق پر التماس، حفظ الایمان کی جس قدر بھی مہارت
 عنان صاحب نے نقل فرمادی تیس سُن چایا ہے ادنیٰ اہل علم کو ادنیٰ سماعت کے
 سے بھی یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ ان عبارات کے وہ مطالب کفریہ ہیں جو عنان صاحب
 نے تصنیف فرمائے ہیں یہ تو جوہر ہے کہ عنان صاحب ہزار بیٹے حواسے فرماتے ہیں مگر
 مناظرہ پر نہیں آتے وہ خود بھی جانتے ہیں کہ عبارتیں صاف مطالب واضح ہیں اس میں
 گنجائش ہی کیا ہے جو مناظرہ کرے گا خدا چاہے یہ اساذیل ہو گا کہ اولاد سے کہہ کرے گا

یہاں تو یہ حکم جس عالم کے حکام میں کسی سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے قطعاً
یہی علم ذاتی و محیط حقیقی کی نفی مراد ہے۔ مگر ایک شیخ وقت کے کاروبار نے اور اہل
عربی شریعتین کے دھوکہ دینے کے واسطے قطعی یقینی مراد سے اعراض فرمایا جاتا ہے
اور ہر قطعی اور یقینی غلط منسے ہیں وہی مراد سے کہ قطعی اور یقینی تکفیر ذاتی ہوتی ہے اسے
پورہ صدی جہت برے بعد ایسے ہیں تو دنبال کیسے ہوں گے۔ ناظرین ہم کچھ
نہیں عرض کرتے آپ ہی انصاف فرمائیں کہ جناب خان صاحب نے کیا
غضب کیا ہے۔

ایک اور تماشا ہے کہ علم ذاتی اور محیط حقیقی کو محض باہرائی تعلات فرماتے ہیں
اور آیات و اسرار و اقوال علماء میں جہاں دوسرے سے علم غیب کی نفی کی گئی
ہے وہاں قطعاً میں مراد ہیں اور براہین کا علم میں علم غیب ہی کی نفی ہو رہی ہے۔ اور
اس میں گفتگو اور مولانا میں فرما رہے ہیں کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھو
کہ علم محیط زمین کا فخر عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلاف نصوم و تطعیر کے باطل و معنی قیاس
قاعد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا مضمر ہے۔

اولیٰ تو لفظ محیط صاف قرینہ علم ذاتی کا ہے کیونکہ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں جس سے
خان صاحب بھی انکار نہیں فرما سکتے اور کریں تو کیا ہم کہیں چلے گئے ہیں خان صاحب
ہی کے اقوال پیش کریں گے اُن کو چاہے یا نہ رہا ہو مگر ہم کو اُن کا قول خوب یاد

۴۔

دو کلمات خلاف نصوم و تطعیر یہ تو فرمایا ہمارے کہ فخر عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لیے علم ثابت کرنا خلاف نصوم و تطعیر کے کون سا ہے کہ وہ اصاف ہے فرمائیے

کوئی دوسرا احتمال ہے خلاف نعوص قطعاً آپ کے نزدیک تو بحر علم ذاتی عیض کے کوئی
ادھر ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ کو علم ذاتی ارادہ یعنی میں کیا تاں ہے۔

تیسرا قرینہ بلا دلیل محض قیاس قاسد سے ثابت کرنا۔ فرمایئے محض قیاس قاسد
سے بلا دلیل علم ذاتی ہی ثابت ہو گا یا علم اعطائی بھی آپ کے نزدیک اس کا قروہ ہے
فرمایئے اب بھی مراد علم ذاتی ہے یا نہیں۔

چوتھا لفظ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے فرمایئے شرک کون سا علم ہے
ذاتی یا اعطائی۔ فرمایئے حضرت مولانا کے کلام اقدس کے معنی کبر شریف میں آئے
فرمایئے اب بھی مطلب صاف ہو گیا کہ حضرت مولانا کو فخر عالم بدی قدادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے علم ذاتی کی نفی قرار ہے میں میں کی نفی کرنی باتفاق جملہ اہل اسلام فرض قطعی اور
اثبات کفر و شرک صریح اور شیطان اور ملک الموت کے علم اعطائی کا بیان فرما کر یہ
فراستے ہیں کہ ان کے علم اعطائی پر قیاس کر کے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے یہ علم ذاتی محیط زمین کا ثابت نہ کرو کہ یہ کفر خاص اور شرک ہے اس میں ایمان کا
کوئی حصہ نہیں۔

فرمایئے خاں صاحب اب تو ہم نے اپنا مطلب آپ ہی کے کلام سے ثابت
کر دیا۔ خاں صاحب کتاب یوں لکھتے ہیں، مناظرہ میں ہوتا ہے، فضل الکی اسے کہتے
ہیں یہ کون سی بات ہے کہ چوہوں کی طرہ بات مکھڑی، عصم کے مقابلہ میں بیان چڑھا
گئے سچا علم فوراً ہے اس کے مقابلہ میں ظلمات، جمل پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ ہم کچھ نہیں
تو الحمد للہ تعالیٰ کہ ہمارے بڑے جی کے ہم کنش برادر ہیں وہ سب کچھ میں خاں صاحب
یہ وہ سناں ہیں جس پر آپ کو ناز ہے تمام عمر اس میں گزری ہے یہاں آپ کے

نعم ہمارک کی یہ رسالت ہے اگر کہیں آپ نے ساقی علیہ میں بات چیت کی تو خطا پہنچے
حقیقت مکمل بنائے گی۔

ہم نے استدلال بالقرآن کے بارے میں رسالہ لکھا ہے نہایت مہذب رسالہ ہے
اس کا جواب تحریر فرمائیے ہم نے آپ کے علم غیب میں بھی چند رسائل دیکھے مگر کیا
کہیں ایک سو بیس جارتیں ہی نقل فرمادی ہیں اگر کہیں حکم اٹھ گیا تو اس میں بھی عرض کر کے
بتا دیں گے۔

یہ اس وقت کو یہ عرض ہے کہ خالق صاحب کے کلام سے جی یہ ثابت ہو گیا کہ
علم ذاتی مختص بالہادی تھا ہے ایک خدا بکر اس سے کتر سے کتر کا علم بھی کسی کے
یہ کوئی ثابت کرے گا تو وہ کافر ہے اور جہاں کہیں آیات و احادیث و اقوال علماء
میں کسی سے نفی علم غیب کی ہے یہی مختص بالہادی تعالیٰ مراد ہے مدعی ثابت ہو گیا کہ
برایں قاطعہ میں بھی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو علم غیب کی نفی کی ہے وہ
علم ذاتی ہی کی نفی ہے۔ فالحمد لله علی وضوح الحق وماذا بعد الحق
الا الضلال۔

گو ہم نے بفضلہ تعالیٰ پوری طرح سے ثابت کر دیا کہ برایں قاطعہ میں مراد علم ذاتی کی
نفی ہے مگر ابھی تک قرائن ہی بیان کیے ہیں گویا اسے وقت میں تو بقول خالق صاحب
اوتھنے سے اوتھنے قرینہ بھی کافی مستند رہا تو اتھ قرائن جو جو ہیں کہ یقیناً مراد ایسی واضح
ہو گئی کہ دوسری جانب کا احتمال بھی باقی نہیں رہا اور یہ بھی قریب قریب کیا بالکل مروج
ہی سمجھنا چاہیے مگر تاکہ عوام صاحب کمال و فضل و زہد و تقویٰ و مجددت اتباع سنت
مشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر راہی ثابت ہو جائے اور آئندہ کو مسلمان خاندان

سے پورے خیر و دار ہو جائیں تو اسے ہم تسبیح ہی پیش کرتے ہیں مسلمان متوجہ ہو کر سُنیں۔

جو عبارت خان صاحب نے برائے تاملہ کی نقل فرمائی ہے اس کے ۹ سطر کے بعد اس ہی قول میں فرماتے ہیں :

”اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کئی ثابت کر سکے یہ عقیدہ کرے جیسا جملہ کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک نہیں مگر بدن وین شری کے اس پر عقیدہ درست نہ نہیں اور بدن وین صحت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب مصیبت کا ہے اختی صفر ۵۲ و ۵۳“

نرمائے ناظرین اب بھی کوئی بات باقی رہ گئی قرآن سے بڑھ کر منصف نے خود اسی قول میں اپنی مراد بتا دی کہ یہ تمام بحث اس صورت میں ہے کہ آپ کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی علم ذاتی ثابت کرے اور علم ذاتی اگر کوئی کسی کے لیے بھی ثابت کرے تو وہ تو خان صاحب کے نزدیک بھی شرک ہے۔ پھر فرمائیے جتنا برا میں قاطع فہم کیا حق مرجع کہا ہے جس سے کوئی مسلمان انکار کر ہی نہیں سکتا پھر خان صاحب کا یہ حربہ تک نمل کس بنا پر تھا اور باوجود اس تصریح اور علم کے خان صاحب کو کس چیز نے اس کی تاب نہ دی۔

مسلمانو! ہم تو خان صاحب کو اس وقت وہ وہ سنا سکتے کہ وہ بھی یاد رکھتے ہو آج یہ کام آپ ہی کے سپرد کر دیا ہے۔ ہم کچھ نہیں کہتے بس یہ فیصلہ آپ ہی کے ہاتھ ہے اگر ایسے صاف اور کھلے ہوئے معنائیں پر ہی اختیار ہے کہ جس کا برجی

چاہے عمارت کا مطلب کمرے اور فتویٰ دے دے تو اب مسلمان تو دنیا میں رہنے کا نہیں مگر اس کا نتیجہ بجز ذلت اور سوائی کچھ نہیں کر لی شخص کسی کے کھٹے سے کافرو مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ہم یہاں حضرت مولانا مولوی نعیم احمد صاحب مدظلہم کا فتویٰ بھی نقل کرتے ہیں
 نے مولانا سے خود دریافت کیا ہے اور قطع الیقین میں اس کا خلاصہ شائع ہو چکا ہے
 گواہ اس کی کوئی حاجت معلوم نہیں ہوتی اور ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں مگر خزان
 صاحب نے کچھ زبان کھولی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اچھی طرح عرض کریں گے
 واللہ تعالیٰ اعلم المستعان و علیہ صلوٰۃ الصلوٰۃ والسلام
 ما تعاقب الملوٰن۔

۱۔ قولہ اچھی طرح عرض کریں گے۔ لیکن چونکہ خزان صاحب سے یہ امید بحث اور فتویٰ
 ہے اس وجہ سے یہ خیال آتا ہے کہ شاید یقین کیسے حضرت مولانا موسوی کے فتوے سے
 محروم نہ رہ جائیں، لہذا اس صاحب شیریں نے فتوے کے نقل کا بھی مطالبہ معلوم ہوا ہے۔ فقہ
 فتویٰ حضرت مولانا مولوی نعیم احمد صاحب مدظلہم سے منظرِ نظامِ علوم ہمارا ہے، مولانا
 براہین قاطعہ و امت پر کا تھم۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمتِ شریفِ خدمتِ کرم کتاب مولانا مولوی نعیم احمد صاحب مدظلہم سے منظرِ نظامِ علوم

تحقیق مطلب عبارت حفظ الایمان

پھر خان صاحب جام مغلاہ ہر فرماتے ہیں،
ماہا اس فرقہ وادیہ شیطانید کے بڑوں میں ایک اور شخص ہی لکھوی

ایقیرہ حاشیہ صفحہ ۶۹ سہارن پور ساکن ابو شہزاد است بہ کا تہم۔ بعد عرض تمیزہ مانوہ عرض ہے
مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جامع الحرمین میں آپ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اپنی کتاب
برایین قاطعہ میں تصریح کی کہ اے ایس کاظم فی علیہ السلام علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔ اور
ذیل دریافت طلب ہیں۔

۱۔ کیا اس مضمون کی آپ نے برایین قاطعہ یا کسی دوسری کتاب میں تصریح فرمائی ہے۔
۲۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق لازم کے اشارۃً یا کنایتہً میں یہ مضمون آپ کی عبارت سے
مفہوم ہوتا ہے یا نہیں۔

۳۔ اگر یہ مضمون مراحۃً مفہوم نہیں ہوتا اور لزوماً مفہوم ہوتا ہے تو یہ معنی آپ نے
مراد لیے ہیں یا نہیں۔

۴۔ اگر یہ مضمون آپ نے نہ مراحۃً بیان فرمایا نہ اشارۃً نہ کنایتہً آپ کے کلام کو لازم
ہو آپ کی مراد تو جو شخص ایسا متقادر رکھے یا کہے کہ مردود عالم علیہ السلام علیہ السلام کے
علم سے ایس کاظم زیادہ ہے اس کو آپ مسلمان جانتے ہیں یا کافر۔

۵۔ اس عبارت کو خان صاحب برایین قاطعہ سے نقل کرتے ہیں اور اس مضمون مذکورہ

کے دم چٹوں میں ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، اُس نے ایک
چوٹی سے رسلیا تصنیف کی، چار ورق کی بھی نہیں اور اُس میں تھرمج

البقیہ ماسخہ صفحہ ۱۸ کو اس کا مفاد مرثیہ بیان کرتے ہیں اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے
پتہ آتا ہے۔

بقیہ محمد تقی حسن علی منہ

الجواب بمنہ الوصول الى الصواب

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل
اور لغو ہے۔ میں اور میرے ساتھی ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان
حیدر الملین کیا کسی حقوق کو بھی جناب سرحد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محرم میں زیادہ کے
پنا چہمہ برائیں کے صنف میں یہ عبارت موجود ہے:

ہمیں کوئی اونے مسلم بھی نکر عالم علیہ الصلوٰۃ کے قریب و شرف کمالات
میں کسی کو نہائی آپ کا نہیں جانتا اتنی یہ

خان صاحب بریلوی نے یہ جملہ پر بعض اہام لگایا ہے اس کا سبب دو چیز ہو گا۔
یہ کفری مصنفوں کہ شیطان علیہ الملین کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ برائین کی کس
عبارت میں مذکور ہے نہ کہنا ہے۔ اور جس عبارت کو خان صاحب مبراہین سے نقل
کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں وہ یہ ہے:

کی کہ عیب کی باتوں کا عیاں علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا
تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چاند پائے کو حاصل ہے اور اس

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۶۹) شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، مگر
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ہم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام
فصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے؟ (برائین صفحہ ۴۱)
اس بحث میں برعبارت بھی برائین کی علامت ہو۔

۴۔ تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فقر عالم علیہ السلام کو اور سب
فخوات کو جس قدر علم حق تھا اُس نے عاریت کر دیا اور جلا دیا اس سے ایک
ذوق بھی زیادہ کا علم ثابت کرتا شرک ہے؟ (برائین صفحہ ۴۲)

پھر حضور خدا کی علم و قدرت و غیرہ مظاہر فرمایا ہے اس سے زیادہ ہرگز
ذوق بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان کو جس قدر وسعت دی اور ملک الموت کو
اور آفتاب و آفتاب کو جس وضع پر بنایا ہے اس سے زیادہ کی ان کو کچھ
قدرت نہیں؟ (برائین صفحہ ۴۳)

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ عبارات مذکورہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نوز بائند شیطان
کا علم آپ کے علم کے مساوی بھی ہو چکا ہو بلکہ زیادہ بلکہ عبارات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ شیطان
ملک الموت کو یہ وسعت دینے میں قدر علم ان کو یا اعلیٰ اللہ عالیٰ ہے، نص سے ثابت ہے
فقر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم دینی و سعادت علم ذاتی کی کون سی نص قطعی ہے تو
جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ کو علم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم ذاتی بقیر اعلیٰ اللہ عالیٰ حاصل ہے،

کی ملعون عبارت یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس پر ہم غیب کا حکم
کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلبت آئندہ ہے کہ اس غیب سے

دقیقہ ما مشیہ صفر ۱۲۷۱ء جس سے تمام نفوس کو روک کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے یہ عبارت
ایں صاف ہے کہ اس میں آپ کی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو میں نہ شیطان کی فضیلت، ہاں
شاید بخوبی احمد رضا خان صاحب اہل ان کے ہوا خواہ یہ فرمادیں کہ یہ مطلب کہاں سے محال
لیا کہ مرد ملہ ذاتی کی نفی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ بات بھی براہین کے کسی قول میں مذکور ہے
عالمہ ہر صفر ۱۲۷۱ء۔

۱۔ اہل بدعت اس صحت میں ہے کہ ملہ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے
یہ عقیدہ کر کے عیسائیت کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ جانتے کہ حق تعالیٰ اہل بدعت
کو عاجز کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدعت شریعت کے یہ عقیدہ درست
بھی نہیں اور بدعت جنت الہی بات کر عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے حق
اس صاف اور صریح عبارت کے بعد بھی کیا کسی شخص کو کوئی شبہ نہ سکتا ہے
نرمق خان صاحب بریلوی نے محض اتمام اہل کذب فاعل بندہ کی طرف منسوب کیا ہے
مگر کو تو بدعت العرکین و سوسر بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ
کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ ہم میں زیادہ ہو۔ یہ عقیدہ جو خان صاحب نے
بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر محض ہے اس کا مطالعہ خان صاحب سے روز جزا
ہوگا۔ میں اس سے بالکل ہری ہوں اور پاک و کفر یا نہ شہید۔

ابا سلام عبارت براہین کو بنور ملاحظہ فرما دیں۔ مطلب صاف اہل

کیا مراد ہے یعنی غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں مضور
سے اشد میر و ملک کیا تفصیل ہے اسرا علم غیب تو زید و بکر ملک میں و جنوں

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۷۱) واضح ہے۔

مرحہ نعل احمد نعل احمد دفعہ اشد تشریف لوند

تقریباً ملاحظہ فرمائیں کہ اب بھی لب کشائی کی گنجائش باقی ہے اباب بھی کوئی صاحب
سکتے ہیں کہ برائیں قائلہ میں تصریح کی کہ سرور عالم سے اشد تعالیٰ میر و علم سے ایسے عین کا علم
لرہا ہے معاذ اللہ تعالیٰ نہ کہ بہت سکتے تھے من انہم ان یعلمون الا کذباً۔
پسے اسام کی تو یہ حقیقت تھی یہ منسلک ذکر ہوئی۔

دوسرا اسام یہ لکھا گیا تھا کہ شیطان کے لیے علم عین ثابت کیا گیا اور سرور عالم علی اشد
تعالیٰ میر و علم کے لیے ثابت کرنا شرک کہا حالانکہ ہر شرک ہے وہ تمام عالم کے لیے
شرک ہے اس کا جواب میں جعفر علی تعالیٰ منسلک ذکر ہو چکا کہ یہ فقط غلام صاحب کی
منزل کی خوبی ہے۔ ذرا بین قائلہ میں شیطان ملعون کے لیے علم عین ثابت کیا گیا
نہ آپ کے لیے علی اشد تعالیٰ میر و علم اسے شرک کہا گیا مطلب یہ ہے کہ علم ایسے کو دیکھ کر
اس قیاس سے سرور عالم سے اشد تعالیٰ میر و علم کو علم عین ثابت کرنا جائز نہیں یہ عقیدہ
ہے اس میں خبر واحد میں کافی نہیں پر جائیکہ قیاس اور وہ بھی قاسد اور شیطان کے لیے
علم وہ ثابت کیا گیا ہے جو اس ملعون کو خداوند عالم نے دیا اور سرور عالم سے اشد تعالیٰ میر
و علم سے علم خالی کی نفی کی گئی جو نیز املائے الٰہی خود بخود حاصل ہو تو جس کو شرک کہا ہے وہ

بلکہ جمیع حیوانات بہائم کے لیے بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر مقام علوم
میں برادیں اس طرح کر اُس کی ایک فرد ہی خارج در ہے تو اس کا بطلان

(یقیناً حاشیہ صفحہ ۷۲) علم ذاتی ہے اور جس کو ثابت کیا ہے وہ علم مطاقی ہے جس کا مفصل
بیان پہلے ہو چکا لہذا یہ تمام بھی ہوا ہو گیا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب علم نبوی کی نفی کی تو

• ایک باطل روایت کی سند پکڑی جس کی دین میں اصل نہیں ہو سکتی کی
طرف اُس کی نسبت کر رہا ہے جنہوں نے اُسے روایت نہ کیا بلکہ اس کا
صاف رد کیا اور یہ کہا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے
پچھے کا بھی علم نہیں ملا کہ شیخ نے مدارج النبوة میں یوں فرمایا ہے یہ ساری
اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا میں تو ایک بندہ ہوں اس دیوار کے پچھے کا حال مجھے معلوم
نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول محض بے اصل ہے اس کی روایت صحیح
نہ ہوئی (حاشیہ صفحہ ۷۱)

اور علم نبوی میں نفس مانگی جاتی ہے وہ بھی قلمی۔ یہ اعتراض بھی غمان صاحب کا اور اُن
کے ازہاب کا ماہر الغفر ہے اس کا منہ انہم نے جواب دیا تھا مگر خیال مذکور قدس تو فرمایا
اس کی مناسب ہے، بیان سابق سے واضح ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم
ذاتی کی نفی کی جاتی ہے، جناب غمان صاحب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر کوئی
مشرک بدو دین سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے محض قیاس فاسد سے علم ذاتی ثابت

دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو
یہ شخص کیسے بدامنی کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

»بقیہ ماضیہ صفحہ ۷۱« اگر نے گئے تو آپ اس سے کیا یہ نہ فرمادیں گے کہ یہ عقیدہ فاسد و
کس قسم قطعی سے ثابت ہے یا آپ اس کو چپ چاپ تسلیم فرمائیں گے گو دل میں ہرگز
ظاہر میں تو آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ عقائد و عیوین اس کی آپ تصریح فرما چکے
ہیں کہ اگر کوئی دن اور قہ سے ادنیٰ کا بھی حکم دانی کسی حقوق کے لیے ثابت کرے تو قطعی
مشکوک ہے پھر اگر مولانا نے یہ فرمایا کہ مقائد میں نعوس تعلیمی کی مزدورت ہے مقائد قیاس
فاسد کیا انہار صبر سے میں ثابت نہیں ہو سکتے تو کیا بے جا کیا۔ آپ کو حق سے اس قدر
خفاقت ہے کہ جس کو آپ بھی حق جانتے ہیں اُس کو بھی اگر مخالف کہہ دے تو انکار کرنا
خود ہے۔ خان صاحب اگر یہ ہٹ ہے تو بہت اندیشہ ہے کہ ہم تو حیدر و رسالت
کے ساتھ تمام احکام اسلام کے دل و جان سے مستعد ہیں۔

ہیں خدا کا کیا شک تا دین حق پہچان کر

ہم جوئے سلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

خان صاحب ہم تو انقا و اللہ تعالیٰ جنت میں بھی جہادیں گے۔ بات یہی ہے کہ خالف
ہو تو ایسا ہو جیسے آپ۔

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مولانا براہین میں یہ فرماتے کہ حضرت شیخ
نے دارالافتاء میں روایت کیا ہے تب تو بے شک آپ کا اعتراض کسی درجہ میں
قابل التفات ہو تا بھی کہ اسی جگہ اُس روایت کو بے اصل فرماتے ہیں اور فقط روایت کرنا

اور جنیں اور چنانچہ (صفحہ ۲۱)

جب اس عبارت کا بھی ما تقدم اور ما تاخر طایا بناوے تو ایسی ہی

ابقیہ ماسیہ صفحہ ۲۱) نقل فرمایا اور جرح کو نقل نہ کیا مگر جب مطلق روایت کرنا ذکر کیا ہے تو اب ہمارے ذمہ فقط اسی قدر ضرور ہے کہ شیخ کا اس روایت کو ذکر کرنا ثابت کر دیں اور اس جگہ شیخ نے اس کی نسبت اصل لڑہ کہا ہو پس برائین کا سوال صحیح ہو گیا اب ظاہر ہے کہ جب شیخ نے ایک جگہ اس کی نسبت اصل لڑہ فرمایا اور ایک جگہ سکوت تو ناقل نے نقل خلاف واقع نہیں کی بلکہ جہاں سے اس نے نقل کیا ہے وہاں تو فقط نقل ہی نقل ہے وہی ناقل کتاب ہے۔

عنان صاحب المرر لقیس علی انفسہ آپ نے یہ خیال کیا کہ جیسے آپ نے دیدہ و دانستہ تحذیر الاناس کی عبارت میں تلاش غواش کر کے ایک فقرہ صفحہ ۳۲ کا پیرہہ سرا فقروہ صفحہ ۲۲ کا اور پھر آخر میں صفحہ ۳۲ تحریر فرما کر مکمل خیانت کی اور صفحہ ۱۰ و ۱۱ کی عبارات تحذیر الاناس کو تصدیقاً خیانتاً چھپایا اسی طرح آپ نے مرلانا کو خیال فرمایا نہان مآب اس کی ضرورت بدقیوں کو برپا ہے جو جموٹے ہوئے ہیں بچوں کو اس کی نہ ضرورت نہ ان سے یہ ہو سکے یہ طرز آپ ہی کو بہادر رہے۔

”نفسیہ ہمارے ذمہ فقط اسی قدر ضروری تھا جو لہر و ذکر کیا لیکن باؤ کی یاد رکھو گے ایسا مناظرہ کو نے والا کسے ہے ہم اس جگہ سے شیخ عبدالحق قدس دہلوی قدس سرہ العزیز کی عبارت پیش کریں گے جہاں شیخ معروف اس حدیث کو موقع استدلال میں پیش فرماتے ہیں جو شیخ قدس سرہ العزیز کے نزدیک معتبر ہونے کی دلیل

صاف ہے بیٹے پہلی ہدایت اس کا تو حاصل فقط اس قدر ہے کہ اگر آپ کو
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب کہتے ہو اور لفظ عالم الغیب میں بولفظ غیب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) واللہ اگر یہ روایت باطل اور بے اصل محض ہوتی تو مقام استدلال
میں اس کا پیش کرنا شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو باوجود علم کے حرام ہوتا جب شیخ ثقہ ہیں تو
ثقہ کا مقام استدلال میں کسی حدیث کو پیش کرنا بیجا نہ رہا۔ اس کے نزدیک قابل احتجاج
ہونے کی دلیل ہے پھر پیش میں کس حدیث کے مقابلہ میں جو صحیحین کی حدیث اس کے ہم منقول
ہو اور حدیث صحیحین کے معنی کی تفسیر میں جس حدیث کو شیخ پیش فرمائیں تو اب بھی
مگر وہ شیخ کے نزدیک قابل احتجاج نہ ہوگی تو کب ہوگی۔

اس معنوں کی احادیث صحیحین میں موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ بیٹے میں آگے سے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے سے دیکھتا ہوں اس معنوں کی
حدیث مشکوٰۃ شریف کے کئی بابوں میں وارد ہوئی ہے۔

پہلی حدیث باب صفۃ الصلوٰۃ کی فصل ثالث کے اخیر میں واقع ہے اس حدیث
کو نقل فرما کر شیخ علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے
"جان کر دیکھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے

سے بطریق خرق عادت کے وہی یا امام سے متاثر اور کبھی کبھی تھانہ جوشہ

اور تائید اس کی اس سے ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ جب ناقہ مبارکہ

ہم حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گم ہو گئی اور نہ مل اور یہ نہ معلوم ہوا کہ

کہاں گئی تب منافقوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ

دار ہے ہر ملکہ الحوق لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے اس سے بعض علوم غیبیہ مراد ہیں چاہے وہ ایک ہی چیز کیوں نہ ہو تو اس میں حضور کی کیا تخصیص

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۷۶) میں آسمان کی خبر پہنچاتا ہوں اور اس کی خبر نہیں کہ ان کی ناکہ
 کہاں ہیں تب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میں نہیں جانتا
 مگر وہ کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بتا دیا اب میرے پروردگار نے مجھ کو
 دکھا دیا کہ وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی ہمارا ایک درخت کی شاخ میں بندھی
 ہوئی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے
 پیچھے کیا ہے یعنی جسے تھوٹے حق سبحانہ کے اشعۃ الطمعات جلد
 اول صفحہ ۳۶۲

خان صاحب فرمائیے اب بھی کچھ شرم آئی یا نہیں دیکھا براہین میں صریح نقل کیا گیا
 نہیں کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں، شیخ نے روایت کی کہ آپ
 نے اشعۃ الطمعات آپ کی ہے یا شیخ علیہ الرحمۃ کی پھر وہ بھی حدیث کی کتاب
 جہاں اس کی تحقیق کی جگہ ہے۔

خان صاحب اس سے زیادہ تر عجیب بات یہ ہے کہ اسی ملکہ الحوق میں
 دوسری جگہ حضرت شیخ مقدس دہلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے
 وہ جہاں کہ اس جگہ ایک ادب اور قاعدہ ہے کہ بعض اصفیاء اہل تحقیق
 نے ذکر کیا ہے کہ اس کی شناخت اور روایت ہو جب علی شکرانہ اور
 سبب سلاطین مال کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر روایت مل و علی شانہ سے

ہے۔ یعنی ایک ذی کف غائب چیز کا علم تو ہر شخص زید و عمرو بکر بنیو و بکر بنیو و بکر بنیو
بکر بنیو ات کو بھی ہوتا ہے اور ملت اطلاق عالم الغیب کی یہی ہے تو چاہیے کہ

ابقیہ ما شیء مفرغ، کوئی خطاب بداعتاب اور سلطنت اور سلطنت اور استغناء اور
استعلاء واقع ہو رہے انک لا تلحدی اور لیحیطن عملک ولین ملک
من الامور شیء وغیرہ ذیقۃ العیونۃ الدنیا را مثال اس کو کیا
جانب نبوت سے ہو ویرت یا انکسار یا انقار یا عجز اور سکنت و عجز میں کہے
خل انما انما بشر مثله کما و اغضب کما یغضب العبد
ولا اعام عا دوا و هذا الجدا اس دعا ادری ما یفعل فی و بکھر اور
انکسار کے درمیں اس میں ہم کو نہ چاہیے کہ اس میں دخل دیں اور اشتراک نہ بنال
کیونکہ حداد اور کورس اور تماشائی پر تو کف کریں : (طرح النبوة مفرغ) :

اگر یہ حدیث بالکل بے اصل تھی تو یہاں شیخ کیوں نقل فرماتے ہیں کیا انوار ہے اس
بات کو ایسے مواقع میں بیان فرماتے ہیں غرض براہین کا جس قدر دعویٰ تھا وہ تو بغیر تھے
ثابت ہو گیا کہ شیخ علی المرتضیٰ نے اس حدیث کو روایت فرمایا ہے اور وہ بھی اس طرح
ہے اس سے ان کے تنقیح مزور معتبر ہے اور یہی دلیل تھا خلافت الحدید و علی رسولہ
الصلوة والتسلیم :

اب رہی یہ بات کہ حضرت شیخ علی المرتضیٰ نے اس کو ایک جگہ اصل
فرمایا اور دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل ہے تو
اس کا جواب نہ تھا شرعاً معاصیہ لہذا میں علامہ فرمایا جائے وہ تحریر فرماتے ہیں

ان کو بھی عالم الغیب کہا جائے مگر تم اس کو جائز رکھتے ہو تو پھر یہ لفظ کمال پر
 وال نہ ہوا اور اگر جائز نہیں رکھتے تو مختلف حکم کا دلیل اور علت سے لازم

دقیقہ حاشیہ مفہوم، کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت باطل ہے بلکہ اس کی
 سند و کتب میں کمی، اصل میں اس کو ابن جوفی نے ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے
 کہ کس قدر محتاط ہیں کہ قاضی شہر میں ضعیف کیا موقوف ہونے کا حکم
 لگا دیتے ہیں وہ اس کی نقل کرنے والے ہیں تو یہ روایت باطل ہے اصل
 تو جو نہیں سکتی ہاں چونکہ روایت کی سند بیان نہیں فرمائی اس وجہ سے شہر
 پر گیا مگر چونکہ اس کا معقول صحیح ہے اس وجہ سے اس کو مستند و قاضی
 میں دونوں پیش کرتے ہیں اور یہ معتبر ہونے کی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے ۵
 چنانچہ مواہب میں تو یہاں تک کہہ دیا

میں یہ صحیح ہو گیا کہ تحقیق آپ نہیں جانتے آپ کے دیوار کے
 پیچھے ہے اور دوسرے کی دیوار کے پیچھے ہے کہ جو آپ کے کچے رب
 تبارک و تعالیٰ نے تادویا

نہم کو تو نقطہ ثابت کرنا چاہیے تاکہ شیخ نے یہ انکار اس کو روایت کیا ہو
 بعض کتابوں میں شیخ نے ثابت کر دیا۔ اس سے زیادہ کی ہم کو ضرورت نہیں ہاں یہاں
 بعض بعض مباحث طبعیہ یا قیاسیہ اگر علما صاحب نے بہت غرائی تو انشاء اللہ تعالیٰ
 نزاکۃ الخواطر جلد دوم میں عرض کریں گے وہ درحقیقت صاحب کی نقلی کھولنے کے لیے
 یہ بھی کافی ہے۔ کیا علما صاحب کے علم و دیانت و بیعت میں پراگہ ہوں تو یہ بلند مرتبہ

آتا ہے اور یہ تا جائز یہاں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معلومات کی گیت
ہا تو کہیں ہزار ہزار کو سس تک بھی ذکر نہیں جو کمر بندہ کے سوال پر حضرت مولانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) نہیں ہے کہ فرماتے ہیں:

کہ باطل الروایت سے سند پکڑی۔ جو دعویٰ ترکان و حدیث و احادیث
امت و اقوال سے ثابت ہو کہ کسی مخلوق کو علم ذاتی نہیں ہو سکتا جس مخلوق کو
جس قدر علم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اُس سے زیادہ وہ ایک ذرہ کا
علم بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کی تائید میں اگر ایسی روایات بیان کی جس کا مضمون
تلفظاً یقیناً صحیح جس کو ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا حدیث روایت
کرے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی عیالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اپنے دعوے کی
تائید میں بیان فرمائیں، ایک بگڑ نہیں دو بگڑ ماننا ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کو
احادیث صحیحین کا معارضہ نہیں ہو گا کسی ہی درجہ میں کیوں نہ ہو اگر اُن کے نزدیک
بالکل باطل اور بے اصل ہوتی تو اس جمع و تحقیق کی کیا ضرورت ہوتی جو تحقیق
میں فرماتا:

وَبِنَا لَيْتُ جَمْعُ بَيْنِهِ وَبَيْنِ
قَوْلِهِ لَا أَعْلَمُ مَا وَجَدَ اِيَّاهُ
اَوْ اِيَّاهُ مِنْ جَمْعٍ كَيْفَ جَاءَ اِيَّاهُ مِنْ اِيَّاهُ
قَوْلِهِ لَيْتُ اِنْ لَمْ يَكُنْ اِيَّاهُ مِنْ اِيَّاهُ
هَذَا اِنْ شَاءَ

مواہب لدنیہ جس پر امام ستائش فرماتے ہیں:

کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ضرور آئی ہے اور خود حافظ

مولوی اشرف علی صاحب مدظلہ نے خود ہی ایک مختصر تحریر فرمادی ہے جس کا مندرجہ
تذکرہ الوتین میں شائع ہو چکا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو اس جگہ بحفہ نقل کر دیا

»بقیہ ماضیہ صفحہ ۸۰« ابن حجر ہیثم اصل فرماتے ہیں تو یہ بظاہر تعارض ہے جس کا جواب
شارح نے یوں دیا ہے:

»کہ ممکن ہے کہ مراد اصل در سے یہ ہے کہ اس کی اصل معتبر نہیں پر گو
اُس کو بے سند ذکر کیا ہے مانتظ ابن حجر کی یہ راویوں کی یہ روایت باطل
ہے نہ قاضی صفحہ ۸۶ جلد رابع «

پھر نماں صاحب کا اس روایت کو باطل کہنا نماں صاحب ہی کی رحمت ہے کہ اہل
علم سے تو بخوبی سمجھا۔

لہذا فوس تو آپ کی ذاتی خیانت اور بددیانتی پر ہے کہ جہاں سے آپ نے
مدارج النبوة کی یہ عبارت مذکورہ نقل کی ہے اسی کے بعد شیخ فرماتے ہیں:

»کہ اگر صحیح ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ وہ انکشاف مفوس بہاں فساد
ہے الخ «

اگر شیخ رحمہ اللہ قائلے کے نزدیک یہ روایت باطل اور بے اصل محض متقی تو پھر
شیخ کا اس جواب کی کیا ضرورت متقی پر مگر ابن جوزی رحمہ اللہ قائلے جیسے محدث عظام
نے اس کو ذکر کیا تھا گو بے سند ہی سہی اس وجہ سے احتمال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو اور
باطل معنی تو ہو ہی نہیں سکتی لہذا اس تقدیر پر بھی جواب دینا ضرور تھا۔

فرمایئے کہ شرم آئی یا نہیں اب شیخ علیہ الرحمہ ہر اعتراض فرمائیے کہ روایت باطل

ہائے ناظرین انصاف فرمائیں گے کہ کلام کس قدر صاف ہے۔
 ملازمین ازیں تصدیق و تصدیق نہ کر سکیں جب مصنف خود فرماتے ہیں،
 کہ میرا مطلب یہ ہے تو اب کسی کو چون و چرا کی گنجائش کیا
 ہے۔ ان ہم کو بھی طبی طور پر کچھ عرض کرنا ہے مگر اس کو ترک کرنا خواطر
 کے لیے چھوڑ دیا، یہاں حضرت مولانا قاسم برکاتیہ کی تحریر پر
 میں کرتا ہوں۔



(بقیہ ماحشہ صفحہ ۸۱) سے دو جگہ تائید و توثیق فرمائی۔ باوجودیکہ ایک جگہ خود اس کو واسطہ کی
 حالت میں جو ترجمہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی لکھا اسلئے فرمایا اور خود ہی جمع کی تکرار میں سے اس کے لیے
 اصل کا ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

نہان مناسب یہ تمام باتیں تم کی ہیں کہ جوں کا توڑ ترجمہ ہے کچھ دیکھو دیکھ کر مشامین کھٹنے میں
 یہ ذلت اور ذلتی ہوتی ہے جو آپ کو ہوئی خداوند عالم نے ہر عبادت سبقت اور دشمنی اولیہ اللہ
 تعالیٰ کے آپ کی عقل کو اندھا کر دیا ہے۔ ومن لم یجعل اللہ لدنونا ذللاً من قوما۔
 اب بھی تو دیکھ لو درخت ذلت اور غلاب شدید کا سانس ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ
 من وسوسات الشیطان

نقل بسط البنان مصنفہ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم در تحقیق مرطاب و مراد عبارت حفظ الایمان

بسمہ تعالیٰ سلاماً و صلواً

بخدمت اقدس حضرت مولانا مولوی الحاج الشاہ اشرف علی صاحب

مذرت فیو شکم العالیہ۔

بعد سلام مضمون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے

ہیں اور حرام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں:

۱۔ کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا

علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر پختہ اندر

پاک بگو ہر جانور اور ہر پر پائے کو حاصل ہے۔

اس لیے امور غیبی دریافت طلب ہیں۔

۲۔ آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے:

۳۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق دوم بھی یہ مضمون آپ کی کس عبارت سے

نقل سکتا ہے۔

۲۔ کیا ایسے مضمون آپ کی مراد ہے؟

۳۔ اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفاد عبارت ہے نہ

آپ کا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اقتدار رکھے یا اعتراض یا اشارۃً کہے اُسے

آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟

یٰٰنُوا توجسروا

بندہ محمد رفیع الحسن مفاہم

الجواب

مشفق و کرم سلم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم؟ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا

ہوں۔

۱۔ میں نے یہ جیسٹ مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھتا تو درکنار میرے قلب میں بھی

اس مضمون کا خطوہ نہیں لگتا۔

۲۔ میں کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

۳۔ جب میں اس مضمون کو جیسٹ سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطوہ نہیں لگتا

جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو یہی مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

لے یعنی تنبیہ کی باتوں کا علم ۱۲ م

طہ . . .

ہم جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارتاً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ نہ کذب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور منقائص کو کتاب ہے حضور سرور عالم غرضی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب تھا آپ کے حوالہ کا اب آخر میں اس جواب کی تقسیم کے لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ مسئلہ ایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کوں جس کی بنا پر مجھ پر یہ تہمت لگائی گئی ہے گو کہ وہ خود بھی واضح ہے۔

اقل میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو واسطہ ہو وہ مخلوق کے لیے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو مالک الغیب کتابائز نہیں اور اس دعوے پر رد لیں کلام کی ہیں۔

وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر مطلب یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی معنی اس بنا پر کہ آپ کو علم غیبیہ بواسطہ عاقلین ہیں آپ کو عالم الغیب کہنا اگر صحیح ہو تو اس سے اگر کل غیر متناہیہ راد ہوں تو وہ فقط و فقط محال ہے اور اگر بعض عموم مراد ہوں گو وہ ایک ہی چیز کا علم ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو تو اس میں حضور سرور مسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو وغیرہ کے لیے بھی حاصل ہے تو لفظ ایسا جیسے مطلب نہیں کہ ایسا علم واقع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ لغویاً ایسا جیسے مراد اس لفظ ایسا سے وہی ہے جو اوپر مذکور ہے

یعنی مطلق بعض ہم گوہ ایک ہی چیز کا ہو اور گوہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو کیونکہ اوپر صریح مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے۔ اور عبارت کرندہ بھی اس کی

دلی ہے۔

دہو قولہ کہ زید ہر شخص کو گئی دیکھی ایسی بات کا تم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے
غنی ہے پس اگر زید ہر غنی اپنے چیز کے علم حاصل ہوئے کو بھی عالم الغیب کے
اطلاق میں ہونے کا سبب بتاتا ہے تو زید کو پوچھو کہ ان سب کو عالم الغیب کہا کرتے
کیونکہ ان کو بھی بعض غنی چیزیں معلوم ہیں عود اس عبارت میں سرسری نظر کرنے سے یہ
مطلب واضح ہوتا ہے۔ پس اس عبارت۔ سر چند طریقہ دوسری عبارت میں تصریح ہے
کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و مفروض ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔

انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو صحیح علوم مالہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے
کیا وہ خود ہاشم زید و عمرو صبی و جنوں و بیروانات کے علم کو حاصل آپ کے علم کے علاوہ
نہ کیا زید عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ائمہ علیہم السلام
کو بھی حاصل نہیں۔

اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ عبارت مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
کے مشابہ معارف اللہ علم زید عمرو وغیرہ کو نہیں کیا گیا اور لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہ کے لیے
نہیں آتا بلکہ اہل لسان اپنے معارف فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے
شک تو کیا یہاں خدا تعالیٰ کے تبار ہونے کو دوسرے کے تبار ہونے سے تشبیہ
دینا مقصود ہے ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ اس شق پر جو معذرت لازم کیا گیا۔ اس میں غور کرنے
سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ شاکست کی نفی کی گئی ہے چنانچہ بعض مطلق علوم غیبیہ کے راہ
لیے پر یہ جوابی بھائی ہے کہ اس میں ضرورت کیا نہیں ہے لا

یہاں صورت میں آپ کی تفصیل نہ رہے گی بلکہ زید و عمرو وغیرہ مجھ اس صفت

یہ آپ کے شریک و مشاہیر ہو جائیں گے حالانکہ آپ کی صفات خاصہ کا لیر میں کوئی
 آپ کا شریک و مشاہیر نہیں ہے اس لیے یہ شق باطل ہوئی اور اگر بزم مستشرقین
 کے لیے بھی بہت ہی کم زید و غریب و کج و کرم کے تشبیہ میں دی گئی بلکہ مطلق بعض
 علوم سے اس کا اثر نظر ہے بلکہ بعض ممالک از علم و عقل سے بھی تشبیہ ہوتی ہے تب
 بھی اس کی وجہ نہ ہوئی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق بعض خوب کا حصول آپ
 کے لیے علت ہو جائے گا مطلق عالم الغیب کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متعارف ہوں
 ایسی تشبیہ میں بعض الوجہ تو نفس قطعی قرآنی میں موجود ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
 إِن كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا لَکُم بَلَاءٌ مِّثْلُ مَا أَتَاکُمُونَ۔

اولیٰ میں مقبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسرے میں غیر مقبول
 کی ایک حالت کو مقبول کی ایک حالت سے تشبیہ دی۔ ہے البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ
 پر اکتفا کر کے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بے شک جمیع جہے لیکن جب اس
 کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں ۱۰۰۰ کے بعد یوحنا آئی ہے اور تِلْکُمُونَ
 کے بعد وَتَدْرَجُونَ ۝۱۰۱ اَللّٰهُ مَا لَا یَرْجُوْنَ ہے اور جیسا کہ قرآن مجید میں
 کہ کلام متقدم و متاخر ہے آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا صریح ہے یا طہرہ
 بیان تفاوت پر دل ہو چھریا قیامت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو تشبیہ
 کا کوئی اثر ہی نہیں اور ایک شق یہاں اور عقل ہی کو آپ کو عالم الغیب تو کیسے گرد کرنا
 بزم جمیع علوم غیر متناہیہ کے اور نہ بنا بر مطلق بعض علوم کے تاکہ اشتراک لازم آوے بلکہ
 بنا بر عموم و اقروہ وغیرہ کے جو دوسری کو حاصل نہیں۔ سو یہ شق یہاں ملاحظہ فرمائیے کہ اس
 کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جائے تو

نبی غیر نبی میں درجہ فرق بیان کرنا محذور ہی ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب کہتے اور دوسروں کو
عالم الغیب نہ کہتے کا التزام کیا جاوے۔ مثلاً اُنہی کو اصطلاح قرار دیا جاوے کہ علوم کثیرہ
شریفہ کے عالم کو عالم الغیب کہا جائے اور علوم تلیلہ و خفیدہ کے عالم کو عالم الغیب نہ کہا
جائے تو شرعاً اس فرق کے مستبر ہونے پر دلیل لانا محذور ہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے
کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے
پس جو شق مسخر و محذور ہے جس میں وہ عبارت مقتضایہ نہیں ہے اس میں بعض علوم سے مراد
مطلق بعض ہے قطع نظر شریفہ و خفیدہ و کثیرہ سے پس وہاں وہی شمس قاطب ہے جو مطلق
بعض علوم کے حصول کو سبب بناتا ہے عالم الغیب کے صحت اطلاق کا اور ظاہر ہے
کہ اس شخص پر وہ عقد و قطعاً لازم ہے جو وہاں لازم کیا گیا ہے اور جو شق اشارۃً مذکور ہے
وہاں وہ شمس قاطب ہو گا جو بعض خاص علوم کو سبب بناوے عالم الغیب کی صحت اطلاق
کا اور اس شق مذکور اشارۃً پر مقدمہ ہی لازم نہیں کیا جو کہ شق مسخر پر ہے تاکہ اس
سمت کی گنجائش ہو کہ علوم شریفہ کثیرہ کو بنا پر اطلاق کرنا عالم الغیب کا مستلزم نہیں علوم
خفیدہ و تلیلہ کی بنا پر عالم الغیب کے اطلاق کرنے کو بلکہ اس شق مذکور اشارۃً پر مقدمہ ہی
دوسرا ہے جو ابھی بیان ہوا کہ شرعاً اس فرق کے مستبر ہونے پر دلیل لانا محذور ہے خوب
سمجھ لیا جائے اور باننا چاہیئے کہ عجیب ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ اتنا
بھی نہ تھا بقنا بیان کیا گیا۔ صرف بعض متاشیہ اشتباہات رفع کرنے کی غرض سے
یہ زیادت گوارا کی گئی، باقی اس سے زیادہ تو کسی درجہ میں بھی ہمارے ذمہ نہیں ہے مگر ہم
تبرعات میں اس کے متعلق اور بیان کیے دیتے ہیں۔

اسراوئل

اصل مسئلہ کی دلیل معنی نظر اس سے کہ آپ کو عالم الغیب کہنا جائز ہے یا نہیں جس کی بحث اوپر مذکور ہوئی کیونکہ سوال میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے اُسی کا جواب دیا گیا ہے۔ اب اصل مسئلہ نکلتا ہوں۔ قرآن مجید میں ہے کہ آپ فرما دیجئے وَكَوْكَنتُمْ أَهْلُ الْغَيْبِ لَا تَسْكَرُوتُمْ مِنْ الْخَمْرِ وَنَعَاءِ الْغَيْبِ وَنَعَاءِ الْغَيْبِ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع غیوب الی یوم القیامت کا علم مستلزم ہے دوام عاقبت و عدم مس ضرر کو اور ظاہر ہے کہ عین وقت وفات تک مس ضرر ہوا۔ چنانچہ خود مرض بھی اس کی ایک فرد ہے پس عدم مس آخر تک مرتفع رہا تو علم جمع غیوب مذکورہ آخر تک میں منتفی ہوا اگر کہا جائے کہ یہ متنفی علم بالذات ہے۔

جواب

یہ ہے کہ جو تالی اس مقدم پر مرتب کی گئی ہے وہ دلیل ہے مقدم کے عام ہونے کی کیونکہ اس مسئلہ کا غیر عدم مس مطلق علم کے لوازم سے ہے کہ نہ علم بالذات کے لوازم سے ہے یہ حکم بالکل بدست عقل کے خلاف ہے کہ اگر آئندہ کا واقعہ خود منکشف ہو تب تو مس سو دن ہو اور جو خدا نے تعالیٰ کے بتلانے سے منکشف ہو تو مس سو ہو اور حدیث میں ہے کہ بعض اشیاء کی نسبت قیامت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا آتَتْكُمْ شُورَا بَعْدَكَ

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بعض ازمنہ تک بھی کو آخر عمر سے بہت متاخر ہے آپ پر بعض کونیات ظاہر نہیں ہوئے نہ بالذات نہ بالعطا کیونکہ بالسطا کے بعد آپ اُن کو نہ بلائے صریح اس اطلاع کے بعد متحققاً صحیحاً فرمایا گواہی دلائی بہت ہیں مگر ہم در شاہدوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ پس آیت و حدیث دونوں سے معلوم ہوا کہ آخر عمر میں بھی بعض کونیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر معنی رہیں جن کا تعلق منصب نبوت سے نہ تھا پس ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا اور مخالف کا دعویٰ کہ آپ کو آخر عمر میں تمام واقعات الیوم الاخرۃ میں سے کسی قسم کا علم معنی نہ رہا تھا متفق ہو گیا رہا یہ کہ اس کا افتقار بطلان کے کس درجہ میں ہے سو مقام اُس کی تفصیل کا متحمل نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس اعتقاد کی صورتیں مختلف ہیں بعض درجہ بہت و مسیت میں ہیں جن میں انکار قطعی کا نہیں ہے اور بعض درجہ کفر کا ہے جن میں انکار قطعی کا ہے۔

امر ثانی

بعض اکابر امت مسلمہ کے اُمت کے کلام سے اپنی عبارت کے مشابہ جاتی ہیں نقل کرتا ہوں کہ ظہیر میں غماص ہے دفع استبعاد کا شرح مواقف کے مؤلف، سادس مرسلہ اقل میں غماص کے جواب میں ہے۔

قلنا ما ذکر توہم و وجوہ اذا لاطلاع علی جمیع المخفیات لا یجب
للنبی انفاقاً منا و منکرو لہذا قال مید الانبیاء و لو کنت اعلم الغیب
لا منکرت من الخیر و ما سئ السوء و بعضی الاطلاع علی بعض الخفیات انما یتمتع
علہ انوار عبارت سے بھی امرج اورا شہرہ طالع الا نظار شرح طالع الانوار عبید اللہ

دوسرے کیا لایحقص کا یہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے۔

امثال

میں نے سنا ہے کہ میری دلی کے مقدمات پر نقض کیا گیا ہے کہ اس بنا پر چاہیے
کہ آپ کو عالم بھی نہ کہیں کیونکہ یہ مقدمات اُس میں بھی جاری ہیں مگر مجھ کو حیرت ہے کہ
اتنا وسیع فرق مسٹر من کے خیال میں نہ آیا یہ نقض اس وقت واقع ہوتا۔ جب کہ آپ کو
عالم مطلق بعض علوم کی بنا پر کہا جاتا کہ آپ کو تو عام خاص علوم مثلاً فنیہ کی بنا پر کہا جاتا ہے
اور اُس میں یہ مقدمات جاری نہیں ہوتے اور اگر یہی جواب عالم الغیب کے اطلاق کا دیا
جائے تو اس کا جواب دیں، بظہان آپ پر شری مذکور اشارۃ میں گند پکا ہے کہ یہ اطلاق عالم
کا شرع میں وارد ہے اور عالم الغیب کا اس بنا پر اطلاق وارد نہیں ہوتا۔ دوسرے

(تقریباً مشیر صفحہ ۹۰) رحمہ اللہ کی عبارت دیکھیں جو صفحہ ۵۲ طبع المتنبولہ صفحہ ۹۹ طبع مسر ہے۔ تقریب
الکمال الی العالی من کان مخلصاً تو اس مخلص اللہ الی ان یکون مخلصاً علی الغیب بصفاء جوہر نفسہ و
شدۃ اتصالہ بالمہادی العالیہ من غیر سابقہ کسب و تعلیم و تعلم الثانیۃ کو نہ بہت طبع الیہ الیہ العالیہ
و التوبۃ تصور المقارنۃ الی بلایۃ اللہ۔ ان یشاہد الملکۃ علی صور تخلیۃ و ریمع کام اللہ تعالیٰ بالوری و تد
الرد علی ثبوت ان ارادہ بالہ اطلاق الاطلاق علی جمیع المقامات قبولی بشرطی کوئی شخص یہاں اتفاق
وان ارادہ اطلاق علی بعضہما فلا یکون ذلک خاصۃ بنسب الیہ من احوال و سبب زمان یطیع علی بعض المقامات
من وہاں سابقہ تعلیم و علم بیشا انفسہ بالبشرۃ کہ مقتدۃ بانسوخ فلا یمتثل متقیہا بالصفاء و اکدر فلا جاز
ببعض جہاز ان یکون بعضاً کوئی اطلاق الاطلاق خاصۃ علی ۱۲

اگر اس جواب سے بھی قطع نظر کی جائے تب بھی غایت مافی الہاب ایک علمی سوال رہے گا۔
 جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں اہل علم کے یہ سنت مستمر ہے کہ علمی گفتگو کی جائے انہوں
 تو جاہلانہ و سوقيانہ سب و شتم اور مذہبی باکفرانہ پکینچن کے بہتان باندھنے کا ہے اور مقصود اس
 مقام پر اسی کا دفع کرنا ہے جو محمد اشتر بر جہا حسن حاصل ہو گیا اور اس پر بھی زبان اور قلم کو
 روکنا پسند نہ ہو گا تو میں اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے وہی کموں کا جو حق تعالیٰ نے
 ایسی جاہلانہ و سوقيانہ جہال پر بہتان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے کا حکم فرمایا ہے۔
 خَالِ اللَّهُ تَعَالَىٰ إِنْ جَادَلُوكَ فَقُلْ إِنْهُمْ أَعْتَبُوا بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ يَكُونُ لَكُمْ رَبِّكُمْ ثُمَّ
 الْفَيْتِيَّةَ فِيمَا كُنْتُمْ خَافِيَةٌ تَحْتَ الْفَرْقِ اور یہ کموں گاڑی
 "بااعدادہم کار و باطنافق کار نیست"

اب یہ سب تک میں نے ایسی غویات کے جواب کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ تجربہ
 سے اس پر کوئی معتد بہ نفع مرتب نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اناست و کت سمجھا ہوں
 اب جو آپ نے طریقہ کے موافق پوچھا میں نے اپنے معلومات ظاہر کر دیئے اس سے
 یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ اب تک کیوں نہیں لکھا شاید اب رجوع کر لیا ہو و ویر نہ لکھنے
 کی یہی تھی کہ کسی نے مجھے انہوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا، باقی رجوع تو وہ ہے جو پہلے اور
 قول اور عقیدہ ہو اور اب اس کو ترک کر کے دوسرا عقیدہ اور قول اختیار کیا ہو بغیر تعالیٰ
 میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل الخواتم فی جمیع الکلمات
 العلیہ و العلیہ ہونے کے باب میں یہ ہے و
 "بعد از مذاکرہ کوئی قلمہ مختصر"

آب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور لقب بسط البنان لکھ لکھان میں کتاب
حفظ الایمان سے عقب کرتا ہوں۔

والسلام علی من اتبع الهدی

کتبہ اشرف علی شعبان ۱۳۱۶ھ

ناظرین غور فرمائیں کہ اس تحریر کے بعد بھی کسی کو کچھ گنجائش باقی ہے مگر نہان صاحب
میں کراچی کا مسکن اپنی اسی ہیٹ پر ہیں اور وہی کان بان چلی جاتی ہے غیر ہم کو نہان صاحب
سے غرض نہیں اب تو اہل اسلام کی خدمات مالیہ میں حصہ ہے کہ وہ مروضات سابقہ کو زور
عطا مقرر کر تصفیہ فرمائیں کہ نہان صاحب کا ارشاد بجا ہے یا بے جا مجمع ہے یا غلط۔
تفصیل مطلوب ہو تو جزئیہ انخواطر کے مقدمہ کا منتظر فرمائیں، اُمّیں انشاء اللہ تعالیٰ

عہدہ تو رہے ہے یا غلط اس کی زبیر و تشریح اور تفصیل منظور ہو تو خطہ ہور سالہ توضیح البیان فی
حفظ الایمان اس میں حفظ الایمان کی عبارت کی پیدائش کا بیان بحث ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ
حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب بالکل راق ہے نہان صاحب جو مطلب بیان کرتے ہیں وہ غلط
ہے جوہر نہیں مکتا ضرور غلط فرمایا جاسکے اس میں نہان صاحب کی عبارت سے جو حفظ الایمان کے
متعلق ہے زور سے نہان صاحب کا اور کفر ثابت کیا گیا ہے مگر کمال بحث حفظ الایمان کے
متعلق نہ کہیں ہو تو زور سالہ کورہ کو خطہ عطا مقرر فرمائیں

فصل دوم

اب پر بات کرتاں صاحب کی طرح حضرات علمائے حرمی شریفین نے بھی عبادات مذکورہ کا وہی مطلب سمجھا کہ جو زبان صاحب نے سمجھا تو اس میں خالص صاحب کے خیال کی تائید ہوئی۔

یہ وہ بات ہے کہ معروضات سابقہ کے بعد کوئی اہل علم زبان سے بھی نہیں نکال سکتا۔ حضرات علماء کرام کے روز پر عبادات کس نے پیش کیں جن کا مطلب وہ حضرات کچھ سمجھے جب عبادات کا اصل یہ ہے کہ ایک فقرہ ۱۲ صفر کا ایک صفر ۷۸ کا ایک صفر ۲ کا پھر اس کو مسلسل بنایا گیا تو اب کوئی شخص اس کا کیا مطلب سمجھے گا بجا میں مطلب ہے کیسے سمجھ سکتا ہے اس کی شکل کو لا تقصر بولنا صلوٰۃ کی ہے یا جیسے پہلے دو آیتیں ایک جگہ ذکر عرض کی تھیں، علیٰ ہذا القیاس عبارت برائیں قاطعہ میں بھی غضب کیا کہ اولاً اگر تمام تراویح کی معنی تصریح موجود ہے کہ مولانا مفتی سے علم ذاتی ہے اس کو سب کو ترک کیا اور ایک جزو بیان کر دیا۔ جس کی مصنف کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں یہی حال حفظ الایمان کے ساتھ کیا چہرہ کہنا کہ حضرات علماء سرین شریفین نے بھی وہی مطلب سمجھا جو زبان صاحب نے سراسر غلط اور کذب خالص ہے بلکہ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ جو مطلب خالص صاحب نے بیان فرما کر راحت کا دھوئے فرمایا ہے وہ بھی یقیناً قطعاً جانتے ہیں کہ ان عبارت کا مراد ہی مطلب کیا التزامی بھی نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ انتہائی اہل علم اہل علم

دیا کہ میں کسی شخص کا بی چا ہے وہ گفتگو کرے مگر کسی نے بھی سامنے نہ لیا خات لہ
تفعلاوا ولن تفعلاوا خافوا ۔

پھر اس پر تماشہ یہ ہے کہ ہم نے جو معارضہ بالقلب کی ایک صورت پیش کر کے
روا تکفیر اور احادیث التسعة والتسعين اور انکو کتب الیغانی میں زمان مناسب کو
"کردنی خویش آمدنی پیش"

کا منظر دکھایا تو آج تک ہر شخص میں نہیں آئے کذلک العذاب ولعذاب الابد
اکبر لو کانوا یعلمون ۔

اگر زندگی باقی ہے تو بقیہ عقاب میں کوڑا کیہ انگوٹھ میں ملا خطر فرمائیے خدا چاہے
مہال مزا آئے گا اصل یہ ہے کہ ہر امر میں علم و تدبیر کی ضرورت ہے بے راستبازی
کے کوئی کام نہیں چلتا اللہ تعالیٰ جولوہی اسلام کو توفیق خیر و رحمت فرماتے اور سرور
عالم ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی پیروی آمین والحمد للہ رب العالمین
وحسب اللہ تعالیٰ علی خیر خلق مہدنا ومولانا محمدی والہ واصحابہ
اجمعین ۔

تنبیہ

یہ رسالہ حقیقتہً تمام العزمین کا جواب ہے جس کا ماسل یہ ہے کہ ایمان صاحب
نے جو علمائے عربین شریفین سے مضامین کفریہ ظاہر فرما کر فتوے تکفیر حاصل کیا ہے
یہ فتویٰ انہیں کفار کے حق میں ہے جو ان مضامین کفریہ کے قائل ہوں یعنی خداوند میں دلی

شہادۂ کرماء اللہ تھامے بھونٹا کہیں اور سرورِ عالم سے اللہ تعالیٰ میرے دین کے ختم نہ فرمائی اور
 سب سے پہلے اپنی ہونے کے منکر ہوں اور علم نبوی علی صاحبہ الف الف سلوٰۃ و تسلیم
 سے علم اہلسنیعین وغیرہ کو زیادہ یا علم عبدیان و مجاہدین وغیرہ کو ساری کہیں ایسے شخص کو ہم
 اور ہمارے اکابر بھی کافر ہی کہتے ہیں۔ جس کی تفصیل قطع التوہین من قتل علی الصالحین " میں
 مذکور ہے ہمارے اکابر ان آسمات اور ستاروں سے بالکل بری اور پاک ہیں۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو ان معنائین کا طریقہ کو ہمارے حضرات
 اکابر اہل اسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ بالکل غلط اور سراسر منط ہے
 اور جی عبارات میں ان معنائین کا صراحتہ ہونا بیان فرمایا ہے ان میں
 صراحتہ تو ذکر اشارہ بھی نہیں۔

بلکہ ان عبارات کا مطلب وہ صاف اور پاک ہے جس میں کوئی اور نفل الہی علم بھی
 شبہ نہیں کر سکتا۔ اور بجز اس مطلب کے جو ہم نے پہلے بالتفصیل عرض کیا ہے۔
 کوئی دوسرا مطلب عبارات معلومہ کا جو ہی نہیں سکتا جس کا حال معروفات سابقہ سے اپنی
 انصاف پر ہر دین اور دین دشمن ہو گیا ہے کہ خداوند عالم خالق صاحب کو بھی انصاف
 کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور اگر توفیق الہی مسامتہ نہ فرمائے۔ تو اہل اسلام کو تو خدا
 پہا ہے ضرور ہی نفع ہوگا۔

اور اگر خانی صاحب یا ان کے متبعین نے اس تحریر کا جواب لکھا تو
 ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ مطلب واضح کرنے کے لیے
 مستعد ہیں۔

یہ عرض تو "تحمید الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان" کی عبارات کے

مشتعل تھی اور خان صاحب جو ایک فتویٰ سے بدی چلی کر حضرت مخدوم الامت مافظ
الملت خاتم الدین عالم شہسید المرسلین حضرت مولانا مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی جو سسرہ العزیز نے معاذ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ العظیم اُس فتوے
میں صاف لکھ دیا کہ ہوا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بالحق جھوٹا ماننا ہے اور تصریح کرتے کہ معاذ
اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اُس سے ملتا ہے چکا تو اُسے
کھرا لائے طاق گراہی درکنان خاتمی میں نہ کہو اس لیے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے
ہیں یہاں اُس نے کہا اور اُس نے ثابت کا رہا ہے کہ اُس نے مابذل میں مصطیٰ کی انتہی۔

(ص ۱۱۵)

اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ

یہ فتویٰ جعلی اور مصنوعی حضرت مولانا ممدوح پراغزائے عالمین اور

اور کاتب محنت ہے۔

چنانچہ اس کی تفصیل بھی قطع التعمین میں مذکور ہے۔ اور اس تحریر میں بھی حرمین کیا گیا
اور تزکیۃ الخواطر جیسے اول میں بھی ممدوح ہے اور خان صاحب اور اُن کے متبعین
اگر ایسا فتویٰ جعلی اور مصنوعی بنائیں تو کوئی تعجب خیر امر نہیں خان صاحب اور اُن کے
متبعین نے اس قسم کا افتراء اور بہتان جعدہ پر بھی کیا ہے جس سے وہ یا اُن کے کوئی
مستند انکار ہی نہیں فرما سکتے۔

خان صاحب نے "حلائے سناظرو۔ اسکات المستندی" کا جواب مبدل الرحمن

مذہب صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے نام سے شائع فرمایا جس کی عبارت ذیل ملاحظہ کے لیے لکھی جاتی ہے۔
حاشیہ پر نام نہ لکھا ہے۔

۱۔ اسکاٹس الیگنڈی نے صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا:

(صفحہ ۱۲)

یہ تو حاشیہ ہے صواب اصل عبارت ملاحظہ ہو:

۱۔ حادان میں بھی اہم و اعظم باری عزوجل کی تکذیب بالحق کا مسئلہ ہوا
کہ اُس نے تمام مسائل ایمان و قرآن کی یکسر جڑ کاٹ دی۔ تامل کی قیروا استیعاب۔
جملہ تمام انواع و اقسام ارحمہ و کفر سے پارٹ دی۔ ہم کو گمان تھا کہ یہ تپا پاک
نبیٹ ملعون ہر ملعون سے بدتر ملعون مسئلہ کہ گنگو ہی صاحب کا ارجو
بندہ ہے، انہیں سے اسکا زقلا انہیں کے ساتھ اُس کا بد انجام ہو گیا۔
اذ ناب میں کوئی اتنا جیوٹ پہلا نہ ہو گا۔ بیروں میں پھاڑ کر طعنت دیا کہ
جھوٹا کاذب کہتا اور دین کا مذہب بتائے گا۔ خدا کو تپا جھوٹا ماننا سنی
قانونی کا سامن امتحان مٹھرائے گا۔ جس ملعون لعنة اللہ علیہ
من جہان نے سراسر اُس کا مد قہار کو جھوٹا کہہ دیا اُسے مسلمان سنی متقی
بتائے گا۔ الا لعنة اللہ علی الظالمین۔

۲۔ آپ حضرات و بقیہ ذریات پر کسی ایسے مرتد کو مدد دینے بلکہ عالم دین و پیشوائے
مسلمین جاننے کے سبب کفر مانا جوتا۔ یہ معلوم نہ تھا کہ مرتد مردہ امداد تمام زندہ کاپ
کا پادری اسکاٹس الیگنڈی یعنی حرف بحرف میں خدا کے ملعون مستانہ آیا اُس نے
اپنے بد اجداد مستانہ استاذ سے پتہ پا کر سال ۵۲، ۵۳، ۵۴ میں اسی غیبت سے

بدرجہ عظیم گئی کہ پیدایا۔ انتہی بلکہ شریف مغفرا ۳۲، ۳۳ ص ۱۲۱ کے منظر فرمایا

قول تو خلائق صاحب کی تہذیب کو ملاحظہ فرمایا جائے کہ اسی تہذیب اور سنات

پر مجدد مائتہ حاضر ہوئے کافر حاصل ہے، دونوں دوران کے کامیاب کو کیے شائستہ

الفاظ سے یاد فرمایا جاتا ہے اور پھر اُن سے یہ امید کہ آپ کو قبلہ مابجبات اور کعبہ

مراد بات نکلیں اسی پر شور و غل ہے کہ مجدد مائتہ حاضر کو کی کہ دیا وہ کہہ دیا۔ یہاں ان شخص

اور درشت الفاظ کا جواب دینا مستحسن نہیں قطعا اہل انصاف کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ خلائق

صاحب کی ۳۶ سالہ تہذیب و سنات عظمت و ریاست مجددیت و توابلیت یہ

ہے۔ اسی پر متقدمین ان خود اعلیٰ حضرت کو تازہ ہے۔

ثانیاً اسکاٹلستان کے سوال ۵۲، ۵۳، ۵۴ کی عبارت ذیل ملاحظہ فرما کر خلائق

صاحب کی جرات و حقانیت و ریاست علم و تقویٰ کو ملاحظہ فرمادیں کہ خلائق صاحب

نے کس دیر سے ہر اناج لائے کہ بلا تاقی جو جی چاہا کھد دیا۔

۵۲۔ "محقق دوانی نے جن حضرات کا مذہب جواز خلع فی الوعیہ لکھا ہے

اس جواز سے مراد امکان و قوی ہے یا متعین یا غیر متعین تو ایضاً کرتا، اکی دلیل کیے

میں ہر گز کیونکہ عدم وقوع یقینی ہے۔ اور اگر مراد امکان و قوی ہے تو ان

قائلین کو کافریا قاضی خلیفہ ازالہ سنت و الجماعت کیا کہا جائے گا۔ محقق

دوانی نے ان کی نسبت کیا کہا ہے؟

۵۳۔ "محقق دوانی کا یہاں جواب دینا کہ جس کی وہیت سے جواز خلع فی الوعیہ

لازم نہ آئے یہ جواب صحیح ہو یا نہ ہو یہ امر آخر ہے لیکن اُن کی تاویل سے

اس شخص کا مذہب جواز خلع فی الوعیہ کا قائل ہے نہیں بدل سکتا

فتویٰ اُس کے باب میں مسعود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر
کافر ہوا یا نہیں؟

۵۴۔ "علیٰ ہذا القیاس صاحب سامو نے جو تئیر کا براشاہدہ ہا مسلمہ
میں وقوع فتلی میں نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے
یا نہیں اُن کی نسبت کیا حکم ہے۔ آپ نے جو اس کلام کی تاویل المتماستند
کے اندر کی ہے آپ کی شان مجددیت محمد فضل سے نہایت مستبعد ہے
سامو کی عبارت بغور ملاحظہ ہو تب اس تاویل کا حال بخوبی معلوم ہو جائے
گا۔ استدلال کذب متفق علیہ ہو اور فرق نقطہ دلیل کا ہو تو اس تقدیر پر جو مقررہ
نے نفی کلام نفی پر شبہ دار کیا ہے اس کا جواب کیا ہو گا۔ غور سے
جواب دیا جائے اگر عبارت مسالہ سے ان کا براشاہدہ کا مطلب فضیلت
کذب ثابت ہو تب یہاں براشاہدہ کا فراق کیا ہوئے۔ انتہی بلفظ
اسکات المتدی صفحہ ۲۱

ناظرین! لیکن آپ ہی ملاحظہ فرمائیں کہ خان صاحب نے جو صلا کے مناظرہ
میں عبارت مذکورہ تحریر فرمائی وہ دعوئے کیا ہے کہ اسکات المتدی میں بعینہ حرف
بحرف یہی ہوتا ہے۔ ان سوالات میں کہاں معاذاشہ تعالیٰ خدا کو جھوٹا کہا گیا
کہاں شافعی حنفی کا ساسل اختلاف بتایا گیا، کہاں اُس کے مخالف کو مسلمان سنی
متفق بنایا گیا۔ کہاں معاذاشہ تعالیٰ خدا کو جھوٹا کہنا ائمہ دین کا مذہب
بتایا گیا۔

نہاں صاحب کوئی بات قریح بھی فرمادیا یہی ہے۔ کیا کسی عبارت کا مطلب

دریافت کرنا بھی آپ کے یہاں معاذ اللہ تھا لے امداد کو جھوٹا کہنا ہے اللہ وین کا
 لڑھپہاں تھانا وغیرہ وغیرہ ہے۔ ہمارا مذہب یہ کیوں ہوتا ہمارا مذہب تو یہی ہے
 کہ جو خداوند تھا لے عزتوں کو ایسی ہی تعریف صفت سے متصف بالفعل کہے اس کو
 کافر ملعون سمجھتے ہیں۔ ہاں آپ کی عظمت قابلیت بے شک معلوم کرنی ہے کہ آپ
 اس مقام کو کس طرح بناتے ہیں۔ آپ تو سرتر علم کے مجدد ہیں اس مقام کو تو عمل کوئی
 جھوٹ افترا باندھنے کو دوات علم تھا۔ مگر یہ نہ ہو سکا کہ جواب بھی تحریر فرمادیتے یہ
 کیسے ہوتا یہ تو بغیر خدا لے نصیب دشمنان ہے انہوں نے کیا سائل کا سوال بھی آپ کے
 یہاں اس کا اعتقاد ہوتا ہے۔ مطلب آتا نہیں گالیاں دی جاتی ہیں کیا اس مقام کا
 یہی مطلب ہے۔

اب تو بری گذر گئے انشاء اللہ تھا لے اب تک بھی مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو گا ان
 یہ ضرور فرما دیا کہ غلام نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ سرکار بھی تو فرمائیں
 جیسے عبدالرحمن کے نام سے منگوانے مناظرہ چھوڑ دیا ہے اور نہیں تو میں سوالات
 ہی کے جواب دیتے ہوتے عظمت تجر سب معلوم ہو جاتا۔

حضرات ناظرین عوام صاحب کی مہارت اور دلیری کو ملاحظہ فرمایا۔ کر بندہ کے
 مقابلہ میں تو خان صاحب کا یہ حال ہے۔ جن نے خان صاحب ہی کے کلام سے
 فقیر خان صاحب ہی کو نہیں بلکہ گھر بھر اٹھ سے بچے نطفہ تک دور دور کے متعین
 کا کفر بھی نہ ان صاحب ہی کے کلام سے ثابت کر دیا جن نے سانس و بال سب بند
 ہے۔ پھر اگر حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز پر دہی کو نہ اس ثبوت کی خبر نہ
 روکی نہ خان صاحب کی تحریر اور تدبیر کی دفات سے چند ہی روز قبل بندہ کے

استفسار پر حضرت قدس سرہ العزیز کو معلوم ہوا کہ بعض حضرات نے یہ الزام
باندھا ہے اُسی بدعت حضرت خدوم الامت نے بندہ کو صاف انکار تحریر فرمایا
کہ یہ نسبت میری طرف مطلقاً ہے جو اصل تحریر بندہ کے پاس بغلط تعالے موجود ہے
خان صاحب نے انکار کیا تو کیا تعجب ہے۔

غرض ایک فتوے کو بنالینا یہ خان صاحب کا بانیں ہاتھ کا کام ہے وہ نہ ہم پر
جنت نہ اُس سے کسی کی تکفیر ہو سکے اور اگر خان صاحب کی بہت ہی رعایت کی
جائے اور بغرض محال یہ احتمال محال ہی تجویز کیا جائے کہ یہ فتوے خاص خان صاحب
کا معنوی نہیں بلکہ کسی لائق شکر کی مشائی ہے تو پھر بھی اس قدر عرض ضرور ہے کہ خان
صاحب کو کس دلیل شرعی سے یہ ثابت ہو گیا کہ فتوے خاص حضرت مولانا گنگوہی
قدس سرہ العزیز کا ہے۔ جس کی بنا پر نام لے کر تکفیر قطعی جزی خان صاحب کو جائز
ہوئی۔ خان صاحب کو یہ چاہیے تھا کہ یہ کہتے۔

”کہ اگر واقعی یہ فتوے نادر شخص کا ہے تو وہ کافر ہے۔“

لیکن یہ احتیاط تو وہ کرے جس کو اسلام اور اہل اسلام سے محبت ہو اور جو
مسلمانوں کو بقرۃ عین دیکھ ہی نہ سکے وہ ایسے احتیاطی الفاظ کس طرح کہہ
سکتے تھے۔

اصل خان صاحب نے جو تکفیر فرمائی ہے اُس کا کوئی محل صحیح نہیں ہے نہ
عبارات اکابر میں مضامین کفر یہ ہیں نہ صراحتہ نہ اشارتہ نہ فتوے کی نسبت یہ تقریر
ہے کہ جن کی طرف نسبت کیا گیا ہے واقعی اُنہیں کا ہے۔ جس اب ناظرین ہی انصاف
فرمائیں کہ خان صاحب کی یہ حرکت کس دیانت داری اور علم پر مبنی ہے ہم کچھ بھی

نہیں کہیں گے۔ ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں کہ خان صاحب کی مسامحہ میں کی
کی تہنیت ہے۔

ایک امر اور بھی قابلِ گدازش ہے وہ یہ کہ مولوی محمد رضا خان صاحب کو تھے
ہی بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ خان صاحب تو تھے ہی مولوی
ریاست علی خان صاحب شاہ جہاں پوری اُن سے بھی تیز نکلے آپ نے بھی فصل
الخطاب فی مقبسی عبدالوہابؒ لکھ دی دیا یہ تو مولوی صاحب کی ہمت نے قبول نہ کیا کہ
بجانب وہی عنوان رکھتے جو خان صاحب بریلوی نے اختیار کیا تھا۔ بات تو وہی ہے مگر
کچھ عنوان بدل دیا۔ چونکہ مولوی ریاست علی خان صاحب نے ان عبارات کی نسبت
بھی خاص فرسائی فرمائی ہے اس وجہ سے اُن کی ندرت میں بھی عرض ہے کہ وہ بھی اس عالم
کو بخیر نظر فرمادیں اور اس کا جواب دیں اور اگر حق ظاہر ہو جائے تو قبول میں کچھ شرم و حیا
نہ فرمادیں اہل علم کی شان اس سے کم نہیں ہوتی بلکہ اُن کی شان اس میں ظاہر ہوتی ہے کہ قبول
حق میں ذرا بھی پس و پیش نہ کریں۔

مولوی صاحب کا رسالہ کوئی ایسا رسالہ نہیں جس کے جواب کی طرف کو توجہ کی جائے اس
میں جدید بات کوئی نہیں ہے وہ ہی پلٹنی باتیں ہیں جو پچھلے اہل بدعات نے لکھی ہیں اور اُن
کے اہل حق کی طرف سے جوابات بھی شائع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی مسئلہ استمداد
بالنیر کو اپنے رسالہ سیل السداد فی مسئلہ الاستمداد میں مفصل لکھا ہے۔ اور خان صاحب کے
بہم تمام اقوال سے بحث کی ہے خان صاحب اُس کے جواب کی طرف بھی متوجہ ہوں اگر خان
صاحب شاہجہانپوری نے ان دونوں رسائل کا جواب لکھا تو پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فصل الخطاب
کا بھی جواب لکھ دیں گے ورنہ وہ رسالہ ایسا نہیں جس کی طرف خاص کو توجہ کی جائے۔

ہم کو تعجب آتا ہے کہ شاذ بہا توڑی نمان صاحب کو بھی اپنے رسالہ پر
 فخر ہے اور فرما سکتے ہیں کہ ہمارے رسالہ کا کسی نے جواب نہ دیا بہت اچھا ہم نے قصور لکھا
 کے چند مقامات کا اسی رسالہ اور سیل اسلام میں رد کیا ہے نمان صاحب انہیں کا جواب
 دے لیں پھر ہم سے بغیر امور کے جواب کا مطالبہ فرمادیں۔ درہ تمام غرر ترش چھا چھ کے
 ہونے سے کچھ حاصل نہیں۔

اب انصاف سے انصاف کیا امید ہے اور خداوند مہربان و مہل شانہ سے یہ راستہ ماہ ہے
 کہ وہ اس مختصر تحریر کو قبول فرما کر اس کو نفع پہنچا۔ مے اور اس ناہیز کے لیے ذریعہ
 نجات بنائے۔ آمین بحرمات النبی والہ الامجاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
 و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

کتبہ امجد لا مقرر محمد رفیع حسن الخفی انتخبندی الحبشی القسادی

اسروردی الرفیعی القاسمی الرشیدی الممودی غفرلہ اللہ تعالیٰ

بحرمات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والہ البیاء اجمعین برحمتک
 یا ارحم الراحمین۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

تمت بانہ

إِعْلَانٌ لِدَفْعِ الْبَغْيِ وَالتَّظْفِيَانِ

تأليف

رئيس المناظرين حضرت مولانا سید قاضی حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن دعوتِ اہلسنت وجماعت

بِاسْمِهِ تَعَالَى حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُبَارِكًا

اعلان لدفع البغی والطغیان

حضرات ! مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو اکابر امت پر اٹھنا لگاتے تھے کہ معاذ اللہ تعالیٰ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم زمانی کے منکر ہیں یا انہیں بعض کلم کو علم نبوی سے ناپ یا علم زہر و عمرو و حبیبی و جہانین و ہمام کے برابر یا خداوند عالم جل وعلی شانہ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ ان کا دغیہ تو بفضلہ تعالیٰ "قطع التوہین" میں حضرات اکابر کی عبارات اور ان کے اقرار سے کر دیا گیا کہ یہ خان صاحب کا افتراء محض ہے۔ ہمارے حضرات ان مضامین کو کفر فاضل اور اس کے قائل اور معتقد کو بے ایمان محض، مرتد ملعون کہتے ہیں۔ لہذا جو تکفیر اہل حرمین نے ان مضامین کے متعین کئے تھے فرمائی ہے بالکل صحیح ہے ہم بھی ایسے شخص کو کافر ہی کہتے ہیں۔

ہاں جن عبارات کو خان صاحب نے پیش فرما کر عالم کو دھوکا دیا تھا ان عبارات کا ماسخ و مالحق دور کر کے "واقف ہوا" سے استدلال کیا تھا اس کا تقابہ کرنا ضروری تھا اس اہم امر کا دغیہ بفضلہ تعالیٰ "رسالہ اسلوب الدیاری تواریخ احوال الاخیار" اور "تاریخ البیان فی حفظ الامیان" سے پوری طرح سے ہو گیا۔ جو شخص غور اور انصاف سے ان رسائل کو دیکھے گا، انشاء اللہ تعالیٰ خاصا صاحب کا علم زہر و دغوی و دروغ خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ خان صاحب یا تو اعلیٰ درجہ کے جاہل ہیں کہ معمولی اردو عبارت کا مطلب بھی نہ سمجھیں یا پرلے درجہ کے خائن اور بددیانت، کہ جان بوجھ کر دغیہ و دانت تمام امت پر جو مسلک تکفیر پر کمر بستہ ہو گئے۔

خان صاحب تو کہتے ہی دوسرے خان مولوی ریاست علی خان صاحب شہنشاہ پوری بھی انگلی کاٹ کر شیعہوں میں داخل ہو گئے۔ آپ نے بھی رسالہ

”فضل الخطاب“ لکھ ہی دیا۔ اور خان صاحب کے قدم بغد میں چلنا شروع کیا ہے۔
جناب نے بھی عبادتِ مذکورہ پر قلم اٹھایا ہے۔ خان خانان بریلوی اور شاہجہانپوری
اور ان کے تمام اذنب اور ہم خیال کی خدمات میں کمال ادب عرض ہے کہ اب صبر و
سکوت کا وقت نہیں یہ عبادت آپ کے نزدیک صریح قطعی طور سے مضایقہ کفریہ
پر دال ہیں۔

اب علم، قابلیت، لیاقت سب کے ظاہر فرمانے کا وقت ہے۔ تمذیب سے
قلم اٹھائیے اور داد ملی دیجئے ورنہ اگر شرم و حیا ہے تو تمام عمر کو مولویت سے تو بہ
کر لو اور اپنی جہالت کا اشتہار دے دو ورنہ تو بہ شائع کر دینا لازم ہے۔ ہم خدا کے
فضل پر بھروسہ کر کے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ سب لا جواب ہے۔
جس کو ناظرین خود انشاء اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے کتنا ہے کہ خان صاحب شاہجہانپوری
کو اپنے رسالہ پر ناز ہے۔ ہم نے مسئلہ استدلال بالغیر میں مسئلہ سبیل اہل حق مسئلہ
الاستدلال لکھا ہے اور تحذیر الناس و براءین قاطعہ و حفظ الایمان کی
عبادت کے متعلق یہ دونوں رسالے ہیں۔ خان صاحب میں اگر واقعی کوئی جہت اہل علمیت
تالیف ہے تو جواب دیں ورنہ اگر خان بریلوی ہی کی محض اتباع فرمانی تو بار بار ہے
کہ خان صاحب داد و تحقہ جہنم میں۔

ہمارے رسائل کا جواب لکھ کر فرمائیں تو ہم بھی داد دیں گے ورنہ نہایت کافی
روی دینی آئی تو اہل اسلام کی شان کے لائق نہیں ہے اب جس میں جہت ہو مقابل ہو
ورنہ آئندہ کبھی نام نہ لیں کہ ہم ایسے ویسے۔ خان بریلوی سے ہم بار بار عرض کرتے
ہیں کہ جو رسائل آپ کے ہمارے خلاف میں لا جواب میں آپ ان کو پیش فرمائیں،
جو رسائل ہم کو دستیاب ہوتے ان کا جواب ہماری جانب سے لکھا گیا بقیہ کا جواب بھی
حاضر ہے۔ مگر خان صاحب میں کہ رسائل نہیں دیتے لہذا اعلان کے ساتھ عرض

کرتے ہیں کہ خان صاحب کے جملہ اذائب سن لیں کہ پھر کبھی دیکھنا کہ ہمارا فلاں رسالہ
 لا جواب دیا، اگر لا جواب رسالہ کو دیکھنا ہے تو دیکھو مدد انگیز، احمدی استغاثہ،
 انکوب ایمانی علی اولاد الزوانی، جن سے خان صاحب کا دم تلے کا تلے اور اوپر کا اوپر
 جی رو گیا۔

جس میں بہت ہو جواب کھے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ بحال ہے۔
 قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا
 وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد
 والدہ و صحبہ اجمعین۔ فقط

للعلی

ابن شیر علی المرزئی کریم الشاہ

جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

أَوْقُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۞

بِسْمِ الْمَهَادِ مِنْ خَلِيفَةِ الْمِيْعَادِ

لِلْمَقْبَلِ

الْيَوْمَ لِمَوْعِدٍ عَلَى نَاكِبِ الْعَهْدِ

جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا وہ نفیس حمد و غزل غلامی
مذہبی بیان کی گئی ہے۔ جو متعلق معاہدہ محررہ ۱۳۲۸
کے خان صاحب سے وقوع میں آئی۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو بڑے بڑے
معزز حضرات جناب قاضی عبدغنی صاحب منگلوری، جناب شیخ
وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب ریسان میرٹھ، و جناب
غنی بہاؤ الدین صاحب کے دستخطوں سے مزین اور موثق کیا گیا ہے
دیوبند کے بے نظیر جلسہ دستار بندی میں یہ معاہدہ مرتب کیا گیا تھا
مگر خان صاحب نے اُس سے ایسا فرار کیا کہ ذکر تک بھی نہیں کہتے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى حَامِداً وَصَلِّياً وَعَلماً
اتقاع

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ازتاب و انتہاء غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

السلام سے انصاف کی امید ہے۔

۱۳۔ محرم ۱۳۲۶ھ کو بندہ نے ایک بریلوی مع ۲۰ کے ٹکٹ کے جو جواب کے لئے

کہی گئی تھی۔ مطلب منظرہ خان صاحب کی خدمت میں بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ۔

یا تو آپ منظرہ فرمائیں و نہ کوئی ایسا قائم مقام کیجئے جس سے گفتگو ہو۔ یہ

بھی منظور رہو تو جس شخص کو آپ منتخب فرمائیں۔ اول اس سے ایک مسئلہ

میں گفتگو ہو، اگر بفضلہ تمنائے ہم اس پر غالب آئیں تو پھر آپ گفتگو فرمائیں۔

اس کے بعد ۲۱ محرم مذکور کو دوسرا خط لیا۔ پھر ۹ صفر ۱۳۲۶ھ مذکورہ

کو تیسرا خط بریلوی شدہ لیا، پھر چوتھا خط دستی لیا۔ مگر خان صاحب نے کسی کا بھی

جواب نہ دیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کیا سبب ہے کہ باوجود جواب اور بریلوی کے لئے متعدد

دفعات ٹکٹ بھیجنے کے بھی جواب نہ دینا کس مذہب و ملت میں جائز ہے؟ بلکہ فرض یہ کہ

وہ ٹکٹ بھی جہنم کر لئے۔ اور مکر طلب کرنے کے بعد بھی واپس نہ گئے۔ تہذیب اور تقویٰ کا انداز

تو ہمیں سے ہو سکتا ہے۔ میان نظر الدین نے اگر جواب دیا تو کیا؟ اول تو وہ میرے خط

نہیں۔ دوسرے حقوق العباد کے مطالبہ سے خان صاحب کیے سبکدوش ہو سکتے ہیں؟

ان خطوط کی تفصیل رسالہ "اسکات القندی" میں موجود ہے ملاحظہ ہو۔

۱۳ رجب ۱۳۲۶ھ کے "اہل بیت" میں جناب مولانا مولوی سلیمان صاحب

کی تحریک خان صاحب سے مناظرہ کے بارے میں شائع ہوئی۔ بندہ نے ۳۰ شعبان
 ۱۳۲۶ء کو ایک مضمون بعنوان " بریلوی مجدد سے مناظرہ " " اہل حدیث " میں
 شائع کرایا۔ جس کے متعلق مولوی غلام احمد صاحب ایڈیٹر " اہل فقہ " نے کچھ لکھا۔ جس
 کا جواب یہاں سے فرذا گیا۔ اور ۲۰ شعبان ۱۳۲۶ء کو " اہل فقہ " میں مع جواب
 انجواب شائع ہوا۔ اس کا جواب بھی " اہل فقہ " میں بھیجا گیا۔ لیکن چھاپنے کا وعدہ فرما کر
 پرچہ مذکور خود ہی دارالنبوار میں قرار کر گیا۔ مگر خان صاحب نے اس کا جواب بھی کچھ
 دیا۔

پھر ۱۹ شوال ۱۳۲۶ء کو ایک خطرہ جبری شدہ بعنوان " آخری اتمام حجت " اور
 اور بھیجا جو " چپ شاہ بریلوی گرفتار " کے ساتھ ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۲۶ء کے " انجم " اور
 ۹ محرم ۱۳۲۷ء کے " اہل حدیث " میں شائع ہوا۔ اس کا جواب بھی وہی قدر
 سکت تھا۔

پھر ۲۰ محرم ۱۳۲۷ء کو ایک رجسٹری اور بھیجی۔ جس میں یہ دریافت کیا تھا کہ
 " صلہ کے مناظرہ " آپ کی کتاب ہو یا اس کے مضامین کی صحت کے آپ ذمہ دار ہوں
 تو جواب پیش کر دوں ؟ مگر

مگر غموشی معنی دار کہ در گفتن نمی آید

ان تمام واقعات کے تحریری ثبوت ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔ خالصتاً
 ایک سے بھی انکار نہیں فرما سکتے۔ دو سال کی مدت تک خان صاحب کا باطل " صدمہ کرم " رہنا
 اور مناظرہ کے نام سے سانس بھی نہ لینا اس کا جواب وہ والوں کے معتقدین کیا دے
 سکتے ہیں ؟ جو کچھ اعجاز بارود خان صاحب کے اذتاب کے جوش اور حرکت سے ظہور میں
 آئے ان کو لہری طرح سے قطع کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے مگس ملنی کے بھی قابل نہیں رہتے
 اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

آدمی کیسا ہی بے انصاف اور ہٹ دھرم کیوں نہ ہو اور زبان کو کیسا ہی اقرار حق سے روکے مگر فطری طور سے قہری غلبہ حق کے آثار جو ہوتے ہیں وہ بھی کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتے۔ یہ ضرور کہ فلاں نے ہم سے مناظرہ نہیں کیا اس وجہ سے ہم تم سے بھی مناظرہ نہیں کرتے۔ یا ہم نے اس قدر رتھی کاغذ سیاہ کئے ہیں، ان کا حرف بکرب جواب دو۔ تب مناظرہ کریں گے۔ کیسا انور شرمناک بے حیالی کا جواب ہے۔

ابھی دینی مسائل اور وہ بھی تکفیر اہل اسلام کے متعلق ناوہ تکفیر بھی کیسی زبردست کہ خان صاحب کے مخالفین کو گر کوئی کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک بھی کہے تو وہ بھی کافر مرتد بیوی پر طلاق۔ (واہ سے مجھ کو شیطان کے وکیل علی الاطلاق)۔

پھر غضب یہ کہ مگر طلب مناظرہ ہو تو اناب سے یہ آواز نکلتی ہے کہ تم مناظرہ کے قابل نہیں ہو۔ اس ظلم کی کوئی حد ہے کہ آپ زندہ کے کھر میں شک کرنے والے کو بھی کافر کہیں۔ ہم اس کو مسلمان کہیں مناظرہ کریں تو جواب یہ ہے کہ میں تو زندہ ہی سے مناظرہ کر لیا گا۔ فتویٰ تکفیر ہم پر۔ مناظرہ کر دل گہ زندہ سے۔ دنیا بھر کی تکفیر۔ اور تکفیر بھی کیسی یعنی اجماعی پر گفتگو کر لے میں ضرر۔ جب کسی شخص کا کھر صریح قطعی اجماعی ہے تو اس میں گفتگو سے کیوں اوجھڑیں؟ ابھی نماز کی فرضیت قطعی اجماعی ہے اس میں کوئی تردد گفتگو مناظرہ کر کے ڈرنے اور دیکھنے کی کیا بات ہے؟

کتابوں کی نسبت بار بار کہا گیا کہ بخیر و بد کے بھیج دو۔ اول تو جواب سب کا ہو چکا ہے اور اگر کوئی بات قابل جواب رہی ہوگی تو ایسا وہ ان شکس جواب تیار ہے جس کا مزہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

غرض یہ تمام امور وہ تھے کہ خان صاحب کے اذتاب میں بھی جو اہل فہم تھے وہ کہہ اٹھے کہ خان صاحب مناظرہ سے ضرور بچا گئے ہیں۔ اور اہل دیوبند کا لوہا مان گئے۔ اور اس کو خان صاحب نے بھی احساس کیا اور ضرر دیا۔ اس کی اصل تدبیر تو یہ تھی کہ خان صاحب

مرد میدان ہو کر مناظرہ کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ مگر اس کے لئے توحی کی ضرورت تھی، علم کی حاجت تھی، یہ نصیب دشمنان لیکن ظلم صاحب نے جو ہمیشہ سے اہل باطل کا انداز رہا ہے وہی طرز اختیار کیا اور ایک نئی چال چلے۔ مگر وَلَا يَحِثُّ الْعَمَلُ الشَّيْءُ إِلَّا بِالْأَمَلِ وہ مکر خان صاحب ہی پر لوٹ پڑا۔ اور ایسی ذلت کا طوق بن کر گلے کا ہار بنا کہ خان صاحب بہت ہیچ و تاب کھاتے ہیں۔ مگر وہ کسی بھی کا ٹیکہ دفع ہی نہیں ہو سکتا۔

عظیم الشان جلسہ دستار بندی دیوبند۔ منعقدہ ۱۳۶۴ھ، ۸ ربیع الثانی کو خان صاحب نے ایک شخص مولوی محمد حسین کو چھوڑا۔ وہ قبائی وکیل نے وہ بددیانتی کی کہ بلا اطلاع ضروری نوٹس پر عبارت ذیل دستی پریس سے چھاپ کر، "کی صبح کو" ضروری نوٹس "تقسیم کرنا شروع کیا۔ جو فوراً پولیس نے ضبط کر کے ممانعت کر دی۔

"ہم خدام المسنت الفقہاء مناظرہ کے لئے حاضر ہوئے اور صدر دفتر مہمانی میں موجود ہیں۔ شدہ کوئی تاریخ اس رفع نزاع کے لئے مقرر فرمایا۔ بعد درجہ ہم اپنی تبلیغ کامل کر چکے۔ مطبوعہ طلسمی پریس۔ اس پریس پر ہر ایک صاحب طور لکھ کر فوراً چھاپ سکتے ہیں۔ اور صرف ملے میں۔ اس وقت یہیں صدر دفتر سے مل سکتی ہے بلا مبالغہ غیر مکر بازار سے۔ محمد حسین تاجر۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ مولوی صاحب! یہ عبارت لکھ کر جو آپ نے ضروری نوٹس "تقسیم کرنا شروع کیا تھا اس سے قبل آپ نے کسی سے یہ غرض ظاہر فرمائی تھی، اور اس نے مناظرہ یا تقریر تاریخ سے انکار کیا تھا، جو یہ عبارت لکھ کر آپ نے اشتہار تقسیم کیا، مطلب یہ تھا کہ دس بیس اشتہار لوگوں میں تقسیم کر کے چلتے ہوں اور کہنے کو یہ موقع مل جائے کہ ہم نے اتنے بڑے جلسہ میں بھی درخواست مناظرہ کی اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔ مگر یہ معلوم دھتکار۔ الحق یعلو ولا یغلی "یہ اشتہار آخر کار لعنت کا طوق بن کر گلے

کا بار ہونے والا ہے۔ اور یہ بھی چالاکی اور جعل سازی، حال بن کر موجب ہلاکت ہو گئی۔ ۵

وآپ اپنے دام میں صید آگیا

الاصغر بن نہایت ہی دلچسپ ہے۔ جب ہم کو یہ چالاکی معلوم ہوئی تو تفتیش کی کہ وہ خدام اہلسنت و کماں فوکشن ہیں؟ معلوم ہوا کہ جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیس میرٹھ کے خیمہ میں۔ اس وقت بندہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور چند اور علماء حاضر ہوئے۔ مولوی محمد حسین صاحب کو طلب کیا۔ اس وقت خیمہ میں علاوہ اور لوگوں کے جناب قاضی عبدالغنی صاحب منگھوری و جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ ابوالدین صاحب نے بھی میرٹھ موجود تھے۔ ان کے مواجہہ میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب کے پاس ایک خط بھی خاص خان صاحب کا بنام جناب شیخ بشیر الدین صاحب تھا۔ جو اس وقت پڑھا گیا۔

بندہ نے جناب شیخ صاحب سے عرض کیا کہ آپ مولوی محمد حسین صاحب کو جانتے ہیں، آدمی معتبر ہیں؟ آپ کو ان کا یقین ہے؟

شیخ صاحب نے فرمایا۔ ہاں۔ تب مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ خان صاحب کی جانب سے وکیل ہیں؟ شرائط مناظرہ پر گفتگو کر سکتے ہیں؟

مولوی صاحب نے فرمایا۔ ہاں۔ تب جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا منہ مرتب کیا۔ اور بندہ نے اپنا جس کی نقل بعینہ ہے۔

”آج منجانب مولوی محمد حسین صاحب بریلوی وکیل منجانب مولوی احمد رضا

خان صاحب فریق اقل۔ و مولوی رفیع حسن صاحب وکیل منجانب مولوی

اشرف علی صاحب فریق دویم، و بارہ امور اختلافی فریقین یہ امر قرار پایا

کہ مباحثہ منجانب فریقین مقام دہلی بر وقت مقررہ جو بعد میں طے کیا جائے

کا عمل میں آئے گا۔ مفضل تصریح اس قدر قناظر و دیگر شرائط بذریعہ
اشخاص مقررہ جن میں دو دو منجانب ہر فرقہ اور ایک سرپرست مقبول
فریقین مقرر کئے جائیں گے، طے کئے جائیں گے۔ ہر فرقہ کو اختیار ہے کہ
مناظرہ خود کرے یا اپنا وکیل مقرر کرے۔ انہما یہ یادداشت لکھ دی کہ سند
ہو، تحریری مناظرہ ہو گا مثل نیکینہ کے :

العبد المذنب محمد حسین جعفری	العبد المذنب محمد قاضی حسن جعفری
وکیل منجانب اٹھارہ منجانب بریلی	وکیل مولانا اشرف علی صاحب
گواہ شد گواہ شد	گواہ شد گواہ شد
وسید الدین، عبد الغنی	یرسف، بشیر الدین، انوری، مجتبیٰ



۴۔ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کو یہ معاہدہ ہوا۔ اور ۱۰ ربیع الثانی کو بندہ نے ایک
کارڈ جس پر شدہ خان صاحب کی خدمت میں بدیں مضمون بھیجا کہ۔
”فلاں معاہدہ کی رو سے بندہ کو حق حاصل ہے کہ اپنے منہ میں کہے کہ آپ
کے بچوں کا ہم دریافت کر دیں تاکہ شرائط مناظرہ پر گفتگو کریں۔ سرپرست کا نام
آپ ہی تحریر فرمائیے تاکہ ممکن ہو تو ہم اسی کو قبول کر لیں۔ جو اب سے جلد
مطلع فرمائیے۔“

یہ خط کیا تھا؟ خان صاحب کے واسطے قہر الہی تھا۔ جو کوشش و حماس سب جاتے

نہ توجب ہے کہ یہاں سے بچوں کا نام لکھ کر بھیجا گیا جس کا جواب خان صاحب نے آج تک نہیں
دیا اور وہاں کیل پر مشورہ کرتے پھر نہیں کہ ان صاحب کی بددعا پر توجب نہیں پہنچ دیو مند جاتی ہیں اور
ایک کا جواب نہیں آتا۔“

رہے۔ تمام چالیں بھول گئے۔ اور کچھ دسویں۔ ۱۲۔ ریح الثانی کو جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں ایک کارڈ حبشی شدہ روانہ کیا جس کی عبارت یہ ہے۔

”مولوی اشرف علی صاحب تو میں ونگذیب خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام ہو مدقوں سے آپ اور مولوی لنگوہی و نانو توی و اہمڑی صاحبان وغیرہم پر ہے سنا گیا کہ آپ اس میں مناظرہ پر آمادہ ہوئے ہیں اور اس میں اپنا وکیل مطلق کسی شخص مرتضیٰ حسن نامی چاند پوری کو کیا ہے مگر یہ بات واقعی ہے تو لکھنؤ میں مدت کی قتل اہل اسلام بعونہ تعالیٰ پوری ہونے کی خوشخبری ہے۔ آپ فوراً اپنے ہماری دستخطی تحریر خود اپنے قلم سے لکھ کر بھیجیں کہ

”میں نے ”بطش غیب“ و ”نہید ایمان“ و ”حسام اکھر میں“ کے سوالات و اعتراضات کا جواب دینے کے لئے مرتضیٰ حسن کو اپنا وکیل مطلق و نائب عام کیا۔ اس کا قلم سائنہ پر داخہ قول فعل سکوت قبول قبول عدول جو کچھ ہوگا سب بعینہ میرا قرار پائے گا۔ مجھے اس میں کوئی غم نہ کہ گنجائش نہیں ہوگی“

خان صاحب کے جملہ ادائب و اہل انصاف نہیں تو بے انصافی۔ اور ایمان نہیں تو بے ایمانی ہی سے غور فرمائیں کہ ”وہابی مائتہ حاضرہ“ نہ معلوم کچھ سالہ میں آگئے یا تمام دنیا کو اپنا سابلہ عیار مسلوب انھوں نے تصور کر لیا ہے۔ حیلہ بازی اور چال بازی جل سازی سے باز نہیں آئے۔

غور مولوی محمد حسین کو اپنا وکیل بنا کر دستخطی خط دے کر مناظرہ کے واسطے بھیجا۔ نہایت مذہب اور معزز حضرات کی وساطت سے معاہدہ لکھا گیا۔ وکلاء کے دستخط ہوتے ہیں

معاہدہ کا ذکر نہیں۔ وکالت کی فکر نہیں۔ خان صاحب فرماتے ہیں "سنا گیا ہے :
خان صاحب ! ابھی آپ نے سنا ہی ہے دیکھا نہیں۔ ایسے سخت فریادی معاہدہ
کو بھی مضہم کرنا چاہتے ہیں۔ ذکر تک نہیں۔ یاد رکھتے دست فروع ہو جائیں گے۔
خود کردہ صاحب علاج

جب آپ نے جناب شیخ بشیر الدین صاحب کی خدمت میں اپنے دست خاص سے
منظرہ کے واسطے عرضہ بھیجا۔ آپ کے وکیل نے وکالت کا اقرار کیا۔ جناب شیخ صاحب
نے اس کی تصدیق کی۔ پھر ایسے معاہدہ کے بعد آپ مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں مضمون
بالا کا عرضہ روانہ فرمائیں۔ چہ معنی وارد ؟

نگر ہاں ! " وہاں ماتہ حاضرہ " ہوئے کا پورا اثر پڑ رہا تھا، دیا۔ اگر یہ آپ
کے لکچرن نہ ہوتے تو یہ لقب کیوں ملتا ؟

اگر آپ مولوی محمد حسین کو جھوٹا جعل ساز، مفسر، کذاب جانتے تھے کہ انہوں
نے معاہدہ جعل بنالیا تو آپ نے اپنا خط اور وکیل ہی بنا کر کیوں بھیجا تھا ؟ اور اگر جھوٹا
میں وہ نام مقول حرکت ہو گئی تھی تو معاہدہ کے بعد جناب شیخ صاحبان وغیرہ معزز
حضرات جن کے دستخط معاہدہ پر ہیں ان سے دریافت فرمایا تھا کہ یہ معاہدہ واقعی ہے یا
نہیں ؟ یہ دستخط آپ ہی نے فرمائے ہیں یا دقبال کیل کی ہوشیاری و عیاری ہے ؟
پھر اگر کوئی فریق اپنے وکیل کے ساتھ برداشتہ سے خوف ہوتا تو اس کا ذرا ثبات ہوتا۔ اور
دنیا نمود دیکھ لیتی کہ کون سی ہے اور کون جھوٹا ؟

اس معاہدہ کے بعد جیسے ہم نے دستس بریں انسانی کو بدلیو رہنمائی کے اپنے پتہ لکھ
کر بھیجے اور ان سے پنچوں کے نام دیانت کئے تھے یہی ان کو بھی کرنا تھا۔ کہ اپنے پنچوں کو
سعیں فرماتے تھے کہ اس معاہدہ کا نام بھی نہ ہو اور دوسرا سرے وقت کا شروع کر دیا۔ اس
وہاں خط " کا ہر حرف سکائی اور عیاری سے بھرا ہوا ہے۔ اگر پورا ظاہر کیا جائے تو ایک

یا معاہدہ کی تکمیل فرمائیں یا اپنے ہارنے اور ذرا کا اقرار۔ اگر ان تدابیر سے آپ
معاہدہ کو رلا کر چاہتے ہیں تو یہ بڑا مضبوط فرقہ دہی معاہدہ ہے۔ ہرگز ہرگز نہ
ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹل سکتا ہے۔ ایسے متم با نشان معاہدہ کا آپ اپنی تحریر میں ذکر
بھی نہ فرمائیں جائے تعجب اور افسوس ہے۔ یاد رکھو جو اس معاہدہ سے
بھاگے گا اس کا ذرا کا شمس فی نصف النہار ثبات ہو جائے گا۔

خان صاحب نے اس جہشی کا بھی جواب آج تک کچھ نہ دیا۔ اب ناظرین خود
انصاف فرمائیں کہ کون بار کون جیتا؟ کون بھاگا کس نے پیچھا کیا؟ کون مناظرہ کا
مرور میدان ہے اور کون خانہ نشین رہبر کوشش؟ کون مناظرہ کا طالب ہے کون ہار ب؟
کون مناظرہ کرنا چاہتا ہے اور کون جیلوں سے ٹلانا؟ امید ہے کہ اہل انصاف پر حق سے
پریشیدہ نہ رہے گا۔

الحمد لله الذی بہ تنفذ الصالحات وعلیٰ منبتہ و

الہ وصحبہ افضل التحیۃ والتسلیمات۔

الداعی الی الحق والصواب

بند محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ



بفضلہ تعالیٰ سالہ انیتہ "بمس الہاد لمن یخلف الیعداد" طبع ہو کر اہل بیت
کی مددہ خلائی اور قرار ظاہر ہو گیا۔



الظلم من الكبائر على من كذب وتولى

تأليف

رئيس المناظرين حضرت مولانا سيد مرتضى حسن چاندپوری
ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن دعوت الہدایت و جماعت

إِذَا أَوْصَتْ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِقَوْلَيْهَا كَذِبٌ ۖ

ۛ

کفر جہانکا ، دین جہانکا ، سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بولنا
پرعت کا منہ کالا ، اہل حق کی فتح و نصرت ، بدعتوں کی شکست و
ہزیمت ، سچا جینا ، جھوٹا مارا ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
قَالَ الَّذِيْنَ سَمِعُوْهُمُ حَسْبُوْنِیْ کا جلوہ رسالہ

الظامۃ لکبر شری علی من کذب و توہمی

مصنف منصف حضرت مولانا مولوی سید محمد رفیع حسنی صاحب قیام
ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حقانیت کی شوکت اس
رسالہ کے لحاظ سے بخوبی واضح ہو جائے گی۔ اس کو گزشتہ بارہ مناظرہ کہہ
جائے تو زیبا ، خالی صاحب اور ان کی تمام جماعت کے لئے پیغام اہل
کئے تو بجا ، خالص صاحب کو مناظرہ کی حرمت پر دھرت و ہاں سب جہنم
مذاق قرار نہ اجابت۔

سائل کیا حتی اس طرح تو پچیس صدیاں بھی گزر جائیں گی تب بھی کوئی مناظرہ نہ کر سکے گا۔
جب اتفاق ایک سالہ خان صاحب کا ہم کو ملو تو اسی وقت سے ہم چلے جوتے۔ مگر
خان صاحب نے سانپ کی طرح ایسی مڑی نہیں کی کہ دو ٹکڑے نہ ہو گئے لیکن باہر دانتے۔
تحت الشریٰ کی طرف رخ ملا۔

۱۲ محرم ۱۳۳۶ء کو ایک جیشری بطلب مناظرہ رواد کی۔ پھر ۲۲ محرم ۱۳۳۶ء
پھر ۹ صفر ۱۳۳۶ء۔ پھر بذریعہ اخبارات طلب مناظرہ ہوتے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۱ء
کو، پھر ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء، پھر ۲۳ فروری ۱۹۱۲ء کو، پھر ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء کو،
پھر ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء کو، پھر ۱۱ مئی ۱۹۱۲ء کو، پھر ۲۰ مئی ۱۹۱۲ء کو، پھر ۲۴
جولائی ۱۹۱۲ء کو، پھر ۳۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو جیشری، پھر ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو پوسٹ
سڈیفٹ حاصل کئے، اور ایک اسی قسم کا خط، ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو خاص بنام صاحب
مطلق مناظرہ رواد کیا گیا۔

خان صاحب کے متعلقین کے نام ۲۴ فروری ۱۹۱۲ء کو، پھر ۲۱ فروری ۱۹۱۲ء کو، اور
دوسرے صاحب کے نام ۲۴ فروری ۱۹۱۲ء، پھر ۳۱ مارچ ۱۹۱۲ء، پھر ۱۱ اپریل
۱۹۱۲ء، پھر ۲۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو جیشری، اور پوسٹ سڈیفٹ حاصل کر کے
خط بھیجے۔

ایک دفعہ جیشری جیشری کے پاس ۲۹ مارچ ۱۹۱۲ء کو، پھر ۱۱ اپریل ۱۹۱۲ء
کو، پھر ۲۴ جولائی ۱۹۱۲ء کو جیشری مطلق مناظرہ بھیجیں جن کی اسیدیں موجود ہیں
ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے۔ مگر - مرکب سے ہی کیا ہوتے جو جواب دیں، یا جس سے منہ
کی برہمی آئے۔ یہ تو حال خان صاحب ان دن کے ہوا انوار ہوں کی خدمت میں خطوط، اور
جیشریوں کا ہے جو بطلب مناظرہ رواد ہوئیں۔

اب رسائل اور اشتہارات جو اس طرف سے شائع ہوئے ان کا بھی ملاحظہ ہو۔

اسکات القندی : آخری تمام محبت : بس المہمان مخلف الیعاد : انتصاف
 البری من الکذاب المغتری : رد النکیر علی الفاسق الشقیط : نوہاری شہداء : منظر
 کی انتہائی کرشمہ : المقصود علی النمر المستقر : عبد الفتی کی ہوس خام : تحذیر
 الاخوان من رضا الشیطان : حبیبی روح ویسفر شہ : الطین اللایب علی الاسواق الکاذب
 : تاسرہ الظہر فی بلنہ شہر : تار القضا فی حراج الرضا : اسمیل علی الجبل : کوب الیمن
 علی الجمعان : انظر الطین : میرٹوی کا نادان دوست : الکوب الیمن علی اولاد الزوالی :
 قطع الوتین لمن تقول علی الصالحین : احدی القسۃ واثبتین علی الواحدین الثنائین : روم
 الذبیہ : الثناب الثاقب علی اسبق الکاذب : جہد القتل حصہ اول :
 جہد القتل حصہ دوم : زجر النار : اثبات القسۃ الثانیہ باقامت الحجۃ الالہامیہ :
 ابطال الادلۃ الراہیہ باثبات القدرۃ الالہیہ : تنزیہ الالہ سبحان : احسن الکلام :
 فصل الخطاب : الحمد الحق الصریح : جوابات الامور اعانت الراہیہ : تمہید حکیمین
 القدرۃ رب العالمین : وغیرہ۔

خال صاحب نے " محنت الہی از بے چاری " یہ فرمایا کہ میرے خطاب کے
 کوئی دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں۔ ان کے مناظرہ کے واسطے اگر بڑے بھائی صاحب کا قول
 غلط ہے تو آسمان ہی سے کوئی نازل ہوگا، ورنہ تکخیر تمام دنیا کی کریں اور مناظرہ کا کوئی
 طالب بھی ہو، جواب دہی کے لئے قابل خطاب نہیں۔

اہل انصاف خود فرمائیں کہ اگر خال صاحب کا یہ جواب کسی درجہ صحیح ہے تو پھر یہ فرما
 کہ چھتیس برس سے ہم طالب مناظرہ رہے اور کوئی بھی ہم سے مقابلہ میں نہ آیا، کس قدر
 لغو ہے۔ " آپ کو علماء کے زمرہ میں کس نے شمار کیا اور کس نے قابل خطاب کہا جو آپ کے
 لغویات کا جواب دیتا ہے اور اگر کوئی متوجہ بھی ہو تو مسائل کی زیادت کیسے نصیب ہو جو جواب
 کچھ بہیم نے فقط " الصلوات ترجع لملکوت " کی وجہ سے اپنا وقت ضائع کیا ہے۔

قول آپ نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے اصالتاً یا دکاناً مناظرہ کی
 اجازت دی۔ حضرت مولانا مصروف نے بندہ کو اپنا مکمل شرائط و جزیو طے کرنے کو مقرر
 فرمایا۔ جس کا ذکر "ایوم الموعد علی ناکث العود" میں مفصل مذکور ہے۔ مگر خاصاً صاحب
 نے اسے ایسا ہضم کیا کہ ذکر بھی نہ کیا۔ گوڈا دل میں اس کا مزہ آج تک آرہا ہے۔ پھر
 حضرت مولانا محدث مولوی مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم۔ اور حضرت کشمیں
 اکبر علیہ السلامین رأس الفقہاء و المدینین حضرت محمد دوم الامت نے ان کے ساتھ حضرت مولانا مولوی
 محمد حسن صاحب لائسنس ٹیوٹورس فراہم بازفتہ، نے اہل بلند شہر کی اس عمارت پر اپنی
 و مشعلی تحریر مستعدی مناظرہ پر بھیج دی۔ جس سے خان صاحب کے لیے ہوش و حواس گئے
 کہ کچھ جواب ہی نہیں دیا۔ جس کا حال مفصل "قاصد النہر فی بلند شہر" میں مذکور ہے
 پھر مراد آباد میں تو خان صاحب سے سب ہی مناظرہ کرنے کو مستعد تھے چنانچہ آج ہندستان
 میں جو مشاہیر علماء میں انہوں نے رجسٹرڈ ہاں بھیجیں۔ مگر خان صاحب جان چمکنے میں تو بڑے
 بھائی سے بھی حیدر ثابت ہوئے، ان کو تو مملکت مناظرہ کی وحی ہوتی تھی، یہاں تدبیر ایسی
 بنائی جاتی ہے کہ وحی سے بھی بڑھی چڑھی ہوتی ہے کیوں کہ دروڑوں کا کلمہ ایک ہی ہے۔
 خان صاحب کے گروہ کے عمدۃ اللہ قضاہ زبدۃ الحقین خان صاحب کے اعظم حضرت
 مولوی ہدایت رسول صاحب ہیں کہ آج ان کے اسم گرامی سے شاید جس گھر میں قلی ٹک
 بھی نادرا قف ہوں گے۔ سرکار کو بھی ان کے ساتھ بہت ہی جتن مل رہا ہے۔ لکھنؤ، بنارس،
 دہلی، بمبئی میں خانی وزیر اعظم کے لئے خاص سرکاری اسپیشل نہیں تو خاص کورہ سفر کے
 لئے ضرور ہوتا ہے۔ جناب کی نقل و حرکت سے پہلے ہی سرکاری پولیس انتظام کے لئے
 متعین ہوتی ہوگی۔ خان صاحب کو گویہ مرتبہ حاصل نہ ہوا ہو مگر وزیر کے موقوفات تو
 ضرور ہی قلم بند ہوتے ہوں گے۔ جب خان صاحب کی اردلی میں ایسے ایسے حافظین امن
 مصلحان قوم ہوں تو پھر مختصان سرکاری کو اگر فساد کا خوف ہو تو کہا جائے مناظرہ رکوانے

کی خاں صاحب آپ کی یہ تدبیر تھی۔ فرماتے ہمارے ساتھ بھی کوئی سرکاری سائیکلٹ
 حاصل کر دے سب محکموں کے پاس شدہ تھے یا اس قسم کے حضرات آپ ہی کے جلو میں تھے؟
 فرماتے! مناظرہ دکرالے کی کوشش کس نے کی؟
 "یا بے حیائی تیرا ہی آسرا ہے۔"

مدرسہ عالیہ دیوبند، مراد آباد، اردو ہر ایسے دیگر وغیرہ کے کثیر حضرات مع حضرت
 مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے، دولتی افراد تھے۔ پھر بھی مناظرہ مقصود نہ
 تھا اور وکلاء نے تو پہنچتے ہی تار دیا تھا۔ اچھا کوریل کے وقت سے پہلے گالاسی کے کواڑ
 بند کر کے کون گیا تھا؟ تشریف لالے کی کیا دھوم دھام تھی اور جالے میں یہ سون ساں۔
 گھروالے کا اسباب باندھ لیا اور جہاں اسی میں اپنا چھوڑ گئے۔ وعظ کا بھی اعلان تھا کیوں نہ
 ہوا؟ کوہا آدمی اسٹیج پر دیا تھا؟ آپ نے گاڑی کی کھڑکی نہ بند کر لی تھی؟ جب
 آپ روانہ ہوئے تب وہ ڈاکے تھے؟ جب آپ بریلی پہنچ گئے تب حضرت مولانا اشرف علی
 صاحب اور دیگر حضرات مراد آباد سے روانہ نہ ہوئے تھے؟ کوہ مناظرہ سے کون بھاگا؟
 جب حضرت مولانا موصوف مطلق فرما چکے تھے کہ ہم نے فلاں فلاں کو وکیل مقرر کیا ہے
 اور وکلاء کوئی روز پیشتر سے موجود تھے، شرائط و طوع کے متعلق گفتگو کیوں شروع کی تھی؟
 اور جب مولانا موصوف چار بجے ملے کے تشریف لے گئے تھے اور اسی وقت آدمی نے جاکر
 اطلاع دی تھی کہ حضرت مولانا تشریف لے آئے ہیں۔ عائدہ شہر پیغام مناظرہ لے کر گئے جب
 آپ بریلی سے تشریف لے ہی آئے تھے۔ مولوی طاہریت رحیل صاحب ساتھ ہی تھے جہاں کی وجہ
 سے مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر اس قدر سرکشی کی سے تشریف لے جانے کی کیا
 ضرورت تھی؟

بیم بناتے ہیں۔ آپ کے بغاوت ہمیں۔ جب عائدہ شہر وہ بیان میں پڑنے لگے تو آپ
 کخوف ہو گیا کہ اب کوئی دکرالے کی صورت ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔ یہاں وہ جوگی تو

بریلی، دہلی و دیوبند کوئی نہ کوئی جگہ ضرور مقرر ہو جائے گی پہلے تو یہ عہد بھی تھا کہ چھوٹوں سے
متاخر نہیں کرنا، گورو چھوٹے بھی فضلہ لگاتے آپ سے اور آپ کے بڑوں سے ہزار ہا تر
بڑے تھے۔ چھوٹے بچ کے تھے ان کے تھے۔ شیر کا بکر شیر سے چھوٹا ہے تو بھڑی یا بڑی
بھڑی سے تھوڑا ہی چھوٹا ہوتا ہے، مگر اس وقت تو یہ بھی عہد نہیں ہو سکا تھا کیونکہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب مرحوم امروہی۔

۲۔ تاج العلماء و زینت العلم حضرت مولانا مولوی محمد حسن صاحب۔

۳۔ فخر العلماء و اللہ والا سلام حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب۔

۴۔ شرف العلماء و الامت حضرت مولانا مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم مدرسہ مسالیمہ دیوبند

ابن حضرت مولانا حاجہ الخلف و اسلاف حضرت قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا مولوی محمد قاسم

صاحب مدرسہ العزیز۔

۵۔ مولانا مولوی حافظ عبدالرحمن صاحب مدرسہ اقل مدرسہ دارالاباد۔

۶۔ مولانا مولوی سید نور شاہ صاحب۔

۷۔ بحر العلوم زمانہ و علماء مولانا مولوی حسین احمد صاحب صاحب مہاجر ملی۔

۸۔ مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مدرسہ مسالیمہ دیوبند۔

۹۔ مولانا مولوی محمد منظور صاحب و غیرہ حضرات۔

جس طرح نظر پڑتی تھی فضلہ، وقت ہی نظر آتے تھے۔ چھوٹے چھوٹوں اور بڑوں دونوں

سے اور بڑے بڑوں سے متاخرہ کے لئے مستعد تھے۔ اور وہاں بڑے ہی گھر سے نکلے تو قسم

کھا کر کہ

قسم ہے مولوی ہدایت رسول صاحب کی گالیوں کی۔

قسم ہے ان کی چھکڑ بازوں کی۔

قسم ہے ان کی بھالت کی۔

قسم ہے ان کی ذات اور شرافت کی۔

قسم ہے ان کی بغاوت و عداوت کی۔

قسم ہے ان کے چل خانوں کی تکالیف اور محنت اور شقت کی، وہ مرکز کفر و کفر ہی
دہے جو مناظرہ کریں، نکاح و دست اولاد صبح انصاف ہی ہو جائے جو مناظرہ کریں۔

یہی وجہ تو تھی جو گلامی کے پٹ بند کر کے تین بجے سے پہلے ہی اسٹیشن پر تشریف
لے گئے اور گاڑی پانچ بجے روانہ ہوتی تھی۔ خان صاحب ہم سے اور یہ باتیں ۹ ہی تھیں
تھا کہ اب مناظرہ ضرور سر پڑے گا جو موت سے زیادہ سخت اور ناگوار ہے۔ اسی وجہ سے
چنپت ہو گئے۔ مسلمانو! اسکا زور! خیال تو فرماؤ بھلا یہ شاہیر علی، جیل اعظم جن کا استاد
کیا دوسرے ممالک میں بھی نظیر ہفتے گا۔ ان حضرات سے خان صاحب مناظرہ کر کے
کر مال دیں کہ میرے مقابلہ کے لائق کوئی ہے ہی نہیں۔ مناظرہ ہرگز تو فقط ایک حضرت مولانا
اشرف علی صاحب سے۔ اگر بڑے ہو تو بڑوں سے گفتگو کرو، چھوٹے ہو تو چھوٹوں سے۔
اگر حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے "حفظ الایمان" لکھی ہے تو صاحب براہین قاطعہ
حضرت مولانا غلیل احمد صاحب دامت برکاتہم امام الناظرین سے گفتگو کرنے میں کیوں ہرتے
ہو؟ حضرت مولانا مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (دیوبند) تو صاحب
"تختہ الناس" کے خلف الصداق ہیں جو مناظرہ کے لئے جیشری بھیجتے ہیں۔

حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم و نیز حضرت مولانا مولوی
سید احمد حسن صاحب دیوبند مرحوم شاگرد رشید حضرت قاسم العلوم و انوار ہیں، ان کو
تو خاص حق ہے کہ "تختہ الناس" اور "براہین قاطعہ" دونوں منسوب بچانہ حضرت
رشید الاسلام و السالین ہند سرور کی بابت مناظرہ کر سکیں۔ پھر بھی خان صاحب بول ہی
فرمائیں کہ دنیا میں میرے مقابلہ کے لائق ہے ہی کوئی نہیں۔ تو اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہیں کہ
یہ کس وجہ کی بات ہے؟

اور یہ کہنا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے گہری دشمن ہیں۔ کس قدر کلا جھوٹ ہے۔ بھلا کس تباہی میں، کون سا مہینہ تھا؟ کہ جس روز ہم مجبور ہوئے تھے، جس روز مولوی ہدایت رسول صاحب نے گفتگو میں بیان کیا تھا جو مسکرا کر بھی پسند ہوا تھا۔ یا یہی میں سبب مقدمہ ہوا تھا اور مولوی صاحب کا حفظ سننے کے لئے قیدی بے قرار ہوئے تھے۔ لعنۃ اللہ علی انکارین۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ حضرت مولانا غلامی، حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کے بچے جانشین ہیں تو یہ سچ ہے۔ مگر ان سے زیادہ دوسرے حضرات ہیں۔ پھر کسی سے مناظرہ درنا کس قدر فرار اور بے حیائی ہے؟ اب بھی کوئے کہتے ہیں برس سے محب و مناظرہ مناظرہ کی پکار کرنا تھا مگر کسی نے جواب دیا۔ حتیٰ یہی ہے کہ درخان صاحب نے کسی سے مناظرہ کیا چاہا اور وہ اس قابل تھے۔

اچھا جانے دو تمام اسر تسلیم کر کے جواب عرض ہے کہ۔ وقت مراد آباد کے بعد حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے حج سے مراجعت کے بعد حبشی طلب مناظرہ بھیجی جواب دہ والد۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے دلیل متعین فرما کر پھر حبشی بھیجی دم نکل گیا۔ "شعرہ بخیر" پچھلے پوٹہ میں یہ چھاپ دیا کہ اب کسی کی وکالت منظور نہ ہوگی۔ وکالت کا نادر ختم ہو گیا۔

وکالت کی کوئی تاریخ مقرر فرمائی تھی یا کسی پشت نے بتلایا تھا کہ اس تاریخ کے بعد وکالت منظور کیجیو؟ کچھ تو شرم سے کام لینا چاہئے۔ خان صاحب نے سو گھوڑا آتی ہے کیا کہا تھا؟ منہ سے آواز نکلی تھی یا کہاں سے؟ آپ کی جانب کی وہ تحریر پیش کی جائے جس میں کہا تھا کہ "خود مناظرہ کرو یا وکیل پیش کرو" اب کیا ہو گیا؟ پہلے یہ قدر تھا کہ یہ وکیل عدلیہ میں خط جعلی ہے۔ جب مولانا نے سات آٹھ ہزار کے مجمع عام میں فرمایا کہ "مرفعی حسن" مولانا مولوی سید فرزند صاحب، مولانا مولوی حسین احمد صاحب

میرے ذیل میں، شرائط مناظرہ یہ طے کریں، اس کے بعد مجھ کو اختیار ہے کہ مناظرہ خود
کردن یا میری حضرت کریں۔ پھر اس مضمون کی جو بشری بھی بھیج دی۔ پھر ”شخص اخیر“
میں لکھنا کہ ”اب کسی کی وکالت بھی منظور نہ ہوگی، وہ وقت مکمل گیا۔ قرآن جانے اس
بے حیائی کے۔ مسلمانو! دیکھا ہے کہ بعد ابدیات کا مناظرہ۔

اے یہ وجہ کہ خانی صاحب کے پیر مہجانی نے ان کی طرح یہ خیانت کی ہے کہ ”سیف الحق“
میں فرضی حملے دئے ہیں اس وجہ سے قابل خطاب ہم نہیں۔

اقل قریہ آپ کے کھڑکے سے وہ جھوٹے یا تم، ہم سے اس کا کیا تعلق؟

دوسرے وہ ”انہل الکبیر“ لئے کھڑے ہیں مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟

فیر سے گمردہ واقع میں بددیانت ہیں اس وجہ سے قابل خطاب نہیں تو آپ ان سے
زیادہ قابل خطاب ہمیں۔ کیونکہ آپ سے زیادہ کون خائن ہوگا؟ صاحب ”سیف الحق“

نے کسی کو کافر بنانے کی کوشش نہیں کی۔ آپ نے تو اکابر اہل مسلم اور ان کے جملہ ہم خیالین

کی تعداد کو ڈول سے بھی ناکہ ہوگی، ان کے کافر بنانے کو خیانت کی عبارت کو تراشہ صنایع

کفر یہ خود گوڑھے، آپ تو اس خیانت کے بدلے میں ”عبد“ جو جانتیں اور صاحب

”سیف الحق“ قابل خطاب بھی نہ ہے۔ خانی صاحب! انصاف شرط ہے۔ یہ تو آپ

کا خاندانی اثر ہے۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟

چوتھے اگر مان بھی لیا جائے تو فقط وہی قابل خطاب نہ ہوں گے جیسے آپ ہم سے

خیانت کر کے اس قابل نہ رہے کہ ہم آپ سے خطاب کریں، نہ کہ آپ ہم کو قابل خطاب نہ

سمجھیں، کیا اتنی منطقی ہے؟ اٹا چور کو قوال کو ڈانٹے۔

پنجمے تو ہم کہتے تھے کہ دیوان بریلی کے عزائم میں جیسے زیادہ ہوتے ہیں۔ جو بشری شد

دستاویزیں بنائیتے ہیں۔ ایک فتویٰ میری دستخطی جعلی بنالینا کیا و شراب ہے؟ ”اسکات الحدی“

مطبوعہ صلا ہے۔ اس پر آپ نے کیسا جینا بہستان باندھ لیا؟ پھر آپ کا کوئی بھائی اگر

واقعی ایسا الزام کر رہے تھے آپ کا حقیقی پیر بھائی ہے۔

خان صاحب! اگر آپ میں صداقت کا قطرہ ہے تو "صلوات منظر" میں جو
 یہ لکھا ہے کہ "اسکات القندی" نے صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا۔ حاشیہ

صفحہ ۳۱۔ واحد قہار کو جھوٹا کہہ دین کا مذہب بتایا (۱۱ ص ۳۱ و ۳۲)۔

یہ "اسکات القندی" میں دکھا تو وہ۔ خان صاحب! آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ
 اگرچہ اُدھر سے مطالبہ ہو گا تو کیسے نکھاؤں گا؟ جب آپ ایسے بے میا میں تو آپ کے
 پیر بھائی اگر ایسے ہی ہیں تو آپ کو شکایت کا موقع نہیں۔ یہ بکے اصرار واقعات ہیں جس نے ہم
 کو قوی اور آپ کو زندہ رہا کر دیا ہے۔

کوئی جاتی ہے؟ کوئی قبر پرست ہے؟ کوئی غیر ارشد کو سجدہ کرنے والا ہے؟ کوئی قبر کو
 لاطواف کرنے والا ہے؟ کہاں سوتے ہو؟ جاگو توجھ دو ہو گیا جواب کہنے کے لئے زندہ ہو جاؤ،
 ابن شیر خدا علی الرضائی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تکرار ہے، مشکل کوئی کیا ہے، جسے بڑے شے کا ہی
 پریشاں پختہ ہو گئے، یہی لفظی پیکڑ بازی کام میں آسکتی۔ جھوٹے ہو جھوٹے ہو گئے ہیں
 دکھا سکتے۔

دیکھا آپ کا مجدد یوں ذلیل کرتا ہے یہ دنیا میں ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا آخِثَرَ
 نَوْحًا مَّا وَاقِعُونَ۔

خان صاحب! دروغ گویا حافظہ نہاں ہے۔ چونکہ وکالت کا زمانہ گزر گیا اس وجہ سے
 اب آپ کو وکالت منظر نہیں اصالہ گفتگو فرمائیں گے؟ آپ نے "قامتہ القہر فی بلند شہر"
 کا موضوع مطالعہ فرمایا ہو گا۔ اس میں نہیں دیکھا کہ حضرت ملا علی اقرار نامہ مستعدی منظر
 پر شائع ہے۔ اس کا جواب آپ نے کیا دیا؟ گفت ہے اس جہتی تحریر اور دوسرے پر۔ خالص
 شرم کو آخر مر رہا ہے۔ دنیا میں بھی لوگ کیا کہیں گے ۳۶ برس سے دھڑی منظر وہ ہے کم از کم فی
 ایک دہائی تو ایسا نکال دو جو ہمارے متعلق ہو اور اس کو ہمارے اکابر کی خدمت میں بھیجا ہو؟

خیر اب باعث تصدیق یہ ہے کہ اگر آپ گفتگو کریں تو بلا کچھ عجز نہیں، آپ ہی کے
قابلیت، علمیت، مجددیت اسی طرح کھلے گی۔ اگر آپ وکالت پر راضی نہیں تو ہم بھی اصلاح
ہی مناظرہ چاہتے ہیں۔ "انصاف لبری" مدافعتیہ "اصول فقہ و آئین" "ہکوکات
ایمانی" "سچپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اس پر مناظرہ ذکر لے کر کیا وجہ ہے؟ اگر آپ مناظرہ
کرنے کی ہم کو اجازت دیں تو یہ آپ کا فعل ہے۔ ہم تو طالب میں حبیب تک آپ زندہ ہیں
برو طلب رہے گی، کبھی تو شرم آنے گی، اور آخر کار اجازت دو دیں گے۔ آخر دینے کی کیا
وجہ ہے؟ اگر سنا نہیں آئے تو رسائل مذکورہ میں جواب کا اور آپ کے جملہ مستحقین پر
میں کافر، ارتداد آپ ہی کے فتوے اور علماء، محرمین شریفین کے فتوے سے ثابت کیا
جئے۔ آپ کا کلام عالم میں کسی سے صحیح نہیں، اولاد حرامی ہوتی ہے، نسب ثابت نہیں ہوتا
آیا یہ تمام قبائح آپ ہی کی تحریر سے غلام آئے ہیں یا نہیں؟ آخر دوسروں کے نام سے اور
تحریریں چھاپتے ہو، گالیاں دیتے ہو، "خالص الاعتقاد" دہرہ لکھتے ہو، مگر اپنا اسم ثابت
کیوں نہیں کرتے؟

دیکھو اب بھی سنبھل جاؤ۔ اور اگر ذمہ سنبھریں ایسا، اس قسم ہے تو جو طریقہ بھی پسند ہو رہا
فرماؤ۔ اور ہم کو اجازت دو کہ مناظرہ کریں۔ ہم کرنے کو بالکل تیار ہیں۔ اگر خود اجازت نہیں دیتے
تو کسی اور کو پیش کر دے اسی سے کر لیں گے۔ آخر مناظرہ کس طرح سے ہو؟ یہ کوئی انصاف کی بات
ہے کہ اپنے پیچھے پتھر پھینک کر دشمن کو پیچھے دھکیلو "میں لکھ چکا کہ اس کے بعد کسی کی کوئی بات دینی جائے
گی۔"

خان صاحب! آئینہ بھی دیکھ لیتے؟ آپ کو ان میں کب جو آپ فرما دیں آپ کا قصور
ضرور ہی تسلیم کر لے۔ یوں کہہ کر جو انصاف کی بات ہو گی ہم آپ دونوں کو واجب تسلیم ہو گیا۔
مناظرہ نہیں کہتے کہ ذکر ہو اپنا ایمان، اسلام، اولاد کا صحیح نسب، ہونا ثابت کرنا۔
خان صاحب ہم نے دیکھا تھا کہ آپ کو ان علم سے مدبھڑکا ہوا ہے۔

سمجھایا ہم نے خان کو کہ مشق میں نہ پڑ
 مجزاً تو سہل ہے سنبھل جائے تو جانوں کر ج
 کہ مشق آسان نہ ہو قتل و لافست و مشکما

وہ آپ کے مفت کے مفتی کا منی، محدث، ناضل، روزی، عالم طبعی، حامی، برص، اسی
 سنت، نفاعت، دین، صدر اسلام، مدنی، فکری، واپی، شکیں، کس بن میں چلے گئے کہاں ہیں ؟
 مناظرہ بالمشافہ نہ کرتے مگر رسائل مذکورہ کا کسی کی جانب سے جواب کھد کر شائع کر دیتے
 ہم بھی جانتے آپ کے متقدین بھی سمجھتے کہ مناظرہ کسی وجہ سے منظور نہیں ہے مگر جواب تو دے
 دیا۔ اپنے اسلام کہاں ہے ؟ جس کو ثابت کریں۔ ایمان کب تھا جو حاضر کریں۔ دیانت آمنت
 کہاں تھی جو ساتھ دیں۔ نکاح کب صحیح ہوا تھا جو اولاد صحیح النسب ہو سکے۔ خان صاحب
 یہ زقوم کے قتلے، "طعام الاثم" آپ شیر مار کی طرح دانا رتے، یہ الفاظ چپ چپاٹے کبھی
 بھی دہنتے۔ آپ تو بلا وجہ گالیاں دیتے ہیں۔ بھلا خان بہادر کو اس قدر برداشت کہاں تھی ؟
 مگر "دقت الواقعة لیس توقعہا حکم ادبہ" سچی بات کا جواب ہی کیا ہے ؟
 یہ تو آپ ہی کے حکم سے لازم آتا ہے۔ ہم تو فقط آپ کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ لفظ سہ تو بے لاد
 ہم وہ کہنے لگیں گے۔

خان صاحب کے شیطانِ فدائی مجدد مائدہ حاضرو وغیرہ ماننے والے کہاں ہو ؟
 "والتکفیر" احمدی التفسیر والتسمین "الکوکب الیمانی" کو ملاحظہ فرماؤ، اگر بہت ہے
 جواب دو۔ مگر یاد رکھو کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت آجائے گی جواب میں دے سکتے۔
 ہمارے حضرات اکابر پر جو مضامین کفریہ کا اہتمام لگایا تھا، ہم صاف کھد چکے کہ ہمارے
 حضرات ان مضامین کفریہ سے صاف و پاک مبرا و منزہ ہیں۔ ہمارے مضامین کفریہ کا مقصد
 ہر وہ کافر ہے۔ ہمارے حضرات کی عبادت کا یہ مطلب قیامت تک بھی نہیں ہو سکتا۔
 اگر کسی میں بہت ہے تو ثابت کر دے۔ دیکھو "انقص الہری من الکذاب المفری"

”نور ہدای شہد“۔ ”اسیل علی اجیل“ دینیو آپ حضرات بھی اگر کچھ ہیں تو ثابت کر دیں کہ خاں صاحب اور ان کے معتقد، خاں صاحب اور حضرات علماء و جوہرین شریعت کے حکم سے کافر، مرتد و دینیو نہیں ہیں۔ کہو کسی میں مہمت ہے؟ اگر ہو تو لکھو۔ اس میں کیا اندیشہ ہے؟ آخر فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہو، غلط اشتہار بھرتے رسائل لکھتے ہو، اس کام کی بات میں وقت صرف نہیں کرتے۔

یاد رکھو قیامت آنے والی ہے، اہل بدعت کی قیامت ہو چکی، حساب و کتاب ہو چکا اب بدلہ ملنا باقی ہے۔

خیر یہ تو قصہ ختم ہوا ہم نے استدلال بالاولیاء وغیرہ کے بارے میں ایک سالہ لکھا ہے جو عنقریب شائع ہونے والا ہے اور بالکل علمی طرز کا ہے اس کو سب صاحب دیکھیں اور انھیں سے جو امر جی ہو اس کی اتباع کریں۔ اس میں جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب ملوی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی، مولوی ریاست علی خان صاحب شاہ جہانپوری نہایت تہذیب اور مستانت سے مخاطب ہیں۔

ہم اب انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مسائل میں بھی تحریر لکھنے کو مستعد ہیں، مگر نہایت مستانت اور تہذیب سے، اگر خاں صاحب سے امید نہیں کہ اس کا جواب دیں اور تہذیب سے کلام لیں۔ مگر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی خاں صاحب نے انصاف سے جواب دیا تو انشاء تعالیٰ جواب بھی ایسا ہی مہذب لکھیں گے جیسا اہل رسالت ہے۔ امید ہے کہ فریقین اس کے خط سے خوش ہو جائیں گے۔ اگر خاں صاحب نے اہل علم کا انداز اختیار فرمایا تو دوسرے مسائل میں بھی ہم خاصے توفیق کے خواستگار ہیں کہ وہ ہماری مدد فرمائے۔ آمین۔ اور انصاف سے حق ظاہر کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ فریقین کو لطف آجائے گا۔

خاں صاحب اگر اپنی گندہ دہنی سے بلا نہ آئیں گے تو اس کا جواب دوسرے رسائل میں دیا جائے گا علمی رسائل اس سے بالکل پاک ہوں گے جس کو ناظرین خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے۔

اسکوس ہے کہ خان صاحب اب تک بھی چارے اکابر کی شان میں بلا در سخت
گستاخیاں کر کے ہم سے باخبر تیز الفاظ لکھواتے ہیں۔ ناظرین ہم کو معذور سمجھیں۔ پہلے خان صاحب
کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں، پھر ہم کو جواب دیں گے۔ لیکن ہم خان صاحب سے بار بار عرض کرتے ہیں
کہ اگر علم ہے تو عالمانہ تحریر لکھو، ہر اب موجود ہے۔ گالیاں دینا اہل علم کا کام نہیں۔ بھگت خان صاحب
اپنی غصت سے باز نہیں آتے۔ اہل انصاف ہم کو بھی معذور سمجھیں اور کوئی صورت مناظرہ کی
نہ کالیں تاکہ خان صاحب کا حال اچھی طرح طشت از باہر ہو جائے، مگر مشکل ہے۔
واللہ تعالیٰ بہماستعان و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیما و مولانا محمد و نگہ

صاحبہ اجماعین

۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ



باہتمام مولوی محمد سرمد خان، مالک مطبع تاجی دہلی واقع بریلی میں طبعی کارپردازان و تصحیح مولوی
حافظ محمد حسن صاحب چھاپا۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

اگرچہ اللہ تعالیٰ کہ رسالہ معلوم و واقف برپا ہو سکتا ہے۔

الظہیرُ الْمَلْزُبُ عَلَى الْأَسْوَدِ الْكَاذِبِ

الملقبہ

الفتح المبين على اعداء الاسلام والمسلمين

مع ضمیرہ تکمیل فتح یعنی واقعہ بلند شہر

جس میں اُس غیبی فتح و نصرت کا حال بیان کیا گیا ہے جو بمقام بریلی ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع پر پائل جن کو حاصل ہوئی ہے۔ یعنی رسالہ جس میں اہل البیادین کیلئے البیادہ، و رسالہ انتصاف البریٰ مرنے والی کذاب القریٰ، و رسالہ رد الحکیم علی النحی شش الشنظیر کا لا جواب ہو گیا۔ خان صاحب اور ان کے اتباع نے تسلیم فرمایا کہ اس کی حراست کا دعویٰ کہ کے علماء و بائین کی تکفیر کی حق اُس کی حراست تو وہ کہنا۔ لزوم بھی ثابت کرنے سے عاجز رہے۔ و اگرچہ اللہ تعالیٰ علی ذالک۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مفصلاً و ملماً

خداوند کریم جل و علا شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کا عجز بہت ہی جلد ظاہر ہو گیا۔ ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ سالہ "رد الکفر" علی الغماش الشفیر" اور سالہ "انتصاف البری من الکذاب الغتری" سے خان صاحب اور ان کی جماعت میں ایسا خلاف توقع نزاع پڑ جائے گا۔ ہم کو تو ابھی بہت کچھ گھنا اور کنا ہے۔ یہ خبر نہ تھی کہ

سحر ہے دور میرا رنگِ قنی ابھی سے ہے

کا مصداق ہو جائے گا۔ ابھی تو وہی طرح سے خان صاحب اور ان کے اتباع کا کفر ثابت کیا ہے، جب متعدد طرق سے کفر ثابت ہو گا تو کیا ہو گا؟ ابھی تو چند ہی خیانتیں ظاہر کی گئی ہیں۔ جب رسالہ شائع ہوں گے تو کیا قیامت برپا ہوگی؟

فَإِذَا سَوَّلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُسْتَدْرِمِينَ -

کا نقشہ خداوند قدیر نے آنکھوں سے دکھایا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سالہ "رد الکفر" اور "انتصاف البری" کو شائع ہونے سے پہلے ہی نامہ گزر رہا ہے، مگر خان صاحب کے پچیس سالہ دورانِ ضلالت کو گویا ڈائنامیٹ یا بم کے گولے سے اڑا دیا گیا۔ تمام جماعت میں بلی چل پک گئی۔ بڑے بڑے معتقد نہ بدب ہو گئے۔ کہاں خان صاحب "مجدد مائتہ حاضرہ" تھے یا ان کے اسلم میں بھی اب شہدہ پڑ گیا اور ان ہی پر تکفیر نہیں لونی بلکہ جو شخص خان صاحب کے کلمہ میں کسی حال، کسی طرح شک و شبہ بھی کرے وہ کافر ہے۔ لیکن تماشا یہ ہے کہ یہ تکفیر مخالفین کے

ہاتھوں سے نہیں ہوئی ، اہل دیوبند نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ اگر یہ بات ہوتی تو جواب
بالکل آسان تھا کہ مخالف جماعت نے عداوت انگیز کر دی ہے۔

ہر کس از دست غیر ناکند

سعدی از دست خورشید یار

اے حب تقدیر گشتی ہے تو اپنا خون ہی دشمن ہو جاتا ہے ۔

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے ہمیں بحر ظلم میں ڈبا گئے

ہمیں جن سے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے پڑا گئے

یہ تکفیر تو اہل حرمین زاد جہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی

ہے جس کا جواب ہی نہیں ۛ

چارہ گر یہ ہی اگر ہوتا تو ہر بھی مسل تھا

بڑھاپے میں کرم کا کلمہ ہوا سنائے گیا ہے

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كُنْتُمْ آيْدِيكُمْ

یہ تو خدا ہی کا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صادق ہوا ہے ۔

وَهُوَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيَّ وَسَلَّمَ مِنْ دَعَا رَجُلًا

بِالْحُكْمِ أَوْ قَالَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ

الْإِحَارِ عَلَيَّ ۔

خان صاحب ! ” کرونی خوشیش آمدنی پیش “

آپ کے ہی ہاتھوں کی لکھی ہوئی تحریر ، آپ ہی کی کتابوں کی عبارات ، آپ کے

ہی سلمہ مسائل ، آپ کے ہی مقررہ اصول سے کفر لازم اور عامہ ہوا ہے ، اسے کون لٹا

سکتا ہے ؟ اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے ؟ اس کا تو جواب یہی ہو سکتا ہے کہ اپنے ہی

ہاتھوں کو کاٹ دیجئے۔ مگر اب اس سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا ۛ

گیا وقت پھر اٹھ آنا نہیں

رسالہ انتصاف البری ۴ میں، جن جن الزامات کی بنا پر حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حجۃ اللہ تعالیٰ فی العالمین حمایت الاسلام والمسلمین۔
حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب امام الشریعۃ والطریقۃ رشیدیہ علیہ السلام
قدس اللہ اسرارہم۔

وجناب مولانا مولوی غلیل احمد صاحب و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب
دعوت برکاتیم اور اس ناچیز کی تکفیر فرمائی گئی تھی۔ اور جن امور کے صریح ہونے کا دعویٰ
کے کہ تکفیر کی اور کرائی تھی ان کا ثبوت طلب کیا گیا تھا۔ اگر صراحت ثابت نہ کر سکیں تو اس کا
اقرار کریں کہ دعویٰ صراحت کذب خاص اور دروغ بے فروغ تھا۔ پھر ان امور کو نروا دیں
ثابت کریں۔ مگر لزوم بین ہو گا لزوم مفید نہیں۔ کیونکہ تکفیر صراحت کی بنا پر ہے۔ لزوم
بین تکفیر خان صاحب کے نزدیک بھی نہیں ہو سکتی۔

ان دونوں رسائل میں مناظرہ کا عام اعلان دیا گیا تھا کہ کوئی صاحب خان صاحب
سے تکفیر کو اٹھادیں۔ اور جن امور کے صریح ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے دکھادیں۔ مجھ کو یہ
امید تھی کہ یہ دونوں امر ایسے ستم بالشان ہیں کہ جن کی طرف خان صاحب اور ان کے اتباع
توجہ فرمائیں گے۔ پہلے اپنے ذمہ سے تکفیر اٹھائیں گے پھر جن امور کی صراحت کی بنا پر تمام
عالم کی تکفیر فرمائی ہے ان کی صراحت دکھائیں گے۔ ورنہ اولیٰ صورت میں اپنا اور اپنی جماعت
کا کفر تسلیم کرنا ہو گا۔ اور ثانی میں ان کتاب گناہ کبیرہ اور بالعقد است مروجہ کی تکفیر کرنا
اور خیانت اور بددیانتی و کذب خاص محض جھوٹ کا الزام لازم آئے گا۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ یوم یکشنبہ بتقریب شکریت جلسہ دستار بندی مدرسہ
اشاعت العلوم واقعہ سرارتے خام اطلب جناب مولوی محمد حسین صاحب بلانی مدرسہ اول
مدرسہ مذکورہ بریلی میں جہاں ہوا۔ جناب مولانا و بالفضل اولانا حامی سنت و ماسی بدعت

مولوی محمد ابراہیم صاحب محدث و مفسر و اعظم دہلوی نے دن کو وعظ فرمایا اور جناب
 خاں صاحب کے اعتقادات اور اعمال کی ایسی تشریح اور مناسبات سے رو فرمایا کہ بیان
 میں آنا مشکل ہے مولوی صاحب کا وعظ، اور خوش بیانی، علم و فضل، حق گوئی، بیان
 پر قدرت، قلم کے ساتھ مضامین کی سلاست اور جہتگی، رد دعوات، تائید سنت،
 تو ایسی ستم ہے کہ مخالف بھی اس پر لب کشائی نہیں کر سکتے۔ پھر نہایت مناسبت کیساتھ
 غلوں اور نیک غمی۔ واقعی آپ کے بیان پر لطف کا ایسا اثر ہوا کہ مشرک و کافر ہی خوب جانتے
 ہیں۔ مولوی صاحب نے خاں صاحب کا لہجہ رد فرمایا۔ گو نام تو دہخاگر الکتابۃ
 ابلغ من التصريح کا ضرور مزا آتا تھا۔

ہم لوگوں کو اس کا ظن غالب تھا کہ آج شب کے بیان سے قبل اس طرف سے کوئی
 پیام مناظرہ آئے گا۔ مگر جب شام تک کوئی اثر مرتب نہ ہوا تو بعد مغرب ایک شخص کو رسالہ
 "بسن للمبادی خلف الیعاد" جس میں ۱۲۱۲ھ سے لغایت ۱۲۱۳ھ تک کا مفصل
 متعلق مناظرہ اور وہ معاہدہ جو خاں صاحب کے ذیل مولوی محمد حسین نے دیوبند کے بلے فیر
 جلتہ دستار بندی میں جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب
 زکیان میرٹھ لال کو دتی، و جناب قاضی عبدالغنی صاحب ٹنگور می وحید مغزوہ حضرت کے
 رد بروکھا تھا اور آنحضرت کے اس پر کھنڈہ بھی میں دج تھا۔ جس کا غلطہ صدر تھا کہ۔

"بمقام دہلی مناظرہ جو طرفین کے دو دو پنج شرائط مناظرہ طے فرمائیں جس کا خلاصہ
 انکار کرتے ہیں۔ اور رسالہ "انصاف البری من الکذاب المفقری" اور رسالہ "رد الکفر
 علی الناس الشیخ" دے کر جناب خاں صاحب کی خدمت میں بھیجا اور یہ عرض کیا کہ اب
 تو جناب خاں صاحب یا ان کے ذیل کی بھی شرط نہیں لگاتے پھر مناظرہ میں کیوں دیوار
 نابل ہے۔ وہ مناظرہ نہ فرمائیں ان کی جماعت میں سے کوئی شخص ہی "رد الکفر" اور
 "انصاف البری" کے مضامین پر گفتگو کرے اپنی تکبر اٹھائیں اور مخالفین کی تکبر ثابت

کریں۔

بعد عشاء شب یکشنبہ کو جناب مولانا مولوی حسین احمد صاحب فیض آبادی ثم لدنی
مد فیوضہم العالیہ (مضف رسالہ "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" و رسالہ
"بہجۃ المدنیین علی رؤس الشیاطین" بولب حسام الحرمین) نے دو گھنٹہ
لا یوم من احدکم حتی احکون احب الیہ من
والدہ و ولدہ و الناس اجمعین۔

کا و حفظ بیان فرمایا اور ایسی طرح فضائل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اجمعین کو بیان فرمایا کہ سامعین پر بحیرت کا عالم طاری تھا اور تحیر بھی تام تھا کہ ایسے لوگوں کو
کس طرح کا جلتا ہے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو جائز رکھتے ہیں؟
دنیا میں ہی سے بڑھ کر کوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کر ہی نہیں سکتا۔ یہ تو
تعظیم آپ کی کرتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کے بعد وہی مرتبہ ہے جو خدا کے لئے
مخصوص ہے۔ اگر یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے میں تو پھر تعظیم کون کرے گا؟
اس کے بعد جناب مہاجر منی نے، چونکہ دیوبند کے تعلیم یافتہ ہونے اور ان حضرات
کی گفتش برداری کے فقر کو باعثِ حرمت و نہایت داریں کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں، صاف اور
کھلے لفظوں میں بیان فرمایا کہ ہمارے اکابر حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ
تعالیٰ فی العالم و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الحق و سلمۃ قدس اسرار ہم
و جناب مولانا مولوی حافظ خلیل احمد صاحب و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب
دامت برکاتہم پر جو نفلان نفلان الزام لگا کر تکفیر کی ادھر کرائی گئی ہے وہ بالکل جھوٹ اور افتراء
محض اور کذبِ فاضل اور زنا بہتان ہے۔ اہل اس کی کیا وجہ ہے کہ حیب ہم طلب مناظرہ
کرتے ہیں تو یہ جواب ملتا ہے کہ ہم خاص نفلان شخص سے مناظرہ کریں گے؟ تکفیر تو تمام عالم
کی فرمائش میں اور جو کوئی گفتگو کا پیغام دے تو جواب یہ ملتا ہے کہ گفتگو فقط نفلان ہی شخص

سے کریں گے، یہ کون سا اصفان ہے ؟

غرض جناب مولانا مولوی حسین احمد صاحب دفریہم کا بیان ایسا صاف اور صریح تھا کہ نام لینے کی بھی حاجت نہ تھی سب سمجھتے تھے کہ اس کلام کے مخاطب جناب خاں صاحب ہیں۔ اور واقعی مولوی صاحب نے اپنے مکمل بیان سے ثابت فرمادیا تھا کہ حضرات و حضرات بالکل ایسا نام سے بڑی ہیں۔

اس کے بعد جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب دفریہم احسن الراۃین نے بیان فرمایا کہ میں بھی حضرت موصوفین کی کفایت پر آمی کا فخر رکھتا ہوں مگر مجھ کو دیوبند کے تعلیم یافتہ حضرات کے بیان سننے کا آج ہی اتفاق ہوا ہے۔ ان حضرات کا مخالف حکم حدیث شریفہ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرمى رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ذلت عليه
ان لم يحن صاحبه كذا الك وقال النبي صلى الله عليه وسلم من لعن شيئا لم يزل له باهل رجعت اللعنة عليه۔

خود ملعون ہے اور اثر اس کا پہلے چہرہ پر ہوتا ہے کہ دنیا ہی میں رو سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد صبح سے بھی زیادہ غماص صاحب کے متعلق بیان فرمایا۔ مگر صاحب نام ان بیانات میں بھی نہ تھا۔ اور تو ایک صاحب سائل اور پیغام لے کر گئے تھے اور پھر یہ صاف اور تیز بیانات ہوئے ان سے امید قوی تھی کہ خود غماص صاحب کے یہاں سے جواب حسب ملو لے گا مگر پھر کو جو وہ صاحب ملے تو جواب یہی ملا کہ جناب خاں صاحب نے یہ فرمایا کہ میں مولوی اشرف علی صاحب کو منظرہ کے واسطے خط لکھا ہے، بلند شہر کا ایک شخص ملے کر گیلیٹے اور تمہاری خاطر سے اور بھی لکھ دے گا۔ مولوی محمد حسین صاحب کے مطابق کی نسبت یہ فرمایا۔

” وہ جاہل ہے ہم نے اس کو سفیر بنا کر بھیجا تھا اس نے اپنے کو دیل سمجھ لیا۔“

میں نے پھر عرض کیا کہ تعجب ہے مخیر مہدی ہوا اور مناظرہ مولانا پر منحصر ہو گیا
 فقط انہی کی مخیر ہوتی تب بھی اس کلام کا کوئی عمل ہو سکتا تھا۔ دوسرے "رد المتکبر"
 اور "انتصاف البری" میں تو کسی کی تخصیص ہی نہیں کی۔ ان کی تمام جماعت میں
 بھی کوئی ایسا آدمی نہیں جو ان پر سے تکبر اٹھا دے۔ اور خان صاحب نے مخالفین پر
 جن اس کے صراحتہ بیان کر کے کلام لکھا ہے ان کو اردو رسائل میں دکھا دے۔ اور
 مولوی محمد حسین کی نسبت وہ اسی جواب کو شائع کر دیں مسلمان اس کی نوریانیت کو خود دیکھ لیں
 گے۔ آپ پھر جائیں اور یہی کہیں ہم کو مناظرہ سے بالکل ناامید ہی ہو گئی۔ اور حسب تقرر
 مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب مدنی رحمہ اللہ دوسرے صاحبوں کے بیانات ہوتے
 مگر خان صاحب کی جانب سے شام تک کوئی خبر نہ آئی۔

شب رشتہ کو بعد عشاء حضرت محمد مدظلہ غلف الصدق قائم العلوم
 حمزہ افغانی عالمین جناب مولانا مولوی حافظ احمد صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند
 دامت برکاتہم لے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن
 رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

کا بیان ایسی وضاحت اور خوبی و نہایت کے ساتھ فرمایا کہ سامعین حیران ہو گئے
 اور یہ ثابت ہو گیا کہ

بعد از ختم بزرگ توفیق حضرت مخیر

پہلے تو عقیدہ ہی تھا آج اس کا گویا شاہدہ بھی ہو گیا۔ اور واقعی تو میں رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم کا ان حضرات پر اتمام ہی اتمام ہے۔ جب ان تمام بیانات کا شور برپا
 میں ہوا تو حضرت نے، سنگیہ جواب دیا کہ
 وہ لوگوں کو مجھ سے برگشتہ کرنے کے واسطے بیان کر رہے ہیں وہ عقیدہ یہ نہیں "

قرآن جائے اس حسن ظن اور نفس پروری کے ۔

پرتام بیانات کے ختم ہونے کے بعد وہ صاحب جو خان صاحب کے ہاں گئے تھے ،
بارہ بجے شب کوٹے اور یہ فرمایا کہ میں آپ کو خوشخبری دینے آیا ہوں کہ خالص صاحب کے
گروہ کے ایک شخص ملے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ صبح کو مولوی غفر الدین صاحب آپ سے
مناظرہ کے لئے آئیں گے ۔ میں نے کہا کہ چونکہ مولوی غفر الدین صاحب خان صاحب کے
دارالافتاء کے مفتی اور خلیفہ اعظم ہیں اس وجہ سے ان کا گفتگو کرنا گویا خالص صاحب کا ہی
گفتگو کرنا ہے ۔ خدا کہے کہ یہ خبر صحیح ثابت ہو ۔

بادرجیکہ سر شنبہ کو ایک بجے دن کے گلابی میں دلپس ہونے کا قصد مصمم تھا اور
صبح کو بعض احباب سے ملنے کا قصد تھا مگر تمام اداروں کو ملوثی کے سبب صبح سے نو بجے تک
منتظر رہا ۔ قریب دس بجے کے ان ہی صاحب کے ساتھ ایک شخص فرزند علی خالص صاحب
کے مدرسہ کے طالب علم جو فرماتے تھے کہ میں " میزان الصرف " پڑھتا ہوں تشریف
لائے اور یہ فرمایا کہ مولوی غفر الدین صاحب نے یہ دریافت کیا ہے کہ " انتصاف البری "
آپ ہی کا سالہ ہے ؟

بندہ نے کہا کہ ہاں میرا ہی سالہ ہے ۔ اور یہ شخص گفتگو کرنے کو مستعد ہے آئے اور
" لا تکفیر " اور " انتصاف البری " پڑھنا شروع کرے ۔ فرزند علی نے کہا کہ اس کو کھ
دو ۔ بندہ نے کہا کہ میرا سالہ مطبوعہ اور پھر اس قدر جمع کے بعد بدو اقرار ، وہ کافی نہیں ؟
آپ کے پاس کیا سند ہے کہ آپ میاں غفر الدین کے فرستادہ ہیں ؟ اس کلام سے ناام
ہو کر کہا کہ اچھا میں جاتا ہوں ۔

پھر ہم لوگ جلسہ میں چلے گئے و خط ہوتا رہا ۔ بارہ بجے کے بعد تک کوئی خبر نہ آئی ۔
تمام محافل کی پرانے شہر میں دعوت تھی وہاں سب حضرات گئے ۔ وہیں ہم کو خبر معلوم
ہوئی کہ کوئی صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب کے یہاں سے آئے ہیں کھانا کھاتے

”اسکات القندی“ کی نسبت لکھا کہ خدا کو صاف صاف بھٹوا لکھ دیا ، واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا کہ دین کا مذہب بتایا ، خدا کو سچا جھوٹا ماننا حقیقی شافعی کا ساہل اختلاف ٹھہرایا ، جس ملعون لعنہ اللہ من جہاہ نے صراحتہً اُس واحد قہار کو جھٹوا کہہ دیا اے مسلمان سنی و متقی بنایا ۔ ”سام اٹھریں“ دنیویں ان مضامین کی صراحتہً کا دعویٰ کیا ہے اور اسی صراحت کی بنا پر تکفیر ہے۔ ورنہ اگر یہ مضامین اُن عبارات سے بطریق لزوم مخوم ہوتے تو علامہ حرمین تو درکنار خان صاحب بھی تکفیر جائز نہیں رکھتے۔

لہذا کتب مذکورہ سے جو عبارات خان صاحب نے نقل کی ہیں یا تو اُن کتب میں یہ عبارات ”حسام“ بالفاظہا موجود ہوں یا یہ مضمون صراحتہً بالفاظ دیگر جو ان ہی الفاظ کے ہم معنی ہوں اور مضامین مذکورہ ان سے صراحتہً نکلتے ہوں دکھا دیئے جائیں تب تکفیر ہو سکتی ہے۔ اور اگر ان کتب میں عبارات منقولہ ”حسام“ بعینہا یا مضامین مذکورہ صراحتہً نہ ہوں بلکہ ان سے بطریق لزوم نکلتے ہوں تو اس کو کھ دیجئے کہ دعویٰ صراحتہً کا غلط مضمون اور کذب خاص تھا اور تکفیر غلط اور گناہ کبیرہ تھی۔ پھر لزوم مضامین مذکورہ بطریق لزوم یقین ثابت کیجئے۔ ہمدایہ دعوئے ہے کہ بطریق مطلق لزوم بھی گو غیر حرمین ہو یہ مضامین ان کتب میں اور خاص عبارتوں میں موجود نہیں ہیں۔

اور میں مسافر ہوں آپ مقیم۔ ان کے واسطے بریلی کا ہر گوشہ کیسا حکم رکھتا ہے بالخصوص سرلے عام جگہ ہے یہاں وہ تشریف لائیں ، ان کو اس پر اصرار کیوں ہے کھڑا میں مناظرہ نہ ہو۔ میاں شاہد علی صاحب اور صدیق علی صاحب نے فرمایا کہ اسے لکھ دو۔ بندہ نے اُسی وقت لکھ دیا۔ اس کو ملاحظہ فرما کر فرمائیے کہ یہ نہیں بلکہ ہم تو وہ عبارات دکھا دیں گے جو اٹھریں نے کتب مذکورہ سے نقل فرمائی ہیں۔ بندہ نے کہا تو اس گفتگو سے کیا حاصل ؟۔ جو عبارات واقعہ ”تخذیر الناس“ و ”برائین“ و حفظ الایمان“ و ”اسکات القندی“ کی نقل کی گئی ہیں ان کا تو ہم کو انکار نہیں

انکار تو اس کا ہے کہ ان عبادات سے جن اہتمامات یعنی توہینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توہینِ خداوندِ عالم کو تراشش لیا اور صراحت کا دعویٰ کیا ہے وہ ان میں لڑنا بھی نہیں سہ جائیکہ صراحت جن پر ہائے تحفیر ہے۔ ہم بفضلِ تعالیٰ آپ کے دھوکوں میں آنے والے نہیں ہیں۔ بات صاف کیجئے۔ اس پر ان حضرات نے فرمایا کہ ”براہین“ کی عبادت آپ پڑھیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس کے پڑھنے کا وقت، وقتِ مناظرہ ہے۔ یہ وقت شرائط کے طے ہونے کا ہے۔ انہی عبادات کے مطلب بیان کرنے کو تو مناظرہ ہو گا۔ اس پر تمام حاضرین نے اتفاق کیا۔ جس کو ان حضرات کو بھی ماننا اور تسلیم ہی کرنا پڑا۔

عصر کا وقت ہو گیا تھا وہ صاحب بھی چلے گئے۔ مجمع کثیر تھا صدرِ آدمی بٹھے۔ ہم نے نمازِ عصر پڑھی۔ بعد وہیں مسجد میں منتظر رہے۔ مغرب سے دس پانچ منٹ قبلے تشریف لائے معلوم ہوا کہ کسی مسجد میں خان صاحب کا نام مجمعِ قرینہ اہلِ بند و مولوی سے فخر الدین صاحب وغیرہم سب موجود ہیں۔ وہیں سے مشورہ ہو کر یہاں پر جناب تشریف لائے ہیں مگر وہ نہیں لائے گئے۔ عرض کیا گیا۔ ارشاد فرمایا۔ وہی مرغی کی ایک ٹانگ بندہ نے پھر وہی تقریر کی۔ فرمایا لکھ دو۔ یہ معلوم پہلا کا تذکرہ ہو گیا تھا یا دوسری کوئی عرض تھی۔ بندہ نے اسی وقت پھر وہی مضمون لکھ کر دے دیا۔ نمازِ مغرب کا سالانہ ہو گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی شخص ان صاحبوں میں سے تشریف نہیں لائے۔

بعد مغرب وہی شخص جن کو اقل ہم نے بھیجا تھا پیغام لائے۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ وہ مارنے میں ہرگز نہ آئیں گے آپ کو۔ نوٹھے۔ ”کی مسجد میں طلب کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ہمیں۔“ نوٹھے۔ ”کی مسجد یا جامع مسجد عرض وہ جہاں بلائیں جانے میں کوئی تامل نہیں۔ چاہے خالص صاحب کے گھر ہی میں کیوں نہ بلائیں مگر وہ حفظِ امن کا پورا بندہ دست کر کے طلب کریں یا سر لائے میں آجائیں عام جگہ ہے یا ایسی جگہ جہاں وہ اور ہم دونوں مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ دہلی میں چلیں یا دیوبند چلیں ان کا اور ان کے ساتھ دو“

کہتے تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم بھی ان کی تمام جماعت کو قابل خطاب نہ سمجھیں مگر ان کی تمام جماعت کو "رد تکفیر" اور "انقصاف البری" ہی میں اعلان دیا ہے تو بحث بھی وہی ہوگا جو ان میں مذکور ہے۔ ہاں اگر خان صاحب اور ان کے جملہ اتباع پر کفر نہیں اٹھا سکتے۔ اور جن امور کی جماعت کا الزام لگا کر تکفیر کی اور کرنی تھی ان کی حجت ثابت نہیں کر سکتے تو اس کو لکھ دو۔ پھر عبارات منقولہ پیش کر کے ان سے لزومادہ امور کفر ثابت کر دین کا دعویٰ ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قطب ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو فتوے منسویٰ بنایا ہے اس کی صحت اور بعد صحت آیا وہ موجب علم قطعی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جس کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے ثابت کرو۔ منکر معلوم ہو گیا کہ گفتگو کرنی ان کو منظور نہیں اور گفتگو کر سکتے ہیں فقط معتقدین کی تسلی کے واسطے یہ شور وغل مچایا گیا ہے تاکہ غلط اشتہار شائع کرنے کا موقع ملے۔ سو میں خدا چاہتا ہوں اس کو بھی طے کئے دیتا ہوں۔

آپ ان صاحبوں سے جو سنہری مسجد میں فرکوش میں بنا کید تمام فراموش کر میں اب بیان کر دیں گا اور ان عبارات کا مطلب بھی بیان کر دیں گا جن کا غلط مطلب آپ صاحبوں نے بیان کر کے خلق اللہ کی تکفیر کر کے عالم کو گمراہ کیا ہے اور آپ کا پورا اندکروں کا خالصت کی نسبت کوئی لفظ اشارۃ بھی غیر مذہب نہ ہوگا۔ آپ صاحب ضرور قشر ایف لائیں اور میری تقریر لکھیں و فرٹ کریں، پھر اس کا تحریر یا تقریر یا رد فرمائیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو کو کہ ہمیں اس کے بیان کی اطلاع نہ ہوئی۔ ورنہ یہ کرتے اور وہ کرتے۔ میں خدا چاہتا ہے آج قسم بھی لگا ہوا نہ رہنے دے گا۔ اور کل گیارہ بجے دن تک انتظار کر دیں گا۔ اگر کوئی اور منظرہ کے متعلق طے ہو گیا تو فبا ورنہ ایک بجے کی گاڑی میں چلا جاؤں گا۔ پیچھے دیکھنا کہ وہ مناظرہ سے فرار کر گئے۔ اس کے بعد بندہ نے عشاء کے کچھ دیر بعد بیان شروع کیا اور دو بجے رات ختم کیا۔ اقل تمام قعدہ دن کا اقل کر کے یہ بیان کیا کہ کل کو ہمارے بعد خان صاحب کی طرف

سمجھتے تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ ہم بھی ان کی تمام جماعت کو قابل خطاب نہ سمجھیں مگر ان کی تمام جماعت کو "رد تکفیر" اور "انتصاف البری" ہی میں اعلان دیا ہے تو بحث بھی وہی ہو گا جو ان میں مذکور ہے۔ ہاں اگر خان صاحب اور ان کے جملہ اتباع نے کفر نہیں اٹھا سکتے۔ اور جن امور کی صراحت کا الزام الکا کر تکفیر کی اور کرائی تھی ان کی صراحت ثابت نہیں کر سکتے تو اس کو گواہ دو۔ پھر عبارات منقولہ پیش کر کے ان سے لزوماً امور کفریہ ثابت کر دو جن کا دعویٰ ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قلوب ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو فتوے مصنوعی بنایا ہے اس کی صحت اور بعد صحت آیا وہ موجب علم قطعی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جس کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے ثابت کر دو۔ مگر معلم ہو گیا اگر گفتگو کرنی ان کو منظور نہیں اور گفتگو کر سکتے ہیں۔ فقط معتدین کی تسلی کے واسطے یہ شروع کر دیا گیا ہے تاکہ غلط اشتہار شائع کرنے کا موقع ملے۔ مومن خدا چاہے اس کو بھی ملے کئے دیتا ہوں۔

آپ اُن صاحبوں سے جو سنہری مسجد میں فوکشن میں بنا کید تمام فرما دیں کہ میں اب بیان کر دوں گا اور ان عبارات کا مطلب بھی بیان کر دوں گا جن کا غلط مطلب آپ صاحبوں نے بیان کر کے خلق اللہ کی تکفیر کر کے عالم کو گمراہ کیا ہے اور آپ کا پورا اند کر دوں گا۔ خان صاحب کی نسبت کوئی لفظ اشارۃً بھی غیر مناسب نہ ہو گا۔ آپ صاحب ضرور تشریف لائیں اور میری تقریر لکھیں و نوٹ کریں، پھر اس کا تحریر یا تقریر یا رد فرمائیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو کو کہ ہمیں اس کے بیان کی اطلاع نہ ہوئی۔ وہ نہ یہ کہتے اور وہ کہتے۔ میں خدا چاہے آج تسبیح بھی لگا ہوا نہ ہونے دلوں گا۔ اور کل گیارہ بجے دن تک انتظار کروں گا۔ اگر کوئی امر منکرہ کے متعلق ملے ہو گیا تو فہما و رد ایک بجے کی گاڑی میں چلا جاؤں گا۔ پیچھے دیکھنا کہ وہ مناظرہ سے خزاں کر گئے۔ اُس کے بعد بندہ نے عشاء کے کچھ دیر بعد بیان شروع کیا اور دو بجے رات ختم کیا۔ اقل تمام قصبہ دن کا قتل کر کے یہ بیان کیا کہ کل کو جلد سے بعد خان صاحب کی طرف

سے اس قسم کے اشتہادات لکھنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ جیوٹ بون آئی کی متاع وراثت
 قابل ہے۔ اس وجہ سے اس مجمع عظیم الشان کو مشاہدہ بنانا ہوں کہ اصل قصہ وہ ہے جو
 اکثر محققین کو معلوم ہے۔ پھر اپنے محضرات کی عبارات کو پڑھ کر صاف صاف
 مطلب اور اصل مطلب کی تصریح حاصل اور نقل اور آئی کی کتابوں سے تصریح سابقہ و لاحق
 سے ظاہر کی۔ اور پھر خان صاحب کی کتابوں سے بیان کیا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ اسے
 عبارات کا وہ مطلب جس کی بناء پر خان صاحب تکفیر کرتے اور کہتے ہیں قیامت تک نہیں ہو
 سکتا نہ صراحت نہ کنایہ نہ اشارۃ۔ بلکہ انواع و اقسام کی الفاظ و معنی پر دلالت نہیں کر سکتے
 جن معنی کو خان صاحب نے لے کر خاص جہاد اللہ کی تکفیر کی اور کرائی ہے۔ اور علماء ہائین
 کی تفصیل کی ہے۔ وہ معنی کسی طرح اور کسی طریقہ سے آئی عبارات سے ثابت نہیں ہو سکتے
 جن کو محضرات نے تسلیم کر لیا اور مان لیا کہ بے شک خان صاحب نے صریح دھوکہ دیا ہے۔
 غرض ہر طرح سے اپنے محضرات کی برائت اور خان صاحب کے دھوکے کھول دینے
 جس کو تمام حضرات خوب جانتے ہیں۔ انہوں میں یہ کہہ دیا کہ اگر کئی گیارہ بجے تک کوئی بات
 نہ ہوئی تو ہم بارہ بجے چلے جائیں گے۔ پھر عید کے اشتہادات سب غلط اور محض فتوہ
 کئے جائیں گے۔ ائمہ شریعت کہ حاضرین پر حق واضح اور خان صاحب کا مکرم صاف صاف
 کھل گیا۔ ثم ائمہ شریعتی علی ذلک۔

صبح کو جواسٹے تو معلوم ہوا کہ اشتہار شائع ہونے والا ہے کہ فرار ہوا، وہ بھاگا،
 وہ مارا، لیجو دیکھو۔ آخر بارہ بجے گئے کوئی نہ آیا۔ جب کھانا کھانے گئے اور سواری کی سٹیشن
 پر جاتے کو تیار ہو گئی قواس وقت فرزند علی ایک تحریر لے کر آیا۔ اور بے کھانے کے اس
 کو پیش کیا۔ میں سمجھا کہ قاتل وہ ہی ہوں گے جس کی خبر سننی گئی ہے۔ بندہ نے جواب دیا کہ
 جو شخص وہ میان میں تھے ان ہی کی وساطت سے لایا۔ یہ مناظرہ ہے وگرنہ لاکھوں نہیں
 ہے۔ میں نے حسب وعدہ اس وقت تک انتظار کیا مگر کوئی امر لے کر نہ آیا۔ سب ہم چلے

میں۔ اگر اس تحریر کو دیکھا ہے تو فوراً بلند لہجہ درمیانی شخص کے میرے پاس بھیج دیجئے۔
 فرزند علی نے کہا کہ آپ اس کے لینے سے انکار کرتے ہیں؟ بندہ نے کہا کہ میرے انکار نہیں کرتا
 بجز دفعہ دو گئے تو لاکھ دفعہ لگا لگا کر پھر اسی وقت مولوی محمد ابراہیم صاحب نے اپنے بیان
 میں اس کا ذکر کر کے رد کر دیا۔ اور بیان فرمایا کہ یہ ہے مولوی احمد رضا خان صاحب اور
 اُن کے اتباع کا عقیدہ کہ ابھی تک مقام مناظرہ اور محبت اور شرائط تو طے نہیں ہوئے
 منظرین نے ایک دوسرے کی صورت تک نہیں دیکھی اور اس تہا اور نصرت شائع ہو گئے
 اَلَا لَمَنَّا اَللّٰهُ عَلٰی الْعَا دِیْنِ

حضرت اہل اسلام یہ عرض فقط اس غرض سے ہے تاکہ خان صاحب کی طرف
 سے جو اشتہارات خلاف واقع شائع کئے جائیں اس سے اہل اسلام کو دھوکہ نہ ہو۔ اس
 پر اگر کسی صاحب کو ہمدی اس تحریر پر وثوق نہ ہو تو ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ خواہ مخواہ ہماری
 کل معروضات کو صحیح ہی خیال فرمایا جائے۔ جس کسی اہل اسلام کو حقیقتہً الامر یاد یافت کافی
 ہو یا اس قصہ کو طے کرنا منظور ہو یا تو دلی مقام مقرر فرما دیں یا باضابطہ ذمہ داری سے
 فقہ کا طلب فرمائیں اور امور مذکورہ میں گفتگو کر اگر دیکھ لیں۔ پھر یاد رہے کہ قیامت آجائے
 گی جس روز خان صاحب یا ال کی جماعت "رد المحتصر" یا "انتصاف البری" پر
 ترقی "سے گفتگو کریں گے۔ خدا چاہے یہ جو ہی نہیں سکتا۔ "دارالسلطنت" ہی میں
 جب خاص مولوی ظفر الدین صاحب جو مفتی اور خلیفہ اعظم خان صاحب کے ہیں وہی
 ہی امور کو مدلل ثابت کر سکے تو اور کون ثابت کر سکے گا؟

خدا کا شکر ہے کہ جلد ہی قبول دلائل "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ"
 اور "انتصاف البری من الکذاب النفری" اور "رد المحتصر علی الفہاشش الشنیعہ"
 کا بہت ہی جلد جواب ہونا اس نے ثابت کر دیا اور خان صاحب گودی بہت ہی جلد
 تمام ہو گئی۔

اب ہم خدا چاہے اور مسائل ٹکھنے شروع کریں گے۔ جن میں خان صاحب کی تکفیر نہیں کے مسائل سے ثابت کر کے خان صاحب سے داد چاہیں گے۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ اگر خان صاحب اور اس کی جماعت نے "رد تکفیر" کا جواب نہ دیا تو اپنی تکفیر کے عود اور کفر کے التزام کا اقرار سمجھا جائے گا۔

علیٰ بن ابی القیس "انصاف البری" کا جواب نہ ہو سکا تو ثابت ہو جائے گا کہ مخالفین پر جن امور کی صراحت کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے وہ تو بغضہ قتالے اس تکفیر سے پاک و صاف رہے، وہ تکفیر بھی "خدا انوری" کی طرح دوات سرائے خان صاحب ہی کے متلاشی ہوگی۔ گو امر ظاہر ہے مگر اہل اسلام کی پیر خواہی کی بنا پر مکرر اور صاف کر کے عرض کرتا ہوں کہ خان صاحب اور ان کی جماعت نے اپنے عجز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے مگر اس قدر معتدین کو ایسی جلدی ہاتھ سے دے دینا بہت دشوار ہے اس وجہ سے وہ ضرور کچھ عیس فرمائیں گے۔

لہذا عرض ہے کہ کچھ بدعوئے ہے جس کی بنا پر وہ تکفیر کرتے اور کہتے ہیں یہ ہے کہ مثلاً حضرت مولانا آیت اللہ منیر الاسلام و السلیح جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم زمان ہونے سے انکار کیا اس کی تصریح ان سے طلب کرنی چاہئے۔ اگر وہ اس کو صراحت سے ثابت نہ کر سکے بلکہ کسی عہد سے لزوماً ثابت کریں یعنی یہ فرمادیں کہ اس عہد کے مصنفین سے یہ بات حکمتی اور لازم آتی ہے۔ تو ازل تو یہ امر بھی قیامت تک ہونا محال ہے کیونکہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس کی تصریح فرما چکے ہیں کہ جو آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبائی نہ جانے وہ کافر ہے۔ تاہم ان سے یہ کہنا چاہئے کہ پھر آپ تکفیر کیسے کرتے ہیں؟ تکفیر تو تصریح اور التزام میں ہے نہ کنیہ اور لزوم میں۔ علیٰ بن ابی القیس اور مظاہرین جو "انصاف البری" میں منسلک مذکور ہیں اور جن کی صراحت کا دعویٰ کر کے خان صاحب نے تکفیر کی اور کہانی ہے

ان کو بھی صراحت ہی طلب کرنا چاہئے ورنہ تکفیر نہیں ہو سکتی جو ان کا مطلب ہے۔
 گو یہ ہمارا دعوئے ہے کہ بفضلہ تعالیٰ وہ اور ان کی تمام جماعت بھی قیامت تک اپنے
 ان دعاوی کو جن کی بنا پر حضرات اکابر کی تکفیر کی ہے ان عبارات سے جن کو خان صاحب
 نے نقل کیا ہے لڑنا بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے اور بعض محال مان
 بھی لیں کہ وہ کفریات بطریق کنایہ یا لزوم ان عبارات سے ثابت بھی ہوتے ہیں، تو گفتگو
 اس میں ہے کہ خان صاحب! لزوم اور کنایہ پر بھی کیا کفر کا فتوہ ہوتا ہے؟ اور اگر ہوتا
 ہے تو آپ کا بھی مسلک ہے یا نہیں؟ آپ کا بھی مرضی اور مختار ہے یا نہیں؟ مگر یاد رہے
 کہ یہ محال فرض کے مرتبہ میں بھی نہیں آسکتا۔ کیا محال ہے کہ جو تمام جماعت بھی مل کر ان سے
 کفریات کو ان عبارات منقولہ سے بطریق لزوم ہی ثابت کر دے چر جائیکو صراحتہ۔ ہاں مسلمانوں
 تم کو یہ دھوکہ دیا جائے گا کہ اعلیٰ حضرت نے جو عبارات نقل کی ہیں وہ ہم بتاتے ہیں کہ فلاں
 صفحہ و سطر پر لکھی ہوئی ہیں۔ تو جواب یہ دینا کہ قبلہ لکھی ہیں اور ضرور لکھی ہیں مگر اعلیٰ حضرت
 نے جو ان عبارات سے اپنا من گھڑت فقیرہ صریح کفر نکال کر یہ لکھا ہے کہ یہ اس کتاب میں
 صراحتہ مذکور ہے وہ نتیجہ جو باعث تکفیر ہے اس فقیرہ کی عبارت یا اس کا مضمون صریح عبارت
 دیگر جو نتیجہ کی عبارت کے ہم معنی ہو وہ کہاں ہے؟ آپ نے تکفیر ان کتابوں کی عبارت پر تو
 نہیں فتویٰ تکفیر تو اپنے مضمون فقیرہ کی بنا پر کی ہے۔ مقصود اُس کا ثبوت صراحتہ ہے ورنہ
 اگر ان عبارات ہی میں وہ مطلب صراحتہ تھا تو پھر آپ کو اپنی عبارات بڑھانے اور لکھنے کی
 کیا ضرورت ہوئی؟

یہ ہے وہ دھوکہ جو عوام کو "انتصاف البری" کے جواب میں دیا جائے گا مسئلہ
 اس کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ صراحتہ کا دعوئے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ لزوم اور کنایہ بھی نہیں
 ہے انشاء اللہ تعالیٰ تم انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح سے خان صاحب کی جملہ تصانیف کو
 قیاس فرمائیں۔ زندگی ہے تو قلمی کھل جلتے گی۔

اور "رد الشکیر" میں تو خدا چاہے بجز اپنا کفر تسلیم کرنے کے اسکا بھی دھوکہ سمجھ میں نہیں آتا۔

• بقس اللہاد کی نسبت شائع کریں کہ

• مولوی محمد حسین صاحب جاہل ہیں وہ سفیر تھے اُس نے اپنے آپ کو وکیل سمجھ کر وہ معاہدہ لکھ دیا ہے۔

پھر ہم بھی بتائیں گے کہ یہ مذہب گناہ بدتر از گناہ کس قدر ناموزوں و بیجا ہے ؟

خان صاحب ! غیر خواہی سے عرض کرتے ہیں کہ اب بھی وقت نہیں گئی ہے اپنے حال پر دم کھاؤ ، اور توبہ کر لو ورنہ جرمی عداوت لاعلاج اٹھانی پڑے گی۔

یاد رکھنا اگر نور جہ میں آپ تشریف لائے تو آپ ہوں گے اور بندہ ۔ مسلمانو! خدا سے ڈرو اور مولوی احمد رضا خان صاحب کا ساتھ چھوڑ دو۔ ہم سچ کہتے ہیں ہم کو ان کی حالت پر بہت رحم آتا ہے اور اس وقت آخری شب میں ان کے لئے خلوص دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے معتقدین کو بھی ہدایت فرمائے اور ہمارے اور ان کے گناہ بخش کر سب کو جنت میں داخل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خان صاحب بے جا بہت چھوڑ دو ، یہ تشدد اچھا نہیں ، نتیجہ خراب ہو گا۔ اگر واقعی آپ ہم کو کافر سمجھتے ہو تو مخلصانہ سمجھ لو اور سمجھا دو ، ورنہ یاد رکھو کہ افشار اللہ بھولم و قوتہ اور تو اور تمہاری جماعت کے واسطے تو ادنیٰ اور حقیر طلباء بھی کافی ہے۔ آپ کی جماعت میں علم نہیں ، خوف خدا نہیں ، تقویٰ نہیں ، نفس پروری اور شایع ہولی ہے۔ خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین۔

میاں ظفر الدین ادرکشن پانچ روپیہ کے واسطے دین کھوتا اچھا نہیں ہے۔ تم مولوی محمد حسین صاحب کے شاگرد ہو قیامت ہے کہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو۔ یہ تم نے عقل مند سی کی کہ مناظرہ نہ کیا۔ میں تم کو مخلصانہ سمجھاتا ہوں۔ اگر یہ کلمات آپ کو ناگوار ہوں

تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ آپ فحشہ کو دوسو گالیاں لکھ کر بھیج دو۔ میں گالیوں کا جواب نہ دوں گا۔ مخالفین اسلام اہل اسلام پر ہنستے ہیں۔ اہل علم کا کام گالیاں دینا نہیں ہے۔ آپ صاحب کو اختیار ہے۔ ہم غرورِ تعلیٰ سے نہیں کہتے، حدیثِ انصاریت کثیر المشاغل میں وہ ایک صلا روزانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتے۔ کیا خان صاحب! آپ کو کثرتِ رسائل پر فخر ہے؟ ایسی نقل تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اگر تصنیف دیکھنی ہو تو حضرت مولانا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات دیکھئے خداوند عالم ہدایت فرمائے گا۔ لوجاؤ چالیں دن یہ عمل بھی کر کے کچھ لو مگر طلب حق منظور ہو۔ ج

خوب پہچانتے ہیں چہرہ کو تھانے والے

ہم تو پہلے ہی پیشین گوئی کر دی تھی کہ آپ اور آپ کی جماعت میں یہ بہت نہیں ہے کہ مناظرہ کرے اور جو دعا و دعویٰ باطلہ آپ نے فرماتے ہیں انہیں ثابت کر کے دکھائے۔ خدا چاہے تو آپ کے دعوہ کو میں اب سلمان نہیں آسکتے۔ جو نادانِ حقیقت کی وجہ سے علماءِ بانیین سے بدعین ہو گئے تھے سب تائب ہوں گے۔ والثائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی هُوَ الْوَفِیْقُ لِلصَّوَابِ مِنْهُ الْهُدٰی وَالْبِ
الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ وَصَلٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سُبْحٰنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ صَلَواتُہٗ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَحْبِہٖ اَفْضَلُ مِنْ تَابٍ وَآثَابٍ
مَا دَامَ التَّهَارُ ابَ وَاللَّیْلُ غَابَ وَالْحَقُّ یَعْلَمُ وَیَزِیْنُ
وَالْبَاطِلُ یُعَابُ وَیَشِیْنُ وَآثَابُ الْمَدْعُوِّ بِسَیْدِ
مُحَمَّدٍ مَرْتَضٰی حَسَنَ عَفْوِہٖ

یکم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ



فتح پر فتح اور کامیابی پر کامیابی یعنی

جدید فتح بلند شہر

الہی للہ الحمد و علی رسولک الصلوٰۃ والسلام
واللہ یؤید بنصرہ من یشاء . الہی وہ زبان کہاں سے لاول جس
سے تیرا شکر ادا ہو۔ انت کما اتفیت علی نفسک ۔

مسلمانو! درود کو فروغ نہیں دے صحیح ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے
اتباع پلے پلے جمع علم میں مناظرہ سے انکار فرماتے ہیں۔ فللہ الحجة البالغة۔
خود کے شیخ عبد الغنی صاحب اور بلند شہر کے حافظ محمد عظیم صاحب کے درمیان
یہ معاہدہ قرار پایا تھا کہ شیخ عبد الغنی صاحب بھارت دیوبند اور حافظ محمد عظیم صاحب
مولوی احمد رضا خان صاحب کو "خوجہ" میں اجراض مناظرہ و تصفیہ امور قضاہ کے جن
پر تکلیف جانیں گی ہو رہی ہے لاسکے ذمہ دار ہیں تفصیل اس کی مستقل رسالہ میں شائع ہو
گی مگر بالاجمال یہ ہے کہ شیخ صاحب نے حضرت دیوبند جناب مولوی محمد حسن صاحب
مدرس اقل مدرسہ دیوبند ۴ جناب مولانا مولوی فہیل احمد صاحب مدرس اقل مدرسہ
سمار پور ۴ جناب مولانا مولوی شرف علی صاحب بھانوسی مدظلہ العالیہ سے دستخطی

نے حسب وعدہ یہ تفصیل ایک مستقل رسالہ قاصدۃ الظہر فی بلند شہر میں شائع ہو چکی ہے
سبحان اللہ تعالیٰ انجن ارشاد المسلمین نے اسے دوبارہ شائع کر دیا ہے۔

ان کو بھی صراحۃً ہی طلب کرنا چاہئے وہ تکفیر نہیں ہو سکتی جو ان کا مطلب ہے۔

گو یہ جہاد دعوئے ہے کہ بغضہ قتلے وہ اور ان کی تمام جماعت بھی قیامت تک اپنے ان دعائی کو جن کی بنا پر حضرات اکابر کی تکفیر کی ہے ان عبارات سے جن کو خان صاحب نے نقل کیا ہے لہذا بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے اور بغرض محال میں بھی لیں کہ وہ کفریات بطریق کنایہ یا لزوم ان عبارات سے ثابت بھی ہوتے ہیں، تو گفتگو اس میں ہے کہ غافل صاحب! لزوم اور کنایہ پر بھی کیا کفر کا فتوے ہوتا ہے؟ اور اگر ہوتا ہے تو آپ کا بھی مسلک ہے یا نہیں؟ آپ کا بھی مرضی اور مختار ہے یا نہیں؟ مگر یاد رہے کہ یہ محال فرض کے مترتف میں بھی نہیں آسکتا۔ کیا محال ہے کہ جو تمام جماعت بھی مل کر ان کفریات کو ان عبارات منقولہ سے بطریق لزوم ہی ثابت کر دے چر جائیکہ صراحۃً۔ میں گمانا تم کو کیا دھوکہ دیا جائے گا کہ اعلیٰ حضرت نے جو عبارات نقل کی ہیں وہ ہم بتاتے ہیں کہ غلام صغیر و سطر لکھی ہوئی ہیں۔ تو جواب یہ دینا کہ قبلہ لکھی ہیں اور غلام لکھی ہیں مگر اعلیٰ حضرت نے جو ان عبارات سے اپنا من گھڑت نتیجہ صریح کفر نکال کر یہ لکھا ہے کہ یہ اس کتاب میں صراحۃً مذکور ہے وہ نتیجہ جو باعث تکفیر ہے اس نتیجہ کی عبارت یا اس کا مضمون صریح عبارت دیگر جو نتیجہ کی عبارت کے ہم معنی ہو وہ کہاں ہے؟ آپ نے تکفیر ان کتابوں کی عبارت پر تو نہیں فرمائی۔ تکفیر تو اپنے مضمون ہی نتیجہ کی بنا پر کی ہے۔ مقصود اُس کا ثبوت صراحۃً ہے وہ اگر ان عبارات ہی میں وہ مطلب صراحۃً تھا تو پھر آپ کو اپنی عبارات بڑھانے اور لکھنے کی کیا ضرورت ہوتی؟

یہ ہے وہ دھوکہ جو عوام کو ”انتصاف البری“ کے جواب میں دیا جائے گا کہ اس کو بغیر ملاحظہ فرمائیں کہ صراحۃً کا دعوئے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ لزوم اور کنایہ بھی نہیں ہے۔ غلام قتلے قتلے ثم انشاء اللہ قتلے۔ اسی طرح سے خان صاحب کی جملہ تصانیف کو قیاس فرمائیں۔ زندگی ہے تو قلمی کھل جائے گی۔

اب خدائی لشکر کے ساتھ لڑیے اور مباحثہ فرمائیے۔ علمائے ربانین کی تکفیر سبب نہایت توبہ کا وقت ہے ورنہ پھر بجز بے سود حسرت کے اور کچھ نہ ہوگا۔

عام اطلاع

ہجرتِ مکہ رسالہ "جس الہامی عن خلیف المیعاد" اور "انتصاف البری من الکتاب النعوتی" اور "رد النکیر علی الفحاش الشغیر" بفضلہ تعالیٰ تینوں رسالے کا جواب میں۔ تو اس وجہ سے خان صاحب اور ان کے اتباع کو سخت آئو شیش ہوئی۔ یہ تو نہ ہو سکا کہ جواب تحریر فرماتے۔ کہاں جلدی جواب چھپنے پر فخر تھا یا اب مینے گز گئے۔ صدارت بنگالہ کا مضمون ہے۔ لیکن رفع دعاست کے واسطے یہ تدبیر فرمائی کہ "نوبزاری اشتہار" پر نوبزار کا مطالبہ کرا دیا۔

کیوں صاحب! دوسروں ہی کو نصیحت تھی کہ ایمان پیدا ہے، ایمان پیدا ہے آپ کو ایمان پیدا نہیں کہ "رد النکیر" کا جواب دیتے لو یا اپنا ایمان ثابت فرماتے؟ اس کو تو ایسا تسلیم فرمایا کہ گویا ازل سے اپنی تکفیر کے شائق بیٹھے تھے۔ ان نوبزار کا نام سن کر بصدائق حدیث مشرعب۔ ہوس ایسی شباب میں آئی کہ جھٹ دامن پھیلا دیا اور بظاہر مولوی ظفر الدین صاحب کے نام سے ترجمہ کی جس کی سرخی ہے۔

"جناب مولوی محتامی صاحب اور ان کے اتباع سے کہے ہوں تو اپنے اشتہار کے موافق" نوبزار تحصیل بریلی میں ایک ماہ کے اندر جمع کر دیں پھر حوالے دعووں کا ثبوت دیجیے۔

محررہ بارہ ذی الحجہ یومِ پنجشنبہ دارالافتاء سے بھاردی۔ ہوجوہہ ذی الحجہ یومِ شنبہ کو منجھ کوئی۔ اور ۱۹ ذی الحجہ یومِ پنجشنبہ ہی کو اس کا جواب "القصود علی الکفر المستفرد" یہاں سے بندہ لید ترجمہ جرائی بھیجا گیا۔ جس کا جواب آج یومِ شنبہ بارہ یوم تک نہایت

ان معتقدین کی تسلی کے واسطے اس جرٹری کو بغیر چھاپ دیا تاکہ معتقدین خوش ہو جائیں
اور کئے کو مرتع ملے کہ وہ پہلے ہی جین دکن کے سوال کیسے دکھائے ؟ جرٹری کے جواب کی ان
کو کیا خبر ہوگی ؟

اسی طرح سے ایک اشتہار ۲۴ دسمبر کو میاں عبدالغنی صاحب رامپوری کے
نام سے جنرل منظرہ "خان صاحب نے مراد آباد چھپوایا۔ جو بندہ کے پاس نہ محرم کو
پہنچا۔ اور نہ محرم کو اس کا جواب لہذا

"مولوی عبدالغنی صاحب رامپوری اور نوہڑا کی پریس ختم"

چھپوایا۔ کیوں کہ دونوں تحریروں کے حقیقت مضموں بتانے والے ایک ہی مولوی
احمد رضا خان صاحب تھے۔ لہذا مضموں میں دونوں اشتہاروں کا ایک ہی تھا۔ یعنی جنے
دونوں پر نوہڑا کا انعام موقوف تھا ان میں سے ایک بھی نہیں۔ مگر نوہڑا دے دو۔
کیا خوب سائل بھی ہوا تو ایسے۔ جس کو تفصیل مطلوب ہو ملاحظہ ہو۔

"القصہ علی البحر المستفرد" اور "اشعار مولوی عبدالغنی صاحب رامپوری اور
نوہڑا کی پریس ختم"

مؤخر الذکر کی تنبیہ میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جو اشتہار دیگرہ غاضب کی جانب سے
ان مضموں کا شائع ہو گا یہ سب کا جواب ہے۔ بل جدید بات کا جواب ہماری ذمہ
ہے۔ اب خان صاحب کے معتقدین کی خدمات میں عرض ہے کہ خان صاحب سے سائل
اور "نوہڑا کی اشتہار" کے جواب کا مطالبہ فرمائیں اور ان کے جمل طریقہ کو چھوڑ کر
توبہ فرمائیں۔ وماذا بعد الحق الا الضلال۔

دونوں اشتہاروں میں "نوہڑا کی اشتہار" کے دیر سے پہنچنے کی شکایت فرما
کر خوش ہوتے ہیں۔ اور ۱۴ دھندہ جو اشتہار پر لکھی ہوئی ہے اُس سے اعتراف کر کے
نامہ اعلیٰ سبھاہ لوائے ہیں۔ حالانکہ وہ جتنے تاریخ اشاعت سے مراد ہے۔ اور یہ ۱۴ دھندہ

تدوین شاعت کی نہیں ہے بلکہ تدوین تحریر ہے جس کی برتری حربی بلکہ ذی الجوار
 شائع نہیں ہوئی حالانکہ مطبوعہ تحریر پر بھی بلکہ ذی الجوار ہی لکھی ہوئی ہے۔ نہ معلوم کیسے
 قلوب میں کہ جو کچھ باتوں سے دل خوش کرتے ہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ
 العلیٰ العظیم :

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و
 آلہ وصحبہ اجمعین :



أَسْبَوُ النِّقَمَ عَلَى مُكَفِّرِ نَفْسِهِ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ
المعروف

رَدُّ التَّكْفِيرِ عَلَى الْفَحَّاشِ الشَّيْطَانِي

تأليف

رئيس المناظرين حضرت مولانا سيد تقي حسن چاند پوری
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
خليفة مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن دعوت اہلسنت و جماعت

وَلَا يَمِيقُ لِلْعُقُورِ الشُّجَّ إِلَّا بِأَمَلٍ

۴

اَسْوَدُ الْبَغْتَمِ عَلَى مَكْحَرٍ نَفِيسٍ مِنْ حَبِثٍ لَا يَعْلَمُ
المعروف

رد المحتفیر علی الفخاش شمس الشنظیر

جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ حسام الکھر میں اور انہیں
کے مسلمات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جیسے خان صاحب نے اپنے تمام
مخالفین کی تکفیر کی اسی طرح اپنی اور اپنے تمام معتدین کی بھی ذیل تکفیر
فرمائی ہے۔ یعنی خان صاحب کا یہ حکم ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا کو
بھی جو شہ کافر کہو جو انہیں کافر کہے وہ جوشہ کافر ہے۔

اب ان کے تمام فتاویٰ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اب یا خان صاحب
اور اپنے کو قطعی کافر تصور فرمائیں یا اس تکفیر کے اٹھانے کی فکر فرمائیں۔

۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِاسْمِهِ نَقَلُ جَامِدِ اَوْ مَصْلِيَا وَمَسْلَا

لَمَّا بَعْدَ

حضرات یہ مضمون بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اس وقت تک نہ افعت تھی اور ہم پر
بد جا الزامات اور اہتمامات اور بلاوجہ تکفیر کا وجہ جو قبلی حملوں کا اثر تھا وہ رخ
کیا گیا ہے۔ ۳۵ سال سے جو قبلی گمشدہ تھیں وہ بفضلہ تعالیٰ ہنہا قَدْشَرْنَا
ہو گئیں اور اہل انصاف کو خداوند عالم چاہے ترحق ظاہر ہی ہو جائے گا۔ لیکن نعل مشور
ہے کہ "سوسنار کی ایک نوادہ کی" ہماری تکفیر تو اسی قدر تھی کہ ہم پر الزامات لگائے
گئے تھے۔ ہم خود مقرر ہیں کہ جن میں وہ باتیں پائی جاویں ان کو ہم اور عبد اہل اسلام کا فر
بکھتے ہیں لیکن ہم ان الزامات سے بالکل بری ہیں۔ ہمارے اندر بفضلہ تعالیٰ ایک بات
بھی ان میں سے نہیں۔ اگر ہیں تو منظرہ کرو، کھلے میدان میں مقابل بنو۔ ورنہ تم جھوٹے
اور ہم سچے۔

مگر بمصادق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو ۳۵ سال سے
انخیارِ اُمت سے لے کر جمہوریت کی تکفیر فرمائی تھی وہ ۳۵ سال قبل تکفیر اس پہنچ
میں آپ ہی کے کلام سے، آپ ہی کے مسلمات سے، آپ اور آپ کی جماعت پر روشنی
ہے۔ ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ رجوع جو ہوئی اور ۳۵ سالہ حمل چلے کے ختم ہونے پر خراب
ہو گیا۔ اس کی کیا اصلاح ہوتی ہے؟ اب میدان میں آؤ دیکھیں تم اپنے فرض سے
الزامات سے ہماری تکفیر کرتے ہو یا تمہارے کلام اور تمہارے ہی فتوے اور تمہارے
ہی حکم سے ہم تمہاری اور تمہاری جماعت کی تکفیر ثابت کرتے ہیں؟ اب تک تو تمنا
پیش قاضی مدعی راضی آئی "کام مضمون تھا، لوہے کے چنے تو اب چبانے ہر گز

بگوشیں جوش سننے ! اور آپ کے تمام اذنب خوب جوش و حرکت میں آکر
اس ٹکڑے کو آپ سے اڑائیں وہ اس کو وہ نوودی نیش زن کہئے جو آخر الامر ناک میں
گھس گیا اور دماغ میں ہمیشہ چڑے کی باتیں کرانے کرانے اپنے مقرر میں چلا گیا۔ کیوں نہ
ہو " فعل اکبر " قرآپ کے لئے بھی تیار ہو چکا ہے۔ ملاحظہ سے گورامہوگا۔

ہم نے اپنے کسی مضمون میں لکھا تھا کہ یہ " حسام الخیرین " آپ اپنا ہی گلا کاٹنے
کے واسطے عرب سے لائے ہیں، مخالفت کو اس سے بغضہ تعائے کچھ بھی نقصان
نہیں پہنچا۔ اگر اس کا جواب ہم نے " رد الحسام فی کیدہ رأس الیام " لکھا تو بتائیں
گئے کہ آپ ہی کے مسلمات سے " دجال ماتہ حاضرہ " پر خیر متا ہی وجوہ سے کفر مانہ
ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل کا تو یہ موقع نہیں، ہاں کشتے نورد از ضرورہ، " قطرہ از بحر
پیش ہے۔ اگر آپ اور آپ کی تمام جماعت بھی مل کر اس اپنے اور اپنی تمام جماعت کے
کفر کو جو آپ ہی نے فتوے دیا دلیا ہے اٹھائیں تو اور تو نہیں، سنا ہے کہ دودگشی
اور حقہ نوشی کا آپ کو بہت شوق ہے ریل کے بعد ایک چم تبا کو کسی بھنگر کو دے دیں گے
کہ وہ اس کی فائدہ آپ کے نام کر دے۔

" دجال بربری " کے اذنب ان کو " مہر ماتہ حاضرہ " اہل حضرت شیخ ویت
فاضل بربری، عالم اہلسنت والجماعت " وجیزہ وجیزہ۔ دو د سطور کے القاب
دیتے تھے آج وہی شخص اپنے ہی فتوے سے خود اور اپنے اذنب کو کافر کہتا ہے۔

اک چماحت مہم پرتے تھے سب جوں کو موٹتے

آج اس کو چہ میں ان کی بھی جماعت بن گئی

اور ان کا قصور کیا ہے کہ وہ " دجال " کو سلمان کہتے ہیں۔ مولوی احمد رضا

صاحب کے فتوے اور " حسام الخیرین " کا یہ غلط صہ ہے کہ جو طمان صاحب کو سلمان
کہے اور کافر کہے اور کسی حال اور کسی طرح بھی ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو کافر نہ

کے وہ بھی کافر ہے۔ صاحبو! یہ نفع تو دنیا میں ”دجّان“ کی اتباع کا بل گیا اب
آخرت کے منتظر رہنا چاہئے۔

ہاں یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ ہم نہیں کہتے وہی فرماتے ہیں۔ انہیں کی عبارت صنفی
انہیں کی کبریٰ ہے۔ ہم تو فقط نتیجہ نکالنے والے ہیں یا بشرط ضرورت کوئی مقدمہ مطلوبہ
کھول دیں گے۔

مقدمہ اولیٰ: ہر وہ شخص کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین
کے کسی چیز کا منکر ہو یقیناً کافر ہے۔ (حسام، ص ۷، سطر ۹)

اس کے پیچھے نماز پڑھنی اور اس کے جنازے کی آواز پڑھنی، اور اس کے ساتھ
شادی بیاہ کرنے، اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے، اور اس کے پاس بیٹھنے، اور اس
سے بات چیت کرنے، اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتدوں کا
حکم ہے۔ جیسا کتب مذہب مثل ہدایہ و حرز و ملتقی الابحار و در مختار و مجمع الزہر
و شرح نقایہ بر حندی و فتاویٰ ظہیریہ و طریقہ مجہدیہ و حذیقہ ندبہ و فتاویٰ عالمگیری
و غیر مل متزل و شروح فتاویٰ میں تصریح ہے۔ (حسام، ص ۷)

مقدمہ ثانیہ: حسام الحقین، انہیں پر فتوے تکفیر ہے جو مدعی اسلام ہو کہ
بعض ضروریات دین کے منکر ہیں۔ چنانچہ عبارت حسام شاہد ہے۔

”اور چاہئے کہ ہم گناہیں ان استقیار میں سے بعض فرقہ جو ہمارے

شہروں و زمانہ میں پاتے جاتے ہیں“ (حسام، ص ۷)

پھر اسی صفحہ کے آخر میں ہے۔

”ان کافروں کے کفر پر آگاہی لازم ہے جو اسلام کے نام کو اپنا پردہ

بنائے ہوئے ہیں“ انتہی

اس نتیجہ کے لئے صورت قیاس یہ ہوئی کہ یہ فرقے منکر ضروریات دین ہیں۔ اور جو

شخص منکر ضروریات دین ہو وہ کافر یقینی، تو یہ فرق بھی یقینی کافر ہیں۔

مقدمہ ثالثہ : یہ فرقے جو یقینی کافر ہیں یہ سب کافر، مرتد ہیں باجماع

امت اسلام سے خارج ہیں۔ ملاحظہ ہو عبارت "مسام" صفحہ ۲۵۔

علامہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر، مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں :

مقدمہ رابعہ : ایسے فرقے جو بوجہ انکار بعض ضروریات دین کے کافر و مرتد و باجماع امت خارج از اسلام ہیں۔ جو شخص ان کے کفر و عذاب میں شک کرے یا کافر نہ کہے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا ان کی باتوں کی تعمین کرے یا کہ کچھ معنی رکھتے ہیں یا ان کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں تو یہ شخص بھی باتفاق ائمہ اعلام کافر ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو عبارت "مسام" صفحہ ۲۵۔

اور بے شک بزازید اور درر اور طرر اور فتاویٰ خیرید اور

مجمع الانہر اور درختار و غیرہ معتد کتبوں میں ایسے کافروں کے حق میں

فرمایا ہے کہ سوال کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ اور

شفا شرعیہ میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں۔ جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے

طہ اسلام کے سر کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے

یا شک لائے۔ اور بحر الرائق و غیرہ میں فرمایا۔ جو بد مذہبوں کی بات کی تعمین

کرے یا کہے کچھ معنی رکھتے ہیں یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں۔ اگر

اس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اس کی تعمین کرتا ہے یہ بھی کافر

ہو جائے گا۔ اور اعلام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اس فصل میں جس میں

وہ باتیں لگائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے۔ لکھا

جو کفر کی بات ہے کہ وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اسی پر

راضی ہو وہ بھی کافر ہے ۵

عقد مہ خامسہ ۱ ہر کافر مرتد، بد دین کو کافر کہنا کھانا اس میں توقف و شک و تردد نہ کرنا بھی ضروریات دین سے ہے۔ کیونکہ اس کا کافر نہ کہنے والا اس کے اندر کسی حال، کسی طرح شک و شبہ لاکر اس کے کافر کہنے میں توقف کرنے والا بلاشبہ کافر ہے۔ اور مسلمان جب تک کسی ضروریات دین کا منکر نہ ہو بلاشبہ و بالاجماع کافر نہیں ہو سکتا جو مفادِ عبادت مذکورہ "شفا شریعت" و "بحوالائق" کہتے ہیں۔ اور نیز ملاحظہ ہو عبارت "حسام" صفحہ ۴۸۔

"یہ طوائف جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی - اور حضرت مولانا مولوی اسد شیعہ احمد (صاحب محلہ انگورہی رحمہ اللہ تھے) اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے (مولانا مولوی غلیل احمد) صاحب دامت برکاتہم اور (مولانا مولوی) اشرف علی (صاحب دامت برکاتہم) و غیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ شک کی مثال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شبہ نہیں کہ کوئی تو دین میں سے بھٹکے والا ہے اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔"

اور نیز ملاحظہ ہو "ازالۃ العار" کی عبارت جو "تہذیب الہیاتی" کے صفحہ ۲۴ پر مذکور ہے۔

"اس باب میں قول مکلفین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے۔"

اب ان مقدمات غمہ کے بعد اس قدر عرض ادب ہے کہ حضرت غلام الحقین رئیس نے غلط و غریبی کے ساتھ عبارت حدیث نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے، عارف باللہ، فخر الاسلام والمسلمین، حمزہ الشافعی عالمین حضرت مولانا ابوالوی محمد عظیم صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم پر قرعہ حسام الثورین دینے میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ

”مگر ختم زمانی میں آپ کے بعد بھی ہونے میں کوئی حرج نہیں بتاتے“

حضرت تھوڑے سالکین، رتبة العارفين، فقیہ زمان، شریعہ صاحب الشان بوجلیفہ، دوران، خاتم المدینین حضرت مولانا الی افظہ الحاج مولوی کشید احمد صاحب برواۃ تعالیٰ مضحکہ کی نسبت ایک قوت تمام محض و کذب خاص یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ

”فلیت کذب باری تعالیٰ شانہ کے قائل کی تفسیق و تضلیل بھی نہیں ہوتی“

دوسرے ”براہین کاظمہ“ میں شیطان علیہ لعنہ کو جناب سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم سے اوسخ بلانا والکلم کہا؟ اس پر تقریباً کھلی قرابت قرآنی حالانکہ اس

میں جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرین کی گئی۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو گالی دی گئی۔ اور یہ صریح کفر ہے۔“

یہی آخری انتہام قرین کرنے، گال دینے کا جناب مولانا مولوی غلیل احمد صاحب

و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہما کے ذریعہ بوجہ عبادت مذکورہ

”براہین کاظمہ“ اور ”حفظ الایمان“ کے لگایا گیا ہے۔

اب قابلِ گوارشش یہ اسرہ کہ محض اصحاب راہبہ موصوفہ پر ان امور مذکورہ

کی وجہ سے یہ قطعی حکم لگایا گیا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال

میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کوئی شبہ نہیں لگے۔ حسام ص ۴۴۔

— یہ جزیلی حکم ان کی ذات سے تو مخصوص ہی نہیں۔ بلکہ اس کی علت اور مبنی وہی ہے

اتہامات میں جی کا ذکر بھی ہوا ہے۔

تو جو شخص بھی ختم زمانی کا منکر ہو گا آپ کے بعد نبی کو ممکن الوقوع کے لگا جاتا

جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترمیم کیسے گا، گالی دے گا، کذب ہادی تھا
 کو واقع یا جہاز الوقوع مانے گا، کذب کو محال دینگے گا۔ اس کا بھی یہی حکم مذکور ہوگا ؟
 یا یہ حکم فقط حضرات اربعہ موصوفہ کی ذات سے تعلق اور خصوصیت رکھتا ہے اور شخصی
 انہیں کے ساتھ ہے اگر اب کوئی کچھ کہہ دے ؟ مشور نہیں ۔ حسام الحرمی ۔ کا یہی
 فتوے ہے کہ جو سکر ضروری دین ہے وہ حکم مقدمہ اولیٰ و ثانیہ قطعی کا فر ہے ۔ اور
 حکم مقدمہ ثانیہ اس کا کفر و ارتداد اجماعی ہے ۔ اور حکم مقدمہ رابع و خامسہ اس کا کافر
 گنا لازم اور ضروری ہے ۔ جو اس کے کافر کئے میں شک و شبہ ، توقف و تامل ، کف لسان
 و احتیاط کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے ۔ کسی طرح کسی حال ، اس کے کافر کئے میں سے
 توقف جائز نہیں ۔ جو کسی وجہ سے بھی توقف کرے وہ بھی قطعی کافر ہے جس کے کفوض
 کچھ بھی شبہ نہیں باقی رہا ۔ کافر قطعی کے احکام مذکورہ بذیل مقدمہ اولیٰ اس پر اور
 اس کے اتباع پر جاری ہوں گے ۔ اور پھر حکم مقدمہ خامسہ اس کے کافر کئے میں بھی جو کسی
 طرح کسی حال میں شک و شبہ ، توقف و تامل ، احتیاط کف لسان کرے وہ بھی قطعی
 کافر ۔ علیٰ ہذا القیاس پھر اس کا بھی یہی حکم دہلہم بڑا ۔

اب اصل مقصود ملاحظہ ہو ۔ کہ جو الزامات مولوی احمد رضا خان صاحب نے حضرت
 اربعہ موصوفہ پر لگائے تھے جن کی وجہ سے وہ جنگی اور ڈیل تکبیر کی تھی ، وہی اور بلکہ ان سے
 بھی زیادہ دوسرے ذریعے اور شخص کی نسبت خان صاحب سلیم ذرا کہ پھر بھی اس کی تکبیر
 اور کافر کئے سے احتیاط اور کف لسان فرماتے ہیں ، اس کے کافر کئے میں توقف کہتے
 ہیں اور غور اور اپنے تمام اتباع کو بلاشبہ اپنے ہی فتوے سے کافر قطعی بتاتے ہیں ۔
 یہاں اس سے بحث نہیں ہے کہ واقع میں بھی وہ شخص ملزم اور مجرم اور کافر ہے یا نہیں ؟
 اور وہ الزامات کہا ہیں یا بے جا ؟ یہاں تو فقط اسی قدر عرض کرنا ہے کہ جس شخص
 پر خان صاحب کا یہ دھرے ہوئے ۔

بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفقہ
یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافر جام پر جہنم قطعاً یقیناً اجماعاً
بوجود کثیرہ کفر لازم بلاشبہ جہاں یہ فقہانے کلام و اصحاب فتنی اکابر
و اعلام کی تصریحات و ائمہ پر سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ اثنی
سب پر اپنی تمام کفریات ملوث سے بالخصوص کذب و رجوع اور از سر نو
کلمہ اسلام پڑھنا فرض واجب ؟

ملکوتہ الشہابیہ (ص ۶۱ و ۶۲)

ادھر تو ان الفاظ کے زور شور کو لیا فرمائیے کہ تحفہ میں ملتی صاحب نے کوئی دقیقہ نہیں
چھوڑا۔ پھر حسام الحرقین صفحہ ۳۴۴ کی عبارت کہ حوالہ کے کفر میں شک کرے بلکہ کفر کی
کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں آہ۔
پھر عبارت منقولہ مقدمہ راجعہ ملاحظہ ہوں کہ ایسے کفار کے کفر میں تاویل
کرنے والے شک و شبہ لانے والے کو کس طرح کافر کہا جا رہا ہے۔
لیکن پھر بھی اس گروہ کی نسبت خان صاحب اس عبارت منقولہ "ملکوتہ الشہابیہ"
کے بعد تحریر فرماتے ہیں

۱۔ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام اضیاط میں کفار (یعنی کافر کہنے) سے کفر
(یعنی زبان ردکن) مأخوذ و مختار و معنی و مناسب ؟

ملکوتہ الشہابیہ (ص ۶۲) ، تفسیر جلیانی (ص ۶۲)

کہوں جناب یہ اضیاط کیسی اور توقف کیسا ؟ یہاں تو کسی طرح کسی حال میں کافر
کہنے سے بلاشبہ کافر ہو رہا ہے۔ حسام ص ۵۲ کی عبارت ملاحظہ ہوں۔ پھر صفحہ ۳۴۴
کو دیکھئے کہ اس کی رو سے آپ اپنے حکم سے بلاشبہ کافر ہو گئے۔ اب جو آپ کے کافر
کہنے میں شک و شبہ کرے اور کسی طرح کسی حال میں آپ کو کافر کہے، کافر کہنے میں

وقت کرے، اس کے کفر میں کچھ فتوے جناب شہدہ نہیں۔ اور آپ کے تمام گروہ بھی
بلا شہدہ کافر ہوئے۔

دیکھو ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسا صحیح ہوا؟ اور تم پر کچھ کفر ہو کر
کیسی ہوئی؟ اور اپنے ساتھ تم نے اپنے تمام اذئاب اور معتقدین کو بھی کافر بنایا۔ بھائی
کچھ دجال امت نے کی تھی جس کا اثر ہم پر بظاہر تعالیٰ کچھ بھی نہ ہوا اور وہ کچھ اسی پر ہوئی
جو ضروریات دین کا مسکرو ہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
توہین کرتا ہو، سب دشتم سے اپنا ایمان برباد کرے ایسے بے ایمان پر ہماری طرف سے
بھی خدا کی بے شمار لعنتیں، ہم اس کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک نہیں کرتے مگر
تم پر اور تمہارے کل معتقدین پر تو بقول تمہارے خدائی تکفیر اور سیدنا محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تہلیل و تکفیر کوئی تسک پ سب مل کر بھی کیسے اٹھا سکتے ہیں؟
جس شخص کی نسبت آپ کا یہ مقولہ اور اعتقاد ہو کہ اس نے کھلا کفر کیا، اور

تعالیٰ کا کذب جائز مانا جو بالاجماع کفر و ارتداد ہے، خدا کا جھوٹ بولنا متعین بالغیر
بھی نہ کہا، بلکہ کمال عادی بھی نہ مانا، یہ صریح کفر ہے۔ اس میں ایمان وہیں و شریعت کا
ابطال، صریح اللہ تعالیٰ کو قابل ہر گورہ نقص و عیب و انوکھی مانا۔ سب صفات اللہ
کو اختیار ہی مانا حادث کیا جو کھلم کھلا کفر ہے جو اس میں شک کرے وہ کافر۔ انبیاء
علیہم السلام، علیہ السلام، قیامت، جنت و نار و جزو تمام ایمانیات کے ماننے سے
صاف انکار کیا، کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم کو بے حد و حد صریح سب و دشمن گالیوں کے لانا لکھ دیے۔ جس کی نسبت آپ
تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
اطلاع نہ ہوئی یا مطلق ہو کر ان سے ایذا دینے کی ہاں ہاں واللہ واللہ

انہیں اطلاع ہوئی ، واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی ، واللہ واللہ جو انہیں
ایدارہ دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت ۔ مسلمانو تم
نے دیکھا کیسے خبیث و ناپاک وجہ کے چیلے سے اس شخص نے تمہارے پیغمبر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہنوز دجری سلوک باقی ہے ملاحظہ
ہو صفحہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

خان صاحب یہاں تو زور دے رہے ہیں کہ کافر کہتے ہیں ۔ جب آپ کے نزدیک
شخص مذکور نے بوجہ و کثرت صریح کہ کیا ، تو میں خدا جل و علا و سب و شتم و دشنام دہی
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس سے ایسی صادر ہوئی ۔ جس پر آپ مولا
دو و دو دفعہ قسمیں کھا رہے ہیں ۔ جس نے ضروریات دین کا انکار کیا ، کھلم کھلا ظنی نبی کو
نبی بنایا وہ بھی بعد خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے و حنیوہ و حنیوہ جو مولا کفر میں
پھر بھی آپ اس شخص اور اس کے اتباع کے کافر کہنے سے روکتے ہیں تو قف فرطے ہیں نال
و شک کرتے ہیں ، اسی کو مختار و مرضی و مناسب فرماتے ہیں ۔ اب " حسام " کے
موافقی آپ کے اور آپ کے اتباع کے کفر میں کیا شک باقی رہ گیا ؟ واللہ واللہ کہہ کر
قسمیں کھاتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں ، ایذا پہنچائی اور پھر
میں اس کی تکفیر سے کف لسان ، توقف ، احتیاط ۔ وہ خبیث ، جس گندی زبان و دوزخ
میں جہنم اور دنیا میں شرمے جس کے نزدیک جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
گالیاں و ایذا و محقق ہو اور پھر بھی کافر کہنے سے احتیاط کرے اور دنیا بھر کو کافر
کہنے کا حکم دے ۔ بلکہ جو کافر نہ کہ کسی طرح کس حال مشک و شبہ کہے کافر نہ کہے
اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں ۔

مسلمانو ! آپ نے دیکھا ہم جو ضل صاحب کو " رجال بائع حانہ " کہتے ہیں
کہتے ہیں " یا نہیں ؟ " اب تو آپ کو بھی یقین ہو گیا ہو گا کہ واقعی برطوی خان دشمن

دین و ایمان ہیں۔ کہاں تو تعلیم و تکریم جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت اور مسلمانوں پر زبردستی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کا الزام لگا کر تکفیر کی جہاد تھی۔ کہاں جس کے توہین کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر بار بار قہر کھاتے ہیں اس کی تکفیر اور کافر کہنے سے زبان کو روکتے ہیں احتیاط فرماتے ہیں۔ کیا غروب۔

”نوسر ہے کھانکے بلی جاگ کر چلی۔“

یہ وہی احتیاط ہے جو کسی نے عزت و حرمت میں کی تھی۔

خان صاحب اگر آپ کے نزدیک مناسب اور مختار اور مرضی یہ تھا کہ کافر نہ کہا جائے تو پھر استاذ اسلام ”جنگ مائے“ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کو کیوں لکھا، اقوال نامرضیہ غیر مختار غیر معنی کیوں لکھے تھے؟

پھر فرمادے کہ دوسروں کو غیر مقلد و باطنی کہیں اور خود اتنے بڑے لاندہب غیر مقلد و باطنی خود پرست کہ جسور فقہائے کرام و اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام باجماع ہیں کو مرتد و کافر جہنم قطعاً ٹھہرائیں، اور جو تکفیر کرتے اس کو کافر کہیں، یہ لاندہب غیر مقلد و خلیفہ و باطنی عبد الہوی سب کے خلاف اپنی رائے پیش کر کے کہ ”میرے نزدیک ہر مسلمان اور مرضی اور مختار ہے جو اجماع کے خلاف جہاد میں فریاد۔ اور اصحاب فتوے کی جہاد کے قطع کے خلاف۔ یہ تو کو تو کہہ کوئی؟ کس کیفیت کے بقولے ہو؟ تمہیں پوچھنا کہ ہے؟ فتویٰ میں صاحب مذہب امام صاحب امام لاندہب حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ان کے تلامذہ یا دیگر اصحاب فتاویٰ کا فتویٰ لعل کرنا چاہتے تھا اپنی رائے۔ کیا مقلد فتوے اسی طرح دیا کرتے ہیں؟ مسلمانو! دیکھا باوجود دعویٰ تقلید کیا تو ثابت ہوا؟ جو لوگ اصول و فردا امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیرو ہوں ان کو تو غیر مقلد و گلائی و باطنی کہا جائے اور مقلد کون؟ یہ چہ تقلید کرنے والے۔

بجلا بدعتی بھی کبھی ائمہ مجتہدین کا مقلد ہوا ہے ؟ وہ تو حبیب عبدالموسیٰ ہو کرتے ہیں اور اگر ان کے نزدیک محبت بھی ہو تو کس کا قول ؟ لکھنؤ شاہ ، آگ شاہ ، برباد شاہ کوئلے شاہ ، محبہ شاہ ، انبی ، بھنگر مول کا قول ۔ وہ بزرگان دین کی محبت کا اظہار فقط اپنے شیطانی خیالات کے اختصار کی وجہ سے کرتے ہیں ورنہ ان کو صوفیائے کرام سے کیا تعلق ہے ؟

بہر حال اگر مقلد ہو تب تو اس وجہ سے کفر لازم ہوا کہ ہمارے فقہاء اجماعاً جس کو کافر کہیں اسے کافر نہ کہہ کر اپنی زبان سے کافر ہوتے ۔ اور کافر بھی کیسے ؟ قطعی ۔ بلاشبہ اب سب شکر پر جناب کے جس قدر احکام کفار کے مقدّمہ اولیٰ کے ذیل میں بیان کئے ہیں وہ سب آپ پر اور آپ کے گروہ پر لازم ۔

اور اگر مقلد نہیں ہو چکے مقلد لاندہب و بانی جو ، تو ان کے کفر و ارتداد پر بھی فتویٰ دے چکے ہو اس وجہ سے بھی تم خود اپنے ہی فتوے کی بنا پر کافر ہوتے اور جو کس کافر کہے وہ بھی کافر ہے ۔ دیکھو "حسام" صفحہ ۳۴ ، سطر آخر و سطر ۵ ۔

واہ دے مرکز کفر و ضلال ۔ ہر طرف سے آنکھ بند کہہ کے "کفر" دجال مات مٹاؤ کر نکال کر گاہے ۔

اور اگر تھوڑی دیر کر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ جو کچھ "دجال صاحب" نے تمام فقہاء و ائمہ اعظم و اصحاب فتاویٰ و اجماع کے خلاف ۔ عملاً انکے اجماع کا منکر کافر ہے حکم احتیاطی صادر فرمایا ہے واقع میں یہی حق اور بجا بھی ہو اور خان صاحب کو اس درجہ کا علم و فضل درجہ اجتہاد و افتاء حاصل ہے کہ تمام فقہاء اور اجماع کا خالصتاً خلاف کرنے کے مجاز ہیں لیکن جن فقہاء اور اصحاب فتاویٰ نے و ائمہ اعظم نے اس فرقہ و پیروہ اور اس کے امام کی نسبت فتویٰ کفر صادر فرمایا ہے وہ مجبور فقہاء و اصحاب فتاویٰ باجماع ائمہ اعظم مولوی احمد رضا خان صاحب کو تو کافر ہی کہیں گے ۔ بہر حال اس

توسفر نہیں کہ جو ہر فقہاء و اصحاب فتاویٰ و ائمہ اعلام و جماع سروری احمد رضا صاحب
اور ان کے اتباع کو بقول خان صاحب کافر قلمی جانتے ہیں اور جملہ احکام مذکورہ
بذیل مقدمہ اولیٰ خان صاحب اور ان کے اتباع پر جاری ہوں گے۔ اور یہ اعتراض
کہا ہے خود ہے گا کہ امام بریلوی نے اقوال نامہ ضمیمہ غیر متعلقہ مذہب کیلئے لکھے؛ اور تمام
کو مع نام، کفریت سے کیوں مٹو کیا ؟

دلن یصلح العطار ما الخسدہ اندھر

اور تمام مراحل اگر بغرض محال خان صاحب طے بھی فرمائیں یہ تو فرمائیں کہ یہ احتیاط
جو "الکوکب" و "الشہابیہ" میں فرمائی گئی وہ احتیاط "حسام" میں کیوں
نہیں کی گئی؟ ان اصحاب ارادے کیا عداوت اور بغض ہے؟ وہ کون سی احتیاط
اور وجہ احتیاط ہے جو وہاں پائی جاتی ہے اور یہاں مفقود ہے۔

دیکھو "تہذیب الایمانی" ص ۲۴ کہ

"علامہ محمد طہین انہیں کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے، یہی جواب ہے اور

اسی پر فترتی، اور یہی جہاد مذہب اور اسی پر اعتقاد اور اسی میں سلامتی

اور اسی میں استقامت اور "

اب مذہب اور سلامتی اور استقامت اور قوت کے کہاں خاک میں مل گیا؟

اور اپنے ہی ہاتھوں سے "حسام الجہین" کو خلاف احتیاط و مخالف صواب یعنی غلط

اور غیر مفید اور خلاف مذہب اور غیر مستند اور مخالف سلامتی و استقامت قرار دیا۔

و نہ کوئی وجہ مقول ایسی بیان فرمائیں کہ وہاں تو اس احتیاط کا موقع ہو، اور یہاں نہ ہو۔

مگر اس کے بعد بھی کفر سے بچنا محال ہے۔

اور غضب تو یہ ہوا کہ ان دو فرق مذہب محکمین و فقہاء کی یہاں راہیں

بند ہو گئیں۔ نیز "حفظ ہر رسالہ" "الکوکب" و "الشہابیہ" اور "حسام" معلوم

غالی صاحب کو کیا بدحواسی لاحق ہوئی کہ "حسام الحرمین" لکھتے وقت کچھ کچھ پڑھا
سب بھول گئے۔ یہ اس قدر فاضل و افتاد تو دو سالوں میں بہت کاشش کر و بجالا تصانیف
کچھ اور بھی مل جاتیں تب لطف آتا۔

ساجد اپنے لکھنے کے موافق بالاراع متعدد و بڑبڑ خیر قناہیرہ و قبائل اور اس کے
اتباع کا کفر انہیں کے مسلمات سے انکارا تھا تاہم ثابت کر دوں گا۔ اور جو طریقت
"و قبائل بریطری" کہتے اگر وہ برتا جائے تو اسی ایک نوع میں بوجہ خیر قناہیرہ ان
پر کفر لازم آتا ہے سمجھنے والے سمجھیں گے۔ اور بشرط ضرورت موقع ہوا تو ہم بھی بیلی کریں
گے۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ "حسام الحرمین" مولوی احمد رضا خان صاحب
بریطری مع الزنا ب و اتباع کے کافر۔ اور جو انہیں کافر نہ کہے ان کے کافر کہنے میں کسی وجہ
سے بھی شک و شبہ نہ کرے وہ بھی بدشبہ قطعی کافر۔ کیونکہ جو کردہ جزنا قطعاً بدشبہ بوجہ
کثیرہ کافر ہے۔ جمہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوے اعظم اسے کافر کہیں باجماع ائمہ وہ
کافر جس نے بے دھڑک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور گالیاں بھی
صراح کھل کھل خیر بنی کو نبی بنایا وہ بھی آپ کے بعد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جو خاتم النبیین
کے خلف و جبر و دیو۔ پھر یہ کفریات بھی صراحتاً یہ بھی نہیں کر لڑوم ہوتا کہ استہزام
کافر کہ کلام دے۔ اور پھر یہ پناہست جس کو نہ سی، و دایہ۔ اور شخص قائل بھی کوئی ان کا
لام۔ جس کی نسبت "حسام" میں یہ حکم ہے۔

اب مجھے ایسا علم یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں کہ یہ کافروں کے

میل کے منادی ہیں !

پھر ان ذہنوں کی تخیل کے گھاٹے۔

اور ظاہر میں ان سب میں کچھ اور حقیقت ان سب سے سخت یہ دلچسپ۔

ہیں۔ خدا ان پر لعنت کرے۔ ۱۷ ص ۴۲۔

ایسے قطعی کافروں کے کافر کہنے سے خاں صاحب رکھتے ہیں لیکن تحفیر میں توقف کرتے ہیں۔ ان کے کافر نہ کہنے کو اپنا مذہب بخیر اور معنی بتاتے ہیں اور احتیاط اسی کو کہتے ہیں کہ ان کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اس وجہ سے خود بھی کافر ہوئے اور جو کسی وجہ کسی حال میں خاں صاحب اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے تو وہ بلاشبہ کافر۔ پھر اسی فتوے کے حکم سے ان کے خلاف بھی تمام کافر۔

ترجمہ "وہابی فتویٰ" اور "حسام قطیع المسلمین والاسلام" کا یہ ہوا کہ وہ خود بھی کافر اور ان کے موافق بھی کافر۔ اور جو ان کے مخالف رہے بھی کافر۔ گویا تمام امت کو اس گمراہ نے کافر بنایا۔ اور خود ہی "شفا شریعت" کا قول نقل کیا ہے کہ:

"جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ منہ لپٹنے کی طرف راہ دکھائے وہ یقیناً کافر ہے" ۱۷ ص ۴۲۔

تو یہ دو سراسر طریقہ خاں صاحب اور ان کی جماعت کی تحفیر کا انہیں کے اقوال سے ہوا۔ بہت غلطی انہیں دو وجوہ پر آگیا کرتا ہوں۔ باقی آئندہ اگر موقع ہوا وہ یہی کافی ہے۔

"وہابی گمراہ" پر جو انہیں کے حکم سے رجوع کفر مانہ ہوتا ہے پتلے اسرار، اطمینان پھر کسی کو کافر کہیں۔ "وہابی" تو کیا جواب دیں گے شاید کوئی اذتاب میں سے حرکت کرے تو کہے مگر اس وقت وہ بھی ذکر کیا تو پھر کہنا انشاء اللہ تعالیٰ شو انشاء اللہ نقصان۔ خاں صاحب کی حرکت ہو۔

تاہم یہ شاید ہمارے بعض اہل فکر و خیر خیال فرمائیں گے کہ وہی حضرات جنہوں نے "وہابی مسائل" کو نہ دیکھا ہو گا۔ اور جس نے وہ الفاظ شہید دیکھے ہوں گے جو خاں صاحب نے اور ان کے اذتاب نے ہمارے مقدس حضرات کی نسبت کیے ہیں وہ تو جلد یہ کہیں گے کہ ان کا مقابلہ شریعت آدمی سے ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرے اس گمراہ کو نہیں ایسے

الغافل کے لطف میں نہیں آتا۔ اس وجہ سے ہم بھی مجبور ہیں۔ امید ہے کہ تاخیر سے بھی مٹو۔
 خیال فرما کر اصل بحث اور مقصد کو نظر فرما کر کھنکھن کر رہے ہو اللہ تعالیٰ حق کا اتباع فرمائیں گے۔
 واللہ تعالیٰ هو المستعان و علیہ التعللان و باللہ التوفیق
 والصلوة والسلام علی حبیبہ ونبیہ وآلہ واصحابہ
 نجوم الهدایہ وشموس التعلیق۔

محمد تقی حسن مہر

۲
کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ الخاؤ
جگہوں جبکہ گئیں ان کی دیکھ جواب بنا

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی قبر میں بقیار و مضطر
محققین انکا ایمان ثابت کر لے میں مہبوت و متحیر
○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّامِسِ مِنَ الْمَشْرِقِ لَنُفَاكٍ مِنَ النَّاسِ لَمَّا يَأْتِيهِمُ مِنَ الْغَيْبِ هُوَ الَّذِي كَفَرَهُ

فیصلہ کن منظرہ

فتویٰ پٹھانی، بدعت کی خانہ دیرانی

اقراری بے ایمانی

○

مولوی حامد رضا خان صاحب بریلوی !
بندو نے آپ کی خدمت میں جو کچھ عرض کیا تھا اس کا جواب دے آپ نے یاد
آپ کے کسی سرور و مقصد کے۔ بریلوی اور ملاد آباد دونوں جگہ کے اشتداد نظر سے گزرتے مگر
کام کی بات دونوں میں نہیں۔ ہمارا یہ مطالبہ کہ آپ اپنے والد صاحب اپنے تمام گمروہ کا اپنی
مسلمان ہونے ثابت فرمیں اس میں ہر جگہ کیا ہے حاکم یا حب کہ فاضل احمد رضا خان صاحب علیہ

جلسے اکابر کو کافر کہتے ہیں۔ اور خود اپنے آپ اور اپنے جملہ سرورین و مقتدرین کو بھی ایسی
کافر کہتے ہیں کہ جو ان کو کافر کہے وہ بھی کافر ہے، مرتد ہے۔ اس کا نکاح عاقل میں کسی سے
صحیح نہیں۔ انہوں نے شخص اور اور مہر و مالاوت عرانی ہے۔ خان صاحب کے فتوے سے تمام
دنیا کافر ہے۔ ہم نے تو خان صاحب کے فتویٰ کا اپنے اکابر کی نسبت جواب دے دیا۔
اگر آپ بھی مسلمان ہیں اور اپنے والد صاحب کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کا سلسلہ ثابت کرنا
آپ کا فرض ہے۔ وہ دوسرے سے یہی خیال ہو گا کہ وہ آپ سنی و آپ کے باپ ذیہ مسلمان
جانتے و گئے۔

حضرات اکابر دیوبند کے اوسے مسلمان ہیں

کہہ کر جس مضامین شبیہ کفریہ کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے یعنی العیاذ باللہ تعالیٰ
انکا اجماع بہت نمایاں ہے اور یہ کہ خدا بالفضل جھوٹ برتا ہے غلیظ کذب محال نہیں
یا شیطان لعین کا علم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے نیا وہ ہے
یا جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہے ایسا ہر جانور اور مجنون
اور صبی اور بہائم کو حاصل ہے :

وہ حضرات تصریح فرماتے ہیں کہ ان مضامین شبیہ کفریہ کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ ان مضامین کفریہ
کا ہمیں خطرہ گزرا نہ ہم اس کے مقتدر، نہ یہ ہماری جبلت کا مطلب نہ ہماری مراد، اور جو
سرور الہیائے اس کو کافر سمجھتے ہیں۔ پھر حضرات موصوفین کی تکفیر کیا وجہ ہو سکتی ہے انھیں
صاحب ہی کے فتوے سے وہ حضرات بچے بچے مسلمان ہیں جن کی تفصیل بندہ کے سبیل
”تزکیۃ الاطرار“ اور ”السحاب المودید“ و ”فتح قلب المؤمنین“ و ”الحکم علی فساد الخصم“ وغیرہ
میں مفصل مذکور ہے۔

ان مسائل کا اگر غافل صاحب یا ان کے کسی مرید مقتدر نے جواب دیا ہو تو مہربانی

خدا کریمیں بھی مطلع فرمائیے کہ نفل و صلہ کا نفل اور نفل کا نفل جواب ہے۔ اور ہر آدمی کو
 بذریعہ دیہی بھی دیکھے۔ پھر دیکھئے کہ بحول و شرف قہارے و قوت کیسا شافی اور کافی جواب عرض
 ہو سکتا ہے۔ اور جدیدہ صلہ = ایمان و کفر کی کسوٹی = مسلمان ضرور ملے حفظ فرمائیں۔ اس میں
 اکابر و یوں بند کا منظر و حرکت ہونا اور ان کا ایمان و اسلام اور خلاصہ صاحب کا کفر و ایمان
 سب کے خلاف صاحب کے ہی فتوے سے ثابت کر کے خلاصہ صاحب کے لازم کفر و ایمان
 ۸۳ = خلاصہ صاحب ہی کے الفاظ میں ائمہ کی کتاب سے لکھے گئے ہیں۔ مسلمان اس پر صلہ
 کو خود دیکھیں۔

حضرات دیوبند نے مناظرہ سے بھی پہلے توہین نہیں کی

تقریباً بیس سال ہوئے جب اہل غوجہ و جند شہر کے ہر فرقے نے اپنے اپنے علماء کے
 لئے کا دعویٰ کیا تھا تو حضرات دیوبند نے اس مسئلہ کی تحریریں بھی دی ہیں
 = فتوہ کا فتویٰ منسوب بجانب حضرت مولانا شہید احمد صاحب مدظلہ العالی
 قدس سرہ طعن = اور بعض عبارتیں تحریر عن کس و باہرین قاطعہ و حفظ الایمان
 کی وجہ سے جو ہم پر اور ہم سے اساتذہ رحمہم اللہ قہارے ائمہ پر مولوی احمد رضا
 خان صاحب بریلوی نے الزام و اتہام، توہین خدا و نبی و علی و سیدہ
 و قرین بجانب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور
 کرانی ہے۔

امور مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد
 و آمادہ ہیں۔ بقاعدہ مسلمہ خان صاحب اگر ہم کو ہماری مسائل کے طے ہونے کے
 بعد اور بھی جوئی کے اور ہم سے وہی مسائل مختلف میں لکھو کہ لئے آمادہ ہیں
 خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعد فی مناظرہ میں بھیجیں۔ فقط۔ اگر مناظرہ

کے وقت کسی کو کوئی مذہب پیش آئے تو وہ اپنا وکیل یا خاندان پیش کرے گا۔
جس کا سختہ پڑا جس میں ٹکلی کا بھاجا جائے گا۔

خلیل احمد لکھنؤ بندہ محمد عینی غز اشرف علی القلی لکھنؤ



یہ تحریر بندہ کے متعدد مسائل میں ۱۳۲۰ھ ہجری سے برابر شائع ہو رہی ہے۔ فراموشی
خان صاحب! مناظرہ پر مستعد ہونے؛ اپنے بلند شہر کے مریدوں کے پاس کوئی تحریر
مستعدی مناظرہ کی بھیجی؛ فرار کس طرف سے ہوا؛ پھر اب حضرات دیوبند کے ذمہ کیا باقی
رہا؛ وہ اپنا ایمان، سلبہم، مناظرہ کے لئے مستعد ہونا پڑی طرح آفتاب سے زیادہ روشن
طریقہ سے ثابت فرمائیے۔ اب مطالبہ رہتا ہے تو صرف مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اسلام کا
انکی زندگی میں بھی مطالبہ رہا اور مسائل لکھے۔ مگر خان صاحب نے اپنی مہرک زبان، یا قلم،
یا کسی مرید معتقد کے نام سے کوئی حرف، کوئی لفظ کھاروا اس سے مطلع فرمائیے۔

تعب ہے کہ جو شخص اپنا ایمان سلبہم ہر طرح سے ثابت کر چکا ہو اس کے اثبات
اسلام کا مطالبہ ہو اور جو شخص اقراری کا فرد مرتد ہو اس سے اگر کہا جائے کہ آپ اپنا ادنیٰ سے
ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہونا کسی طرح سے ثابت فرمادیجئے تو وہ بولے، د اس کے مرید و معتقد
اور مطالبہ سلبہم کو گالیوں سے تعبیر کیا جائے تو اس کا معاملہ یہ ہوا کہ خاں صاحب کو اور
ان کے مریدین و معتقدین کو مسلمان کتنا گویا ان کے نزدیک بڑی گالی ہے۔ ہم نے اگر اس سے
نامہ کوئی جرم کیا ہو تو اسے ظاہر فرمایا جائے۔ عقل و نقل، انصاف و دیانت سے ہمارے
ذمہ جو امور تھے ان کو حجت ہوتی ہم پر اگر کچھ ہے۔ اب تو جس قدر مطالبات میں خاں صاحب اور
ان کے اہلکار کے ذمہ ہیں بھی سے وہ جان چولنے پھرتے ہیں۔

ہم مولوی احمد رضا خاں صاحب کو اس طرح کے مسلمان جانتے ہیں۔
کہ انہوں نے حضرت عہد مرحوم اور حضرات دیوبند پر بعض اقرار و کذب خالص سے

کام لیا ہے۔ تو اس صورت میں وہ کافر، نہ وہ کافر۔ بل خان صاحب مرکب گن کپڑے
اور اپنے اقرار سے اعلیٰ درجہ کے فاسق ٹیبلت ہوئے ہیں مگر خالصتاً ادا کیے متفقہ جب ان کو ستیا
اور پاکاستی پر ہیزگار مسلمان جانتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ اپنے مخالفین
کی نسبت لکھا ہے وہ صحیح ہے اور وہ اپنے مخالفوں کو ایسا ہی کہتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ تو
پھر خان صاحب کو عالم میں کوئی نہیں کہ مسلمان کہے۔ سب سے پہلے ان کو کافر مقرر، ہم
کہیں گے۔ اور کسی کی مجال نہیں جو ان کا اسلام ثابت کر سکے تو چونکہ خالصتاً صاحب کے مسلمان
تسلیم کرنے کی صورت ان کے سر میں کے نزدیک باطل اور غلط ہے اس وجہ سے وہ ان کے
تو ایک مشورہ کافر ہیں اور باوجود کافر ہونے کے ان کو مسلمان کہہ کر خود کافر ہوتے۔ لہذا یہی
مسئلہ باقی ہے جو زیر بحث ہوگا اور کسی مسئلہ میں کوئی نزاع ہی نہیں۔ خان صاحب خود ہی
ظفر چکے ہیں۔

کتاب ہدایہ عرض کرنا کہ گنگو خان صاحب کے سلسلہ میں ہوگی، بالکل بجا ہوا۔
اور گنگو ہو گیا؟ اہل بدعت کو معلوم بھی نہیں اور گنگو ہرگز فیصلہ بھی ہو گیا۔ پہلی سے جو
اشتہار نکلا ہے اس میں تو خان صاحب کے کفر کے متعلق ایک حرف بھی برابر کا نہیں بلکہ
سکوت سے کفر کو تسلیم کر لیا ہے۔

مراد آباد کے اشتہار میں یہ لکھا گیا ہے کہ

مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کی نسبت تو بکر نامہ مشہور ہے اس بناء پر

خان صاحب نے تحفہ پیش احتیاط ہوتی ۵

میں ایک یہ جو باب ہے جو خان صاحب کے بعد کسی مراد آبادی کو سودھا ہے اگر اس
جواب کو کوئی صاحب ان کے ذمہ در عالم تحریر فرماتے ہیں تو ہم بھی کچھ عرض کرتے بالفضل
اس قدر عرض ہے کہ۔

۱۱۔ "توبہ مشہور ہے" اس سے کیا مراد ہے؟

- ۲ : زبان تو ہے تو کس کے سامنے اور کب اور کب الفاظ میں ؟
- ۳ : اور تحریر ہی ہے تو کس کتاب میں لکھا ہے ؟
- ۴ : بہر صورت خان صاحب کو بھی اس توہ کے خبر ہوئی یا نہیں ؟
- ۵ : اگر خبر ہوئی تو اس توہ سے وہ تکفیر قطعی جزا یعنی اجتماعی خان صاحب کے نزدیک بھی وہ اٹھ بھی سکتی ہے یا نہیں ؟
- ۶ : بخود یہ خبر کا ہے وہ قطع ، یقین ، گمان ، شک ، دہم کس امر کا مفید تھا ؟
- ۷ : اور کس خان صاحب نے بھی اس کو تحریر فرمایا ہے کہ میں فلاں وجہ سے تکفیر نہیں کرتا ؟
- ۸ : اگر کہیں فرمایا ہے تو وہ کتاب و صفر ذکر فرمایا جائے ؟
- ۹ : اگر کہیں ذکر نہیں کیا ، تو آج یہ وجہ بنا کر خان صاحب کو کوئی کفر سے بچا سکتا ہے ؟ جو صاحب جواب تحریر فرما دیں تو اس پر کچھ کر ، خان صاحب کی تحریر سے کچھ ہم کو بھی واقفیت ہے ۔
- ۱۰ : یہ بھی فرمایا جائے کہ مولانا اسماعیل صاحب مرحوم کی طرف تو اس قدر بے شہد اور قطعی یقینی کفریات ملوئے کہ جس پر بار بار خدا کی قسم کھاتے ہیں منسوب کر کے پھر بھی اس وجہ سے کہ " توہ شہد ہے " ان کے کافر کہنے میں احتیاط رہتی " ان کو مسلمان ہی سمجھا اور اس کو اپنا مذہب اور مفتی برقرار دیا ۔ اور حضرات دیوبند نے ان مضامین ملوئے کفر سے صراحتاً انکار فرمایا ، اس کے معنی کہ کافر بتایا اور یہ کہ یہ مضامین شبہ سے بھلے قلب میں بھی نہیں گزرتے بلکہ پھر بھی ان کی تکفیر الٰہی قطعی ہو کہ جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر ۔ شہید دہلوی مرحوم کے کافر نہ کہنے کی اگر وہ وجہ ہوئی جو مراد آبادی صاحب فرماتے ہیں تو خان صاحب یہ فرماتے کہ ۔

”ان حضرات دیوبند کو اب جو کوئی کافر کہے، وہ کافر ہے۔“
 منکباتِ ترقی ہے جو ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ خان صاحب کو اصل میں ایران
 اسلام خداوند عالم جل و علی شائر و سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت
 تھی۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے کیا وہ ہمیں کھجا دو۔

دیکھو کالاکافر اور ”نئے مجدد کا نیا ایمان“ وغیرہ

جو مسائل مراد آبادی اشتہاریں لکھے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ جیسے مسائل منکبات
 ہیں سے کون کن کا جواب ہے۔ مہربانی فرما کر ہمارے پاس بتا دیجیں
 پھر ہم بنادیں گے کہ کس میں خان صاحب کا اسلام ثابت کیا گیا۔ اور کس میں ہمارے
 مسائل کا جواب دیا گیا ہے؟

مراد آبادی اشتہاری اخیر میں جسے فخر سے ”سالہ“ دیوبندی مولوی کا ایمان
 مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب امپوری کے جواب کا ہم سے مطالبہ فرماتے ہیں۔ گویا ان کے
 نزدیک یہ اصل بات ہے۔ اوشیطان ملعون! تجھ پر خدا کی لعنت! تو انسان کا اس
 قدر دشمن ہے کہ اسے کافر ہونے کے بعد بھی بے دلیل کہنے نہیں چھوڑتا۔

اشتہاری مولوی صاحب کو واضح ہو کہ اس رسالہ کا جواب اسی وقت

”احدی المسقۃ و التسعین علی الواحد من الثلاثین“۔ ”القلب بلفعل العکس علی لاضرہ العکس“
 مطبع نامی میز شریف طبع ہو کر شائع ہوا ہے جس کے نمائندگی کے اخیر میں یہ لکھا ہوا ہے۔

”یہ رسالہ خان صاحب کے اُس رسالہ کا جواب ہے جس کو مولوی عبدالحق

کے نام سے بعنوان ”دیوبندی مولویوں کا ایمان“ شائع کیا ہے۔“

اور فقط اسی کا جواب نہیں بلکہ ”الکوکبۃ الشاہیہ“ اور ”صمصام مسقط“

اور ”سل اسیرت“ کا بھی جواب ہے۔ اور بعد جواب، آخر میں پندرہ سوال ہیں
 جن سے خان صاحب اور ان کے اتباع کا قطعی، یقینی، اقرار ہی کافر ہونا ثابت کیا ہے

جس کا جواب آج تک نہ ہو سکا نہ خدا چاہتے ہو۔
 یہ عاجز تو بفضلہ تعالیٰ ابی شعیبہ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہے، مگر
 خان صاحب اور ان کے اتباع اقراری کا فروغ و ترغیب صحیح الکفاح لکھ رہے ہیں۔ ہمارے ذمہ
 بفضلہ تعالیٰ کسی بدعتی کا قرض نہیں ہے جو تقاضا نہیں، یہاں حساب مہیا ہے۔
 بس اب بات یہی ہے کہ تاظرین کرام کی واقفیت کے لئے خان صاحب کے کچھ
 عقائد کفریہ لازماً جو خدا و نبی عالم کی نسبت ہیں بطور نمود لکھتے ہیں۔ مولوی حامد رضا خان
 صاحب یا ان کا کوئی ذمہ دار عالم جواب دے اور وہ تصدیق فرمادیں تو پھر ناظرین کو
 لطف آجائے۔

جمال بھائی، قاسم بھائی آپ کا جو مطلب تھا وہ بے پیہ کڑی خرچ کئے حاصل ہو
 ستارہ خرچ ہو گیا آپ پہ اشتہار ہو گیا کہ مستند فرما کر جواب دوائیں۔ اور اگر ایمان داری سے
 اشتہار دیا تھا تو جو رد یہ جب خرچ کرنے والے تھے۔ طرفین کی تحریرات کو
 کر اگر کتب میں شائع فرمائیں۔ دنیا اندھی نہیں ہے پہلے بھی دیکھ چکی ہے اور خدا چاہے
 پھر بھی دیکھ سکے گی کہ حق کہاں ہے اور کافر کون ہے اور مسلمان کون ہے؟ والا مس
 بید اللہ تعالیٰ۔



نقل کفر کفر نباشد

خالصا حسب کے عقائد کفریت لازمہ کا نمونہ
ایسے عقائد دنیا میں کسی کافر اصلی کے بھی نہ ہونگے



- ۱ : خدا کا سچا ہونا ضروری نہیں جیسا بھی ہو سکتا ہے۔ (مستشرقین علیہ السلام)
- ۲ : خدا کی ایسی فالت ہے جس میں ہر عیب اور نقص کی گنجائش ہے۔ (بدعت کا بیج مشتاق ہے)
- ۳ : خدا اپنی شیخوہ بنی مکہ کے لئے قصداً عین بننے سے بچتا ہے اگر چاہے تو ہر گندگی سے اکودہ ہو جائے۔
(اسی وجہ سے کوئی گندگی نہیں جس سے بدعتی اکودہ دھوئے ہوئی)۔
- ۴ : خدا وہ ہے اگر چاہے تو جابل رہے۔
(جب ہی خدا دُعا عالم نے اہل بدعت کو علم سے محروم رکھا ہے)۔
- ۵ : خدا وہ ہے جس کا بہکن۔ ۱۹ : بھولنا۔
- ۶ : سونا۔ ۲۰ : اڑھکنا۔
- ۷ : غافل ہونا۔ ۱۰ : ظلم ہونا۔
- ۱۱ : حق کہہ جانا سب ممکن ہے۔ ۱۲ : کھانا۔
- ۱۳ : پینا۔ ۱۴ : پیشاب کرنا۔
- ۱۵ : پاخانہ پھرتا۔

- ۱۶ : ناچنا
 ۱۷ : تکرار
 ۱۸ : نشت کی طرح کلکھنا
 ۱۹ : حور قوس سے سماں کو
 ۲۰ : رلاط جیسی بے حیائی کا مرکب ہونا۔
 ۲۱ : سخی کر محنت کی طرح خود مغرور بننا۔

کیا کہنا ہے شعر علم کے مجدد ہی جو مشہور ہے، اگر خدا بھی نیا نہ ہو تو پھر
 وہی نیا کیسے ہو سکتا ہے؟ برحق! اب بھی حضراتِ طہیبہ سے مناظرہ کا
 نام لو گے؟ یہ وجہ ہے جو خان صاحب کا اسلام ثابت کرنا محنت نظر آتا ہے۔ یہ
 بلی کا گوند ہے جس کو چھپانا چاہتے ہو۔ آپ آئیں سے مناظرہ کریں گے، تم کو تو
 مسخ دھج بھی اپنے میں ملا منظرہ دکھیں گے اگر عین دہر تو حیانت کرو۔
 کہ قناری و غویہ میں ایسے خبیث خاندان کو اگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے عقائد کے متفقہ
 کہیں مسلم؟ کہا ہے یا نہیں؟ جب تمہارے یہاں یہ عقائد بھی عین ایمان
 اسلام ہے تو تمہارا کفر کیا ہے؟

نگد وارو کفر از اسلام شان



مراد آبادی صاحبِ خصوصیت سے فرمائیں کہ میں مولوی احمد رضا خان صاحب آپ
 کے امام ہیں، میں آپ کا اور ان کا ایمان ہے جو لوگوں کے دربر و پیش کیا جاتا ہے۔ اسے
 ایمان پر لوگوں کو کافر کہتے ہو؟ لعنة الله على الكاذبین - مَا قَدْ قَالَ
 حَقَّ قَدْرُہِ دنیائیں کوئی کافر ہے جس کا اعتقاد خداوند عالم جل مجدہ کی نسبت ایسا ہو
 تَعَالَى اللَّهُ مَتَّاعُوا الْعَالَمِينَ مَلُوكًا عِزًّا۔

خداوند جل مجدہ کی صفات کمال تو ایسی ہوتی چاہئیں کہ جن کو تخلیق و اخلاق
 اللہ کی وجہ سے قابلِ عمل کہا جائے (قدیر) اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔

- ۱۲۲ : کوئی منہ بشت، کوئی خفیت خدا کی شان کے خلاف نہیں۔
 ۱۲۳ : خدا کھانے کا نام
 ۱۲۴ : نبرے کا پیٹ
 ۱۲۵ : غلام میں سردی، نئی کی علامت ہے اور بالفعل مرجع ہے۔
 ۱۲۶ : خدا غنی و مشکل ہے، یعنی اس میں مردار و عورت دونوں کی علامتیں ہیں اور مردار عورت دونوں ہے۔ ناقص۔
 ۱۲۷ : کم سے کم آپ اپنے کو ایسا بنا سکتا ہے۔
 ۱۲۸ : خدا اپنے کو ڈر سکتا ہے۔
 ۱۲۹ : خدا کے سوا دوسرے سب ممکن ہے۔
 ۱۳۰ : خدا مال باپ سے پیدا ہوا ہے۔

(حکمت قادسیہ، ج ۱ - ص ۲۵، ۲۶)

خان صاحب اچھا ہی ہوا ملک نے جلد ہی بلایا اور نہ معلوم اور کیا کیا کئے۔ لیکن کلیات کے درج میں تو کوئی گالی چڑھری نہیں، ہاں کچھ تفصیل اور فرما دیتے۔ وہاں ہوں وہاں مقلدوں کو بہت گالیاں دیتے ہو، اگر وہابی اور غیر مقلد کے یہ معلوم ہیں کہ خداوند عالم علی نبیہ اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخ اور بے ادب ہو، تو خان صاحب پھر وہابی اور غیر مقلد بھی آپ ہی ہیں اور جیسے بچے اور بچے کر شیطان بھی انگشت جنگل ہو گا کہ خان صاحب تو ابو فکر و کس کے بھی استاذ تھے۔ خود ہائے انظیم۔ ایسی گالیاں تو خدا کو کسی نے بھی دہی ہوں گی لئے خدا تو بڑا عالم ہے۔ اور عا پاک نامو پرست ٹھونڈا! تو اپنے جن فرزندوں پر تار کرتی ہے ان سے کر سکتی ہے کہ جن ماں باپ سے خدا کو پیدا مانتے ہیں ان کا نام کیا ہے یا دیکھ

وہ کس کا نام ہیں گے؟ تشیث کے ترجمہ میں قائل تھے کہ یہی بات بہر حق
جبت کہی تھی بالذات اب بجائے تشیث کے تریح ہوئی، اہل باپ اور خدا اور
ایک ہی بیٹا۔ برعکس! مہارک پر برحق دعوت ہے۔ انتہی غیر اہل۔



خان صاحب کے عقائد کفریہ طعنہ لاد کر خلعے قدس جل مجدہ اور عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے متعلق ایسے ناپاک اور گندہ ہیں جن کا ذکر کرنا بھی دشوار ہے۔ مگر ان صاحب کا ذکر
کفر و لاد مذہبیت کرنے کے لئے یہی ہوئی
گئے۔ قند بر فیر۔

میں شخص کے ایسے عقائد طعنہ لاد کر یہ ہوں، بلکہ اس سے بھی اور بدتر خان صاحب کا اس
کے نسبت یہ حکم ہے

”علاء تھانین انہیں کافر نہ کہیں میں جواب ہے

وهو الجواب دہہ یعنی وعلی الفتوی وهو المذهب و
علی الاعتماد وحب السنة وحب السداد - یعنی یہی جواب ہے
اور اسی پر فتوے ہو اور اسی پر فتوے ہے اور یہی مہارک مذہب اور اسی پر حکم
اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت ۵

(قیہ جانی، ص ۴۲)



مسلمان! یہ ہے خان صاحب کا مذہب اور دین ایمان۔
خان صاحب کی کفری شہرہ میں بھی بہت کچھ ہے یہ ایک نمونہ ہے۔
دیکھئے مولوی حامد رضا خان صاحب اور مراد آبادی کشمیری کیا جواب مرحمت
(راتے میں!)

مسلمانو! خدا را انصاف فرماؤ۔ ایسی بے ایمان اور بے حیا قوم جس کے اس قدر ناپاک اور گندے محتاج ہوں جو دنیا میں کسی جاہل سے جاہل قرم سے بھی شے ہوں وہ اہل ایمان کے امت پر یہ الزام لگا سکتی ہے کہ انہوں نے خدا کے تقدس کی تحقیر کی۔ تم نے قرمیں اور گستاخی اور غیظ سے غیظ گالی اور ناپاک سے ناپاک گندگی کی بات باقی ہی کوں سی چھوڑی ہے جس کا امکان بلکہ وقوع خدا کے تقدس کے لئے ثابت نہ کیا ہو؟ یہ عیوب تو خدا سے نزدیک کما لاتب الزہریت میں مہر وہ نقصانات کمال سے ہیں جو کوئی اور ثابت کرتا ہے؟ ہاں ایک یہ مرتبہ باقی ہے کہ صحت کمال، علم و قدرت و توحید ذاتی و صفاتی تقدس نزدیک نقصانات ہوں اور ان کا ثابت کرنا خدا سے نزدیک کلمہ ہو تو حق ہے، مگر یہ تہدہی اصطلاح ہے۔ تم بے کافر کو وہ پکا مسلمان اور جو تمہارے دھرم میں اس دم ہے وہ کلمہ ہے۔ واقعی اگر یہ بات نہ ہوتی تو نہ صاحب مجہد "کس چیز کے ہوتے؟ یہ پتہ ہے"

"نئے محمد کا نسب ایسا ہے"

اس کا کہ "کالا کافر" کہتے ہیں۔

مراد آباد میں برقی بہت ڈھیر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے بدعتوں کو کوئی نیا پارٹا (قالب) مل گیا ہے۔ جس طرح کاجا خدا کو حال لیا اور پوجا کر لے گا۔ کہتے ہیں مسند و خطاوت ہیں مگر مسلمان ہوتے تو حجت میں یہ ترقی کہاں ممکن تھی اب تو جنم میں کل جہنمی بھی کہتے ہوں گے کہ ہم سید جہنمیوں کے انیسر خان صاحب ہی ہیں۔ فرماتے خان صاحب نے ان صحابہ کرام سے تو یہ فرمائی ہے یا نہیں؟ مراد انیسل صاحب شہید مرحوم کی اہل بدعت میں فرضی تہ اب ۱۳۴۶ھ میں مشہور ہو رہی ہے مگر انے قسمت خالص صاحب کیلئے فرضی تہ کا بھی کوئی مشن ہوا

جمال بھائی قاسم بھائی فرمائیے اب تو آپ خوش ہوئے ؛ البتہ یہی مناظرہ آپ
چاہتے تھے ؛ آپ اپنے علماء سے جواب دلوائیے ۔ پھر ہم بھی فشار اللہ قلعے نہایت
تشدید اور مسانت سے جواب عرض کریں گے اور وہی کہیں گے جو غاصب نے خود
فرمایا ہوگا۔

ہم نے مفصل جواب ، کفر و ایمان کی کسوٹی ، لکھا ہے اس میں تفصیل سے
اپنے حضرات کی مستعدی منظرہ اور ان کا وسیع قطعی ایمان "اسلام" خاں صاحب ہی کی
عبارات سے ثابت کیا ہے جس میں خدا چاہے چون و چرا کی گنجائش نہیں لہذا
علیٰ ہذا القیاس خاں صاحب کا کافر مرتد ہونا بھی انہیں کے کلام سے ثابت کیا ہے
نیز یہ بھی جواب انہیں کافر مرتد نہ کہے ، اس کلمے میں تامل ، تردد ، شک ، اعتیاد کیسے
نمودہ ہیں وہیابی کافر ہے کہ عالم میں کسی سے اس کا نکاح صحیح نہیں ۔
یہ سب کچھ جناب خاں صاحب کی متحد عبارات سے ثابت کیا گیا ہے یہ سب
ہر مسلمان کے گھر میں درج ہو رہی ہے تاکہ ہر بریلوی کے لئے "لا حول" کا کام دے ۔

حیثیت اولہ علاوہ حصول

دیکھئے خاں صاحب کی اولاد اور معتدین اب بھی خاں صاحب کا اسلام ثابت فرمائیے
گے یا نہیں ؛ اب بھی اسلام ثابت نہ کرنا قراری کفر و ارتداد ہوگا۔

اعادنا اللہ العظیم من هذه التکفیرات الحبیثہ ۔



بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عظمیٰ ابن شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

نظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند ۱۳۴۶ھ
۵۳۵

إِنَّمَا لَعْنُ تَرَاعَةَ الشُّرُوبِ تَدْعُو أَمِنْ أَدْبَرِ وَقَوْلِ

رِسَالَهُ

نار الغضا في

جوانح الرضا

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی "ابحاث آخرہ" کا جواب ہے جس میں یہ امر پیش نظر کر دیا گیا ہے کہ خان صاحب نے جو جواب اہل بکند شہر کو دیا ہے وہ درحقیقت جواب دہ خلیفہ مناظر سے ہی ہے جواب تھا۔ اہل بکند شہر نے خلیفہ صاحب کو یہ لکھا تھا کہ اہل غورچہ کے پاس حضرات دیوبند نے "سندھی مناظرہ" کی تحریر لکھ کر بھیج دی ہے۔ آپ بھی اسی مضمون کی تحریر لکھ کر جلد سے پاس بھیج دیجئے۔

خان صاحب سے یہ تو ہوند سکا کہ "سندھی مناظرہ" پر تحریر بھیج کر شریفہ ربانی طے کرتے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان کہ دیا۔

آخر میں خان صاحب نے وہ پوشیدہ کارڈ بھی چھاپ دیا ہے جو جلسہ عظیم الشان دستار بندی مدرسہ دیوبند کے معاہدہ کو چھپانے اور کرائے کی غرض سے تھا نہ بھون بھیجا تھا۔ حالانکہ اس کا جواب رسالہ "بئس الہساد" میں مفصل چھپ چکا ہے اب خلیفہ صاحب اس وجہ مجبور ہو گئے کہ معتقدین کے قائم رکھنے کے واسطے ایسے ایسے انوار الایمان لکھ بھی چھاپ گئے۔ ایسے معتقدین غور فرمائیں کہ جو معاہدہ جلسہ دستار بندی دیوبند میں معزز حضرات کی صلیت لکھا گیا تھا اس سے خلیفہ صاحب کیوں لکھ کر میں چکا ذکر بھی نہیں کرتے۔ یہ خلیفہ صاحب کی سندھی مناظرہ؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا وَ مُسْلِمًا

مولوی احمد رضا خان صاحب ! مزاج شریف ۔
آپ کئی ماہ سے بالکل مطمئن بیٹھے ہوئے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے گئے کہ کوئی بڑا
آواز " ابن شیر خدا " کی نہیں آئی ۔ یاد رہے ہم آپ سے غافل نہیں ہیں ۔ آپ کے
بڑے بھائی مرزا غلام احمد قادیانی کی امت سے " مونگیر " مناظرہ تھا ۔ اس سے قدرت
کے بعد پھر آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں ۔ آپ کی " ابحاث اخیرہ " اور " شجرہ آخرہ "
یہ نکتے دم کی جھکیاں ہیں اور یہ آپ کا کھٹا پختہ ہے ۔

خان صاحب ! اب ہاتھ پر مارنے سے کیا ہوتا ہے ۔ جب آپ نے دیکھا کہ
بڑے بھائی میرزا صاحب نے مجددیت کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تو آپ
کے بالکل لیا نے بھی رد کیا ۔ آپ بھی دھیمے سروں میں لاپٹے لگے ہیں ۔ مگر یاد رہے کہ
حیب کر دن را ہنرے باید

آپ کو اتنی عقل نہیں ہے مرزا صاحب پر تو صدمہ اعتراضات ہوتے لیکن چونکہ
" معلک الملکوت " ان کا پورا مددگار تھا اور ہر وقت " روح القدس " کہہ کر کچھ بڑ
کرتا ہی تھا اس وجہ سے وہ کچھ دیکھ کہ بھی نکلے تھے ۔ آپ میں چونکہ پٹانی کی ٹرا اور بدعت
بھی ساتھ لگی ہوئی ہے آپ اس کی استقامت سے بھی مستغنی ہو کر خود اس جہاز صلت
کے مستقل ناخدا بن بیٹھے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کنار سے ہی پر نکٹہ و بیان کھلنے لگے ۔ اور باروں
کے ایک ہی غوطہ میں ہوش و حواس جاتے رہے ۔ اب " رد الشجرہ " ہی کے جواب

سے جواب ہو کر اپنا کفر ایسا تسلیم کیا کہ غلطی لا نسلمو بھی زبان سے نہ نکلا۔ اور کیوں
نکلتے وہ تو مقصود ہی ہے۔ آپ کے بڑے بھائی مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کو کافر
کہا تھا پس آپ نے بھی اپنے مخالفوں پر بحث کفر کا فتوے جاری فرمادیا۔ الکفر ملۃ
واحدة فتشابهت قلوبہم کا مصداق ظاہر ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب کی کامیابی
سے آپ مغرور نہ ہوئے۔ ہنوز دلی دراست۔

انہوں نے بھی پہلے مجددیت ہی کا دھوئے کیا تھا۔ جب مجددیت پر اکثر مسلمانوں نے
کچھ انکار کیا تب نبوت اور رسالت کا دھوئے کیا۔ مگر جب مسلمانوں نے نبوت اور رسالت
کو نہ مانا اور چاندی طعن سے تکفیر شروع ہوئی، آپ بکھر گئے کہ یہ دھوئے مسوح نہ ہو گا
لہذا آپ نے مجددیت ہی پر قیامت کی۔ لیکن اصل مقصود یعنی امت کی تکفیر کو نہایت مضبوط
مقصدوں سے پکڑا اور اپنے مخالفین حتیٰ کہ موافقین کو بھی اپنے نزدیک کافر بنا ہی چھوڑا۔ گچھ
باقی حضرت سے نادان مرزا صاحب کی نبوت کے بھی قائل ہو ہی گئے ہیں اس وجہ سے
آپ کو بھی سودا شروع ہوا۔ اور جیسے مرزا صاحب نے اقل اقل "براہین احمدیہ"
میں دور دور کی باتیں کہی تھیں آپ نے بھی آہستہ آہستہ تمہید شروع کر دی۔ سلیمان ہوشیار
جو جائیں ملاحظہ ہو "البحاث اخیر" صفحہ ۲ سطر ۶۔

"مجھے میری سرکار ابد قرار حضور پرورد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے"

جناب! آپ تو اپنے ہی مسلمات اپنے ہی فتوے کی بنا پر اسلام سے بھی غلطی
میں پھرنے کو "سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم" نے اس خدمت پر مامور فرمایا۔ چہ معنی دارد؟
پھر آپ کو مامور فرمائے "کا کس طرف سے ظلم ہوا؟ کسی آیت قرآنی میں اشارہ ہے یا کوئی
الہام ہوا ہے؟ کیونکہ اب مرزا صاحب کے کلمہ کو قرأت ہے، شاید آپ ہی پر "روح
القدس" ہو کر نازل ہو گیا ہو گا۔ کیا یہ نسبت "مولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف جھوٹ

نہیں ہے ؛ ایسے لوگوں کے واسطے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں ٹھکانا بنایا
 کوہِ شاد نہیں فرمایا ؛ آپ یوں کہیں کہ ”مجھے مامور فرمایا“ اس کا ثبوت جمہور
 سے قریبہ کا رہے۔ یا تو قرآن وحدیث میں مرزا صاحب کی طرح استعارات اور
 مجازات سے کام لیجئے۔ وہ تو ”غلام احمد“ ہو کر معاذ اللہ احمد و محمد بن بیٹھے مادی آپ
 کا تو نام بھی احمد رضا ہے۔ فانظر الی انار ختم اللہ حکیم عمت قلوبکم
 واحاطت عقولکم یا دھرمے الہام اور وحی فرمائیے۔ بلے اس کے
 چارہ نہیں۔

میرزا غلام احمد ”ایجابِ اخیرہ“ صفحہ ۲ سطر ۱۲۔

”میری سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا کہ

وَلَنَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آوَتْهُمُ الْكُتُبُ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذْعَىٰ كَثِيرًا ۖ وَانصَبُوا

وَنَشَقُّوا فَأَنْتَ ذَالِقٌ مِّنَ الْأُمُورِ ؟

کیوں جناب ! یہ آیت آپ کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کب سنائی تھی ؟

ان ہاں الہام کی تھی۔ وحی کی ابتداء یوں ہی ہوتی ہے۔

دیکھو ”برائین احمدیہ“ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی پہلے پہلے آیات قرآنی کا

یوں ہی الہام ہو کر وحی شروع ہو گئی تھی۔ فنا فی الرسول ہو کر رسالت بروزی اور ظلی

کا بنیاد یوں ہی قائم ہوتی ہے۔

مسلمانو ! مولوی احمد رضا خان صاحب اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو

یہ آیت سنائی تھی۔ خدا اس کلام کے پہلو غصہ سے سوچنے چاہئیں

کوئی مطلوب ہے اس پردہ زنگاری میں

میرزا غلام احمد ”ایجابِ اخیرہ“ صفحہ ۲ سطر ۱۱۔

۸
 سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہوئی کہ حزب سرکار کی حمایت کروں

ذکر اپنی ۱۶ :

جی ہاں ! مرزا صاحب آپ سے زیادہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ دیکھئے تو بالکل غنائی الرسول ہیں معلوم ہوتے ہیں سب و قبائل کا یہ ہی حال ہو رہا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی محبت و عظمت ظاہر کر کے مسلمانوں کو تباہ کیا ہے۔ اگر یہ دام نہ ہو تو مسلمان کیسے چھینیں؟ مسلمان تو آپ ہی کی محبت ظاہر کرنے سے قادر ہیں آتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چنانچہ یہ ہی دام آپ نے پھیلا کر سنت ہی نہیں بلکہ سلام کی جڑ بھی کاٹنی شروع کر دی ہے۔ آپ نے میدانِ خالی پایا ہے، دیکھئے اب کیا گل کھلتا ہے؟ مگر بفضلہ تعالیٰ خامدیانِ سنت مسلح موجود ہیں۔ ایک نہیں بمبوں کے واسطے لاجلِ وجود ہے۔ خدا چاہے سب کے چارے گل ہوں گے۔ آپ بھی دل کی ہر س ضرور نکالیں۔

برہمنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت؟ نقل مشہور ہے وہ کرے جلیبیوں کی حفاظت؟ اور آپ کے سپردِ دین کی خدمت؟ خان صاحب خفانہ ہوں بجز تکفیر اہل اسلام آپ سے اسلام کی کون سی خدمت اور اعانت و حمایت ہوتی ہے؟ مخالفانِ اسلام سے آپ نے کس قدر مباحثے کئے؟ آریہ، عیسائی، مرآئی، نیچری وغیرہ وغیرہ کے رد میں کس قدر رسائل تحریر فرمائے؟ سولے شیخی اور قلی کے آپ سے کیا ظہور میں آیا؟ ہاں سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے شانے میں آپ نے بے شک وہ کوشش کی کہ

ایں کار از تو آید و مردانِ چنین کنند

مرزا صاحب اور آپ دونوں ایک ہی مدی کے مجتہد ہیں۔ بجز تکفیر اہل اسلام

اور باہم فتنہ و اختلاف کے اور تو کچھ بھی آپ صاحبوں سے ظہور میں نہ آیا۔ چونکہ آپ کی
 " اجماع اخیر " اور " رشمہ اخیر " یہ پچھلا زور ایک ہی چیز ہے۔ اس وجہ سے
 بالفعل دونوں کا ایک ہی جواب عرض ہوتا ہے۔ ضرورت ہوئی تو مفصل عرض داشت پیش
 کی جائے گی۔

جناب خان صاحب ! یہ تو فرماتے کہ یہ خط آپ نے ٹیک میں لکھا ہے یا دست
 میں ؟ آخر معاملہ کیا ہے ؟ اہل خود جیلہ اہل بلند شہر میں یہ معاہدہ قرار پایا تھا کہ ہم حضرت
 دیوبند سے مستعدی مناظرہ پر تحریر منگواؤ، ہم مولوی احمد رضا خان صاحب سے مستعدی
 مناظرہ پر تحریر منگالیں گے۔ پھر تاریخ معین کر کے عام اعلان دے دیا جائے گا۔ ہر دو فریق
 مناظرہ کر لیں گے۔ اور حق واضح ہو جائے گا۔ جیسے حضرات دیوبند میں سے حضرت مولانا
 مولوی محمد حسن صاحب فخر العلماء۔ اور حضرت مولانا مولوی غلیل احمد صاحب
 رئیس المتکلمین۔ اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب سید المرآۃ الخلیل دامت برکاتہم نے
 اپنی مستعدی مناظرہ کی تحریر اہل خود جیلہ کے پاس بھیج دی تھی۔ جو رسالہ قاصدۃ الظہر فی بلند شہر
 میں چھپ گئی ہے۔ آپ بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ پر اہل بلند شہر کو دے دیتے۔
 اس سیدھی بات کو اس قدر اپنی پیچ میں ڈالیں کہ اس کے کیا معنی ؟ حضرت مولانا مولوی
 اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں یہ خط لکھنا اس کا کیا حاصل ؟ چنانچہ
 آپ کی اس تحریر کی نامعقولیت کو خود اہل بلند شہر نے تسلیم کر لیا۔ اور آج تک اتحاد بھون
 نہ ملے گئے۔ اور یہ کہنا

" بے شک یہ تحریر ہماری تحریر سے بے تعلق ہے "

جس کی مفصل کیفیت رسالہ " قاصدۃ الظہر فی بلند شہر " سے ظاہر ہے۔

اہل بلند شہر آپ سے مستعدی مناظرہ پر تحریر طلب فرمائیں، اور خط لکھا جائے
 حضرت مولانا ممدوح کو۔ عجیب الٹی منطق ہے۔ آپ حضرت ممدوح کو ہزار عراض

لکھیں مگر حافظ محمد عظیم صاحب بلند شہری کو اہل خور جب کے رو برو آپ نے ایسا دلیل کیا ہے کہ قیامت تک وہ اس ذلت سے انکار نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی مستحق مناظرہ کی تحریر اہل بلند شہر کو پہلے دیتے پھر جو لکھنا تھا لکھتے۔

خان صاحب ! بلند شہر کی بار آور آپ کا فخر ایسا ہے کہ قیامت تک نہیں دھل سکتا۔ اور ابھی کیا ہے ؟ مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی جو مجمع عالم میں آپ سے مناظرہ کرنے کا وعدہ کر گئے تھے اور آپ کو انہوں نے خط بھی لکھا تھا مگر آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ ابھی تو وہ شائع ہو گا۔ آپ ان چلے حوالوں سے جان نہیں بچا سکتے۔ اس خط سے کیا شدنی ہے فرمائیے۔ یہ " اہلث اخیرہ " آپ کے لئے ذلت جلیلہ ہوتے یا نہیں ؟ دنیا بھر کی تکبر اور مناظرہ فقط حضرت مولانا مٹھانوی صاحب سے ہو ؟ آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے ؟ کچھ تو حیا سے کام لیجئے۔ آپ سے تو آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد قادیانی ہی چلتے ہوئے ثابت ہوئے۔ جب ہی تو انہوں نے مہمدیت سے چٹ پٹ نبوت اور رسالت کے مدعی ہو کر ایک نئی امت بنائی۔ اور آپ برہمنی سے مہمدیت ہی کے پہلے سبق میں قائم غائب کر رہے ہیں۔ اس میں کپکپ نہ فرمائیں۔

حسیناں جہاں کی ایک سی قیمت نہیں

آپ کے لئے یہ مہمدیت ہی بہت ہے۔ " ٹکٹون " میں آپ وہ دونوں داخل ہیں البتہ پھوٹے بڑے بھائی کا فرق ضرور ہے۔

قولہ : " اصحاب " فقیر نے آپ کی طرف کے ہر قابل جواب استہزاء کے جواب دیئے۔ " اہلث اخیرہ "۔

جی ہاں ! کہیں نہیں۔ مرزا صاحب کی طرح آپ کے یہاں بھی " اصحاب "

ہونے لگے۔ ابھی تو ابتداء ہی ہے بعد الف گرا دیجئے۔ برسات بعد " مار لکھیں " ضرور

لیجئے منہ دیکھئے یہ سودا کہاں تک پہنچے گا ؟ خان صاحب ! الحکدوب فتہ
بصدق یہ تو آپ نے خوب ہی لکھا کہ ہر قابل جواب اشتہار کا جواب لکھا۔ اور
سچ کا جواب نہیں لکھا وہ بے شک آپ کے نزدیک بھی ضرور جواب ہیں۔ مگر جس کو
آپ نے قابل جواب سمجھا ہے۔ یہ بھی آپ کی محض غلطی ہے۔ اس طرف کا کوئی سالار
اشتہار بھی بغض نہ تھائے قابل جواب نہیں۔ ان میں وہ سہنتہ باقیں لکھی گئی ہیں کہ بغض نہ
تھائے ایک بھی انصافاً قابل جواب نہیں سب لا جواب ہیں۔

قرآن: "مگر جناب کے مذہب عالم، مقدس منکم مولوی
مرقسی جس صاحب دیر بندی چاند پوری کے کمال شہساز نامہ۔" بریلوی
چپ شاہ گرفتار۔ کی نسبت قطعی ممانعت کر دی جس کا آج تک ادھر
دالوں کو افتخار ہے۔ ایماٹ اخیر۔

خان صاحب ! کچھ تو شرم سے کام لیجئے۔ اس "ایماٹ اخیر" اور "شہساز" کو کسی سے دکھائیے
آپ اس پہرا د سال پر ایسے فحاش
بدگوئیوں کو اس لت کا چھوٹا آپ سے بھال ہے۔ "جناب" کو ہمیشہ "جناب"
لکھتے ہو۔ یہ آپ کی مذہب کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ آپ کس منہ سے دوسروں پر اعتراض
کرتے ہو۔ آپ اپنی بد زبان سے تو بکھیڑتے۔ پھر اس طرف سے خدا چاہے ایک غلط بھی
غلط طبع نہ ہو گا۔ دوسروں کے بڑوں کو کھوٹی کھوٹی گالیاں دو، پھر ان کے عقلم
کچھ لکھیں تو دونا مشروح کر دینا یہ بھی کئی انصاف ہے ؟

خان صاحب ! ابھی کیا ہے ؟ ع

اگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

کیا "بریلوی چپ شاہ گرفتار" ہی لا جواب ہے۔ اسی کے جواب کی نسبت
آپ نے قطعی ممانعت فرمادی ہے۔ فرماتے تو سہی۔ اسکاٹا لکھتی آخری تمام ججز

- ۱۲۔ من المباد۔ ۱۴۔ انتصاف البری۔ ۱۵۔ رد الشکیر۔ ۱۶۔ نوبہ زاری اشتہار۔
 ۱۷۔ عبد الغنی کی ہرکس خاتم۔ ۱۸۔ الطین اللارب علی الاسود الکاذب۔ ۱۹۔ قاصصہ الظہر
 فی بلند شہر۔ ۲۰۔ القصور علی لکھنؤ مستنصر۔ ۲۱۔ ہجوم المذنبین۔ ۲۲۔ الشہادت
 الناقب علی المسترق الکاذب۔ ۲۳۔ تنزیہ الالہ سبحان عن عیب کذب معتبہ
 ۲۴۔ المسہیل علی البجیل۔ ۲۵۔ احدی التسعة والتسعين علی الواحدی شلا ثمن۔
 ۲۶۔ جہد للقل۔ ۲۷۔ زجر النار۔ ۲۸۔ اثبات القدر للکلبہ باقامۃ الحجۃ الالہامیہ۔
 ۲۹۔ البطل الادلہ الاربہ باثبات القدر للالہ۔ وغیرہ، رجسٹروں سے
 اور اشتہاروں کا جواب کس نے دیا ہے اہ کیا؟

فرمانے! کچھ حیا و شرم ہے یا نہیں؟ کیا فضول بلے کی ہانگ دینا اس کا نام
 بھی جواب ہے؟ غیر یہ ہی سہی مگر نام تو لیجئے تب حقیقت کھلے گی۔ خاں صاحب
 یہ جھوٹ اور چارے سا فقہ؟ ابھی تک آپ کے ہرکس و حماس و دست نہیں ہوئے
 ہیں؟ ابھی تک جھوٹ سے باز نہیں آئے؟ چہرہ کا منہ ہانڈ سا

بلے حیا ہائش ہرچہ خواہی کن

اب تذکارات کے اظہارات طحطہ ہوں۔

۱۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر رسائل مذکورہ وغیرہ آپ کے رد میں شائع ہوئے
 اور بفضلہ تمنائے لاجواب رہے۔ اور انشاء اللہ تمنائے قیامت تک لاجواب
 رہیں گے۔

۲۔ آپ مناظرہ کا نام سنتے ہی بیوقوف ہو گئے سوائے ہائے ہائے لا اقدتی کے یہ بھی نہ
 کہہ سکے کہ میں مناظرہ ذکر دل گا۔

۳۔ "اسکات القندی" کے سوالات میں سے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ رسائل کے
 رجسٹر وال گئیں واپس کی گئیں۔ "پانچ پندر" کا اشتہار بھی دیگیا مگر بھڑا قدر

کے انکار نہ کر سکے۔

۴۔ جو آپ کے وکیل ہو کر گئے تھے بعث ابلہ رؤسا عظام ان سے معاہدہ ہوا مگر آپ نے صاف ہضم کر لیا۔

۵۔ رؤسا عظام کے مواہد میں ان کے دستکوں کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا، اس معاہدہ کو تو بالکل ہضم کر گئے اور جب یہ مضمون کا خط لکھ کر اس کی تصدیق حضرت مولانا عتازی صاحب دامت برکاتہم سے کرانا خلافت مدین اور کس قدر بدیافتی اور معاہدہ سے گریز تھا۔ اس کا جواب مولانا مدوح کیا ارشاد فرماتے جو وکیل تھا اس نے تو ذرا جواب دیا۔ اگر آپ کو تامل تھا تو انہیں دوسرے سے دریافت فرمائیے جن کو پہلے خط لکھا تھا اور جن کے ذریعہ سے معاہدہ ہوا تھا۔ جن کے دستخط اسی معاہدہ پر ہوتے ہیں۔

۶۔ مولوی علی رضا صاحب کے خط کا جواب رسالہ "استہیل علی اہل" میں ملاحظہ ہو۔

۷۔ آپ نے جب ہماری رجسٹریوں کو واپس کیا تو ہم نے "چار ہزار کا اشتہار" دیا کہ کوئی اس کی تقلید کرے مگر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ جو ایک توڑا بھی لیتا۔ لیکن سعدی نعل مہدک سلامت رہے پھر روپوں کی کیا کمی، مجدد ہی جو شخص ہے۔

۸۔ "انصاف الہی" کے مضامین پر "چار ہزار کا اشتہار" دیا کہ جس نے مضامین کفریہ کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے ان کی صراحت بیہایت مذکورہ دکھا دو تو "چار ہزار" پیش کر دیں گا۔ آنکھ بند کر کے ہاتھ تو بہت پھیلتے مگر ایک بھی نہ ملا۔ فرماتے کتنا ڈبل گریز ہے؟ ہمت ہے تو اب مستعد ہو جاؤ۔

۹۔ صاحب صیغہ الفتی "اپنی کتاب کے خود ذمہ دار ہیں۔ وہ "انفل الاکبر" کا

آپ کو اعلان دے رہے ہیں ان کے جواہروں کا مطالبہ انہیں سے ہونا چاہئے
یا آپ کے پیر بھائی مولوی بدیع الحسن صاحب سے۔ ہم اس کے ذریعہ
نہیں ہیں۔ آپ جانیں اور وہ۔ اگر وہ جھوٹے ہیں تو اغلب ہے کہ یہ کارروائی
خود آپ ہی نے اپنے بھائی صاحب سے کرائی ہوگی۔ ہمارے جواہروں کا ہم سے
مطالبہ کرو تب حقیقت معلوم ہو۔ مگر یہاں تو زبان ہی بالکل بند ہے۔
چپ شاہ بریلوی ہی کیوں ہوتے۔

۱۰۔ حکم موجب قلعے حق قاہرہ کو کیا کہ کون مناظرہ پرستعد ہوا اور کون بھاگا؟ کس نے
جواب نہ دیا؟ کس نے طلب کرنے پر بھی اپنے رسائل نہ بھیجے؟ (جس پر فرضی اور بجا
ناز ہے) کس نے جبرشہیں کے جواب نہ دیتے؟ تمام دنیا کی تکفیر کر کے کسی سے
مناظرہ نہ کیا۔ جان بچانے کے واسطے یہ کہہ دیا کہ میں تو فقط ایک ہی سے مناظرہ
کے لئے تیار ہوں۔ اور کسی سے مناظرہ نہ ہوگا۔ مشرم! مشرم! مشرم!!!
خان صاحب تمام دنیا کی تکفیر کر کے مناظرہ فقط ایک سے کرنا وہ بھی
فقط زبانی کہنے کے لئے۔ یہ ایسا الزام ہے جس کو آپ کبھی نہیں اٹھا سکتے۔ آپ
کا یہ کہنا کہ حضرت مولانا عفا نوری صاحب دامت برکاتہم۔ مولانا گنگوہی قدس
سرہ العزیز کے قائم مقام کہنے گئے ہیں۔

اقل تو یہ آپ کا دجل اور کذب محض ہے۔ کس نے ان کو سجادہ نشین
اور قائم مقام بنایا۔ ؟

دوسرے اگر یہ بات صحیح بھی ہوئی تب بھی مناظرہ خاص انہیں سے کرنا
اس کے کیا معنی ؟

آپ نے "تخفیر لانس" میں سے عبارت منقذ کی ایک فقرہ صفحہ ۱۲ کا
دوسرا صفحہ ۲۸ کا۔ نمبر صفحہ ۳۰ کا۔ پھر کوئی علامت ایسی نہیں دی جس سے

یہ معلوم ہو کہ یہ عبارت مطلقہ یا ملخص ہے، مگر یا نسب کذاب کے قائم مقام بن کر
یہ کہنے کا طریقہ کمال دیا کہ کوئی سبیلہ کذاب ثانی یہ کہہ سکتا ہے کہ

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لاولئک

اصحاب النار هم فیہا خالدون *

قرآن میں موجود ہے۔ علیٰ قیاس ایک آیت کہیں کی لی اور ایک کہیں
کی اور "صافین کفر" بنا کر یہ کہہ دے کہ دیکھو قرآن میں یہ مذکور ہے۔ جیسے کہ
آپ نے "تہذیب الناس" کی عبارت میں دلیل کو جائز رکھا ہے، اسی طرح کوئی
سبیلہ کذاب یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ فرمائیے کذاب کون ہوا؟ یہ ہے
آپ کا ایمان اور اسلام اور مجدد ہونا۔

فرمائیے مرزا صاحب کے آپ چھوٹے بھائی ہونے یا بڑے؟

تذکرات کے تو مختصر اعمارات ہو چکے اب استفسارات پر غور فرمائیے۔

۱۱ آپ پر اور آپ کے جملہ معتقدین فقہین پر جو "حسام انحرار" اور آپ کی تصنیفات
کی دوسے کفر کا فتوہ ہوا ہے۔ کیا آپ اس کے اٹھانے کے لئے آمادہ ہیں؟
یا آمادہ ہو سکتے ہیں؟

۱۲ کیا آپ بحالت صحت نفس و ثبات عقل و ذہن ہونے پر حواسی و عدم اکرام معتقدین
و عدم خوف نحراف جمال اہل برہمت کے یہ اقرار کرتے ہیں کہ سوالات "اسکات الہدیٰ"
اور "انتصاف الہری" اور "رد الکفر" کے جوابات دیں گے۔ اور ان پر جو شبہات
بعد کو پیدا ہوں گے ان کے بھی جواب برابر دیتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ واضح ہو
ہو جائے؟

۱۳ کیا آپ اس پر اکتفا فرمائیں گے یا "جمہ العقل" اور "اشبات القدرۃ الایہ"
و ابطال الادلۃ الراجحہ" اور "زجر الناس" اور "تنزیہ اللہ سبحان" اور

اور رجوم المؤمنین" اور "الشہاب الثاقب" اور "احمدی الشہدۃ والمؤمنین" کے
 بھی غلطی ترتیب جواب دیں گے ؟

۱۴ اگر آپ اپنا اور اپنی جماعت کا کلمہ تسلیم فرمائیں تو آپ کو اختیار ہے۔ پھر کچھ مطالبہ
 نہیں۔ وردہ "رد المحتار" اور "احمدی الشہدۃ والمؤمنین" کا جواب آپ کے ذمہ ہے
 اس سے سبکدوشی ممکن نہیں ہے۔

۱۵ میرا وکیل ہوتا تو جلسہ مراد آباد میں ہزار ہا آدمیوں کے رو برو بھی حضرت مولانا غازی
 صاحب راست برکاتم فرما چکے ہیں اس کے علاوہ دوسرے مقام اس کے شاہد
 ہیں۔ نہ اس وکالت سے آپ انکار کر سکتے ہیں اور نہ اس معاہدہ سے گریز کا الزام
 قیامت تک اٹھا سکتے ہیں۔ ہاں آپ یہ کلمہ دیں کہ ہم نے محمد حسین صاحب
 کو وکیل بنا کر جلسہ دیوبند میں نہیں بھیجا تھا وہ جھوٹے ہیں۔ قصہ ختم ہے۔ یہ
 سب کچھ ہے مگر خان صاحب آپ اس معاہدہ کو چھپاتے کیوں ہیں ؟ آپ نے
 تو اپنے خط میں معاہدہ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ آپ نے تو ایک سماجی بات لکھی تھی
 فرلادی تحریر کیسے ہضم ہو سکتی ہے ؟

۱۶ جب بندہ وکیل ہے تو وکیل کو بے شک استحقاق ہے کہ جس لائق آپ ہیں
 اس کے موافق آپ سے مخاطب کہے کہ آپ کی نقل کر دے۔ میرے خط کا کلمہ کو جواز
 نہ دینا یہ بے شک آپ کا فرض ہے۔ کیا ہم کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ محمد حسین صاحب
 کی وکالت کی نسبت آپ سے تصدیق کرتے ؟

مگر چونکہ جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیس میرٹھ نے اُن کی تصدیق فرمائی
 کہ یہ سچے آدمی ہیں۔ لہذا ہم کو یقین ہو گیا اور یقین ہے کہ ضرور آپ نے
 ان کو وکیل بنا کر بھیجا تھا جس کے موافق انہوں نے معاہدہ لکھا مگر ہرگز
 معاہدہ آپ کے لئے قیامت تھا اس وجہ سے کہاں تو رہا بیان لال کو رہی

آپ کے خفیہ تھے کہاں ان کے دستخطوں کا بھی اعتبار نہیں اور عباد
کا مطلق ذکر ہی نہیں، گو یا کچھ ہوا ہی نہیں۔

یہ تو کہہ کر مولوی محمد حسین صاحب آخر کیا طے کر اگر گئے تھے؟

۱۷ "سیف النقی" کا مصنف خود اپنی تصنیف کا زمرہ وار ہے چنانچہ "اعل الکبر"

کا اشتہار وہ آپ کو دے رہا ہے پھر اس کی نسبت کسی دوسرے سے گفتگو

الحاصل اور فضول نہیں تو اور کیا ہے؟ یا اپنے پیر بھائی جناب مولوی حکیم

بدیع الحسن صاحب کو لکھتے وہ جواب دیں گے۔

۱۸ "سیف النقی" اگر کسی نے اپنے مفید معنی جان کر طبع کرانی یا وہ فروخت کرتا ہے

تو اس پر کیا جرم ہے؟ یا کوئی تاجر مصنف کے جوابوں کا زمرہ وار ہے؟ کیا آپ

کے "ابواب الخیر" کا یہی حاصل ہے کہ ایسی دور از کار باتوں میں وقت ضائع

کیا جائے بلکہ شہر کے لوگوں کا، اور یہ جواب - واہ ری مجددیت - جیسی طرح دے

فرشتے - خان صاحب! کچھ تو شرم کر لی جاہلے۔

۱۹ خدائے واحد ذوالجلال والا کرام کی قسم کھا کر کہو کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے یا

غلط؟ فرمائیے مناظرہ سے آپ بھاگے یا ہم؟ آپ دنیا بھر کی تکفیر فرمائیں، اور جو

کوئی مناظرہ کا مطالبہ کرے اس کو جواب نہ دیا جائے۔ یا بہت مطالبہ کے بعد جواب دیا جائے

تو یہ کہ میں تو ایک حضرت عثمانی صاحب دامت برکاتہم ہی سے راضی ہوں، وہی کر لیں

جس طرح چاہیں کر لیں۔ خود کر لیں یا ان کا وکیل کر لے۔ مگر آپ وکیل سے بھی ناخوش ہیں

وہی کر لیں اور کسی کو اجازت نہیں۔

عصم تو تمام دنیا کو بنایا مگر راضی فقط ایک ہی سے ہیں۔ کیوں جناب یہ ہی حیات ہے

یہ ہی شہم ہے؟ مسلمانوں پر اتنا ہم لگاؤ، تکفیر کراؤ، پھر مطالبہ مناظرہ پر سکوت محض جو آ

غادر۔ تمام مسلمان مطالبہ کریں مگر غ

ۛ غموشی معنی دارد کہ در گشتن نمی آید

ایک کان گونگا ایک بہرا۔ ایک آنکھ اندھی ایک کالی۔ شرم و حیا تہذیب
دارد۔ دوسروں کے بڑوں کو بھائے جناب کے "جناب" بھائے جم و نوچ کے
"خار بہا" لکھو، پھر تہذیب کا دعوے۔ مسلمان خود ماحضہ فرمائیں کہ ہر جگہ جہاں سے اکابر
کو بھائے "جناب" کے خان صاحب نے "جناب" لکھا ہے۔

یہ ہے دجالی تہذیب، رجسٹرڈاں والیں، خطوط ہضم، رسائل شکل کردار بھی
دل جائے۔ استہزات کا جواب نہ دارد۔ پھر مناظرہ کا دعوے۔ "اٹا چم کو قوال کو
ڈانٹے۔"

جلد ۛ اعظم دستار بندی دیوبندی میں اپنا وکیل بنا کر محمد حسین صاحب کو بھیج دیا
قل کو رتی کو خط لکھو، انہیں کی وساطت سے ان کے دستخطوں سے معاہدہ ہو، اس کا ذکر
نکلیں بھی ہو، نیا ضمنی معاہدہ گھر کر حضرت مولانا خاں جی کی ماتحتی سے تصدیق چاہو
پھر بھی مناظرہ کا شوق ظاہر فرماؤ، آپ ہی جیسے حیا دار کا کام ہے۔

اہل خود جو اہل اہل بلند شہر کے معاملہ میں تحریر طلب کریں اہل بلند شہر، اور خط لکھو
مقتضیٰ ہوں؟ ماشارائشہ کیا اچھا مناظرہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو تحریر حضرت
دیوبند نے اہل خود جو کے پاس بھیجی تھی وہ یہاں نقل کر دی جائے۔ تاکہ ناظرین انصاف
فرمائیں کہ یہ آپ کی تحریر بجا ہے یا بے جا؟ مناظرہ کی طلب ہے یا مناظرہ کے نام سے
آپ کو موت نظر آتی ہے؟

نقل تحریر حضرت دیوبند جو اہل خود جو کے پاس بھیجی گئی۔

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

ۛ ذل کا فتوے منسوب بجانب حضرت مولانا مولوی حافظ کر شید احمد صاحب
محدث گلوبی قادیان سترہ العزیز، بعض عہدات "تحریر الناسخ" و

”یلمین قاطعہ“ و مستغظ الایمان“ کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ
رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین پر، مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزام و
اشہام توہین خدا و نبی عالم جل علی شانہ، و توہین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ
و آلہ و صحبہ وسلم کا لگا کر ٹھیکر کی اور کرائی ہے اسودہ نکرہ میں جن صاحب
صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔
بقاعدہ مسلم خان صاحب، ”الابہم قلاہم“ ان مسائل کے طے ہونے
کے بعد اور بھی سوال کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلفہ ہیں گفتگو کیلئے
آمادہ ہیں۔ خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ کے بارے میں بھی
دیں۔ فقط۔

اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی غصہ پیش آوے تو وہ اپنا ڈکھیل
باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساخنہ پر دہشتہ دین مکرمل کا سمجھا
جائے گا۔

خلیل احمد مسلم غود بندہ محمود دھنی غزہ اشرف علی دھنی غزہ غلام غزہ



اب تقریر خود انصاف فرمائیں کہ خان صاحب کی تحریر یہ کیا ہے یا بے جا، حق
ہے یا باطل؟ اس کا جواب تو فقط اس قدر تھا کہ ”میں بھی مناظرہ کے لئے طیار ہوں“
یہ دوسرا کار باتیں جو اس خط میں بھری ہوئی ہیں ان سے کیا تعلق؟ وقت پر جو شہر انظر
طرفین میں طے ہو جائیں اس پر فریقین کا رندہ ہوتے۔ غضب تو یہ ہے کہ عمان صاحب
اپنے خصموں کو بھی اپنا مستعد ہی سمجھ لیتے ہیں۔ اور حکم نامہ بھیجتے ہیں کہ یوں ہو گا،
اور یوں نہ ہو گا۔ مجھ سے یوں مناظرہ کرو۔
آپ ”رشتہ آخر“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

یاد رہے کہ ان شرائط کے سوا کوئی بات مسموع نہ ہوگی۔ بسے ان کے قبول کے اب ہم بھی آپ کی کوئی تحریر دلیں گے۔ تاہم از ناب چہ رسد؟

اجی جناب! زہ پر دہ سے تو باہر آئیے! شرائط مناظرہ ہی میں بات چیت ہو۔ تب بھی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ خدا چاہے آپ بھی فرمائیں گے کہ پہلے انکار تھا اب جس طرح چاہتے کر لو۔ پہلے یہ تو فرما دیئے کہ "ظفر الدین الطیب" وغیرہ کس شمارہ قطار میں ہیں، کس کے رسائل میں؟ کیا اس کے مصنف آپ ہیں یا قطار مناظرہ خود ہوتے تھے؟ آپ وہ رسائل پیش فرمائیے جس کے مصنف آپ ہیں۔ پھر ہم جواب پیش کریں گے۔ نزد ہو کر بات کہو۔ تب جواب پورا ملے گا۔ گھر میں بیٹھ کر حکم لگانے سے کام نہیں چلے گا کہ ہم سے خاص اس طرح کہ دو تراضی ہوں و رد اور کسی طرح راضی نہ ہوں گے۔ اجی جناب! خصم سے بھی تو دریافت کر لیجئے کہ وہ کس طرح کرے گا پھر فرمائیے کہ یوں کرو۔

اس کے بعد آپ دو شرائط نقل فرماتے ہیں جس کی سرخی میں ہماری وکالت کو "ساختہ" اور معاہدہ کو "سازش" تحریر فرماتے ہیں۔ گو اس کا جواب رسالہ "جس الاماد" میں ہو چکا ہے۔ مگر آپ کی مزید تسلی کے لئے یہاں پر اس معاہدہ کو نقل کئے دیتے ہیں۔

نقل معاہدہ

۱۔ منہاج مولوی محمد حسین صاحب بریلوی وکیل منہاج مولوی احمد رضا خان صاحب فریق اول۔ و مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وکیل منہاج مولوی اشرف علی صاحب فریق دوم۔ دوبارہ امور اختلافی فریقین میں یہ امر قرار پایا کہ مباحثہ منہاج فریقین بمقام دہلی بوقت مقررہ جو بعد میں طے کیا جائے گا عمل میں آئے گا۔ مفصل تصریح امور متنازعہ و دیگر شرائط بذریعہ

اشخاص مقررہ جن میں دو دو منہاجب ہر فرقہ ، اور ایک سرسبز مقبولہ
فریقین مقرر کئے جائیں گے ، طے کئے جائیں گے۔ ہر فرقہ کو اختیار ہے کہ
مناظرہ خود کرے یا اپنا کیل مقرر کرے۔ لہذا یہ یادداشت لکھ دی کہ
سند ہر تحریری مناظرہ ہو گا مثل گھبہ نہ کے۔

العبد

بندہ محمد رفیق حسن عفی عنہ وکیل منہاجب

مولانا اشرف علی صاحب

گواہ شد گواہ شد

برسٹ ۱ بشیر الدین انیسویں محشر ۱۲۸۰

العبد

کترین محمد حسین عفی عنہ وکیل منہاجب

اعلیٰ حضرت فیاض بریلوی

گواہ شد گواہ شد

دعید الدین ۱ عبد الغنی

قل معاہدہ محرم جلسہ عظم دستار بندی دیوبند



منظرین کلام : انصاف فرمائیں کہ کیا اساتذہ اور بچے معاہدہ ہے جو ایسے جلیل القدر
حضرات کے رو برد لکھا گیا ہے۔ کہ ہمارے مثل جانے مگر وہ نہیں مل سکتے۔ اور تمنا شاید کہ
خود خان صاحب ہی نے ان رؤساکہ کو سبیلہ قرار دیا تھا۔ پھر انہیں کا لکھا ہوا دستخط
خاص معاہدہ ، اس کو فرضی اور سازشی کہا جاتا ہے۔ پھر خط میں کہیں اس کا ذکر تک
بھی نہیں ، ایک سماجی قل بیان فرمایا جاتا ہے۔ وہ بھی مضمون معاہدہ کے بالکل خلاف۔
پتا ہے کہ وہ دجال " کتاب ہی ہوتا ہے۔ اس کو صدق سے کیا تعلق ؟

اس کا جواب بندہ نے خان صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا ، جس کو سال بھر
سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ جواب نہ وارو۔ اور خدا چاہے قیامت تک لا جواب رہے گا۔
یہ ہے وہ فریادی معاہدہ جس کو آپ دنگل سکیں ، نہ جہنم کر سکیں۔ اسی سے تو
ایڈووکیٹس ہو گیا ہے جو یہ نہایت آوردہ مضامین تحریر فرماتے ہو۔

خان صاحب ! ہم بفضلِ قہار آپ کی جنس کو ثوب پہناتے ہیں۔ ہم سے اور چالاک؟ وہ دن گئے جو لوگ آپ کے دھوکوں میں آگئے تھے۔ مگر حیلہ چھوڑتے، پہلے اپنا اسلام و ایمان ثابت کیجئے۔ بشرطیکہ آپ اپنے نزدیک مسلمان ہوں۔ اور اپنا اسلام و ایمان پیدا ہو۔ اور اگر ایمان ہی نہیں تو خیر۔ اس کا صاف اعلان کر دیجئے۔ ایمان و کفر کا معاملہ ہے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ورنہ اس میں سکوت آپ کے کفر کا اقرار سمجھا جائے گا۔ بعد از الزامات "حسام الحقین" میں آپ نے لگا کر ٹیکر کرائی ہے اس پر بشرط "اتصاف الہی" گفتگو کر لیجئے۔ جب آپ کو اب وکالت منظور نہیں تو بہت اچھا ہم کو بھی وکالت منظور نہیں۔ ہم بھی آپ ہی سے گفتگو کریں گے۔ اگر کچھ ایمان اسلام، علم، دیانت ہے تو مستعد ہو جاؤ۔ ورنہ فضول غائبی کرنے سے کیا فائدہ؟

اھمدمشہ قہارے کہ حق اہل حق والصفات پر واضح ہو گیا ہے۔ آپ کے گھر کا مطیع ہے کمال کے مرقع مستعدہ میں جو چاہتے لکھتے۔ مگر یاد رہے کہ اب مسلمان آپ کے مکر سے خبردار ہو گئے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة
والسلام علیٰ خیر خلقہ ستیدنا محمد و آلہ
وصحبہ اجمعین



خان صاحب ! آپ کو بشارت ہو کہ "قطع الیقین من یقول علی الصالحین" مجھ صاحب حاضر خدمت ہو تا ہے۔ جس میں واقعی قطع یقین ہی کر دیا ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حمزہ الاسلام۔ و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الاسلام نور اللہ قہارے مرقعہ ہما کی تحریر اور جناب مولانا مولوی غلیل احمد صاحب و جناب

مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم - و حضرات مدین و متین مدد سے
دیوبند کے فوٹے مہری اس میں مطبوع ہیں۔ کہ خان صاحب نے "حسام احرارین" کے اندر جو
ہم لوگوں پر انتہام کفر پاکیا ہے ہم اس سے بری اور پاک ہیں۔

فرمائیے ! اب آپ کیا کریں گے ؟ یہ حضرات تو بری ہو گئے۔ مسلمان ہو تو اپنا
اسلام بھی ثابت کر دو، ورد اقرار کی کفر ثابت ہو جائے گا۔ خان صاحب ! حضرات بدلا
دہو گا تو آپ کیا لکھیں گے ؟ گالیاں لکھنے سے تو بے فرمائیے۔ اور ٹھکانے سے جواب دیجئے
ہم تندیب سے ایسے لکھ کر کریں گے کہ اس کو بھی خلقت بکھلے گی۔ ذرا مضامین کے میدان
میں قدم رکھئے۔ تب آپ کی قابلیت مجددیت سب اچھی طرح ظاہر ہو جائے گی۔ گو حق اب
بھی اہل حق پر واضح ہو گیا ہے۔

العارض

بندہ محمد تقی حسن چاند پوری

درس کے عالیہ عربیہ تحفہ دیوبند



قَطْعُ الْوَتَيْنِ

مِمَّنْ تَقُولُ عَلَى الصَّالِحِينَ

الْمَلُوقِبَةُ
قَطْعُ اللِّسَانِ مِنَ الْخَانَ الْخَوَّانِ

تأليف

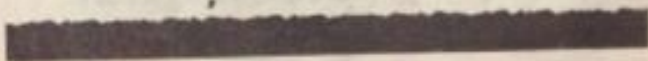
رئيس المناظرين حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

ناظم تعلیمات شعبہ تبیین دارالعلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن دعوتِ اہلسنت وجماعت



إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُجِبُّ كُلَّ نَحْوَانٍ كَفُورٍ

الحمد للہ تعالیٰ کہ غائبانِ نحوان کے اہتمامات ہوا اہل ایمان پر تھے اس نے اپنے فضل و کرم دفع فرمادیتے اور نصرتِ مظلوم کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اہل ایمان کو شہداء اور اہل بدعت کو مرتد سے پہلے مردہ کر کے والا رسالہ ہدایت کا مقالہ حمایتِ مظلومین من عزایتِ البتہ میں اعمیٰ

قطعُ الوثین من تقوّل علی الضاحکین

قطعُ اللسان من الخانِ نحوان

مصنف ابن شیر خدا علی الرضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے اہتمامات کی جڑ ہی کاٹ دی۔ خان صاحب نے جو حسامِ کربین کے ائمہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حجۃ الاسلام اور حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رشید الاسلام قدس سرہما اور مولانا مولوی طویل احمد صاحب و مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہما پر اہتمامات لگائے تھے اور معنائیں کفریہ منسوب کئے تھے، حضراتِ موصوفین ہی کے کلام سے یہ ثابت کر دیکر یہ مقدس حضرات ان کفریات سے بالکل بری ہیں۔ غافل صاحب نے اہل بوہن شریعت کو دھوکہ دے کر فتویٰ تکفیر حاصل کیا تھا۔ اب غافل صاحب اگر کچھ میں تو یہ شائع کریں کہ تکفیر محض غلط اور دھوکہ دہی تھی۔ مگر ان سے یہ ناممکن ہے۔ یہ مقتدی کو یہی فرائض گئے کہ مخالفین کے مسائل مت دیکھو، بات نہ کرو ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ غافل صاحب کے رسائل خوب دیکھو ان کا بظہانِ خوب واضح ہو جائے گا۔

آجیٰ یَعْلَمُوا وَلَا تَسْتَنَی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصل علی رسولہ الکریم

”اعلام البرۃ الاعلام“ : حضرات اہل اسلام ! ان سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے مخالفین میں یہ ایک بہت بڑا فیصلہ ہے۔ جس سے حضرات دیوبند کی برأت الزامات کفر سے جن کو خان صاحب نے ”حسام احرارین“ میں تراشا تھا، اس طریقہ سے ثابت ہوئی ہے کہ مخالف سے مخالف بھی انشاء اللہ تعالیٰ چوں و چرا نہ کر سکے اور جناب خان صاحب کا عمر بھر کا اندوختہ ایک ہی رسالہ میں سوختہ ہو جائے۔

بات یہ ہے کہ جناب خان صاحب کو تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کی تکفیر کا شوق ہوا اور ہند میں خان صاحب اہل علم میں شمار تھے، ان کے فتوے تکفیر کی کوئی عزت و وقعت ہو سکتی تھی۔ کیوں کہ خان صاحب کا کسی کو کافر کہہ دینا ایسا ہی قطا جیسے لڑکے کھیل کھیل میں اگر کسی سے ناراض ہوتے تو چٹ پاری کٹ کر دی۔ ایسے ہی خان صاحب کو جہاں کسی شخص سے کوئی خلاف پیش آیا کسی نہ کسی طرح سے اس پر کفر کا فتوے دے دینا ضروری امر تھا۔ اس وجہ سے جناب خان صاحب نے اس پیرائے سالی اور ضعف کی حالت میں سفر عرب کیا۔ جس میں طرح طرح کی تکالیف اور صرف مالی گوارہ فرمایا۔ حرمین شریفین کے پاک نفس علماء اُن کو اس کا کیسے خیال آسکتا تھا کہ حرمین شریفین کا سفر بھی کوئی مسلمان اس ناپاک طرزی سے کر سکتا ہے؛ جناب خان صاحب نے سوالات فرمائے۔

چونکہ جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے، ان حضرات نے سوالات کے مطابق جوابات دیئے اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد کفریہ ہیں۔ اگر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما اور جناب مولانا مولوی غلیل احمد صاحب انہشوی و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے یہ عقائد میں توبہ شک کافر ہیں۔ لیکن جب اصل واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بعض حضرات علماء مدینہ مدینہ نے حضرات علماء دیوبند سے دریافت فرمایا کہ ان مسائل میں آپ صاحبوں کا کیا عقیدہ ہے؟ یہاں سے صاف صاف عقائد لکھ کر بھیج دیئے۔

تب حضرات علماء کرام ساکنین مہاراجہ و مہاراجہ حرم سید الانام علیہ التبیۃ والسلام و علمائے شام و دمشق و مصر نے لکھ دیا کہ واقعی یہ عقائد اہل سنت و اجماعت کے ہیں۔ ان عقائد کی وجہ سے نہ کوئی شخص مسلم سے خارج ہو سکتا ہے نہ اہلسنت و اجماعت سے۔ دایا شخص بدعتی ہے نہ وہابی۔ گو بعض حضرات نے بعض مسائل میں اختلاف بھی کیا جیسا کہ علماء میں اختلاف ہوا کرتا ہے۔ تاہم یہ صاف تحریر فرمایا کہ یہ عقائد اہلسنت و اجماعت کے ہیں دو بابیہ و غیرہ کے جو فرقہ اہلسنت و اجماعت سے خارج ہیں۔

جب اس فتوے کی جناب خان صاحب کو خبر ہوئی تو ہر شش و حواس چلنے لگے وہ تمام سفر کی تکلیف اور صرف مال کثیر سب فضول و رانینگاں ہو گیا۔ اور آئندہ کیلئے تمام عمر کو علماء حرمین شریفین سے بھی دست بردار ہونے کیوں کہ خان صاحب کا حکم ہے کہ جن کو وہ کافر کہتے ہیں۔ اس کو اگر کوئی کافر نہ کہے یا کافر کہنے میں شک کرے، شامل و تردد بھی کرے وہ بھی کافر قطعی ہے۔ اور اب علماء حرمین شریفین اور علماء مصر و شام و دمشق، حضرات علماء دیوبند کو مسلمان اہل سنت و اجماعت فرما رہے ہیں۔ تو خان صاحب کے فتوے کے موافق العیاذ باللہ وہ سب کے سب کافر مرتد ملعون ہوتے۔

پھر اب ان سے فتوے کیسے دیافت کریں گے ؟

تو ہم کو یہ خوف ہوا کہ چونکہ اس رسالہ کے شائع ہونے کا دن خان صاحب کے لئے قیامت گزرنی سے کم نہ ہوگا (چنانچہ بدحواسی میں ان کو ایک خط اپنے صاحبزادہ حامد علیا خان کے نام سے بعنوان "مکہ مکرمہ کا تازہ خط" چھاپ بھی دیا جو اور ضرر ہوا۔ اور لوگوں کو مفہوم ہو گیا کہ ضرر مولانا مولوی غلیل احمد صاحب کے رسالہ پر حضرات علمائے مکہ مکرمہ نے دستخط فرمائے، اور خان صاحب کے ہم خیال ہندوؤں نے ان کو روکا۔ جس کا قدر سے حال "فصل الخطاب" میں لکھا گیا ہے) کہیں ایسا نہ ہو کہ خان صاحب رسالہ شائع ہونے سے پہلے ہی سفرِ آخرت کا تہیہ فرمائیں۔ اور ہمارے مشورہ پر عمل کر لیں کہ اب نفع آپ کے مرنے ہی میں ہے۔ کیونکہ کھڑیات سے تو بہ کی تو آپ سے امید نہیں۔ بسنا ظرو کی طاقت نہیں۔ اور اگر مناظرہ ہوا تو خدا چاہے چاروں شانے چت نظر آویں گے۔ تو اب زندگی میں بجز ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں۔

مگر یہ ضرور ہے کہ سفرِ آخرت بھی کسی بڑی پالیسی پر مبنی ہوگا۔ جس میں غالباً ہمارے ساتھ اب علماء عربین شریفین بھی ضرور تھے ہوں گے۔ اس وجہ سے یہ تحریر ہم شائع کرتے ہیں کہ خان صاحب کفن میں اس کو بھی شامل بیٹے جائیں۔ اور ایسی تدبیر کریں کہ گو یہ لوگ کیسے ہی کھڑے اپنی بریت کریں مگر نہیں۔ ان کو تو کسی نہ کسی طرح ضرر کا فر بنایا جاوے۔ اگر اسلام نبوی کے موافق کافر نہیں ہو سکتے تو بدعتی سبیل اسلام سے ضرر ہی ان کو خارج کر دیا جائے۔

اور نیز چونکہ خان صاحب کی طرف سے یہ بھی شور مچا کہ اگر ان حضرات کے یہ دعوت اُردو کلام نہیں ہیں تو کیوں نہیں شائع کر دیتے کہ ہمارے یہ عقائد نہیں، ہم ان عقائد کو کفر سے جانتے ہیں۔

گو اس اعلان کی ضرورت دعویٰ جس کی تفصیل "ترکیہ افراط و تفریط فی امینۃ الاکابر"

میں بیان کی گئی ہے۔ اور "اشتقاق البری" اس درجہ سے کھانا کا اگر خان صاحب میں ہمت ہے تو ان مضامین کو حیات محدود سے ثابت فرمائیں۔ مگر تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ خان صاحب کیا ان کی تمام جماعت مل کر بھی اس کو ثابت نہ کر سکی۔

اور نیز چونکہ ہم خان صاحب کی تمام بے جا جھڑپوں کو طے کرنا چاہتے ہیں اس درجہ سے دونوں حضرات قدس سرہما کی عبادات تو "تخذیر الناس" و "مناظرہ عجیبہ" اور "فتاویٰ شیعہ" مطبوعہ کی نقل کر رہے ہیں۔ اور جو حضرات بقید حیات ہیں ان کے اصل فتووں کی بقید ضرورت عہدت نقل کر کے "قلع الرقین" ہی کہتے دیتے ہیں۔ کہ بھر کوئی بات ہی باقی رہے۔

اب اہل سلام ملاحظہ فرمائیں۔ کہ عالی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے حضرت قاسم العلوم و الخیرات محمد بن عبد اللہ تھانی فی العالم حضرت مولانا مولوی حافظ اجماع رحمہ فاسم صاحب خانو تو قدس سرہما العزیز پر یہ اہتمام لگایا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم نے سالہ "تخذیر الناس" میں جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام بیانی ہونے سے انکار کیا۔ اور آپ کو سب سے پھیلانی دانا۔

حالانکہ حضرت مولانا مرحوم "تخذیر الناس" ہی کے صفحہ ۱۰ سطر ۳ میں فرماتے ہیں کہ

"سو اگر مطلقاً اور محرم ہے تب تو ثبوت خاتیت نہائی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لازم خاتیت نہائی بدالبت استدلالی ضروری ثابت ہے۔ اور اگر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا منی بعدی او کا قال۔ جو اجماع بریلوی مذکور اسی لفظ خاتم الباقین سے ماخوذ ہے اسباب میں کافی۔ کیوں کہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منفعہ ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور مستحضر

منقول :- پہلی سورت یہ عدم توازن الفاظ باوجود توازن معنوی یہاں ایسا ہی
ہو گا جیسا توازن اعداد رکعات قرآن و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ شمر
تعداد رکعات متوازن نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر
بھی کافر ہو گا :- انتہی ۔ کلامہ الشریعہ ۔

مسلمان خیال فرمائیں کہ حضرت مولانا فوتوی قدس سرہ العزیز خانقہ ربانی
کو قرآن سے بدعات مطابقی و التزامی، پھر حدیث متواتر المعنی، پھر احادیث سے ثابت
فرما کر جو منکر خاتم ربانی ہو اس کو کافر فرما رہے ہیں۔ لیکن خان صاحب باوجود اس اقرار
صریح کے انکار کا الزام لگا کر حضرت مولانا ہی کو نہیں بلکہ جو ان کو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر
کہتے ہیں۔

مسلمانو! ملاحظہ فرمایا۔ ختم ربانی کا اس سے زیادہ کیا اقرار ہو گا کہ اس کے منکر کو
کافر کہتے ہیں مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یہ تو ختم ربانی کا انکار ہے، ان کو منکر
کافر کہو۔

ملاحظہ اس عبارت "تخذیر الناس" کے ملاحظہ ہوں عبارت "منظرہ عجیبہ"
کی جو اسی "تخذیر الناس" کے متعلق بعض علماء سے گفتگو ہوئی ہے۔ حضرت مولانا موضح
جہد اللہ تعالیٰ مضحکہ فرماتے ہیں۔

۱۱ صفحہ ۳۲ سطر ۷۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خانقہ ربانی
تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے آپ اقل انکشافات
ہیں۔ انتہی۔

۱۲ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ سطر ۹ پر فرماتے ہیں۔
"مولانا! خانقہ ربانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تقطیع تو نہیں کی۔ مگر
ہاں آپ گوشہ حمایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کر دوں ؟"

۱۳ پھر اور ملاحظہ ہو صفحہ ۳۹، سطر ۱۲۔

• مولانا! معلوم نہیں یہ اعتراض ہے یا مضرب ہے اور عرض کی تو کوئی بات اس میں سے نہ نکلی۔ اگر سطر ۴۰ حفظ و منصب ہی نکلا۔ مولانا! خاتمیت زبانی اپنا بیان ہے ناسخ کی تمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔ سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو بعد کے نسخہ میں بھی زبان ہے :-

۱۴ پھر اس "منظرہ عجیبہ" کے صفحہ ۴۱، سطر ۱۵، پڑھتے ہیں۔

• اپنے اعتقاد کا حال تو ازل "تہذیر" میں عرض کر چکا تھا۔ جس میں سے تقریر ثنائی کے موافق خاتمیت زبانی علی الاطلاق سجدہ دلائل مطابقتی لفظ خاتم ہو جائے گی :-

۱۵ پھر صفحہ ۵۰، سطر ۵، پڑھتے ہیں۔

• بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے صفحہ ۵۱ کی سطر ۵۱ سے لے کر صفحہ ۵۲ کی سطر ۵۱ تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زبانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں دلائل مطابقتی ثابت ہو جائیں۔ اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیتا ہے۔ چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے :-

۱۶ پھر اسی صفحہ کی سطر ۲، پڑھتے ہیں۔

• سو پہلی صحت میں تو نامہ زبانی دلائل التزامی ثابت ہے۔ اور دلائل التزامی اگر دوبارہ توجید فی المطلوب دلائل مطابقتی سے کمتر ہو مگر بعد دلائل اثبوت اور دلالتی میں مدلول استثنائی مدلول مطابقتی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جاتے :-

پھر اسی صفحہ کی سطر ۱۰، پڑھتے ہیں۔

”خیر بات کہیں جا چڑی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیہ زمانی سے بھگوانیکار
 نہیں، بلکہ یوں کہنے کے متکون کے لئے گنہگار شش انکار چھوڑی۔ فضیلت کا
 اقرار ہے، بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیسے۔ اور نبیوں پر ایمان ہے پر برکت
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں کہتا“

۸۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸، سطر ۱۲، پر فرماتے ہیں۔

”مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو مولانا غالب اجماع کیوں کر سمجھتے ہیں۔ اسی سطر
 مخالفت توجہ ہوتی جب کہ معارضہ معنی انگریز زمانی ہوتا۔ معنی خدا احمد تو
 ثبت خاتمیہ زمانی میں معارضہ ہوتا تھا۔ اگر معنی علیہ وسلم کے کوئی نکتہ زمانہ
 کتابت ہے تو میں کیا تمام مفسرین اور حضرات صوفیائے کلام جملہ جمل کے
 ۹۔ اسی میں اسی کتاب کے صفحہ ۱۳، سطر ۱۴، پر لاشاد فرماتے ہیں۔

”افتخار بالغیر میں کلام ہے؛ اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں نازل کرے اس کو کافر سمجھا ہوتا
 مسلمان!“

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مولانا محدث علیہ رحمت اللک السبع کیسی صاف
 عملات میں ”ختم زمانی“ کا اقرار فرماتے ہیں اور ”مکمل ختم زمانی“ کو کافر، خائن از
 اسلم تحریر فرماتے ہیں۔ مگر خان صاحب کی ایمان داری اور حیا، اور امانت قابل ملاحظہ
 ہے کہ حضرت محدث رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اپنے رسالہ ”جہاد اللہ حدودہ“
 میں صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں۔

”جس میں آج کل کے بعض مشفق قاسمان کھڑے ضلال نے تحریف معنوی
 کی اور سنا ز اللہ حضور کے بعد اور نبیوں کی نیو جہانے کو خاتمیہ معنی نبوت
 بالذات لئے۔ یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر میں کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم ہی بالذات میں اور انبیاء نبی بالعرض۔ ہائی خانہ میں تمام انبیاء کے بعد چنانچہ
 حضور کے بعد کسی کو نبوت میں مانع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں۔ اور اہل کفر و کفر کے
 بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے صفا متافی نہیں۔ انتہی بلطف الخیریت
 مسلمانو! آپ ہی حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر کذب خالص اور بہتان
 صریح ہے۔ یہ ہے "مجدد مائتہ حاضرہ" اور "صاحب مجتہد قاہرہ"۔
 آپ نے عبارت "تحدیر الناس" و "منافقہ عجیبہ" کو ابھی ملاحظہ
 فرمایا ہے کیا ان میں خاتمت زمانی کا ثبوت بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہیں بیان فرمایا؟ کیا
 ملحد کو کافر نہیں کہا؟ کیا آپ کے بعد نبی ہونے کو مانع نہیں فرمایا؟ کیا غایت بات
 کے ساتھ خاتمت نبی اور خاتمت نبی کو ثابت نہیں فرمایا؟ کیا اسی کو اپنا مذہب و دین تسلیم نہیں کیا پھر
 بھی یہ جھوٹوں کا مجدد کس دشمنی سے کہتا ہے، اس کا انصاف دنیا میں اہل اسلام کے اخص ہے، اور
 آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو کر ہی ہے گا۔

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے۔

۔ مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے۔ کہ مذہب کی سخی، نہ
 انبیاء کی، نہ مصطفیٰ کی مانے، نہ ان کے خدا کی، سب طرف سے ایک
 کان گونگا ایک بہرا۔ ایک دیدہ اندھا ایک بھونڈا، اپنی ہی بانگ
 لگاتے جلاتے کہ سب ناموسی کے اولیاء، ضلالت حرام میں۔ آخر الانبیاء
 ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے؟ انتہی بلطف الخیریت۔

مجدد صاحب عبارت تو ملاحظہ فرمائیے۔ پھر خود اور ان کے معتقد ہم کو
 بد زبان کہتے ہیں۔ مشرک نہیں آتی۔ یہ کتاب مسئلہ کی چھپی ہوئی ہے۔ فرمائیے تو
 سخی یہ الفاظ خبیثہ کس کے جواب میں کہے ہیں؟ ہم نے اس بد زبان کو کیا کہا تھا؟
 جس کے بدل میں اس نے یہ نجاست ظاہر کی؟

کون شخص ہے جس کے بڑوں کو بلا وجہ ایسے خبیث الفاظ کہے جائیں اور وہ کچھ بھی نہ کہے ؟

معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجدد ہی نہیں ماس شاہدہ میلے بھی ہیں۔ اگر اس عبادت کی منجوریدہ کسوں کو ڈول کسوں قسم کھا کر بیان فرماتے تو اور اچھا ہوتا بشم نہیں آتی گھر میں بیٹھ بیٹھ کر ناک پر ہاتھ رکھ رکھ کر ٹٹک ٹٹک کر میلوں کی طرح گھٹنا تو آتا ہے مگر "انتصاف البری" اور "نور زاری بلشتہار" میں جو دریافت کیا گیا کہ یہ کہاں کھاتے ؟ تو سب مر گئے ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ گھر والے کی قسم کھا کر کہیں جواب دیا، یا اب دیں گے، یاد سے کہتے ہیں ؟ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔

اہل اللہ پر چھوٹ، پڑ ہے الغفر سواد الوجهہ فی الدارین ہاں ہاں بھی آپ نے کو "فقیر احمد رضا" کہتے ہیں۔ یہی معنی مراد ہوں گے۔

غیر اب تو مخاطب اہل اسلام ہیں۔ حضرات ! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مولانا ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ختم زمانی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا اعتقاد ہے ؟ اور کیا تحریر فرماتے ہیں ؟ یہ رسائل چھپے ہوئے قریب تیس چالیس سال کے ہو گئے ہیں۔ باوجود ان صاف صریح عباراتوں کے، خان صاحب آکھ بندہ کر کے جودل میں آتا ہے کھٹے چلے جاتے ہیں۔ نہ خوف خدا ہے، نہ خلق اللہ سے شرم ہے۔

تعب یہ ہے کہ اس رسالہ "جزا اللہ عدوہ" کے آخر میں علماء دیوبند اور گنگوہہ کا فتوے بھی نقل کیا ہے کہ "جو منکر ختم زمانی ہو وہ کافر ہے" اور پھر حضرت ممدوح پر یہ الزام بھی لگا دیا۔

چہ دلا دست دزدے کہ بکف چراغ دار

اگر حضرت مولانا ممدوح معاذ اللہ معاذ اللہ "ختم زمانی" کے منکر ہوتے تو حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات علماء دیوبند منکر کی تکفیر کیسے کرتے ؟

یہ ہے خان صاحب کی دیانت اور اُفتاد اور بہتان۔ العیاذ باللہ! کچل تو کھلے کافر بھی ایسی حرکات کرنے سے شرماتے ہیں، مگر مجدد صاحب ہیں کہ اسی کو کمال جانتے ہیں اور اسی پر فخر کرتے ہیں۔

خان صاحب بریلوی نے حضرت مولانا مہملوی حافظ الحاج کشتیہ احمد صاحب رشید الحق والملت قدس اسرارہم پر یہ الزام لگایا کہ جو کوئی شخص خدا کو جھوٹا کہے اور تصریح کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ عجیب اس سے صادر ہوا، معاذ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ تعالیٰ تو اسے کافر تو بالائے طاق حاسق بھی نہ کہو۔ ۱۲

حالانکہ حضرت مولانا موصوفہ کافرو نے اسی بارہ میں "ناؤنے کشتیہ" حتمہ اقل کے صفحہ ۱۱ پر چھپا ہوا ہے۔

" ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفات کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ أَهْدَىٰ مِنَ اللَّهِ قَبِيلًا۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا جان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے۔ اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع است کا ہے۔ وہ ہرگز مومن نہیں فَقَالَ اللَّهُ عَمَّا يُقُولُ الظَّالِمُونَ عَلَوْا كَيْتَرًا ۝ اِنِّیْ كَلِمَۃٌ عَرَبِیَّةٌ

یہ فتوے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا بھی موجود ہے اور حضرت ممدوح کے نانہ نہ حیات میں دہلی بھی ایک مرتبہ چھپا ہے۔ اور وصال سے چند روز قبل جب بندہ کو دیکھنے میں یہ انحراف معلوم ہوا تو عرض فرمایا کہ کیا انت کسب تو حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے صاف تحریر فرمادیا کہ یہ نسبت میری طرف غلط ہے۔ وہ کرامت نامہ بھی محفوظ ہے۔

مسلمانو! خدا کے لئے انصاف فرماؤ۔ جو شخص خداوند عالم جل جلالہ کے جھوٹ سے متصف ہونے کے عقیدہ کو کفر قطعی اور مخالف قرآن و حدیث و اجماع امت بتائے اور اس غیث عقیدہ کے معتقد ہی کو نہیں بلکہ سب زبان سے کہے اس کو بھی کافر طعون مخالف قرآن و حدیث و اجماع امت کہے اور یہ کہ وہ مومن ہرگز نہیں۔ اس پر خان صاحب کا یہ اتہام کہ وہ خدا کی نسبت کذب بالفعل کا قائل ہے جو خدا کو معاذ اللہ بیل کہے کہ وہ جھوٹا ہے یہ عجیب اس سے صادر ہوتا ہے وہ کافر کیا فاسق بھی نہیں؟ کس قدر صریح بہتان ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ ہے خان صاحب کا تدبیر اور یہ ہے "حسام احررین" کی حقیقت۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔

اب جو استفتار حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج غلیب احمد صاحب ملت فیوضہم سے کیا گیا ہے اس کو اور اس کے جواب کی عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائے۔

خان صاحب بریلوی نے جو حضرت مولانا موصوف پر یہ الزام قائم فرمایا ہے کہ "وہ ظالم ہیں حسین کریم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کہتے ہیں اور اس کی" بلاتین قاطعہ "میں تصریح کی

بندہ نے اس بارہ میں حضرت مولانا موصوف سے استفتاء کیا ہے جو کچھ سریع بعض عبارات جواب کے منقول ہے۔ اہل اسلام ملاحظہ فرمائیں اور خان صاحب کی مجددیت کی داد دیں۔

نقل استفتاء۔

بخدمت شریفہ مندرجہ مکرم جناب مولانا مولوی غلیب احمد صاحب ملت فیوضہم در مسئلہ ہر علوم سہارنپور ساکن انہما دامت برکاتہم۔

بعد عرض تحیۃ ماثورہ عرض ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی "حسام احررین" میں آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے کتاب

- ۱۔ "براہین قاطعہ" میں تصریح کی کہ "ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے" اور ذیل دریافت طلب ہیں۔
- ۱۔ کیا اس مضمون کی آپ نے "براہین قاطعہ" یا کسی دوسری کتاب میں تصدیق فرمائی ہے؟
- ۲۔ اگر تصریح نہیں تو لطیف لزوم کے اشارہ، کنایہ بھی یہ مضمون آپ کے عبارت سے مفہوم ہوتا ہے یا نہیں؟
- ۳۔ اگر یہ مضمون صراحتہ مفہوم نہیں ہوتا اور لزوم مفہوم ہوتا ہے تو یہ معنی آپ نے مراد لئے ہیں یا نہیں؟
- ۴۔ اگر یہ مضمون آپ نے نہ صراحتہ بیان فرمایا نہ اشارہ و کنایہ آپ کے کلام کو لازم، نہ آپ کی مراد تو جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا کہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ابلیس کا علم زیادہ ہے، اس کو آپ سلمان جانتے ہیں یا کافر؟
- ۵۔ جس عبارت کو خان صاحب "براہین" سے نقل کرتے ہیں اور اس مضمون مذکور کو اس کا سفا و صریح بیان کرتے ہیں، اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے؟
- بیٹو! تو جہرا۔

بندہ محمد رفیع حسن عفی عنہ



فصل عبادت بھول

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیضہم العالیہ

ابو ابیہ بنہ الوصلی اللہ الصواب

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ لعن کی کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ براہین کے مطمحہ میں یہ عبادت موجود ہے۔

”پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ صلوٰۃ کے تعریف و شرف کلمات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا۔ انتفا۔“

خان صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتنا لگایا ہے اس کا حساب دفعہ جزا ہو گا۔ یہ کفر و مضمون کہ ”شیطان علیہ لعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے“ براہین کی کسی عبادت میں نہ ضرور ہے نہ کثرت۔

عرض خان صاحب بریلوی نے یہ محض اتنا اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدت اخیر کبھی دوسرے بھی اس کا نہیں مہا کہ شیطان کیا کوئی دلی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔ یہ عقیدہ جو خان صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے۔ اس کا مطالبہ خان صاحب سے دفعہ جزا ہو گا میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک۔ دکنی بانٹہ شیطانی۔

اہل اسلام عبادت براہین کو بغور ملاحظہ فرمائیں مطلب صاف اور واضح ہے۔

حررہ خلیل احمد دفعہ اللہ العز و العند

خلیل احمد



مسلمان ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کیسا جھوٹ اور اتہام ہے۔ ہم اس کے متعلق کیا کہیں۔
مسلمان خود ہی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کس قدر اتہام ہے۔ جو شخص جس عقیدہ کو کھڑے کرے اس کو
اس کے ذمہ دہ دیا جائے کس قدر ظلم صریح اور تکفیر کا شوق ہے۔



خان صاحب نے حضرت مولانا مولوی حافظ امجد اشرف علی صاحب دات
برکاتم پر انفرادی عقیدہ کیا ہے کہ "حفظ الایمان" میں تھری کی کتب کی باتوں کا جیسا علم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر لڑکے جگہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو
حاصل ہے ؟

بندہ نے حضرت مولانا صاحب سے استفسار کیا جو مع بعض عبادات جواب کے
منقول ہے۔

فعل استفسار۔

باسمہ تعالیٰ حامداً و مدیوناً۔

خدمت اقدس حضرت مولانا مولوی حافظ امجد اشرف علی صاحب دات
اشرف علی صاحب دات فیہ کرم العالیہ ، بعد سلام سنون عرض ہے کہ مولوی امجد رضا
خان صاحب بریلوی یہ بیان کرتے اور "حسام المؤمنین" میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ
آپ نے "حفظ الایمان" میں اس کی تصریح کی کہ

"حنیب کی باتوں کا علم جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا
ہر بچے ، اور ہر لڑکے جگہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے ؟

لہذا امور ذیل دیانت طلب میں

- ۱۔ آیا آپ نے "حفظ الایمان" میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے ؟
- ۲۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ معنوں آپ کی کسی عبادت سے نکل سکتا ہے ؟

۱۲ آیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے ؟

۱۳ اگر آپ نے دایبے مضمون کی تصریح فرمائی یا اشارۃ مفاد عبارت ہے دآپ کی مراد ہے، تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا تصریح یا اشارۃ کے لئے آپ سلطان کہتے ہیں یا کافر؟ بیڑا تو بڑا۔

بندہ محمد رفیع حسن علی خان



فصل عبارت جواب

حضرت مولانا مصلح دامت برکاتہم

مشفق مکرّم سلم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں

۱۱ میں نے یہ نصیحت مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اور لکھتا تو وہ کتنا دیر سے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی غلطو نہیں گزرا۔

۱۲ میری کسی عبارت سے یہ مضمون قائم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ اخیر میں عرض کر دیا گا۔

۱۳ جب میں اس مضمون کو نصیحت سمجھتا ہوں کہ وہ دل میں بھی کسی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا اب مراد میں ہوا، تو میری مراد کیسے ہو سکتی ہے۔

۱۴ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحت یا اشارۃ یہ بات کہ میں اس شخص کو غارت اگر اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصو میں تطبیق کی اور تحقیق کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے افضل الکلمات فی جمیع الکلمات العلییہ العلییہ ہونے کے باب میں یہ ہے

بعد از خدا بزرگ توفیق نصیب مختار

اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ اور لقب "بسط البیان کلف اللسان" کا یہ جملہ لکھتا ہوں
سے لقب کرتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

کتبہ اشرف علی

مسلمان اب خود غور فرمائیں کہ خان صاحب نے کیا کیا بہتان اور افتراء پروانیاں
کر کے اہل جرین شریفین کو دھوکہ دے کر فتوے تکفیر حاصل کیا ہے۔ اس پر اگر وہ حضرات
کوہر کا فتوے نہ دیتے تو کیا کرتے؟ ان مضامین کفریہ پر تو ہر شخص کفری کا فتوے دے
گا۔ ہم سے بھی اگر پوچھتے تو کفری کا فتوے دیا جاتا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ کفر اسی پر لازم
آئے گا کہ جو ان عقائد کفریہ کا معتقد ہو۔

حضرات موصوفین نہ وہابی نہ ان عقائد کے معتقد مسلمان خود غور فرمائیں کہ تکفیر کیا
جہانے گی اور کس پر لوٹ کر آنے کی؟ اگر نہ معلوم ہو تو ملاحظہ فرماتے۔ "رد التکفیر"
"احمدی المسند و التبعین" "بریلوی کا نادان دوست"۔

حضرت مولانا نانوتوی اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہما زماہ نہیں ہیں مگر ان کی
کتاب میں جیسے شذوذ و جہد ہیں۔ اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولانا
حافظ اشرف علی صاحب دامت برکاتہما اس عالم میں دلق افروز ہیں ان کا دستخطی خاص
فتوے بندہ کے پاس موجود ہے جس کی ضروری عبارت یہاں درج کی گئی ہے جس صاحب
کا حق چاہے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یا ان حضرات سے براہ راست دریافت فرمائیں۔ یا
حامی منہ بھیج کر پوچھ لیں۔ مگر جو مضمون آپ کی طرف نسبت کیا ہے حق ہے یا نہیں؟ کیونکہ
عجب نہیں کہ خان صاحب یہ فرمائیں کہ یہ عبارات ان حضرات کی نہیں ہیں بنالی ہیں۔ بغرض
زبانت توفیق فتوے حضرت مدرسین مہر عالیہ سلامیہ تنفیہ دیو بند کو بھی نقل کر دیتا
مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ پھر کس بات کی گنجائش ہی نہ رہے۔

نفل استفتاء

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلحاً ومسلماً

کیا فرماتے ہیں حضرات علما بر دیوبند مدرسین مدرسہ عالم دیوبند و تلامذہ و معتقدین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز حجت اللہ فی الارض خیر الاسامی والمسلین۔ و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز رشید الحق والملت والذین۔ امور مفصلہ ذیل میں۔

۱۱ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ نے "تمذیر الناس" میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم زمانی "کا انکار فرمایا ہے۔

۱۲ خان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ ہم اللہ تعالیٰ کے کذب بالفعل کو جائز کہتے ہیں۔ اور معاذ اللہ تعالیٰ جو خدا کو جھوٹا کہے اور اس عیب کا صدور اس سے جائز کہے وہ کافر کیا فاسق بھی نہیں ہیں ؟

۱۳ نیز خان صاحب مولانا خلیل احمد صاحب کی نسبت فرماتے ہیں کہ انہوں نے بریلویؒ میں تصریح کی کہ ہمیں کاظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ؟

۱۴ خان صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دست گاہتم نے "حفظ الایمان" میں تصریح کی کہ "جیسا علم عیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا تو ہر نبی اور ہر کامل بلکہ ہر جانور کو حاصل ہے" اور انہ تمام مصفا میں کو "حسام اکھڑیں" میں لکھا ہے۔ اور علماء حرمین شریفین سے تکفیر

کافتوئے حاصل کیا ہے۔ اب امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

۱۵ (۱) آیا امور مذکورہ واقعی حضرات موصوفین نے صراحت یا اشارۃً بیان فرمائے ہیں؟

(۲) اگر بیان نہیں فرمائے تو آپ حضرات کا ان امور کی نسبت کیا اعتقاد ہے؟

(۳) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور آپ کے اساتذہ کرام کے اعتقاد کے نزدیک کیسا شخص ہے؟

صاف صاف بیان فرمائے تاکہ حق واضح ہو جائے۔

۱۶ جن عبارات کو طحطا صاحب نقل فرما کر ان مضامین مذکورہ کی صراحت کا دعویٰ

فرماتے ہیں وہ مضامین ان عبارات سے اگر صراحت نہیں لڑو یا بھی نکل سکتے

ہیں یا نہیں؟

۱۷ اگر لڑو یا بھی ان عبارات کا مفاد وہ مضامین کفریہ نہیں ہیں تو کسی اور جگہ ایسے

مضامین کو صراحت یا ضمناً بیان کیا ہے؟



مختصر مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ۔ اور فتوے مرقوم حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سقاہ اللہ من سبیل الجنۃ وادعائہ کی جو عبارات اس تحریر میں شائع کی گئی ہیں وہ واقعی ان تحریرات میں بکثرت موجود ہیں جس کو کچھ بھی نااہل ہودہ جانا ملے ان تحریرات مطبوعہ کو ملاحظہ کرے ہو مگر سر کر مطبوع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور بذیل تصدیق عبارات مذکورہ ہماری ہی تصدیق کریں۔

اور جناب مولانا مولوی غلیل احمد صاحب اور جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہما وادامت ہر کا تھا کہ فتووں کی جو عباراتیں اس تحریر میں مرقوم ہیں وہ فتوے بھی ان حضرات کے دستخطی ہم نے بچشم خود ملاحظہ کئے۔

اب ہم جلد اہل ایمان کو باذن اللہ الطینان دلاتے ہیں کہ ان جملہ عبارات میں سے کسی ایک کی نسبت بھی کسی قسم کا خلیجان نہ فرمائیں مگر کوئی پاگل، جنونی، بریلوی یا جانیونی اس بارہ میں دوسرے ڈالے تو لا حول سے کام لو۔ اور اصل تحریرات کو ملاحظہ فرماؤ۔ ہمارے پاس اگر ہاتھ کے ہاتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ جاؤ۔

اس کے بعد بایمان صادقہ و شہادات واللہ یہ عرض ہے کہ ہم نے بفضل اللہ حضرت مولانا قاسم انجیر و لبرکات اور حضرت مولانا رشید الحق والدین کو بچشم خود دیکھا ان کے اقوال و اعمال، عبادات و معاملات کو مدت العمر مشاہدہ کیا۔ ہم نے ان سے زیادہ عالم باعمل، عاشق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قبیح طلاق سنت، و پابند بشریت ناپذیری دنیا، راغب فی الآخرہ کسی کو نہیں پایا۔ ان کی نسبت کسی دشمن دین دجیال کا یہ کہنا کہ خود باللہ وہ خدا کے متعال سے صدقہ کذب کو جائز کہتے ہیں، یا حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ اتباعہ اجمعین کی "خاتمیت زبانی" کے منکر ہیں، اس پر

لے یعنی اسی سال میں اوپر جو دو فتوے نقل فرمائیں ہوئے۔ ۱۴

کی دلیل ہے کہ وہ فاکل مختصری ہے فاکل لتغذی اللہ ولذا کاسچا جانشین
 اور پڑا وراثت ہے۔ اور اس کا سلسلہ نسب بھی اس سے جائے تو کیا عجیب علی حدیث
 حضرت کے نزدیک جہاں کے تخلصین و خدام کے حمیدہ میں ایسا شخص خدا کا دشمن رسول کا
 مخالف ایمان سے خارج لعنت کا مستحق ہے۔ جنہوں نے ان کے اقوال کو سنا ہے، اور ان
 سے فیض علم حاصل کیا ہے ان کو تو یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمام کلمہ حقیر
 کی طرح اور ان کی افستہ پر پڑا ہی اتنا بھی اثر نہیں کر سکتی جتنی اوڑو پر سفیدی۔
 مگر وہ حضرات جن کو ان کے اقوال و احوال کا سچا عالم مقابلت صادقہ کے ذریعہ سے ہوا
 ان پر بھی فشا، انشاء ایسے صریح بستان کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ ان تفسیریں حضرات
 کے احوال، اقوال سے جو خدا اور رسول کی اطاعت و محبت ٹپکتا تھا۔ اس کے مقابلہ
 میں اہل ہونے کے نامی و عادی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر
 قصی اللہ وابت تلک حیرہ

یاد آتا ہے۔ جو بالکل بے اصل اور صرف زبانی جمع طریح اور محض دھوکہ کی ٹہنی ہے
 اور کوئی بہت ہی حق علی سے کام لے تو ”یکچہ“ نے جو اپنے مالک سے محبت کا معاملہ کیا
 تھا اس سے یہ محبت زیادہ نہیں ہو سکتی۔

جیسے رافضی نے محبت اہل بیت کی کڑے کر اور ائمہ کرام اہل بیت کو ”عالم مالان
 و مایکون“ کا خطاب دے کر ان کے اقوال کو سچ احکام مخصوص مان کر ان کو اپنی
 موت و حیات کا حقار بن کر اہل حق کو دشمن اہل بیت کے نام شرع کر دیا تھا، ویسے ہی
 ”مأس للہبہ من مجد و جماعت“ نے حضرت خیر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”عالم الغیب“
 کا منصب تجویز کر کے اور قیامت تک کے سادات کو رومن و حقی ظاہر کر کے اپنے آپ
 کو خیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا اور تمام اہل حق اور اولیاء اللہ کو حضرت رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف مشہور کر کے دنیا کی سرخروئی کی طبع میں ”سواد الوتر تبہ“

فی الآخرۃ " بلکہ فی الدین کو منظور کیا۔

ہر دو حضرات مقدس رحمہما اللہ تعالیٰ کی ربانی تحقیقات سامعین کے دل و دماغ میں محفوظ اور ان کی تحریرات مطبوعہ و غیر مطبوعہ لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ جن کے سننے اور دیکھنے سے بالابہت اہل حقیم بعیت میں کر سکتا ہے کہ توحید و رسالت و غیرہ اصولی سلام کی جو تحقیقات ان پر ناقض ہوئی ہیں اہل بدعت و ایمان محبت و فضیلت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا انکشاف تو دکنار زبانی جمع مخرج بھی ان کے متعلق نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے اذکار کی رخصت کے اعتبار سے ان تحقیقات غامضہ حقہ کو مَلَا عَيْنٍ وَاَتَتْ وَلَا اَذُتْ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبٍ بَشَرٍ " کا مصداق کہنا سراسر حق ہے۔

اس کی مثل بعینہ ایسی ہی ہے کہ تحقیق اہل سنت نے دہائے کمالات رضوی و فضائل اللہ اہل بیت جو تحقیقات و تفسیر قرآن و حدیث سے استنباط فرمائی، ناقض خدام اللہ تعالیٰ کو ان کا تو خواب بھی نصیب نہیں ہوا۔

ان کیا تویر کیا کہ اپنے غلو نفسانی اور افراط شیطانی کے جوش میں اگر محبت طہیت کا یہ ثبوت دیا کہ ان کو " عالم ماکان و مایکون " اور ان کی شان " یحلوں و مایحلوں و یحرمون و مایحرمون " اپنی حیات و موت کے مالک و مختار و غیرہ قرار دے کر اپنے آپ کو محب اہل بیت اور اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا۔ اور فضائل مختصرہ کو آڑ بنا کر خلق اللہ کی راہ مارنے لگے۔

اسی طرح پر مجہد بدعات بلکہ خاتم النبیین کو حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل عالیہ اور کمالات و اقدیم کی تو جوا بھی نہیں لگی، اپنی طرف سے اختراع کر کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو " عالم الغیب " و غیر قرار و خطاب دے کر اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آڑ بنا کر اپنے آپ کو محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل حق کو دشمن

رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشہور کرنے پر کمر باندھی۔

فَلَمَّا عَلِيَ الصَّالِبِينَ

ایسے افترا ثابت کا ذریعہ اور وساوسِ شیطانہ کا اُلٹا اعتبار ہوتا ہے کہ امام عظیم البرصیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معتزلہ اور مرجئیہ میں اور حضرت امام شافعی اور حضرت حسن بصری اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم قدرتیہ میں شمار ہوتے۔ بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عثمان بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عثمان ابلیسیت میں گئے جاتے۔

اس لئے اہل ایمان خواص و عوام کو ضروری ہے کہ ایسے جھوٹے افتراء پر دازوں کی آواز پر کان نہ رکھیں اور خدا سے بزرگانِ دین کی شان میں کوئی خطرہ بھی دل میں نہ لے لیں اور خوب سمجھ لیں کہ جنتِ عین موجود کا دھوکہ دہا فض کے دھوکے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ انہوں نے محبتِ اہل بیت کلام کو آڑ بنایا تھا اور انہوں نے محبتِ رسول علیہ السلام کی پناہ لے رکھی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس۔ جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہ اور جناب مولانا شریف صاحب سلمہ پر جو اس فرقہ ضالہ نے ہرزہ گوئی کی ہے سراسر افتراء اور بہتان ہے۔ یہ دونوں حضرات بحمد اللہ بقیدِ حیات زینتِ انزلتِ مسنونہ رشد و ہدایت اور اپنے مقدسینِ اسلاف کے سچے جانشین ہیں جن کا سچی چاہ ہے دیکھ لے۔ اور خود اُن سے تحقیق کر لے۔ ہم کو ان کے احوال و اقوال سے پوری واقفیت اور ان کے اوصاف و کمالات سے پوری آگاہی ہے۔ جو ناپاک باقری کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان حضرات کو افضل اللہ قیامت تک ایسا خطرہ بھی نہیں آسکتا۔ اللہ کے فضل سے وہ ان لوگوں میں ہیں کہ جن کے طفیل سے عالم میں سلسلہِ ہدایت باقی ہے۔ ”وکرہ الاصلاء و الفاعلون“۔

کی تالیفات متعدد کثیر و مشہور ہیں، ان کو میں کاجی چاہے دیکھ لے۔ حق
کی تالیفات کی نسبت اپنے گندے مضامین کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کسی بے حیا
مردین نے "لا تقربوا الصلوة" کو دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ نفل کی ممانعت کا یہ کلمہ
میں موجود ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اب ہم کو ہر مستغفر کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ مگر بعض
بعض میں توضیح و تحقیق، ہر سوال کے متعلق نسبتاً صداقت و ایمان داری سے کچھ کچھ
عرض کئے دیتے ہیں۔

۱۱۔ تحذیر الناس میں "ختم زمانی" کا انکار کیا نہیں گیا۔ بلکہ اس کا ثبوت مل
"تحذیر الناس" اور دیگر تحریکات حضرت مولانا قدس سرہ میں بوضاحت موجود
ہے۔ اور "مکمل ختم زمانی" کو کافر فرمایا ہے۔

۱۲۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کا کوئی فتوہ ایسا نہیں جس میں کذب یا غفل
داری آئے ہو۔ نعوذ باللہ واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے۔ بلکہ ایسے عقیدے کو اپنے
فتوے میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ،
بدنامی محال ہے۔

۱۳۔ مولانا غلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علم ابلیس
نعوذ باللہ علم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ
ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا سلسلہ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۱۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ "معمول صریح غلط اور کفر" کسی تحریر میں نہیں
لکھا کہ نعوذ باللہ "آپ کا علم حنیف ہے اور پاگل بلکہ ہر ہر جانور کے برابر ہے"۔
ایسے مضامین ملنے عرصہ میں شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سخت یرمائی
اور ملامت افزا ہے۔

۱۵ یہ مضامین کا ذہب کفریہ حضرات موصوفین میں سے کسی نے صراحتاً یا اشارتاً کبھی ہرگز بیان نہیں فرماتے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں منال و مضل ملعون کا فرزند بنی، جہنمی، مرتد، طرد، اور اس شیطان کا بھی استاد ہے جو اکابر دین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدلہ ہو۔

۱۶ جن عبارات سے مجدد الہیات اپنے مضامین انفراد اور انفراد کردہ کو بالقرین ثابت کئے ہیں ان سے اشارتاً اور لزوماً بھی قیامت تک وہ مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایسا ثابت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا: **فین باز بر عفت، عین باز بر عفت میرا نام محمد یوسف**۔
ہاں نہیں بلے ہودہ گوئی نے تو اگل گشتن گر
قوتے داری بگو در مہینے داری بہار

۱۷ ان مضامین منفسہ کفریہ کا اثر و تحریکات سکولہ میں ہے اور ان حضرات کی تحریکات باقیہ اور دیگر مایعات میں کہیں پتہ اور نشان ہے۔

صراحتاً یا ضمناً اصالتاً یا تبعاً کہیں ایسے مضامین طبعیہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں۔ اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد۔

ان حضرات پر ایسی لغویات کا افتراء اس قدر بے اہل جھوٹ ہے کہ نادان، جہل، متعصبین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاردل کی کار سازی ہے۔ جس کی اصل کچھ بھی نہیں۔ جس کا نتیجہ انشاء اللہ دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسار ہے۔ اعانۃ اللہ و المسلمین من ذالک، واللہ العلی و العزیز۔

کتبہ الامیر عزیز الرحمن حفیظہ ————— اشہد انہ معتقد و متصدق علیہا ————— ابوالربیع صبح
 مفتی سید عربیہ یوسف ————— بندہ محمد رفیع حفیظہ ————— قلام رسول مفتی حفیظہ
 [دفعہ علی العزیز الرحمن] [انہ عاقبت محمد رفیع] [۵۹۸]

نہد اگر حاضر ناظر کچھ کر عقائد مذکورہ اللہ
کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ ہی عقائد
ہمارے اصائدہ اور احباب کے ہیں۔
عزیز محمد اللہ کو بالاسہول غفرلہ
ہاں مدد عریضہ دیو بند

ابواب صبح
ان جوابات میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے
بالکل حق اور صحیح ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ
ہے اس کے خلاف جو کچھ ہمارے
اکابر کی طرف یا ہماری طرف غرض
کیا گیا ہے بالکل غلط خلاف واقع
اور بہتان محض ہے۔

الافتخار الزمان گل محمد خاں
مدنی صاحب مدظلہ دیوبند

گل محمد خاں
ایک دفعہ کا

الافتخار محمد بن محمد
مددگار مہتمم مدد دیوبند
مولانا محمد تقی صاحب

آئندہ ۱۳۶۹ھ

ابواب صواب
محمد انور عفا اللہ عنہ

اللہ
منظور احمد مدظلہ
مدد عریضہ دیوبند

محمد حسین مدظلہ
دیوبند

محمد حسین



فرمائیے ! اچھے کوئی مذہب باقی نہیں رہا ؟ فرمائیے جناب خان صاحب ! اب آپ
 کیا فرمائیں گے اور ان حضرات اور ان کے معتقدین کی تکفیر کی کیا تدبیر ہوگی ؟
 مسلمانو ! مسلمانو !

خداوند عالم جل و علا شانہ کی عظمت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی عزت کو ملحوظ نظر رکھ کر فرمادے کہ اب بھی خان صاحب کا دھوکا اور حضرات
 موصوفین کا سچا اور پکا مسلمان ہونا آپ صاحبوں پر روشن ہو گیا یا کچھ کسر باقی ہے
 ہمیں وہ عبارات " تحذیر الناس " و " براہین قاطعہ " و " حفظ الایمان " کی جن کو
 خان صاحب نقل فرما کر خلعت کو گراہ کرتے ہیں۔ اس کی نسبت ملاحظہ ہو رسالہ
 " انصاف البری من الکذاب المغتری " اس میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ قیامت
 تک بھی خان صاحب اور ان کے اذئاب ان مضامین کفریہ کو ان عبارات سے صراحتاً تو
 رد کنند ہزار وسایط بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

چنانچہ مدت گزرتی اور کسی میں اہمیت دہوتی جو مرد میدان ہوتا اور خدا چاہے نہ
 اور زیادہ تفصیل منظور ہو تو " ترکیب الخطوط العریضی فی امینۃ الکابر " کا ابطال
 فرما چاہئے۔ یا ملاحظہ ہو " الشہاب الناقب علی المسترق الکاذب " اور نیز ان
 دونوں فتووں میں بھی ان دونوں حضرات نے ان عبارتوں کے مطلب صاف صاف بیان
 فرمادیئے ہیں۔ اگر یہ فتوے پوسے طبع ہوئے تو معلوم ہو جائے گا۔

" براہین قاطعہ " میں علم ذاتی کی نفی کی ہے جو بالاتفاق خاصۃً باری تعالیٰ ہے
 اور " حفظ الایمان " میں مطلق بعض غریب کو بیان کیا ہے جو ایک غیب کو بھی شامل ہے
 ذکر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ چنانچہ دونوں باتیں ملاحظہ " براہین " اور
 " حفظ الایمان " سے ظاہر ہیں۔ اصلی عبارات ان مضامین کفریہ سے بالکل پاک و صاف
 ہیں۔ اس حجبہ اسی مسئلہ اشارہ پر کفایت ہے۔ خان صاحب کچھ جانتے ہیں گے۔

نتیجہ

یہ ہوا اگر حضرات علماء کرام دیوبند ارباب رشد و ہدایت کا ایمان و سلام تو
 قلم من شمس ہو گیا۔ مگر خان صاحب بریلوی اور ان کے اذنا ب کا ایسا ڈبل کفر ثابت ہوا
 کہ وہ مر بھی جائیں گے تو اٹھنا محال ہے۔ اگر مسلمان میں تو ثابت فرمائیں۔ یہ بات بھی قابل
 یاد رکھنے کے ہے کہ اب خان صاحب کے ہوا خواہ مقتضائے حق۔

جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

یہ فرماتے تھے ہمیں کہ ہمارے یحییٰ و یحییٰ بن شیر خدا کے ایک ملک و زمین میں غول غول
 ہو گیا۔ وہ تو ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اسی معاذ اللہ ہم کیوں کافر کہتے ہم کافر ہمارے کے لئے نہیں
 پیدا ہوئے ہیں۔ ہم سے تو جہاں تک جو سکے کا تاویل کر کے مسلمان ہی کہیں گے۔ ہاں ہم یہ
 ظاہر کرتے ہیں کہ جس فتوے کی بنا پر آپ نے اپنے مخالفین کی تکفیر فرمائی ہے اسی کے حکم
 سے آپ پر بھی تکفیر لازم آتی ہے۔ اس کو آپ اگر اٹھا سکیں تو اٹھائیں ورنہ اپنے کفر کو تسلیم
 فرمائیں یا توبہ کریں۔ اگر کچھ بھی دکریں گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ آپ نے اپنا کفر تسلیم فرمایا
 کیوں کہ کفر اسلام کی بات ہے، ہلکا معاملہ نہیں ہے۔ پھر مخالف دریافت کرتا
 ہے کہ برو کون ہو، کافر یا مسلمان؟ اس پر سکوت کیسا؟ اب ہم کو دیکھتا ہے کہ خان صاحب
 اپنا اسلام ثابت کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر اب بھی سکوت کیا تو فرمائیے آپ کو
 "ہرجیل" کہا جائے یا نہیں؟

ضرورتی تنبیہ

خان صاحب سے اس حسام مہند کا کچھ جواب ممکن نہیں۔ ہاں یہ دھوکہ دے سکتے
 ہیں کہ دیکھو اب میرے شور و غل مچالے پر کفر سے توبہ کر لی۔ صاحبو! یاد رکھئے اب دھوکہ
 کا وقت نہیں ہے توبہ وہ کرے جس نے کفر کیا ہو۔ یہاں تو ان مضامین کفر کا خیال بھی

نہیں، تو یہ کیسی؟ بلکہ اپنے قدیمی ایمان واسطے اہل خان صاحب کے دھوکہ کو ظاہر کیا ہے۔ کہ بھلا اعتقاد یہ ہے۔ خان صاحب جن امور کو بھاری طرف نسبت کرتے ہیں محض افتراء اور بہتان ہے۔ جس کا صاحب بے جواب ہو گا اور ضرور ہو گا۔

التاس

اب خان صاحب فرمائیں کہ جن حضرات علمائے عربین شریعتین زاد ہما شہ شرفاً و ثمریاً و علمائے معروضہ و دشمن نے حضرات علمائے دیوبند (جن کی خان صاحب نے ذیل تکفیزی تھی کہ جو ان کو کافر کہے وہ بھی کافر ہے) کے عقائد کی نسبت یہ لکھی ہے کہ: "ہی کے عقائد اہل سنت و جماعت کے ہیں"۔ ان کی نسبت خان صاحب لکھا کہ ہے؟ تمام عرب معاذ اللہ خان صاحب کے نزدیک کافر ہو گیا یا کچھ اور بولے ہے؟ وہ "مسئلہ وحدۃ" علمائے عربین شریعتین کا جہاں تک ہم معلوم ہے آپ کے پاس بھی کچھ ہے۔ فرمائیے! دیکھا مناظرہ اس کا نام ہے۔ اگر کسی میں جان ہے تو جواب دے۔ اور جنت ہے تو تمام عرب کی تکفیر کا اعلان کر دے۔ وہ "حمام احرارین" کا جواب کیا ہو گا؟

ہم سے جو مطالبہ تھا ہم تو بفضلہ تعالیٰ بالکل سبکدوش ہو گئے۔ جن عقائد باطلہ کو ہمارے اکابر کی طرف منسوب کیا تھا، ہم نے ان سے اپنے حضرات کی برأت ثابت کر دی۔

اب خان صاحب سے مطالبہ ہے کہ اپنا اسلام ثابت فرمائیں۔ قاعدہ "الایم نالایم" پڑھ کر سناتے تھے۔ اس کے موافق پہلے اپنے ایمان میں گفتگو کریں اور اگر ایمان واسطے سے کوئی اور چیز پیدا ہے تو اس کو فرمائیں۔ "مسلم احرارین" کا بڑا طعن تھا۔ اس لکھنوی کی تلمذ کا حال تو عالم نے دیکھ لیا۔ اب اگر سچے ہو تو یاروں کے "ذوالفقار علی" کے روکنے کے لئے کوئی پوشیدہ ہتھیار نکالے۔ مگر یاد رہے یہ وہ ہتھیار

نہیں جس کو عالم میں کوئی چیز بھی روک لے۔

خان صاحب ! یاد رہے ہم آپ سے دنیا ہی میں نہیں خدا چاہتے تو آخرت میں بھی دوزخ و بائیں کریں گے۔ اگر وہاں بھی آپ یہی جواب دے کر کہہ - ہمارے لائق تمام محشر میں کوئی بھی قابل خطاب نہیں -

بکدوش ہو جائیں تو خیر ورنہ جواب کے لئے تیار اور مستعد ہو جائیں۔
جابل مقتد جواب بغلیں بجاتے ہیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت سے کون بات کر سکتا ہے؟
ان کے خطاب کے لائق کون ہے؟ کیا وہ خان صاحب کو اس عدالت کی حاضری سے بھی سستی خیال فرما سکتے ہیں؟

خان صاحب ! ابھی کیا ہے؟ اگر خداوند عالم کو منظور ہے تو جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ عداوت کی ہے اس کو دنیا میں اور آخرت میں ظاہر کرنا ہے۔ آپ ہی کے کلام سے یہ ثابت کر دینا ہے کہ جو عداوت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے کی ہے وہ بڑی پرہیزگار نہیں کی۔ جس پر سید ہونے کا نام ہے آپ اس کے دشمن ہیں۔ آپ نے وہ تحقیق کی ہے جس کی بنا پر رسول نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کوئی شخص بھی کسی کو سید نہیں کہہ سکتا۔

فرمائیے ! یزید نے یہ کب کہا تھا؟ یزید تو سید کہہ کر قتل کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تو دنیا میں مانتا تھا۔ آپ نے تو گویا سادات کو دنیا سے فقط طعنی کہ دیا۔ آپ کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے جوں کی توں الشار اللہ تعالیٰ دربار رسالت میں آپ سرخرو نہیں ہو سکتے۔

گو خان صاحب ! کیا یہی محبت ہے کہ دنیا میں کوئی شخص کسی کو بھی سید نہ کہہ سکے؟ ہم یہ بھی، خدا چاہے آپ ہی کے کلام سے ایسا ثابت کر دیں گے کہ جس کا جواب

ہاں ہاں ممکن ناممکن۔ اگر جواب کا وعدہ فرمائے تو اور رسائل سے پہلے اسی کو پیش کر دوں۔

خان صاحب ! "الکوکب الیہانی علی اولاد الزوانی" بھی شائع ہونے والا ہے جس میں آپ ہی کے لکڑ "ازالۃ العار" سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ہی کے حکم سے آپ کا اور آپ کی اولاد کا اور آپ کے جملہ معتقدین کا دنیا میں کسی سے نکاح درست نہیں : اولاد صحیح النسب نہیں ہوتی۔ یہ ہمارا حکم نہیں یہ بھی آپ ہی کا فتوہ ہے۔ اور مجددیت کی ایک شاخ ہے۔

جناب علان صاحب ! زبان تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت ہی نہیں فرمائی۔ البتہ آپ کو اور آپ کے اذنب کو آپ کی تحریر پر بڑا ناز تھا "صلواتے مناظرہ" کے ایک ہفتہ کے اندر چھپنے کا بڑا فخر تھا۔ کیوں جناب وہ گھر کا مطبع اب کیا ہوا ؟ وچ دیتیں گزریں زمانہ ہو گیب

ہمدی تحریرات کا جواب کیوں نہیں ہوتا ؟ "حسام الکوشن" ، الکوکب الشہابیہ وغیرہ کے جواب کا مطالبہ تھا سرکار اب تو سب کے جواب ہو گئے۔ اب ہمارے جواب کیوں نہیں دیئے جاتے !

آپ کے عالم لودھی فاضل طبعی محبی پوکھر ریوی میاں جی نے "چپ شاہ بریلوی" کا جواب کالیوں کا طومار لکھ کر آپ کا کمرستہ لکھ دھرو سے دریافت کیا تھا اگر ایک برس سے زیادہ کی مدت جواب کے لئے مقرر فرمائی تھی۔ مگر یہاں جب بھیجا کہ جب میعاد ختم ہونے کو گیارہ ہی دن باقی رہ گئے تھے۔ لیکن بفضل خدا آشوریں ہی دن سولہ کے عہد الخفیظ صاحب دہلوی سلمہ بہ القوی نے رسالہ "بریلوی کا نادان دوست" لکھ کر ۲۷ جب ۱۳۲۹ھ کو خدیوچہ رجسٹری آپ کے یہاں اد میاں جی موصوف کے گھر بھیج دیا اور ہفتہ کے اندر جواب مانگا تھا۔ جس کی مدت ختم ہو گئی۔ اور کہیں سے جواب

کی صداقت۔

فرماتے: سزا کھو جسے آپ کا اللہ آپ کے معقبین کا آپ ہی کے کلام سے
کفر ثابت ہو گیا یا نہیں؛ آپ نے اسے تسلیم فرمایا یا نہیں؟ خلیفہ صاحب ہی آپ
کے معقبین مناظرہ، مناظرہ کی وہم چاٹے تھے۔ جن فریول کو آپ کا حال کیا معلوم
تھا کہ ج۔

حاصل خواجہ بکبند زاریت

کے سوا کچھ بھی نہیں۔ مگر آپ مہذب جواب لکھیں گے تو اس طرف سے بھی خدا پہلے
مہذب ہی جواب لکھا جائے گا۔

آپ کی "کتاب الخیر" کا جواب "بالغضانی جلال الرضا" ہو چکا۔ ہفتہ
عشرہ میں خدا چاہے طبع ہو کر شائع ہو جائے گا۔ آپ کے بعض متنی ہم سے "شکر خیر"
کا جواب طلب کرتے ہیں۔ مگر "بالغضانی" کافی ہے تب تو ضرورت نہیں۔ ورنہ
جواب موجود ہے۔ چونکہ ہم کو روٹگیر میں آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام احمد قادیانی
کے گروہ سے مناظرہ کرنے میں مصروفیت ہوئی اس وجہ سے آپ کی خدمت میں دیر
ہوئی۔ اب آپ ہیں اور ہم۔

اب ۱۱ اسکات لکھتے ہیں ۱۲ آخری اتمام حجت۔ ۱۳ بزم الوعدہ علی
ناکث العہد۔ ۱۴ انتصاف البری من کذاب الفتری۔ ۱۵ اسوۃ القیم علی مکفر نفسہ
من حیث لا یمکن۔ ۱۶ نوہدیری اشتہار۔ ۱۷ القسور علی اللہ المستغفر۔ ۱۸ حمد الغنی
کی ہر نام۔ ۱۹ مناظرہ کی استانی کوشش۔ ۲۰ الفتح البین علی اعداء الاسلام المسلمین
۱۱ کا صحت الخیر فی بندہ شر۔ ۱۲ بزم الذین۔ ۱۳ الشہاب الثاقب علی استرق
الکاذب۔ ۱۴ تنزیہ اللہ عن من عیب کذب بقیمہ۔ ۱۵ السہیل علی الجہیل۔
۱۶ اغفل العکوس علی الاغفل العکوس۔ ۱۷ حمد المقل۔ ۱۸ نجۃ المساج۔

۱۹ اثبات القصد اللہیہ باقامۃ الحجۃ الالہیہ - ۲۰ البطلان الاولیٰ الیہ
 باثبات القصد اللہیہ - ۲۱ اثار الغضار فی جمالیہ الرضا - ۲۲ کوکب الیمانی علی البطلان
 والخزائن - ۲۳ کوکب الیمانی علی اولاد الزدائی - ۲۴ قطع التین من قنول علی
 الصالحین - وغیرہ اشتہارات اور جہتی شدہ خطوط کا جواب مرحمت فرمائیے۔
 ۲۵ برس سے مناظرہ کا دعویٰ ہے۔ اگرچہ ہر توفی سال ایک سال کے حساب
 سے ۲۶ رسالہ بیان کردہ ہمارے مقابلہ میں لکھے ہوں۔ اور ہمارے پاس پہنچے ہوں۔ دو چار
 رسالہ گھر میں لکھ کر نام شائع کر دینے سے کیا ہوتا ہے۔ اگرچہ ہر توفی سال لکھا کر کہتے ہیں۔ آپ
 امداد آپ کے معتمدین سب سے لیں۔

آپ وہ رسائل پیش کریں جن کے مصنف خود بدولت جناب خاں صاحب آپ ہوں
 اور ہمارے مقابلہ میں لکھے ہوں۔ مگر یہ یاد رہے مسائل وہ ہوں کہ جن میں بقاۃ اللہ الامام علیہ السلام
 بہت سی تحفہ کی ہو یا خروج از اہلسنت والجماعت ہونا ثابت کیا ہو۔ ویسے مسائل جزئیہ
 فروعیہ تو ہمیشہ ہی ہوتے رہتے ہیں۔ ان اقل صورت سے مجز کا اقرار کر لیں اور اپنے دعویٰ
 کی تلافی فرمائیں۔ پھر مسائل فروعیہ میں بھی ہم ہر طرح سے مستعد ہیں مگر پہلے اپنا اسلام
 ثابت کریں۔ وہ گفتگو فضول اور لاماصل ہے۔



خلاصۃ الکلام

ابن حضرات اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ خان صاحب کا دعویٰ ہماری تحقیر کا مقصد اور حکم یہ تھا کہ حوران کے مخالفین کو کافر نہ کہے یا کافر کہنے میں کسی طرح کسی حال، تردد کرے، شک کرے وہ بھی کافر قطعی ہے۔

اور ہمارا دعویٰ یہ تھا کہ خان صاحب اسی تحریر کے حکم سے خود کافر، جو اسے کافر نہ کہے اس کے کافر کہنے میں تا مل، تردد کرے وہ قطعی کافر۔ مگر یہ ہمارا فتوے نہ تھا۔ بلکہ انہیں کے فتوے کا حکم تھا، کوئی ہم کو طرم نہ بنائے۔ اس کے بھی طرم ہیں تو خان صاحب ہی ہیں۔

ہم نے یہ جواب دیا کہ جن امور کی بنا پر خان صاحب ہماری تحقیر کرتے ہیں وہ امور ہمارے نزدیک بھی عقائد کفریہ ہیں۔ نہ وہ ہمارے عقائد نہ ہم نے صراحت کیے، نہ لفظ ہمارے کلام سے ثابت۔ بلکہ جن حضرات پر اہتمام اور الزام لگانے جسے ان کی کتابوں کی عبارت اور ان کی تحریر پر پیش کر دیں۔ لہذا ہم تو اپنے الزام سے بغض بہ تعالیٰ بری ہو گئے۔ اور عنقریب لاہور کے "علماء حرمین شریفین و علماء مصر و شام و دمشق" بھی شائع ہو چکے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ حضرت بھی ہم کو مسلمان اہل سنت و جماعت ہی جانتے ہیں۔ اور ہمارا کوئی عقیدہ خلاف اہل سنت و جماعت نہیں۔ اب خان صاحب کے ذمہ ہمارا دعویٰ باقی ہے کہ خان صاحب بھی ہماری طرح اپنی بریت ثابت کریں۔ ورنہ اب ان کا کفر ضرور اقرار ہی ہو جائے گا۔

ہم اہل اسلام سے اسی کی تصدیق چاہتے ہیں کہ ہمارے ذمہ جو بات تھی اس کو ہم انکار کیجے یا نہیں؟ اور خان صاحب اب تک طرم باقی ہیں یا نہیں؟ اگر قوم ہم کو بذریعہ

عام اشتہار کے یا خاص تحریر کے مطلع فرمائے تو ہم خان صاحب پر فائزہ پڑھیں اور جو لوگ کلم کھلا سلام کے مخالف ہیں ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ جو اہل صفائی مطلوب ہو، اس کے پیش کرنے کو ہر وقت حاضر ہیں۔ تکفیر خان صاحب کے گھر کی چیز ہمیں ہے کہ جس کو چاہا دی، نہ دی۔

افسوس کہ خان صاحب نے خود مخالفین سلام کا مقابلہ کرتے ہیں وہ ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہے کہ مسلمان گھر میں گھر میں رو کر جائیں۔ اب فیصلہ اہل اسلام کے ہاتھ ہے۔

بڑا مسئلہ تکفیر اکابر امت کا تھا۔ اس کا حال تو معلوم ہو گیا کہ مالی جناب خاں بریلوی نے کس قدر دیانت کو کام فرمایا ہے۔ اور مسائل کو بھی اسی پر قیاس فرمایا چاہے خان صاحب نے یہ ہی کیا ہے کہ صحیح مسائل کے عنوان متوجس بنا کر اہل اسلام کو اکابر امت سے بدظن کرنے کی کوشش فرمائی۔ اور جس کے مخالف ہوئے اس کو دہائی بنا دیا مگر اللہ تعالیٰ کے اب وہ وقت نہیں رہا جو اہل سلام خان صاحب کے دھوکے میں آئیں۔ بدعتی تو خود اور دوسروں کو دہائی لکھیں۔ ماشار اللہ؟ اور کپ کون؟

اہل سنت۔ ع

برعکس ہنس نام زنگی کا فور

بزرگان قوم یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسے جھگڑے علماء کی شان کے مناسب نہیں۔ کفر بخیر کے باب کا کھولنا قوم کی بدعتی کی دلیل ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ کسی معاملہ میں پڑ کر سلجھاتے بھی نہیں۔

خان صاحب نے ہندوستان میں کس فرقہ کی تکفیر، تفضیل، تفسیق و غیرہ نہیں فرمائی۔ ہندوستان میں سے کون کچا ہے؟ ہم نے قبول انہیں کے برسوں تک سکوت کیا مگر کیا اثر ہوا؟ جس قدر علماء ہند نے توجہ دی کہ وہ سر پر چڑھنے لگے اور جہاں

کوئی گھڑا ہو گیا، گھر میں دیک گئے۔ اب اہل سلیم چلے گئے، ان کے درمیان صاف فیصلہ کر دیں۔ اور طرفین کی تحریر کو ملاحظہ فرمائیں۔ یک طرفہ فیصلہ ہم بھی نہیں چاہتے خان صاحب کسی کی بات مائیں یا دمانیں مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اہل اسلام کے ارشاد سے باہر نہ ہوں گے۔

خان صاحب کے متعلق اگر ہم فرض منصبی ادا کر چکے ہیں تو ہرگز اجازت ملے کہ کیا ان کی طرف متوجہ ہوں، وہ خود اجازت مطلوب ہو تو اس کے پیش کرنے کو حاضر ہیں۔

حضرات علمائے دیوبند اولم جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی

خان صاحب نے اور ان کے انساب لے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی بھی حضرات علمائے دیوبند کی تکفیر فرماتے ہیں اس وجہ سے ان کے مقتصدین اور مریدین کو بھی اپنے ساتھ شامل فرمادیا جاتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے یہ قہر بھی ملے فرمادیا۔ کہ جناب مولوی صاحب موصوف نے میرے خط کے جواب میں صاف تحریر فرمادیا کہ گو مجھ کو بعض مسائل میں حضرات دیوبند سے اختلاف ہے مگر کافر نہیں ہے جانتا۔ اس میں خان بریلوی کے ساتھ نہیں ہوں۔

یہ اس لئے ہے کہ علماء میں اختلاف ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر خان صاحب بریلوی نے تو یہ غضب کیا تھا کہ جو ان کا مخالف ہو وہ کافر۔ ہم کو اس وقت فقط یہ ظاہر کرنا ہے کہ جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب ہم کو کافر نہیں جانتے۔ اور بریلوی خان صاحب کا حکم یہ تھا کہ جو حضرات علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر کہے وہ کافر۔

لہذا مولوی کریمت اللہ خان صاحب اور ان کے جملہ معتقدین اور مریدین اب ہمارے
ساتھ ہیں۔ اور جو حال ہمارا وہی ان کا ہے۔ بریلوی صاحب کے نزدیک مولوی صاحب
اور ان کے جملہ معتقدین بھی تحفیر کے مستحق ہو گئے۔ اور اس میں کچھ طال کی بات نہیں۔
تمام عرب جو میں شریفین مصر و شام و دمشق کے علما بھی خان صاحب کے نزدیک
تحفیر کے مستحق ہیں۔

گویا آج کل مسلمانی کی علامت ہی یہ ہو گئی ہے کہ اسے خان بریلوی کا فرنگیوں سے
وہ کافر کہیں سمجھ لو کہ وال میں کالاف ضرور ہے۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ جس شخص میں لائی کے
دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ اب خان صاحب کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اور مسلمانوں
کی تحفیر کو پسند نہ کرے گا۔ گو خان صاحب کے یہاں سے اس پر بھی تحفیر کا فتوے جاری
ہو چکے۔ خان صاحب اپنے فتوے کے موافق تمام دنیا میں ایک شخص کو بھی مسلمان نہیں
کہہ سکتے۔ چاہے ان کا موافق ہو یا مخالف۔ پر اب ان کے ساتھ وہی رہے گا جس پر
خدا کی مہربانی ہوگی۔

جناب مولوی کریمت اللہ خان صاحب کا خط بھر فرما لیں۔ دیکھئے اب
خان صاحب مولوی صاحب کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔



نقل خط

جناب مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی

بجواب عرضہ بندہ جس میں کابر حضرات کے اسلام کا نسبت دریافت کیا تھا

حامدا و مصلیٰ و سلم

زوالہجہ و الکرم جناب مولانا مولوی مفتی حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - ذیل شریف!

نکتہ آدھ آدھ کا دلہن ہے۔ کیا طریقہ برادرانہ یہی ہے کہ کچھ خط میں لکھ دیا جائے بندہ

کو آدھ آدھ بھی بیسویں مقام تعجب ہے۔ جواب آپ کو احقر دے چکا۔ اس کو آپ مجھ فرماتے ہیں۔

مرد فرمائیں جب آپ مکرر کر فرما چکے کہ جن عقائد پر علماء عربین شریعتیں لے چکے ہیں۔ ہم بھی

ان عقائد کو کفر جانتے ہیں۔ ہم مکرر کرنے پر مستعد ہیں۔ اب کیا راہ اور کون کنجیز کا قائل ہو سکتا ہے؟

ہاں ان عبارات کا فیصلہ مولانا احمد رضا خان صاحب سے فرمائیں۔ اگر بندہ ہی سے مستفسار

ہے تو احقر ان حضرات کو ہرگز کافر نہیں کہتا۔ اور نہ کنجیز کا ساتھی، اگرچہ بعض مسائل میں اختلاف

ہے جس کو ہم آپ سے فیصلہ کر لیں گے۔ مگر مسئلہ کنجیز ابمداشان ہے اس میں بندہ شریک

نہیں۔ اُن مسائل میں بندہ کا وہ عقیدہ ہے جو جناب شیخ الکمل حضرت مرشدنا و لدینا حاجی

شاہ امداد اللہ قانی فی اللہ ربانی باللہ قدس سرہم کا عقیدہ ہے اس کے خلاف کو بندہ

پسند نہیں کرتا۔ والسلام

مترکہ محمد کرامت اللہ خان

موسوی صاحب نے جو خان صاحب سے عبارات کے مطالب کے فیصلہ
کی نسبت لکھا ہے ہم ہر وقت مستعد اور حاضر ہیں: "انکشاف البریہ
الکتاب الغفری" کو چھپے ہوئے زمانہ ہو گیا اس میں بھی مستعد ہے
مگر خان صاحب اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے اور نہ، خدا چاہے متوجہ
ہو سکتے ہیں۔ اور اگر متوجہ ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس دن کی دولت
کو بھی دیکھ لیں گے۔ الحق یصلو ولا یصلی۔

واخبر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلی اللہ
تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد والد
وصحبہ اجمعین

بندہ متضیعی
ابو حفص



مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث

أَوَلَيْسَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ إِلَّا إِنْ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ

+

الحمد لله کہ تحریر بے نظیر و صلا عجیب و غریب بجواب اوراق مشتمل
بر مذاق مسماہ شریف العرفان جو منجانب حزب الشیطان عرفان علی یسپوری
کے نام سے مولوی احمد رضا خان صاحب برٹوی نے شائع کئے تھے۔
اسٹی

اشہیل علی الجحشیل

جبر میں

مولوی احمد رضا خان صاحب اوراق کے اتباع کا نوہاری اشتہار
کے جواب سے عجز انہیں کے قول و فعل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور ایک
عقرا الدین کے خط کا جواب جو بنام مولوی کاظم علی و رضا علی ہے قابل دید
دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہر نئے کہ خواہی جاہری پرکش سے من انداز قدرت را محی شمس
جناب مولوی احمد رضا خان صاحب آداب عرض ہے۔ یہ گرگٹ کے سے دیکھ جاتے
و حاصل ہیں۔ آپ اپنے کو عرفان علی لکھتے یا دوسرا نسخہ سے قیصر فرمائیے چھپ نہیں سکتے۔

ندوی رنگ رن و شکی لب را پیر علاج

۱۔ آپ کی تحریریت جو خاص سنداسی بدو آتی ہے اس کو آپ کیسے چھپا سکتے ہیں؟ دعا
و قلم ہاتھ میں ہے جو چاہا لکھ دیا مگر انداز جلتا آپ کے قبضہ کی بات نہیں ہے۔ لا شکی
بیشکی اللہ۔ ہاں جناب عرفان علی صاحب ہی یہی یہ تو فرمائیے۔ میاں عبد الغنی صاحب
کا آل بطبر اکمل ٹوٹ گیا جو آپ نے یہ مجرا بے شکا بکھانا شروع کیا۔

اول تو یہ کس قدر نامزدی اور کردی کی دلیل ہے کہ جس قسم کے مقابلہ میں مولانا اٹھائے
جائے اس کے مدبر نہ ہوں۔ ہم کو مسائل باوجود طلب کے بھی نہ سیکھ جائیں اور متعین میں
شکل کر کے لکھنے۔ اسی بہت پرستار کا ارادہ ہے؛ اس کا تو خیال فرمایا ہوتا کہ آپ کے تمام
معتقدین جاہل اور متعصب ہی نہیں بلکہ بہت سے ہندوستان خدا طالب علی بھی ہیں جو آپ کے
دعوہ میں آگئے ہیں۔

دوسرے جنا۔ ہندوستان صاحب ایسے پریشان و بے حواس ابھی سے ہو گئے تو آگے کو

فدا ہن ما قلم ہے۔ ج

سحر۔ یہ دور مرا رنگ فنی ابھی سے ہے

ہم نے نو ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار دیا۔ آپ نے ایک اشتہار لفظ العین اور
دوسرا قوال غیر فعال عبد الغنی کے نام سے شائع کیا۔ اول میں پہلی اور ثانی میں مراد آباد نو ہزار
طلب فرمائے۔ بندہ نے "القصود علی انکرام المستغفر" بجز اب قوال اور مولوی عبد الغنی

کی ہوس نام جواب اشتہار ثانی میں یہ ثابت کیا کہ دو شرطوں پر نو ہزار کا انعام تھا ان میں سے ایک شرط بھی متحقق نہیں۔ پھر انعام کیسا؟ آپ جواب کہنے بیٹھے تھے تو یہ ثابت فرمایا تھا کہ ہمارا متبہی اور قرال فلاں وجہ سے انعام پانے کا مستحق ہے۔ اس کی نسبت تو آپ نے ایک جملہ بھی دیکھا، پھر جواب کس چیز کا دیا؟

غلام صاحب جب کسی تحریر کا موضوع بھی آپ کو معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی تمیز نہیں کرتی کہ اس تحریر کا مقصد کیا ہے اور پھر بے سود توضیح اوقات سے کیا حاصل؟ اب فرمائیے سید جماعت۔ آپ کی گردن اور آپ کے متبہی کے سر اور قرال کے مال ظہور سے پر پڑی یا کسی دوسرے کو بھی مسرت ہوئی۔ غلام صاحب کی کڑیوں نہیں بلکہ کاقدی موارد سے اپنی شہرہ علی المرتضیٰ کو اللہ تعالیٰ دھند کیا پروا کرتا ہے۔ شیروں کے سامنے تلوار اٹھاتی تو مشکل ہے ہی کپڑوں کو پگ دکھانا بھی بہت مشکل ہے۔

دختر خیر کے گا دہوار ان سے

یہ باز دمیہ آزمائے ہوتے ہیں

تفسیر کے جس قدر مواضع ہم نے کئے تھے وہ بھی تسلیم فرمائے یعنی
۱: جن مضامین کفریہ کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے وہ مضامین کفریہ ان کتابوں میں صراحت نہیں۔

۲: ابن جریر میں شریعت کو دھوکے کر فتوے حاصل کیا۔

۳: وہ فتوے صاحب تحفہ اوقات میں ہیں مگر اس پر ہے جو وہ عقائد کفریہ دکھاتا ہو۔

۴: ہمارے حضرات ان عقائد سے پاک ہیں۔

۵: اس فتوے کے حاصل کرنے میں غلام صاحب نے لگن و کبیرہ کیا، فاسق ہوئے۔

۶: وہ مضامین کفریہ ان کتابوں میں لکھنا بھی نہیں۔

۷: اگر بعض محال ہوں تو ان پر تکثیر نہیں ہو سکتی جب تک قائل کی مراد ہوا ثابت د

کر دیا جائے۔

- ۸ : سنانی کفریہ قائل کی مراد ہونا، خان صاحب قیامت تک ثابت نہیں کر سکے۔
 ۹ : جس طرح خان صاحب نے "حسام" میں فتویٰ تکفیر حاصل کیا ہے اس بناء پر وہ اور ان کی تمام جماعت اسی "حسام" کے حکم کے کافر قطعی ہے۔
 ۱۰ : جو خان صاحب اور ان کے معتقدین کے کفر میں کسی طرح کسی حال شک و شبہ، تاویل و تردد کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔

حبیب ابن تمام اس کا جواب نہ دے سکے تو پھر جواب ہی کس امر کا دیا۔ گو حقیقت میں بقاعدہ منظرہ جواب ختم ہو گیا۔ اور آپ اصل بات اور اپنی بارگاہ پوشیدہ فرمنا چاہتے ہیں مگر خان صاحب یاد ہے اب تو آپ دلائل میں پھنس گئے ہیں جس قدر حرکت کریں قیامت تک پہنچیں۔ شکاری نصیب نہ ہوگی سوائے قسمت الٹرانی اور مقرر نہیں۔ جو بات حقیقی وہ تو ہم نے ظاہر کر دی مگر زائد باتوں میں بھی کہیں دل کی دل ہی میں نہ رہ جائے اس وجہ سے مختصر عرض ہے۔
 آپ نے چند کچھ اس کلام پر

اب خان صاحب اور ان کے معتقدین بھی بول اٹھے کہ یہ عبارات ان مقدس حضرات کی نہیں یہ کفریہ مضمون مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قلب و قلم کے تراشیدہ ہیں ؟

اپنے نامہ اعمال کو حسب عادت قدیم کذب خاص سے سیادہ کر کے تکرار فرمایا ہے۔ خدا بلے تو کہ اہل اسلام کی کوئی سی کتاب یا کسی اشتہار میں شائع ہوا ہے کہ یہ مضمون کفریہ شیخ جی تھانوی دہلیوی کی حفظ الایمان وغیرہ میں نہیں ہیں تمام دیوبندی کتبہ مل کر تو اس کا ثبوت دے دے ؟

جناب عالی ! اہل اسلام کی ترکس کتاب میں یا کسی اشتہار میں یہ مضمون کبھی نہیں ہے مگر جو لوگ دوسروں کی تکفیر کر کے خود ہی کافر ہو گئے ان کے کلام سے ثبوت ہم دے سکتے ہیں

عوض ہو اسی عبادت کے بعد آپ یہ تحریر فرماتے ہیں۔

”مولوی عبد الغنی صاحب نے تو صرف اتنا لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے افاضہ

کتبہ خانہ میں مانگا کسی سلیم اکیس کا کام نہیں۔“

اس کو تو آپ نے خود بھی تسلیم فرمایا کہ وہ عبارات ملعونہ کفریہ تو اعلیٰ حضرت میں کی ہیں جن کی نسبت ہم نے انعام کا وعدہ کیا تھا حفظ الایمان وغیرہ کی نہیں ہیں۔ اور اُس کی نسبت بندہ نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ عبارات یعنی جو پہلے مذکور ہوئیں یعنی ”نعمت خانی کا اہلکار“ ”ابیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے“ ”یا غیب کی باتوں کا بیدار علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ہرچیز ہرچیز بلکہ ہرچیز اور ہر چار پارہ کو حاصل ہے“ ”یا خدا کو عاف، صاف، صاف، صاف دیا“ وغیرہ

ان مقدس حضرات یعنی صاحبِ تحذیر الناس وغیرہ کی نہیں۔ یہ کفریہ مضمون یعنی جو ابھی عبارات مولوی احمد رضا خان صاحب مذکورہ جہاں سے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قلب و قلم کے تراشیدہ ہیں۔ یہ عبارات ملعونہ خان صاحب کی ہیں یہ تو آپ کو، صاحب کو، عبد الغنی، ظفر الدین سب کو ستم۔ اور ظاہر ہے کہ جب یہ عبارات کفریہ خان صاحب کے قلب اور قلم کی تراشیدہ ہوئیں تو مضمون کس کا ہوگا؟ جس کی عبارات اسی کا مضمون۔ اب ہی یہ بات کہ یہ مضمون خان صاحب کا اپنا نہ ہو بلکہ غافلین کا مضمون اپنی عبارات میں نقل کیا ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انتصاف اہل حق میں اسکی تو طلب کیا ہے کہ جن مضامین کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے تحذیر الناس وغیرہ میں عبارات مذکورہ دکھا سکے تو دوسری عبارت میں بطریق صراحت جو اس عبارت مذکورہ کے ہم معنی ہو دکھا دو۔ اگر یہ بھی ہو سکے تو یہ اقرار کر کہ دعویٰ صراحت جھوٹ گناہ کبیرہ۔ تکذیب جو کی تھی وہ نامائز۔ علماء حرمین شریفین کو دھوکہ دیا۔ پھر اُن مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دو۔ مگر مقام جماعت پر قبرستان کی

مٹی پر گئی، وہ ہی نکلے جو دم نکالے۔ فلیٹے! اب بھی آپ کو معلوم ہو گیا کہ الفاظ اور
مضامین کا فرق کیا ہے؟

بندۂ خدا تمام عمر سائل گئے، شریعہ کے مجدد ہونے مگر امدادِ عبادت سمجھنے کا بھی
سلیقہ نہ ہوا۔ ہنوز تیز گاد خر خاردار۔ عبادت آپ کی مضمون آپ کا دوسروں کی کتابیں
اُس مضمون کو صراحت کیا لزوم بھی ثابت ذکر کو تو بندہ نے کیا بے جا کھدوایا کہ

”یہ کفر یہ مضمون مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قلبِ اظم کے تراشیدہ ہیں“

اس کے بعد تو آپ نے قرآن شریف کی آیات نقل فرمان میں دشمن ایمان یہ تو خیال کرو
کہ قرآن شریف میں جو مقولات نصاریٰ کے لکھے ہیں کیا قرآن اور ان کی ایک زبان بت دیا
قرآن شریف میں جو مضامین ان کی طرف منسوب کئے ہیں نصاریٰ اُس سے منکر ہیں، یا ان کے
وہ مقولے ثابت نہیں ہیں، یا قرآن شریف نے صراحت مضمون کا دعویٰ فرمایا ہے اور ان
کی کتابوں میں وہ مضامین صراحت تو درکنار لزوم بھی نہیں، یہاں تو خان صاحب بریلوی پر
یہ خدائی قہر نازل ہوا ہے کہ منقول اور منقولہ عن کی ایک زبان یا دو تکریم و صورت دھونے
صراحت اور صراحت و حینِ مراجعہ موجبِ تکفیر اور تحذیر لائسنس و برائینِ دھیمہ میں وہ
مضامین کفر یہ صراحت تو درکنار لزوم بھی نہیں۔ پھر کہاں قرآن پاک، کہاں بریلوی کی انجس
کتاب۔ ج

پر نسبت خاک را با عبالم پاک

اب اگر آپ جیسی عقل رکھنے والا کھٹو یا چھپا کافر آپ سے کچھ کہے گا تو فرمائیے اس کا
محاب معلوم ہو گیا یا نہیں؟

پھر آپ اللہ کا ہزار ہزار شکر اس پر فرماتے ہیں کہ ہم نے اصل عبارت تحذیر لائسنس
دیوہ کو تسلیم کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی جاپان کی دائیروں کی گرد میں آغون آغون کھلوا
رہے ہیں۔ جناب میں دلالتِ عبارت سے کس نے انکار کیا ہے یا دکن کی مجال ہے جو ان پر

تکثیر کر کے ؟

وہ اہل حرمین شریفین کی تکثیر، تو وہ تکثیر صاحب تہذیب انسانیت و غیرہ کی نہیں ہے۔ وہ درحقیقت خان صاحب کی تکثیر ہے جس نے ان حضرات کی طرف مضامین کفریہ منسوب کئے۔ علامہ حرمین شریفین کے ساتھ جب اقل ایک مضمون کفریہ بیان کیا گیا، پھر ایک عبارت نقل کی گئی جس کا مابقی و مابقی ندارد، اس کی بنا پر اگر کوئی تکثیر کر دے تو تکثیر کا کیا تصور؟ اور جس کی عبارت ہے اس کو کیا مضرت؟ دوسرا یہ فقط وہی ہو گا جس نے دھوکا دیا۔ اس کے بعد آپ فتویٰ مصنوعی کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔

اور "سبب النقص" کا الزام دیتے ہیں۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ "سبب النقص" کا مصنف اپنے جوابوں کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو بھی آپ ہی کے خلاف ان کے ہیں۔ "صاحب البیت ادوی بمافیہا" آپ ہائیں مولوی بدیع صاحب بریلوی کے پیر بھائی اور مولوی نعیمی صاحب ہم تو جو حوالہ دیتے ہیں اس کے ذمہ دار ہیں۔ پھر آپ کراہ دینے کا وعدہ فرما کر اصل فتوے دیکھنے کے واسطے بریلی طلب کرتے ہیں اقل آئی ایک جہاں سے پاس نہ فوراً پہنچا، نہ دیکھا۔ اب آپ کیا خاک دکھائیں گے؟

دوسرے ج

حضرت صاحب جو آئیں دیدہ و دل فرسں راہ

پہلے کوئی یہ تو کبھا دے کہ کبھائیں گے کیا

آپ فوراً بھی دکھادیں گے، اصل بھی دکھادیں گے، مگر یہ تو فرمائیے کہ فتوے مصنوعی نہیں ہے، کسی جاہلانی یا بریلوی صنایع کی کارگری نہیں ہے۔ جناب مولانا کشید احمد صاحب قدس سرہ کے دست مبارک ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اس کا ثبوت شرعی جو موجب قطع دلائل ہو دے سکیں گے یا نہیں؟ اگر آپ ایسا کر سکیں تو کراہی معاذ فرمائیے ہرگز نہیں

تاریخ حاضر خدمت ہونے کو تیار ہیں۔

پھر اس کے بعد آپ "تحذیر الناس" و "برامین قاطعہ" و "حفظ الایمان" کی عبادت اقل فرماتے ہیں۔ اس کی نسبت مختصر یہ عرض ہے کہ "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" ملاحظہ ہو۔ اس میں صاف بیان کر دیا ہے کہ ان عبادات میں اُن طالب کفریہ کی جو بھی نہیں بغیر انصاف ملاحظہ فرمائیے۔ یا "تزکیۃ الخواطر عما لقی فی اغیۃ الکابر" کے طبع ہونے کا انتظام فرمائیے۔ اور پختہ اور پکے طالب حق ہو تو دیوبند شریف لائیے۔ اگر طلب صادق ظاہر ہوئی تو کرایہ طرفین کا حاضر کر دیں گا۔ پھر دیکھئے آپ کو حقیقت خدا چاہے معلوم ہو جائے گی۔ اسی واسطے تو مناظرہ کی درخواست کی جاتی ہے کہ جو عبادت تہذیب و حضو کی ہیں آیا واقعی اُن میں یہ مضامین کفریہ ہیں یا نہیں؟ اگر پکے ہو تو باقاعدہ مناظرہ کرو حق ظاہر ہو جائے گا۔

ہم نے میان عبد الغنی صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ اگر انعام دلا تو رنجی کی کیا بات ہے آپ "انصاف البری" پر گفتگو کے مضامین کفریہ کو صراحت دکھادیں ہم توبہ کرنے کو مستعد ہیں مذاکرہ کر لو کہ دعوائے صراحت کذب خالص اور بریلوی کا دھوکہ ہے۔ مگر انہوں نے کہ اس مضمون پر اگر آپ کی زبان بھی گلی گئی۔

یہ امر بالکل محقق ہے کہ بریلوی صاحب یا تو اعلیٰ درجہ کے جاہل ہیں کہ کلمہ کا مادہ ہی نہیں سمجھنا جہٹ و حرم کہ جان بوجھ کر خود بھی تباہ ہوتے ہیں اور عالم کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرتے ہیں۔ تعجب پر تعجب ہے کہ آپ حضرات کتنے لمبے چوڑے دھوڑے کرتے ہیں مگر پیسنے ہوسکتے کسی میں یہ بہت نہیں کہ "انصاف البری جن الکذاب المقتری" کے مضامین پر گفتگو کر کے وہ مضامین کفریہ "تحذیر الناس" وغیرہ میں دکھادیں ہم توبہ کر لیں گے۔ وہ نہ تم اپنے کذب کا اقرار کر لینا۔ اور نہ "مدائح علی النکاح الشنیع" میں جو رسا لکھیں "و غیرہ کتب خان صاحب سے مولوی احمد رضا خان صاحب اور اُن کے جملہ متقیدین اور جو

ان کے کفر میں شک و شبہ کرے اس کا کافر قطعی ہونا ثابت کیا ہے اس کفر کو اٹھا دے۔
 بات فقط اس قدر ہے کہ یا تو آپ ہمارا کفر "مسلم کفرین" کے کفریات سے
 ثابت کر دیں اور جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے وہ مضامین کفریہ صراحتاً "تحدیر الناس"
 دھیرہ میں لکھا دیں ہم توبہ کر لیں گے۔

مگر یاد رکھو کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع اس دعویٰ میں بالکل
 جھوٹے ہیں وہ اس کو قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

ہو خداوند عالم جل وعلی شانہ کو جھوٹا باطل کے معاذ اللہ یا جناب سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی توہین کرے، بتقصیر کرے نعوذ باللہ اعلیٰ العظیم من ہذا الکفر العظیم وہ ہمارے
 نزدیک کافر ہے ملعون مرتد ہے۔

جب ہمارا یہ عقیدہ ہے تو پھر یہ غیبت مضمون ہمارے کلام میں کوئی کیسے نکال سکتا ہے؟
 مگر وہاں سے فاضل بریلوی کہ ایک شخص کفر سے تنزیہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اور ہمارے
 بھٹے ان کفریات سے بری ہیں، ہم بھی ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں جس کا یہ کفریہ عقیدہ ہو۔ مگر
 خان صاحب ہیں کہ فرماتے ہیں کہ نہیں تم ضرور کافر ہو۔ خدا کو نعوذ باللہ جھوٹا کہتے ہو جتنا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہو تم ضرور کافر ہو۔ گو تمہارا عقیدہ کفریہ نہ ہو تم ہزار
 مرتبہ انکار کرو کہ ہماری عبادتوں کا یہ مطلب نہیں، مگر ہم ضرور یہ کہیں گے کہ تمہارا عقیدہ ضرور
 کفریہ ہے۔ تمہاری عبادت کا مطلب بھی کفری مضمون ہے مگر ہم ان باتوں میں سے ایک
 بات کو بھی ثابت نہ کر سکیں۔

بات یہ ہے کہ اس قدر کثیر تعداد مسلمان خان صاحب نہیں دیکھ سکتے۔ جتنا پگال
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت نبوی سے روافض کی طرح جو خفیہ عداوت اختیار ہی یا اضطراب
 خان صاحب کو ہے وہ اجازت نہیں دیتی کہ خان صاحب امت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
 والسلام کی تعداد کو زیادہ کر دیں مگر ان کے جھٹلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ "قل نعوذ باللہ"

اور یہ عداوت خان صاحب کو زندہ ہی مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ
 بس چلے تو مژدوں کا بھی کھن اٹالیں۔ اور جو لوگ جنتی ہیں ان کو بھی آدم علیہ السلام کی طرح
 "إِنِّي لَعَنُوكُمُ الْبَشَرِ الْفَاسِقِينَ" کی قسم کھا کر نکلا ہی دیں۔ مگر اس کا وبال اُن
 کی گردن پر ہوگا۔ کسی کا کچھ بھی نہیں گزرنے کا۔ ملاحظہ ہو۔ انتصاف گیری سے الکذاب
 الغفیری :

الغرض وہ ہمارا کفر ثابت کریں یا ہم مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے جملہ
 اتباع اور متقدمین اور جموں کے کلام میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرے اس کا کفر قطعی
 انہیں کے "حسامِ انحرار" سے ثابت کریں وہ اس کو اٹھائیں جس کا مفصل بیان "دلائلِ
 میں ہے۔ کام کی بات یہ ہے اور فضول لغو باتوں سے کیا حاصل۔ ان فضول لغو اشتہاروں سے
 کچھ شئی نہیں۔ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ الْفَتْرَافَ مَنْ يَّشَاءُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَلِي
 خَتِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

اس کے بعد خضر الدین صاحب کا خط بنام مولوی کاظم علی صاحب و رضا علی کا لکھا
 ہے۔ نہ معلوم یہ واقعہ اصلی ہے یا محض فرضی۔ کیونکہ بریلوی صاحب کا کذب ایسا محقق ہو گیا
 ہے کہ ان کی اگر کوئی صحیح بات بھی ہو تو بھی اعتبار نہیں ہوتا جب تک کسی دوسرے طریقے سے
 اس کا علم نہ ہو جائے۔

۱۔ اقل تو میاں نظر الدین وغیرہ مضفہ گوشت کس لائق ہیں جو کچھ لکھیں۔

۲۔ دوسرے لکھیں بھی تو القار محض کے سوا دہان کیا ہے۔ ہر تحریر میں بے چارے
 ایک ضعیف اور ناقص خان کا ضعف اور کمزوری ہی نظر آتی ہے۔ زیادہ تر قابلِ افسوس یہ
 امر ہے کہ سوائے ایک پرانی رگ کے اور کچھ کھنا ہی نہیں جانتے۔ وہی ایک بات کہ جنتیں
 سال سے سناٹو کی درخواست تھی جواب نہ دیا۔ حالانکہ ان لغویات کیچے مطلقاً بات مشائخ ہونچے
 ہیں مگر متقدمین کے پھنسلے کے واسطے کوئی مذکور کی تحریر پہلی چاہئے۔ الغرض

یثبث بکل حبشیش • تنگوں کے سہارے جان بچانا چاہتے ہیں جو نامک ہے
اصل واقعہ کے متعلق تو مخاطب اگر کوئی صاحبِ دین تو وہی جواب دیں گے ہمارے متعلق جو بات
ہے اس کو کہنے ہیں۔ صفحہ ۶ کی عبارت بتیغیر سیر عطا کے ترجمانے تو پیش ہے ۵
مگر قبولِ افتاء ہے عز و شرف

اہل عقل و انصاف کے نزدیک تو مندرجہ سالہا سال سے وجہ کمال کو پہنچا ۱۳۲۹ھ
سے ابی شیر خدا اللہ ربہ ہے یہاں تک مقابلہ کیا ہے۔ مگر بریلوی نے اپنی تمام جماعت کے
صَدِّ بَعْدَهُ عُنْیَ قَهْرٌ لَا یَزِجُجُوعُونَ کا مصداق ہے۔ و اللہ اعلم۔
پھر حسامِ انحر میں شریف کی اشاعت نے تو بفضلِ اللہ تعالیٰ ثم بھون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حق واضح کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا۔ خدا اور رسول جن و علی و علی اللہ علیہ
وسلم کے دشمن اور عداۃ اسلام و المسلمین مولوی احمد رضا خان صاحب کی خفیہ عداوت و بغاوت
و بغض و کفر و عناد کو انہیں کے مسلمات سے طشت از بلع کیا۔ بفضلِ تعالیٰ عداۃ اسلام مع
اتباعِ صَدِّ بَعْدَهُ عُنْیَ قَهْرٌ لَا یَزِجُجُوعُونَ میں۔

ہر مائل کجہ سکتا ہے کہ کفر و ارتداد بھی کوئی سہل الزام ہے اور وہ بھی اپنے احوال سے
اپنے مسلمات جس میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہ ہو۔ مقلوں سے اس قربِ عظیم کے ساتھ قائم و
ثبات کیا جائے کہ اگر بریلوی صاحب اور ان کے اتباع مسلمان ہیں تو میدان میں بلا تخصیص اس کے
کوئی بھی اُن مسالہ کفریات کو اٹھا دے۔ بہت دایا ڈویا، اشتہارات، رسائل و جرائد کو کر
بیچے، مگر جا کر نہ لڑوں کے مجمع میں اعلان دیا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے
مسلمات سے اپنے ہی کلام سے خود کافر ہو گئے • حسامِ انحر میں • اُن کی گردن پر چل گئی، ہاتھ
اگر دم باقی ہے تو سر ہم پٹی کرو۔ پھر ایسی صورتوں میں اگر لازم میں اُس کے اٹھاسکی قوت ہوئی
تو وہ کیوں دم بخود رہتے؟ • رد المحتضر • کا اشتہار بریلوی و کس جگہ نہیں پہنچا؟ • ہشتاد
دستہ جاتیں، رسائل لکھے جاتیں، مگر جواب نہیں۔ تو • رد المحتضر • کا زبان نہیں تو اُس کیلئے

قم سخت میں تو اپنے کفر اٹھانے کے لئے جو افعال بے خبر سمجھنے کیئے مقرب ہوئے وہ بھی ٹوٹا
اسی کا دھڑے میں کرہاتے ۔ رد المحتضر کا کوئی علاج نہیں ۔ یہ قودہ درود ہے کہ روئے بھی
نہیں دیتا ۔ اس نے تو اکابر و اصناف سب کو کافر بنا دیا ۔ اللہ کفر بھی کیسا ستم جو اٹھ ہی نہیں
سکتا ۔ اسکا تہ المقدی ۔ کے سوالات و اعتراضات کے جوابات سے ان کو بھی بخار چڑھتا
ہے ۔ دانت زبان سب بند ہو جاتے ہیں ۔ کبھی ۔ تھذیر لئاس ۔ و غیرہ کی عبارات تراشیں
خراش کر پیش کی جاتی ہیں ، کبھی علماء جو میں کو دھوکا دے کر جو فتوے لیا ہے اس کو پیش کیا جاتا
ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جن مضامین کی ملاحضت کا دھوکے لیا ہے ان کو ۔ تھذیر لئاس ۔ و غیرہ
میں دکھا دیں ۔ اللہ ۔ انتصاف البری من الکذاب الغفری ۔ کے حملے سے جان بچے ۔ جس
جماعت پر اس کا ستم کفر پیش کیا جائے اللہ وہ اس کے جواب میں اس قدر عاجز ہو کہ ایک حرف
بھی نہ کہے اس سے زیادہ کفر تسلیم کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے ؟

ماخذ ہو ۔ جس الہاد من خلیف الیعاد ۔ ۔ انتصاف البری من الکذاب الغفری
۔ رد المحتضر علی النکاح ششظیر ۔ ۔ الطین الانب علی الاسود الکاتب ۔ ۔ قاضی العفرنی
بند شہر ۔ ۔ رجوم الدین علی ردس الشیاطین ۔ ۔ انشاب الناقب علی السرق
الکاذب ؟ و غیرہ و غیرہ ۔ کیا نظروں میں اب کچھ کسر باقی ہے ؟

بایں ہر زیادہ شکیں حرام و دہن دوزی شوق لیلیان خواص ایام کے لئے اوجرت حضرت
مولانا مولوی محمد حسن صاحب تاج العرفین ۔ و جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب صد مدرس
مدرسہ سہانہ پور ۔ و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اپنا دستخطی
خاص معضوری مستعدی منظرہ پر نور چرکھ کر لیا جو ۔ قاضی العفرنی بند شہر ۔ میں چھپ
گیا ہے ۔ اور پھر بریلی بھی حضرت اکابرین حضرت جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب ۔ و
جناب مولانا مولوی احمد حسن صاحب امروہی ۔ و جناب مولانا مولوی حافظ احمد صاحب ابن
قاسم علوم و فطرت متمم مدرسہ عربیہ دیوبند دامت برکاتہم کی جڑ پیل اطلب منظرہ گئیں اللہ

اب تک جلدی میں اور خدا چاہے جاری رہیں گی۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب اُمّوٰں
عِندَ اَحْیَاء اور اَجْسَادِکَ اَرَفَاح میں داخل ہیں۔ نہ سانس ہے نہ اُوبال
نہ ان کے معتقین میں سے کوئی ان کو لاج و لانا ہے کہ نام علم رکھتے ہو، مجدد کھاتے ہو،
کلمہ و اُتہار کا الزام تو پہلے مسلمانوں پر لگایا گیا ہے، لگاتار تو پر تقاضے سوار ہیں، کچھ
تو مذکور۔ لیکن انہوں نے کہا آپ نے بھی کوشش کی مگر اُس مردہ جسم کی سیاحتی دھوکا پہنچا کر
آپ میں کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کو شرم و عزت دلا کر باہر نکال لائیے۔ پہلے تو اکابر
سے گفتگو چاہتے تھے اب تو اکابر ہی کی جڑ بٹواں جاری ہیں اب کیا ضرورتیں کرو گے؟
طبع ساری سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ آدمیت سے بات کرو تاکہ کچھ نتیجہ نکلے۔ ورنہ رحم اُنی آپ
کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد آپ نے تین سوال فرمائے ہیں جن کا جواب ”بِس اللہ“ اور ”انتھان
البری“ ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔ مگر دیکھتے کہیں مسائل کا نام سن کر بے ہوش نہ ہو جاؤ۔
ابنی خان صاحب! اب تو مولانا اشرف علی صاحب اور ان کے اساتذہ کرام کی بھی
جڑ بٹواں آپ کے پاس جا چکیں، اب کیا سوال باقی رہ گیا ہے؟ اب تو مرد و میدان ہی بننے سے
کام چلے گا وہ معتقدین ہاتھ سے گئے۔ ایمان جانے کا تو آپ کو کچھ بھی خیال نہیں۔ تنہا ہی
کب ہو جاتا، اور اگر ہوتا تو ”وہ اکلین“ کا جواب ضرور دیتے۔ مگر معتقدین کی فکر تو لڑائی
اور ضروری ہے۔

بغائب خان صاحب اور میان نضر الدین صاحب آپ نے جو یہ خط چھاپا تو اس سے
کیا نفع ہوا۔ آپ نے جو بارگاہی لکچر کی تحریر جس میں نو ہزار روپیہ تحصیل بریل میں طلب فرمائے تھے
اور کراچی نو ہزاری کشتہ کے لکھ کر بندہ کے پاس بندایہ جڑ بٹوئی بھیجے تھے۔ اور اس کا جواب
”القصود علی اکلین استغفرہ“ بندہ نے آپ کے پاس بندایہ جڑ بٹوئی بھیجا۔ اقل تر بند
جواب اس تحریر کا چھاپنا اصول تھا۔ مگر معتقدین کے خوش کرنے کی غرض سے اگر طبع کرنا ضروری

مقتا تو اس کے جواب کا ذکر کرنا اور جواب دینا لازم تھا۔ یہ نیا خط تو چھاپ دیا اور جس کا جواب آپ کے ذمہ تھا۔ اس کو ایسا ہضم کر گئے کہ بالکل غائب۔ یہ کیا کمزوری کی بات ہے ابھی تو خدا چاہے ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ آپ اس قدر کیوں پریشان ہیں۔ آخر میں آپ کا اہل شعر پیش کرنا ہوں۔

پچے ہو تو کیوں ڈرتے ہو ہاں سامنے آؤ
گر اٹھ کے تو کھڑے کو تم اپنے اٹھ آؤ

مگر یاد رکھو یہ ناممکن ہے۔ یہ تو آپ کے کمات سے عائد ہوا ہے خود کردہ راجہ علاج یا تو توبہ کرو ورنہ یہ ٹیکیز قبر وحشر میں بھی ساتھ بچھڑے گی۔ مرکز کفر نہ توبہ کرو۔

مولوی احمد رضا خان صاحب کے خط کا جواب = اجالت آخرہ = کے جواب میں ملاحظہ ہو۔ "موجودہ کا قصہ" "قاصدہ الطبری بلند شمر" میں دیکھو۔ آپ کے اعلیٰ حضرت اگر شہر پار بھی ایسے عارفین کے تو نور ہر کامات دور نہیں ہو سکتا، جناب وہ تو حیرت انگیز ساتھ ہے۔ بریلی کے خط کی کمال تک اصل ہے۔ آپ کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تاہم "اجالت آخرہ" کے جواب کو ملاحظہ فرمائیے خدا چاہے شفیق ہو جائے گی۔

خان صاحب! ان جہوئی اور لغو باتوں سے متقدمین کی اب تسلی دشوار ہے۔ مراد آباد کے قصے کے متعلق بھی آپ نے اور آپ کے متقدمین نے بہت بے نیکی اڑائی ہے۔ مگر دیکھنے خدا چاہے ابھی اصل واقعہ معلوم ہونے کے بعد لوگ "لعنة الله على الكاذبين" پڑھ کر آپ کو سنا دیں گے۔

دیکھو پھر نصیحت کرنا ہوں کہ خان صاحب توبہ کرو۔ جان بوجھ کر جھوٹ دہلو۔ پھر وہ بھی ٹیکیز اہل اسلام میں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے؟
والسلام علی من اتبع الهدی والصلوة والسلام علی خیر الرشی وبہ الدینی ونور الہدی
وعلی آکر و صبرہ شکرہ وس الہدیة وجوم لرجوم شیطین الفویاتہ۔

يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا وَابْعَدُوا سُلَامَهُمْ هُمُ الْقَوْمُ الْيَاسُورُ
وہ علماء اثنائے میں کہہ رہے تھے کہ انہوں نے کلمہ کفر کہا اور اس طرح کہ جسے کلمہ کفر کہتے ہیں۔

ۛ

مناظرات جماعت کے سرگروہ مولوی احمد رضا صاحب نے جو اولیاء اللہ کی طرف غلاب اتر
عقائد کفریہ منسوب کر کے ان کی توہین کی تھی اس کا ثبوت ہاتھوں ہاتھ انہیں مل گیا کہ وہ خود اپنے کفر
کے جال میں پھنس گئے۔ اور ایسے پھنسے کہ قیامت تک چھٹکارہ نہ ممکن ہے۔ اسکا صحیح نقشہ سالہ

الکفر المتبیین فی الصّریح المستعین علم و جہالت کی کسوٹی۔ شکوہ کا اللقب

میں کہیں کہ صاحب دہلوی پر حضرت ابن شہیرہ مولانا سید محمد رفیع حسینی
صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید
کی کرامت ہے کہ خان صاحب بریلوی نے جو کفر کا جال شہید مرحوم پر
پھینکا تھا خود خان صاحب ہی اس جال میں پھنس کر اپنے ہی فتوے
سے کافر و مرتد، ملعون و مردود بن گئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بچائے
اس سے کہ وہ اولیاء اللہ کی توہین نہ کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مُسْلِماً

محکم عرفان علی صاحب رضوی بریلوی نے علماء کلام کو عموماً اور مولوی حامد رضا خان صاحب کو خصوصاً مخاطب کر کے دریافت کیا تھا کہ رسالہ کفر و اسلام کی کسوٹی وغیرہ میں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو انہیں کے فتوے سے ایسا کافر اور مرتد ثابت کیا ہے کہ اس فتوے کے علم کے بعد جو شخص خان صاحب کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ خان صاحب۔ اور اس کے جواب کا بڑے زور و دل سے مطالبہ تھا۔ مگر افسوس کہ ساتھ یہ ظاہر کرنا پڑا ہے کہ سالہا سال کے گزرنے کے بعد بھی اس کا جواب دہ اعلیٰ حضرت نے دیا ان کے متبعین نے۔ اس وجہ سے صاحبزادہ صاحب کو خصوصیت سے مخاطب بنایا تھا کہ وہی کچھ ہماری تسلی فرمائیں۔ مگر غیور کچھ نہ دیکھا۔ کیونکہ دارالافتاء مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ سے ابوالمعالی ابراہیم حسینی صلیبی کے نام سے ایک اشتہار اس کے جواب میں شائع ہوا جس کا عنوان "ایسا تو کھو دیونہ دی سادگی" ہے۔ اگر یہ کہاجائے کہ اس اشتہار میں ابھی معنی ہی نہیں ٹٹلے گئے تو بے جا نہیں۔

اس انوکھے اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ "الکوکب الشهابیہ" میں فقہاء کے مسک پر مؤید حجت اللہ علیہ پر کفر کا فتوے دیا اور محققین فقہاء اور متکلمین کے مسک پر کعبلسان اور سکوت کیا۔ اور "سامع الحرمین" الشریعین میں علماء متکلمین کے طور کلام ہے۔ متکلمین کا مسک احتیاط تھا۔ لہذا مثل یزید بنا کر قائل کہ وہ مسلمان کہا نہ کافر۔

ہمیں یہ معلوم تھا کہ علماء اہلسنت والجماعت میں بھی یہ "خشنی مشکل مندرجہ بین العزیزین"

کا مسئلہ ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو نہ کافر۔ یہ تو کھلا ہوا اعتزال ہے۔ کس قسم کا قواعد شرعی سے کافر بننا ثابت ہوگا تو اسے کافر کہیں گے وہ مسلمان ہے۔ قابل کا نہ مسلمان کہنا نہ کافر عجیب پشت کا سا دوڑنا جواب ہے۔ "وہ کافر لڑکی" موصوفہ تہمتی صاحب کو اس وقت "قبیلہ ایمان" پر بھی نظر دیتی۔
ملاحظہ ہو "قبیلہ ایمان" ص ۲۲۔

۱۰ اور امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل اللہ اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محل بھی باقی در ہے۔ فان الاسلام یصلو ولا یصلی

فرمائیے اس عہد میں مولانا اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان کہا یا نہیں؟ جب مسلمان کی تکفیر ناجائز ہوئی تو وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ مشکطین کا کیا مذہب ہے؟ ایسے شخص کو مسلمان کہو یا نہ مسلمان نہ کافر؟ پھر اس سے آگ اور زیادہ عجیب بات بیان سے فرمائیے ہیں۔

۱۱ یہ لفظ کہ "جو ان کے کفر میں شک کرے کافر ہے" کو کہہ "والکفر بہ اشباہ" میں نہیں جو طوبہ فقہی پر ہے "حرام اٹھ رہیں" میں ہے جو طوبہ مشکطین پر ہے تو اس لفظ کو اس کتاب سے کاٹ کر اس کتاب کی عہد سے جوڑ دینا نرمی جہالت و خباثت نہیں تو کیا ہے؟

(استند مذکورہ سطر ۱۳)

خدا کی قدرت ہے کہ آج اعلیٰ حضرت کے یہاں وہ لوگ ہیں کہ جن سے اعلیٰ حضرت کی روح کو دیوبندیوں سے بھی زیادہ صدمہ پہنچتا ہو گا۔ "ایمان و کفر کی کسوٹی" میں یہ تو نہیں کہا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر

”الکوکبۃ الشہابیہ“ کی عبارت ہے یا اس کی عبارت کے ساتھ اس کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی ہو۔

یہ تو مفتی صاحب کو بھی اقرار ہے کہ دونوں فتوے اعلیٰ حضرت ہی کے ہیں۔ اور یہ بھی اعتراف ہے کہ دونوں فتووں کے ملنے سے خان صاحب خود کا فرمودہ گئے۔ اگر ایک مصنف کے دو کلام دو سالوں میں ہوں اور باہم متعارض و مناقض ہوں، اگر ان کو ملا کر قعارض و تناقض ثابت کرنا نری جہالت و خیانت ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کا ”حسام الحقین“ میں ”تحدیر الناس“ کا ایک فقرہ صغیر ۱۸ کا، اور دوسرا صغیر ۲۰ کا، اور قسیر صغیر ۳ کا لے کر ایک مسلسل عبارت بنا دینا اور پھر اس پر قائل کو لا کر کہنا اور کہنا یہ کتنی بڑی حماقت اور خیانت اور خباثت ہوگی؟ حالانکہ ”تحدیر الناس“ میں اس فقراتی اور غلط ضلوع کے خلاف تصریح موجود ہے۔ کیا مولوی حامد رضا خان صاحب اس مفتی کے دونوں ہاتھ قلم کر کر خان صاحب کی روح کو راحت پہنچائیں گے یا خود جواب کی تکلیف گوارا فرما کر اس مفتی کے قول کو صحیح ثابت کریں گے؟

نیز اس مفت کے مفتی کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ عبارت ”الکوکبۃ الشہابیہ“ میں ہو تو پھر اعتراض بالکل صحیح ہے۔ بہت اچھا۔ ملاحظہ ہو ”الکوکبۃ الشہابیہ“ صغیر ۱۸ کا حاشیہ۔ قدر فرمائیے۔

افسوس! اس مفتی کو یہ بھی خبر نہیں کہ ”حسام الحقین“ میں کتب فقہیہ کی عبارتیں ہیں یا علم کلام کی؟ اور یہ بھی خبر نہیں کہ فقہاء اور متکلمین میں اختلاف ہے یا نہیں؟ اور اختلاف ہے تو کیا؟ اور کہاں ہے؟ اور خان صاحب پر جو ان کے فتوے سے لادوال اذلی کفر لازم آیا ہے یہاں متکلمین و فقہاء متفق ہیں یا مختلف؟

لہذا امور ذیل کا جواب مولوی حامد رضا خان صاحب خود یا ساری جماعت کی اعانت سے مل کر عنایت فرمائیں۔ ورنہ سکوت کی صورت میں اقرار کفر مفہوم ہوگا۔

اور خان صاحب کے بہت سے مریدین اور بھی دیوبندی ہو جائیں گے۔ جیسے بہت سے ہو گئے۔

بالخصوص مولوی نعیم الدین مراد آبادی جو اپنے کو خاص جاشین جناب خالص صاحب کا فرما لے ہیں وہ تو ضرور ہی جواب دیں۔ ورنہ بجائے استاذ العلماء کے کچھ اور ہی خطاب مناسب ہو گا۔

مولوی حامد رضا خان صاحب اور مفتی کے مفتی اور نعیم الدین مراد آبادی وغیرہ عبارت ذیل کو پڑھیں اور خان صاحب کو خوب دُور دُور کر کوئیں کہ کوئی بھی راستہ خان صاحب نے ان کے لئے نہ چھوڑا۔ ملاحظہ ہو ”حسام اُکھر میں“ صفحہ ۲۲

”وَقَدْ قَالَ فِي الْبَزَازِيَّةِ وَالْدَّرَرِ وَالْعُورِ وَالْفَتَاوِي
الْخَيْرِيَّةِ وَمَجْمَعِ الْأَنْهَارِ وَالْدَّرِ الْمَخْتَارِ وَغَيْرِهَا مِنْ
مَعْتَمَدَاتِ الْأَسْفَارِ فِي مِثْلِ هَؤُلَاءِ الْكُفَرِ مَنْ
شَاقَّ كُفْرَهُ وَعَذَابُ فَقْدِ كُفْرِهِ“

وَقَالَ فِي الشِّفَاءِ الشَّرِيفِ وَنَكَفَرُ مَنْ لَمْ يَحْكُفِرْ
مَنْ دَانَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ مِنَ الْمَلَلِ أَوْ وَقَفَ فِيهِمْ
أَوْ شَكَّ اه

وَقَالَ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَغَيْرِهِ مِنْ حَسَنِ كَلَامِ أَهْلِ
الْأَهْوَاءِ أَوْ قَالَ مَعْنَوِي أَوْ كَلَامِ لَهُ مَعْنَى صَحِيحٍ أَنْ كَانَ
ذَلِكَ كُفْرًا مِنَ الْقَائِلِ كُفْرَ الْمُحْسِنِ اه

وَقَالَ الْإِمَامُ ابْنُ حَجَرٍ فِي الْأَعْلَامِ فِي فِصْلِ الْكُفْرِ التَّقِي
عَلَيْ بَيْنِ اثْمَتِنَا الْأَعْلَامِ مِنْ تَلْفِظِ بِلَفْظِ الْكُفْرِ يَكْفُرُ
وَكُلِّ مَنْ اسْتَحْسَنَهُ أَوْ رَضِيَ يَكْفُرُ اه ۱ ۱ ۱ حاشیہ پڑھو آئندہ۔

پھر یہ کتا میں فقہ کی ہیں یا علم کلام کی؟ اب "مسلم المخرمین" اور "کوکبہ" میں
 کیا فرق رہا؟ جیسے "کوکبہ" میں فتوے فقہاء کے قول پہ ہے، انہیں فقہاء اور کتب کی یہ
 عبارات۔ کہو کافر جوئے یا مثل بزیہ، نہ کافر مسلمان؟
 بالفعل ان دس امور ذیل کا جواب حرمت برآئندہ بعد الجواب عرض کیا جائے گا۔



۱۔ حادیہ صفحہ گزشتہ ۱۱۔ اور یہ شک بڑا ہے اور اللہ و طرفہ اور فداویٰ تیسری اور جمع الاضمر اور
 درمقدار و غیرہ مستند کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک
 کرے نہ خود کافر ہے۔ اور شفاء شریف میں فرمایا جو اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر کہے جس
 نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔
 اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا جو بد دینیوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس
 کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر حق تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے
 یہ بھی کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابن حجر نے کتاب اعلام کی اس فصل میں جس میں، وہ بانیوں
 گناہی ہیں جن کے کفر جوئے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے۔ فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ
 کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے ۱۱

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱)

فقہاء اور متکلمین میں کیا فرق ہے ؟ فتوے دینا فقہاء کا کام ہے یا متکلمین کا ؟
 فتوے علم کلام کی کتابوں سے دیا جاتا ہے یا کتب فقہ سے ؟ ایک شخص فقیہ اور متکلم بھی ہو
 سکتا ہے یا نہیں ؟ یہ بھی بتا دیا جائے کہ وہ فقہاء اور متکلمین کون کون حضرات ہیں جن میں
 اختلاف ہے ؟ پھر یہ اختلاف کس درجہ کا ہے حقیقی یا لفظی ؟ اگر حقیقی ہے تو جو شخص
 فقہاء کے نزدیک کافر ہے وہ مشرنا اور خلیفہ قدیر اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم کے نزدیک بھی کافر ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو پھر متکلمین مشرعی کافر کو مسلمان کہہ کر کیا
 ہوں گے ؟ اگر مشرنا اور واقع اور نفس الامر میں کافر نہیں تو فقہاء کا کیا حشر ہوگا ؟ اور یہ
 اختلاف کسی خاص صورت میں ہے یا ہر جگہ جس کو فقہاء کافر کہیں اس کو متکلمین مسلمانے
 کہیں یا کسی صورت میں اتفاق بھی ہو سکتا ہے یا ہے تو وہ کون سی صورتیں ہیں ؟ یہ مسئلہ
 قنناذ عرفہا یعنی شہید مظلوم کی تکفیر کس کا فرد ہے ؟ اور جس کا فرد ہے اس کی وجہ
 بھی صاف بیان ہو تاکہ " محسوم " اور " کوکبہ " میں فرق یا اتحاد بھی معلوم ہو جائے۔

(۲)

جب کسی مسئلہ میں کسی عالم سے فتوے دریافت کیا جائے تو اس کو قول مفتی: بیان کرنا
 چاہئے یا قول غیر مفتی: اور مزاج ؟ جس میں سلامتی، استقامت، رستی، ہدایت ہو وہاں
 پر فتوے دینا چاہئے یا جس قول میں اس کے خلاف ہلاکت اور کھلی گمراہی اور ضلالت اور جس
 پر اعتماد نہ ہو ؟

(۳)

اگر کوئی شخص فتوے میں وہ قول بیان کرے جس میں ایک مسلمان کو کافر کہا جائے اور

اس کو مذہب فقہاء قرار دے کر جزاً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجہ کثیر و کفر لازم کہہ کر بلاشبہ
جماعیہ فقہاء کرام و اصحاب فتوے و اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر اسے کافر مرتد
باجملہ ائمہ اس کو اپنی تمام کفریات طعنہ سے توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا
فرض اور واجب بتلائے لیکن خود تھکے کہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں کفار سے کفایت
مانع و مختار و مرضی و مناسب تو یہ شخص

(۱) مسئلہ ہوا یا غیر معتلہ ؟

۲ : اور دعویٰ تقلید کر کے اس کو جماعیہ فقہاء اور اصحاب فتاویٰ کے خلاف کرنا جائز
ہے تو پھر اس میں اور عدم تقلید میں کیا فرق ہوا ؟ اور اگر شخص کے لئے یہ جائز
نہیں بلکہ اس کے لئے کوئی خاص شرط ہے تو کیا ہے ؟ اور کیوں ہے ؟ اور وہ شرط
خال صاحب میں پائی جاتی تھی یا نہیں ؟

۳ : اگر جائز نہیں تو پھر اس کا حکم کیا ہے ؟ یہ شخص باوجود معتلہ ہونے کے یوں کہے کہ
میں اس مسئلہ میں بجائے فقہاء کے قول متکلمین اختیار کرتا ہوں اور وہی میرے نزدیک معتد
اور مرضی اور پسندیدہ ہے۔ تو پھر قول فقہاء کو جو اس کے نزدیک غیر معتد اور غیر مرضی اور
غیر مناسب تھا ذکر کرنا اور اس پر فتوے دینا یا فتوے ظاہر کرنا اور اختلاف متکلمین کو
اس جگہ ظہور کرنا اور یہ نہ کہنا کہ کافر اتفاقاً نہیں بلکہ اختلافی ہے اس میں عوام کو دھوکہ
دہی ہے یا نہیں ؟ مولم اتفاقاً مذکور سے جو تہ کو لب بڑے مالک کے لیکننے کے بعد جس
میں معتد کتب فتاویٰ اور علماء کے اقوال بلا ذکر اختلاف متکلمین مذکور ہوں جزاً قطعاً یقیناً
کافر کہیں گے تو یہ عوام زید کو کافر کہنے میں گنگناہ ہوں گے یا نہیں ؟ اور حدیث کے مطابق
وہ زید کی تکفیر انہیں پر نوٹ آئے گی یا نہیں بلکہ تکفیر مفتی پر لوٹے گی ؟ اور مفتی مذکور نے
جو عوام کو گمراہ کیا اس کا وبال مفتی پر ہوگا یا نہیں ؟

مفتی مذکور نے ۲۲ صفحہ کے سالہ میں تو تہ کو جمہور فقہاء اور اصحاب فتاویٰ کے نزدیک

کافر بتایا اور خود کافر کہنے سے احتیاط کی۔ مفتی کی ہائے کو پرچھتا کون ہے ؟ وہ تو فقہار کا فتوے دریافت کرتے تھے ان کی نسبت وہ جرئیل الفاظ تکخیر لکھ دیئے کہ خصلت پتا ۔ پھر رسول کے بعد اپنے سالہ میں فقہار اور متکلمین کے اختلاف کو ذکر کیا ۔ دوسرے مسائل میں اختلاف کو ذکر کرنا جن کو عوام شاید مدت العمر بھی نہ دیکھیں یہ صلا لکھنا اس تکلیف اور عوام کو گمراہ کرنے کا مدارک ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور جمہور فقہار کے نزدیک یہ مفتی کافر ہو گا یا نہیں ؟ نہیں تو کیوں ؟ جو شخص جس کے نزدیک جزاً قطعاً یقیناً کافر ہے اس کو اگر یہ مفتی کافر کہے گا تو " من شاک فی کفرہ وعذاب فقد کفر " کے تحت میں یہ مفتی خود کیوں کافر ہو گا ؟ وہ جزاً اور قطعاً بھی اگر حزب تکخیر نہیں تو پھر " وحی " تھوڑے ہی آئے گی ۔ یہ بھی بتایا جائے کہ کسی کلام کا جزاً قطعاً یقیناً انکار ضروریات دین ہونا یا اس کا لازم آنا یہ کیسے پہچاننا چاہئے ؟ ایک شخص کے اس کلام میں قطعاً انکار ضروریات دین ہے یا انکار کو مستلزم ہے اور دوسرے کہ ہرگز نہیں تو اس کا فیصلہ کیسے ہو ؟ ہر شخص کی جودائے ہو اس پر عمل کوئے یا کوئی معیاریہ تو کیا ہے ؟ خور سے بیان فرمایا جائے ۔

(۷)

فقہار اور متکلمین میں ایسے مسلمان کے بارے میں جس سے کلمہ کفر صادر ہو اختلاف کس کتاب میں بیان کیا گیا ہے ؟ اس کا حوالہ مع صفحہ و سطر بیان کر کے یہ بتایا جائے کہ وہ اختلاف کیا ہے ؟

خان بریلوی اور اس کے اتباع کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی کلمہ کفر سرزد ہو جس کے ظاہری معنی کفر کے ہوں ، اگر اس میں کوئی احتمال بعید صحیح ہو ہو مگر یہ صریح کلمہ کفر اپنے معنی کفر میں آپ متعین نہ ہو کہ اس میں کوئی احتمال بعید صحیح ہو نہ ہو تو اس کلمہ کی وجہ سے فقہار تو اس مسلمان کو کافر کہیں گے اور متکلمین کافر نہ کہیں گے۔

اس سے اس پر ذیل قابل جواب میں۔

(۵)

خان صاحب "تہذیب ایمان" صفحہ ۳۵۔ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔ "شرح فقہ کبیر" میں ہے۔

« قد نكر ان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان لها تسع وتسعين احتمالا للكفر واحتمال واحد في نفيه فالاولى للمفتي والقاضي ان يعمل باحتمال الثاني »

فتاویٰ غلامہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔
« اذا كانت في مسألة وجود توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي ان يميل الى ذلك الوجه ولا يفتي بكفره تحسينا للظن بالسلم ثمان مائة نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وان لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على وجب لا يوجب التكفير »

لہٰذا سچا مسئلہ کفر کے متعلق ہے اس کے متعلق "شرح فقہ کبیر" میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں تنازع ہو کہ کفر کی ہوں اور ایک صاحب کفر کی نفی پر تو مفتی اور قاضی کو بہتر ہے کہ وجہ نفی کفر پر عمل کرے۔

تھے جب کسی مسئلہ میں بہت سی وجہیں کفر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ کفر کو منع کرتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ محبت کرے اس وجہ کی طرف اور کافر کو ملے پر فتوے دے کہ یہ کفر میں کامیاب ہے
بحرہ جلیہ صفحہ ۱۰۰

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانهر و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے۔
تاکثر غانیہ و بحر دہل الحسام و تنبیہ الولاہ وغیرہ میں ہے۔

• لا یكفر بالمحتمل لان الکفر نہایت فی العقوبۃ
فیستدعی نہایت فی الجنابۃ ومع الاحتمال لانہا

بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیہ و تنبیہ الولاہ وغیرہ میں ہے۔

• والذی یحذر ان لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل
کلام علی محمل حسن ۴ پھر صفحہ ۳۲ سطر ۳ پر ہے۔

• تو کیوں کر ممکن کہ علماء ہاد صفت ان تصریحات کے کہ ایک احتمالی اسلام بھی کافی کفر
ہے۔ جہاں بکثرت احتمالات سلیم موجود ہیں حکم کفر لگائیں لاجرم اُس سے مراد وہی ہے
خاص احتمال کفر ہے۔ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ورنہ یہ اقرار آپ ہی باطل اور ائمہ کرام
کی اپنی ہی تحقیقات عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذامہب و نازل ہوں گے۔ اس کی تحقیق
جامع الفضولین و رد المحتار و حاشیہ علاء نوح و ملقط و فتاویٰ محمد و تاکثر غانیہ و

(مادیہ صورت نشہ) کے متعلق گمان یک ہو نا چاہئے۔ پھر اگر قائل کی نیت ہی وہ وجہ ہے کہ کفر کا
کئے کو منع کرتی ہے تو وہ شخص مسلمان ہے۔ اور اگر قائل کی یہ نیت دہر تو منفی کو اس کے کلام کا عمل کر
لینا ایسی وجہ پر جو تکفیر کو واجب نہیں کرتی ہے اس شخص کے واسطے کچھ نافع نہیں ہے۔

۱۔ احتمال کی بنا پر کافر نہیں کہا جائے گا کیوں کہ کفر انتہا درجہ کا ضابط ہے اور اس کے واسطے
انتہا درجہ کا جرم ہونا چاہئے اور انتہا درجہ کا جرم جب ثابت ہوگا کہ جب لو کسی بات کا
احتمال نہ ہو۔

۲۔ کلام کے واسطے محمل حسن ہوتے ہوئے ایک مسلمان پر کفر کا فتوے دینے سے گریز چاہئے (۱۲)

جمع الاثر و حقیقہ نمبر و سل تمام وغیرہ کتب میں ہے۔ نصوص عبارات و اسل علم غیب
مثل "الزوائد المحذون" وغیرہ میں ملاحظہ ہوں۔ و باللہ التوفیق۔ یہاں صرف حقیقہ نمبر
شرائط کے یہ کلمات شریعیہ ہیں۔

"جميع ما وقع في كتب الفتاوى من كلمات صرح
المصنفون فيها بالجزم بالكفر فيكون الكفر
فيها محمولاً على ارادة قائلها يعني علو اب الكفر
واذا لم تكن ارادة قائلها ذلك فلا كفر الا
مختصراً"

یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ
صوت ہے کہ قائل نے اس سے پہلے کفر مراد لیا ہو۔ ورنہ ہرگز کفر
نہیں۔ احر۔

یہی "تمہید ایمان کی عبارات میں جو مشکلیں کے طور پر لکھی گئی ہے۔ یہ عبارات فقہیہ
ہیں یا کتب کلامیہ؟ ان کے مصنف فقہاء ہیں یا متکلمین؟ یہ غریب فقہاء ہے یا متکلمین
یا متفق علیہ؟ یہ عبارات ہیں جن سے بوضاحت یہ ثابت ہو گیا کہ فقہاء علیہم الرحمۃ ورحمۃ
فرستے ہیں جو متکلمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔ پھر اختلاف کیا ہے؟ مسلمان کے
کلام میں جب ادنیٰ سے ادنیٰ اور ضعیف سا ضعیف احتمال بھی فقہاء کے نزدیک حکم کفر کی اجازت
نہیں دیتا تو اس کے بعد احتیاط کا کون سا مرتبہ ہے جس کو خان صاحب اور ان کے اتباع
مشکلیں کی طرف منسوب کرتے ہیں؟

کیا یہ مطلب ہے کہ مسلمان سے اگر کوئی کلمہ کفریہ سرزد ہو اور اس میں کوئی احتمال
ضعیف سے ضعیف بھی جس کو الفاظ متعل نہ ہوں سب کلام کا نہ پایا جائے تو پھر بھی کسی احتمال
کی بناء پر گو وہ بالکل غلط اور قطعاً باطل ہو مشکلیں ایسے شخص کی تکفیر بھی نہ کریں گے؟ تو اب

تو دنیا میں کوئی مسلمان کافر ہی نہ ہو سکے گا۔ خان صاحب ہی فرماتے ہیں۔

تہیہ ایمان، ص ۳۴، سطر ۱۲، "ضروری تفسیر"

۱۰ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۔ صریح بات میں تاویل نہیں ملنی جاتی وہ کوئی بات بھی کفر نہ ہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں۔ اسے میں یہ تاویل ہو جائے کہ خدا سے بخلاف صفات حکم خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں۔ مہرم اور معلق۔ جیسے عروکہ میں رسول اللہ ہیں۔ اس میں یہ تاویل گر چہ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدلی میں بھیجی ہے۔ ایسی تاویلیں زہار مسومہ نہیں ۵

جملہ اہل بدعات خصوصاً مولوی حامد رضا خان صاحب اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی وغیرہ غور سے جواب دیں کہ صریح متعین ہے یا متعین؟ دروغ گو حافظ بنامہ کیسا سچا مقولہ ہے ۵

معلوم ہوا کہ خان صاحب کے نزدیک صریح قبیح میں بھی تکفیر قطعی ہے اور تاویل کا احتمال ہرگز مسومہ نہیں۔ پھر خان صاحب جو ان کی کفر سے بچنے کے لئے مشکلیں کی آڑ لیتے ہیں وہ بتائیں کہ وہ مشکلیں کا کون سا قول ہے جس سے انکا کفر رفع ہو سکے؟ خان صاحب نے اس کلام میں احتمال معتبر اور غیر معتبر کی خود تصریح فرمادی ہے۔ اب خان صاحب کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ فقہاء کے نزدیک کلمات غیر صریح میں بھی اگرچہ وہ اپنے معنی کفر میں ظاہر نہ ہوں تکفیر ہے بخلاف مشکلیں کے کہ ان کے نزدیک تکفیر کے لئے کلمات کا معنی کفر میں صریح یعنی ظاہر اور قبیح ہونا شرط ہے متعین ہونا شرط نہیں کہ معنی غیر کفر کا احتمال ہی نہ ہو بعید ہو یا قریب۔ فافہم و مدبر۔

بہت غور سے جواب دیا جائے۔ اس "ضروری تفسیر" نے خان صاحب کے کفر پر پوری تصریح کر دی۔ اب کون ہے جو خان صاحب کو کافر نہ کہے؟ اور کیوں نہ کہے

جب وہ خود تنبیہ فرما رہے ہیں؟ تنبیہ سے متکلمین کا مذہب وہ ہو گیا ہو فقہار کی طرف
مفسوب تھا اور فقہار کا مذہب معلوم کیا فرمائیں گے؟
— "شفا شریف" میں ہے۔

» ادعاء الشاویل في لفظ صراح لا يقبل :

صراح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

— "شرح شفاء قاری" میں ہے۔

هو مردود عند القواعد الشریعة۔

ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔

— "نسیم الزیاض" میں ہے۔

لا یلتفت لمثله و بعد هذا فاننا۔

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہرگز نہ بھی جائزے گی۔

— فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہ
میں ہے۔

واللفظ للعبادی قال انارسل الله اوقال بالفارسية

من پیغمبرم میرید بمع من پیغام می برم بحکفر

یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور یہ معنی لے کہ میں

پیغام پہنچاتا ہوں، قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا، یہ تاویل نہ سنی

جائے گی۔ فاحفظ الخ :

(تہذیب الدیان، صفحہ ۳۷۸)

خان صاحب فرماتے ہیں۔

» یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ان الفاظوں میں باوجود گنجائش ہونے کے

تاویلات کا اعتقاد نہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفانہ مذہب تکفیر کے بارے میں فقہائے بھی بڑھ کر ہے کہ باوجود تاویل کے تحمل ہونے کے بھی قائل کی تکفیر ضروری ہے اور تاویل مسموع نہیں۔ باوجود تعارض صریح ہونے کے اب خان صاحب کے کفر سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ وہ متکلمین اور فقہاء کے مذہب میں کوئی طرق باقی نہیں رہتا۔ اور چونکہ خان صاحب اپنا مذہب متکلمین کا مذہب بتاتے ہیں تو لازم آیا کہ بنسبت متکلمین کے فقہاء تکفیر میں بہت زیادہ احتیاط فرماتے ہیں کہ وہ صریح محتمل میں تکفیر نہیں کرتے۔ اور متکلمین کے نزدیک صریح قہین میں تاویل مسموع ہی نہیں۔ وہ تو خان صاحب کے فرمانے کے مطابق بے دھڑک قطعی کفر کا فتوے دے کر خان صاحب کی طبیعت بھی اسی کے ساتھ روانہ فرماتے ہیں۔ یہ سب نتائج بدعت ملعونہ کے اتباع کے ہیں۔ علم دین اور بدعت کا جمع ہونا محال ہے۔ اللہ یا ذہاۃ العظیم۔

”صریح مقہین“ و ”صریح متعین“ کے لفظ سے جسے معنی کی اب تک بھی خبر نہیں۔ اب علمیت معلوم ہوگی۔

(۶)

اگر بغرض محال کوئی بدعتی بریلوی یا غیر بریلوی رضا خانی وغیرہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس قہر کا جواب گواہی ملے تو پھر قابل عرض یہ ہے کہ ”الکوثر الشاہد“ کے صفحہ ۲۱ سطر ۲ پر فرماتے ہیں۔

”مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیہ چہر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عز و جل غالب قہر کے غضب عظیم و عذاب عظیم کا اصلاح فرمادے گا۔“

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ
ہوتی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی؟ ہاں ہاں واللہ واللہ
الطلاح ہوئی۔ واللہ واللہ انہیں ایذا نہ پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا
دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت اس کے لئے ہوئی
کا عذاب شدت کی حقوت ہو ۵

اس عبارت سے اسوہ ذیل ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ خان صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید و محمد نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بلے و طعنے صریح گالیاں دیں۔

۲۔ ان گالیوں کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً و یقیناً اطلاع ہوئی۔

۳۔ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گالیوں سے قطعاً ایذا نہ پہنچی۔

۴۔ یہ کلام اگر گالیوں میں صریح بھی نہ ہوتا مگر پھر بھی قائل کی مراد اس سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں ہی دینی ہیں۔ کیونکہ اگر مراد گالیاں نہ ہو تو اس کو
صلی اللہ علیہ وسلم گالیوں کی اطلاع ہوئی و الطلاح کے بعد ایذا۔

اور ایسی صورت میں تو کلام کیسا ہی جو سب فقہاء اور متکلمین متفق ہیں کہ جب
قائل کی مراد گالیاں ہیں تو قائل قطعاً کافر ہے۔ ایسے شخص کی جو تکفیر ذکر سے وہ بھی بالفطن
ائمہ جزنا و قطعاً و یقیناً کافر ہے۔ جس کا فروع اقل و آخر صریح قہرین و متعین لفظ ہر
فقط ایک خان بریلوی ہی ہیں۔ اور پھر ان کے بعد اتباع کا حصہ ہے۔ دیکھیں اب اس
کفر کو بریلوی کس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ سچ ہے جو اللہ کے اولیاء سے دشمنی کرتا ہے
اللہ اس سے خود ڈرتا ہے۔ مولانا اسماعیل شہید کو کافر کہنے کا یہ ہاتھوں ہاتھ ہے
آخرت کی خبر خدا جانتے۔

۵۔ خان صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جیسے ماکان مایکون

کا بالفعل ہے اور علم بھی تفصیلی۔ اور تفصیلی بھی نام جس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

تو اب قائل کی گالیوں کا جب اس نے گالیاں دی ہیں آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور علم ہونا چاہئے۔ (یہ مسئلہ علم غیب صحیح ہو یا غلط یہاں اس کی بحث نہیں۔ یہاں تو یہ بات ثابت کر کے کہ خان صاحب کے نزدیک یہ کلام باوجود صریح گالی ہونے کے قائل کی مراد اس سے گالی ہی ہے جس کا ظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "عالم الغیب" ہونے کی وجہ سے اُن کے نزدیک ہے اور ضرور ہے۔)

اب دریافت کرنا یہ ہے کہ خان صاحب کو اس کا ظم کیسے ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان گالیوں کی اطلاع ہوئی۔ اور اطلاع ہو کر ایذا پہنچی۔ اس کی صورت صرف یہ ہے کہ خان صاحب کو اس کلام کا گالی ہونا اور پھر گالی کا مراد ہونا یہ دونوں امر ایسے قطعی ہیں کہ جن پر خان صاحب بد بار قسمیں کھلتے ہیں۔ فرماتے اب خان صاحب کو کیا چاہئے تھا؟

اگر خان صاحب میں ملائی کے لاکھوں کرڑ دیں حصہ کے برابر بھی ایمان ہوتا تو ان کا پہلا فرض تھا کہ قائل کی تکفیر کرتے اور اسے کافر کہتے۔ کیونکہ خود ہی فرماتے ہیں۔

”جب صاف صریح انکار ضروریات دین و کشتنام دی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمین آکھ سے دیکھیں تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر دین کی تصریحیں سن چکے۔ من مثلث فی عذابہ و کفرہ فقد کفر۔“ خبر ایسے کے معذب و کافر جو ملے میں شک کرے ضرور کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل سلب نام کا ایمان بکھانا ضرور تھا۔ "اجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا"

(تسمیہ ص ۴۴)

خان صاحب! آپ کے پاس اور ایمان! آپ اللہ اہل اسلام کے ایمان بکھانے کی

لکھ فرمائیں !! چیل کے گھونسلے میں اور ماس !!!

(۷)

غرض یہ نہیں کہ معاذ اللہ مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا فر میں انہیں کافر کہنا ضروری تھا خان صاحب نے انہیں کافر کیوں نہ کہا۔ بلکہ شہید مرحوم تو ایسے بکے اور سچے مسلمان ہیں کہ دیکھو جس نے انہیں فقہا کے نزدیک ہی کافر بتایا وہ جھوٹا خود اپنے اقرار سے ایسا کافر ہوا کہ وہ تو کیا اس کی ستر لٹیتیں بھی اس کے اس سیاہ کھری فیکہ کو دھنیں سکتیں۔ بگدا ب اگر خود خان صاحب کو کافر نہ کہیں گے تو وہ بھی خان صاحب کے ساتھ کافر ہو جائیں گے۔ من عادنی لی ولینا فقد اذنتہ بالحرب۔ او کما قال۔

غرض یہ ہے کہ جب شہید مرحوم نے خان صاحب کے علم میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی غلطی اور ناپاک گالیاں دیں کہ مخالفین اسلام بھی وہ گالیاں نہیں دے سکتے اور ایسی ناپاک گالیاں کسی اسلامی زبان یا قلم سے نہیں نکل سکتیں اور خان صاحب کو ان صریح گالیوں کا اس درجہ یقین اور علم ہے کہ جس پر بار بار فتیں کھاتے ہیں۔ تو ان میں اگر ایمان کا شائبہ بھی ہوتا تو اس قائل کی تکفیر کرتے نہ کہ اس کو کافر نہ کہنا اپنا دین اپنا ایسا اور احتیاط سمجھتے۔

• شہید صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ۔

• علماء مختارین انہیں (یعنی مولانا اسماعیل صاحب کو) کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے۔ • وهو الجواب وبہ یفتی و علی الفتویٰ وهو الذہب و علی الاعتقاد و فیہ السلامۃ و فیہ السداد : یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہوا اور اسی پر فتوے ہے اور یہی جہاز مذہب اور اسی پر اعتقاد اور اسی میں سلامت

اور اسی میں استقامت ۵

جو شخص کسی کے نزدیک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھرمک صریح گالیاں دے
اور اس سامع کو یہ بھی یقین ہو کہ کئے ولسکی مراد بھی گالیاں ہی ہیں اور ان گالیوں کی مراد
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر بھی جوتی اور خبر ہو کر ایذا بھی پہنچی۔ اور ان تمام واقعات
کی اس سامع کو بھی خبر ہو جس پر وہ بار بار قسمیں کھاتے اور پھر بھی ممانع یہ کہے کہ یہ سب
مذہبِ نبوی ہے کہ اس گالی دینے والے کو کافر نہ کہو۔ یہی صواب ہے یہی جواب اور اسی میں
سلامت اور استقامت ہے۔ تو علمائے دیوبند اور جلد اہلِ سلطنت اقل سے آخر تک
یہی کہتے ہیں اور یہ ہی کہیں گے کہ اس صواب اور جواب اور فتوے اور افتاد پر عدالت
قہار اور اس کے نسب یار اور سرملین اور ملائکہ مقربین اور سنوت والا حق و باقیہا سب
کی لعنت۔

اب سب کی اس لعنت کو اٹھائیں (بتلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بریلویوں
کو محبت ہے یا دیوبندیوں کو؟) اور یا صاف اقرار کرو کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو العیاذ باللہ قطعاً گالیاں دیں اور برا کہا گیا، مگر یہ کفر نہیں ہے بلکہ
رضا خانی جماعت کا عین ایمان اور مذہب یہی ہے۔

۱ لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۶

(۸)

کلام مذکور کا خان صاحب کے نزدیک صریح گالی ہونا اور پھر مرتکب ہونا اور فقہاء
مستکملین کا اتفاق اس کو کفر کہنا اور جو قائل کے کفر اور اتداء میں شک کرے یا احتیاط
کرے اس کا اتفاق فقہاء اور مستکملین کافر ہونا خان صاحب ہی کے کلام سے اس طرح
سے ثابت کیا گیا کہ خان صاحب کے نزدیک اس شہادت میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بھی شریک ہیں۔

خان صاحب کی ازلی جرمی قطعی تکفیر کے لئے یہ عبارت جزنا قطعاً یقیناً کافی دانی ہے
لیکن مقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض۔ یہاں تو کفر کی منہ دی ہے۔

اس عبارت سے قطع نظر خان صاحب "الکوہۃ الشہابیہ" صفحہ ۳۳،
سطر ۲ پر فرماتے ہیں۔

"اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں رہتی
یہاں تو خان صاحب نے بالکلہ تاویل ہی کی نفی فرمادی۔ یعنی اس کلام میں بجز
کھلی گستاخی اور دشنام دہی اور گالی کے کوئی قریب و بعید تاویل ہو ہی نہیں سکتی اس
بنیاد پر یہ کلام صریح متعین ہوا کہ جس کے کفر ہونے میں فقہار اور متکلمین دونوں متفق ہیں۔
اب یہ مذکر خان صاحب نے فتوے فقہار کے مذہب پر دیا تھا اور احتیاط متکلمین کے
مسک پر فرمائی تھی۔ بالکل لفظ اور محض افتراء ثابت ہوا۔" "الکوہۃ الشہابیہ"
فقہار کے مسک پر ہے "حسام احرارین" متکلمین کے مذہب پر وہاں فقہار کا مذہب
بیان کیا، وہاں "من شاک فی عذاب و عقر" کب کہا تھا جو خاصاً
کافر ہوں۔

یہ غلط تاویلیں سب باطل ہو گئیں۔ خان صاحب یہاں کہیں یا نہ کہیں دنیا کہتی
ہے، تمام است کہتی ہے کہ جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے اور کلام
صریح متعین جو اس میں تاویل کی گنجائش نہیں کہنے والا مردود، کافر۔ جو اسے کافر
دیکھے وہ مردود بھی کافر ہے۔

جب خان صاحب کے نزدیک یہ کلام توہینِ سیدالانام علیہ التیمۃ و السلام
میں صریح متعین ہے تو یہاں فقہار اور متکلمین میں اختلاف ہے کہاں؟ جو متکلمین کے
دامن میں خان صاحب کو جگہ ملے۔ اب تو خان صاحب اپنے اقربائے فقہار اور متکلمین سے
اجماع سب کے نزدیک ایسے کافر ہونے کے حوالے بھی شک اور تردد کر رہے

وہ بھی کافر ہے۔ وہ خان صاحب واہ ع
 ہم تو ڈہلے ہیں مگر تم کو بھی نے ڈہلے گئے
 خود تو گئے ہی تھے متعلقین کو بھی اپنے ساتھ لیا۔

(۹)

شاید اس جگہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ خان صاحب کے موافقین ہی نہیں بلکہ مخالفین
 میں ابی شیعہ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو خان صاحب پر ان کا اقرار ہی کفر ثابت کرتے
 ہیں وہ بھی خان صاحب کو کافر نہیں کہتے تو پھر اس حساب سے تو وہ بھی کافر ہوتے ؟
 فنا ہو جو ابکم۔ فہو جو ابنا۔

یہ شبہ رضا خانی جب بہت عاجز ہوتے ہیں تو پیش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا
 تو اسلام مسلم ہے پھر اس میں گفتگو لا حاصل ہے۔

سو یاد رہے کہ ابی شیعہ خدا خان صاحب کو صرف اس بنا پر کافر نہیں کہتے کہ
 وہ خان صاحب کو اعلیٰ وجہ کا جھوٹا اور کذاب سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک
 جو اقرارات خان صاحب نے حضرت شہید مرحوم اور حضرات اکابر دیوبند پر باندھے
 ہیں خان صاحب کو جیسے اپنے وجود کا یقین ہے ویسے ہی اس کا بھی یقین ہے کہ یہ اکابر
 ان الزامات سے بالکل بری اور پاک ہیں اور ان کے صحیح کلاموں کے جو معنی خان صاحب
 نے بیان کئے ہیں وہ معنی بھی قطعاً غلط اور باطل ہیں۔ نہ وہ معنی کئے دلوں کی مراد،
 اور نہ کلام میں ان کا احتمال۔ لیکن محض اپنی دنیاوی غرض کی بنا پر خان صاحب نے اپنے
 دین کو ان اکابر کی مخالفت سے تباہ کیا ہے۔ ورنہ وہ اکابر اور ان کے کلام ان غلط معنیوں
 سے خان صاحب کے نزدیک بھی بالکل بری اور پاک ہیں۔ اس صورت میں خان صاحب
 کا کہ کذاب دھبونا ہونا تو ثابت ہو گا مگر کفر سے پرہیز جائیں گے۔ لیکن جیسے ان کا اسلام
 ثابت ہو گا۔ اکابر دیوبند سے بھی جملہ اعتراض رافع ہو جائیں گے۔ اور جیسے وہ واقع میں

بچے بچے سنی حنفی مسلمان ہیں خان صاحب کے نزدیک بھی ان کا ایسا ہی ہونا ثابت ہو جاتے گا۔ جو خان صاحب اور ان کے اتباع کے لئے جہنم میں جاتے سے زیادہ دشوار ہے۔ وہ اگر خان صاحب کو ان اقوال میں کچھ سمجھا جاتے جیسے کہ ان کے اتباع اور معتقدین کا شیال ہے تو پھر خان صاحب کا کافر ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ اور پھر وہ ایسے ہی کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ لہذا چونکہ معتقدین خان صاحب ان کو سچا ہی نہیں بلکہ نہایت سچا اور ”مجتہد مائتہ حاضر“ اور کیا کیا جاتے ہیں۔ اس وجہ سے اب خان صاحب اور ان کے معتقدین قطعاً کافر ہو گئے۔ بس اگر وہ اپنے کو مسلمان ایمان دار جانتے ہیں اور ایمان کی ان کے نزدیک کچھ قدر ہے تو خان صاحب کا اور اپنا ایمان ثابت کریں ورنہ محض دھمکے سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ کافر اور ان کو مسلمان جاننے والا بھی ان کے سبھی فتوے سے کافر ہو گیا۔

(۱۰)

بیان سابق کی تصدیق یہ ہے کہ خان صاحب اور ان کے معتقدین اگر واقع میں سچے ہیں اور ان کے نزدیک مشکلیں اور فقہاء میں واقعی اختلاف ہے اور مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام صریح قہرین ہیں متعین نہیں۔ ان میں صیح معنی کی گنجائش ہے جس کی بنا پر خان صاحب نے ہر بتائے مذہب مشکلیں سے بھگنے سے احتیاط کی ہے۔ تو پہلے ”صراطِ مستقیم“ کی ہی عبارت جس کے متعلق بھی خان صاحب کی تصریحات مذکور ہوئیں اس کے صیح معنی بیان کر دیں۔ پھر دیگر اقوال کے جو ”تکو کبیر الشہابیہ“ میں مذکور ہیں۔ پھر اہل فساد دیکھئے گا کہ ”تہذیب الناس“ ”بازین قاطعہ“ ”حفظ الایمان“ کی عبارات کے مطلب کیے صاف اور صریح ہیں۔

لیکن خدا جانتا ہے یہ ناممکن اور ناممکن ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں علم الہیہات پر

موقوف ہیں۔

قرن گزر گئے خان صاحب سے خود مطالبہ کیا گیا ہے کہ جس معنی صحیح مختل کی بنا پر شہید مرحوم کی تکفیر ناجائز ہے وہ بیان کیجئے۔ پھر اس سے صاف اور صریح مطلب مطلب اکابر و پویند کے کلاموں کا سن لیجئے۔ مگر آواز سے بردہ آمد۔

بالفعل فقط یہ کوشش سوال پیش کئے گئے ہیں۔ براہ کرم ان کا جواب مرحمت فرمایا جائے اس کے بعد پھر عرض کیا جائے گا۔

ابراہیم حسن کے اشتہار میں جن مسائل کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ بھی بتا دیا جائے کہ فلاں بات کا فلاں رسالہ میں فلاں صفحہ اور سطر میں جواب ہے۔ اور، فلاں کا فلاں جگہ۔ مگر ایسا نہ کیا گیا۔ اور خدا چاہے محال ہے کہ حوالہ دیا جائے۔ کیوں کہ ان کے جواب باتوں کا جواب ہوتا تو "اذلی کفر" ہی لگے گا بار کیوں ہوتا؟ تو معلوم ہو جائے گا کہ رسالہ "کفر و ایمان کی کسوٹی" کا خان صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ نہ خدائے قدوس چاہے آپ دے سکتے ہیں۔ ورنہ اب مولوی حامد رضا خان صاحب اور اعلیٰ حضرت کے جلیلہ مقتدرین بشرطیکہ دل میں اعلیٰ حضرت کو یا اپنے کو مسلمان جانتے ہوں یا اپنے مخالفین کو دل میں کافر سمجھتے ہوں تو جواب میں ورد سکوت کی صورت میں اہل فہم خود فیصلہ فرمائیں گے کہ دنیا کی محبت نے آنکھوں پر پٹی باغھ دی ہے ورنہ یہ لوگ جیسے خود کافر ہیں دوسروں کو بھی کافر کہہ کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں۔ جو جہنم سے پہلے شاید ناممکن ہو۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور توبہ کی توفیق دے تو منزل آسان ہو سکتی ہے۔ آمین اللہم آمین۔

اللّٰهُمَّ ارِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا انْشَاعَهُ وَّارِنَا
الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ بِحَرَمَةِ
النَّبِيِّ وَالْهِ الْاُمَّاجَادِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامَةُ

والسلام وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقٍ وَنُورٍ
 عَرْشِهِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ سَيِّدِنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِينَ
 بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

الحرم المحرم ۱۳۵۱ هـ
 وقت ۲ بجے دن



کتاب الیمانین

على الجعلان والحراطين

تأليف

حافظ حسین احمد و کبیر احمد و عبد الودود

ساکنین بالاساتھ منظر پور



انجمن دعوتِ اہلسنت و جماعت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ خَلَقْنَاكَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فَتَعَلَّى وَكَانَ يَكُونُ لِأَوَّلِ عِلْمٍ
وَعَدُّهُ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ
الْمُتَّقِينَ الَّذِي لَا مَنِيَّ بَعْدَكَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
أَجْعَلِينَ مَا دَامَتِ السُّنَّةُ مَنْصُورَةً مَقْبُولَةً وَالْبِدْعَةُ
مَقْهُورَةً مَقْطُوعَةً - آمَنَّا بِكَ -

مسلمانو! خدا کو حاضر ناظر جان کر صحیح بات ظاہر کئے ہیں تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو
جائے کہ سنت اور بدعت کی شرابی اور فتح و بزمیت کس طرح ہوتی ہے؟ شمالی لشکر
کیسے نازل ہوتا ہے؟

قصہ یہ ہے کہ مولوی عبد الرحمن صاحب مجنی و جلیل ماتہ حاضرہ اپنے اعلیٰ حضرت
مولوی احمد رضا خان صاحب کے روحی فرزند اور سچے جانشین مابہ الغفر نے جلسہ پوچھ پڑا
منعقد ۱۰۶۵، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ کا چار مہینہ قبل امتحان دے کر اخیر میں
منظرہ کا بھی اعلان دے دیا تھا کہ جس کا بھی چاہے سوال لکھ کر پیش کرے، جواب جلسہ
میں دیا جائے گا اور زبانی سوال کرنے کا کوئی مجاز نہیں۔ وہ تو کچھ تھے کہ جب بڑے ہی
کو کسی نے منہ نہ لگایا تو مجھے کون قابل خطاب کہے گا؟ اعلیٰ حضرت کی طرف سے سب سے ہی دونوں
میں اگر مجدد نہیں تو مفسد ماتہ حاضرہ کا تو ضرور ہی لقب ہو جائے گا۔ و قبال نہیں تو
جلیل میں کیا کلام ہے یہ بھی نہ ہوا تو جلیل۔ تو خوب گولیاں چلائیں گے۔ مگر یہ طبرہ نہ تھی
کہ بالاساتحہ میں سبیل طلوع فرمائے گا اور بدعتی حشرات الارض کی ذلت اور ہلاکت کا
باعث ہوگا سگان بالاساتحہ خدا دامن سنت و خدا کپائے حضرات علماء کرام دیوبند کو نصرت
و عزت اور مولوی عبد الرحمن صاحب مجنی اور مولوی احمد رضا خان صاحب کو ذلت و رسوائی

لے گی۔

تفصیل یہ ہے کہ حضرت مولانا مولوی عظیم سید محمد رفیع حسن صاحب دامت برکاتہم
ابن شیریہ خدای تعالیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ دہمہ کی ایک آواز پر ضلع درہننگہ اور مظفر پور کے تمام
علماء "بالاساتھ" میں مناظرہ کے لئے جمع ہو گئے۔ اور پہلے ہی دن دس لغاتوں میں
تصدد سوالات مولوی عبدالرحمن صاحب کے پاس بھیج دیئے اور برابر آغا غنی پر آغا غنی
کے منکر آج تک ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ افسوس تو یہ ہے کہ اشتہار میں اٹھارہ ضلع
کے علماء کو جمع کرنے کا اعلان دیا تھا مگر ایک سے بھی ایک سوال کا جواب نہ ہو سکا۔

مولوی عبدالرحمن صاحب فرمادیں کہ ایک سوال کا بھی جواب کسی نے دیا ہے؟
اس سے زیادہ کیا ذلت اور بھولائی ہو سکتی ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟
بات بنانے سے بھی نہیں بن سکتی۔ اب سلطان انصاف فرمائیں کہ اس سے زیادہ اور کون
سی دلیل مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی عبدالرحمن صاحب ممبئی کے اعلان
کی ہوگی۔ اگر کوئی بھی ثابت کر دے کہ اس طرف سے ایک سوال کا بھی جواب نہ دیا گیا
ہے، گو وہ جواب صحیح نہیں غلط ہی ہو تو مولوی عبدالرحمن صاحب پچھے، مگر قیامت
انشاء اللہ تعالیٰ وہ دشوار ثابت نہیں کر سکتا۔ و اللہ اعلم۔

اس سے زیادہ تعجب بخیر یہ بات ہے کہ خان بریلوی اپنی تجویز "برسختہ اخیرہ"
میں صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ مناظرہ تقریری نہ ہوگا بلکہ تحریری ہوگا تاکہ کسی شخص کو اپنے
کے سے انکار نہ ہو سکے اور بنسبت تحریری کے تقریری دشوار اشد مشکل بھی تو ہے اور ختم
بھی نہیں ہوتا اسی وجہ سے "ذیل پوچھریا" نے بھی اشتہار میں تحریری مناظرہ
ہی کا اعلان دیا تھا۔ مگر جب اٹھارہ ضلع کے علماء مل کر بھی ایک سوال کا جواب نہ
دے سکے تو مزاکیرہ میں کتنا تقریری مناظرہ کی تیسرے دن چھپر شروع کی یہ جانتے تھے
کہ تین دن کے اندر تو کوئی شخص ہمارے یہاں آہی نہیں سکتا۔ جو اگر بات حقیقت کر لیا

قانوناً بروئے اشتہار مجبی صاحب مجرم ہوگا۔ اداہر میٹریٹ ضلع کے حکم سے پولیس فیس دے چکا ہے اس کا بندوبست پہلے ہی کر چکے ہیں مگر لوگوں سے یہ کہنے کا موقع نہ مل چکا تھا کہ دیکھ لو باوجود طلب کے پھر بھی کوئی نہ آیا۔ تعجب تو یہ ہے کہ سنا گیا ہے کہ ایسا کیا بھی ہے۔

” اللہ اللہ اس بے شرمی کا کیا ٹھکانا ہے جو لوگ صد ہا کوس سے مناظرہ بھی کی مجلس سے آئیں وہ مناظرہ سے پہلوتنی فرمائیں اور جس نے بھیجے ہوئے سوالوں میں سے ایک کا جواب بھی نہ دیا وہ مناظرہ پر مستعد ہو۔ انصاف، انصاف، انصاف۔“

پھر تماشا یہ کہ آپ لکھتے ہیں کہ مناظرہ کر لے والا شخصی طور پر آئے۔ یعنی اس کیساتھ بھی کوئی نہ ہو۔ پھر بار بار بچے خط آیا اور دو گھنٹہ کے اندر حاضری مناظرہ کا حکم جو میں کھانا کھانے اور شہب گرمی کا وقت تھا پہنچا۔ اس پر طرہ یہ کہ جو شخص خط لایا تھا اسے کیا کچھ کہا کر بھیجا تھا، جواب دیا تو لے جانے سے انکار۔ کہ صاحب ہم کو جواب لے جانے کا حکم نہیں۔ کیوں؟ تاکہ وہاں خالی ہاتھ جانے اور یہ کہہ دے کہ وہاں سے نہ کوئی آیا نہ جواب دیا۔ علم لوگ اصلی بات کو کیا جانیں۔ مگر شیران خدا نے جن کی کمان ابن شہب خدا علی الرضی کریم اللہ تعالیٰ وجہ فرماتے تھے غدار جواب دیا۔

” کہ مہربانی فرما کر تحریری مناظرہ میں جس کا آپ نے اشتہار دیا تھا اور اس کے مرتب حامیان ہند نے آپ کے علماء کے پاس آپ کے ذریعے سوالات بھیجے اور جوابات نہ آئے۔ اس مناظرہ میں تو اپنا فرار و مجریم فرمائیے۔ یہ حضرات اشتہار کہہ کر لے لے جلسہ میں کسی کو ہار نہیں؟ اس کی تین مہری فرمائیے، پھر فرما جائے۔“

جو نیکو غنی مولوی صاحب نے یہ سہج رکھا تھا کہ میرے اشتہار کے موافق کسی کو ایسا جلسہ میں زبانی حکم کہلے گا ہمارے نہیں حضرت علیؑ سنت آئے اور ان کو قانونی مجرم بنایا۔ لہذا یہ امر ضروری تھا کہ وہ یہ کلمہ بھی دیتے کہ اس تحریر و مکتبی و مہری کے ذریعے سے ہم اپنے

اشتہاری مضمون کے برخلاف تقریری مناظرہ کی مہارت دیتے ہیں تاکہ پولیس وغیرہ دست اندازی نہ کر سکتی اور کوئی قانونی جرم نہ رہتا۔ اور اس خط کا جواب دو گھنٹہ میں طلب کیا۔ جواب دہ آنے پر دوسرا خط پھر لکھا۔ شام تک جواب نہ دار۔ حبیب الرحمن بن لفظہ تعالیٰ پورے ہو گئے اور تقریری مناظرہ ختم ہو گیا اور ایک سوال کا بھی جواب نہ دیا اور کوئی غصہ باقی نہ رہا اور سرکاری انتظام اور قانونی جرم بھی اٹھ گیا۔ تب شب و شنبہ ہی کو ہم خدام حضرات دیوبند یعنی بندہ عبدالودود و کبیر احمد حفیظی عنہما نے مجیٰ صاحب کو خط بطلب مناظرہ تقریری لکھا کہ یا تو ہماری ذمہ داری میں آپ اپنے علماء کو بلا سنا تھ لے کر آئیں یا اپنے دوسارے فلاں فلاں کی ذمہ داری میں ہمارے علماء کو پھر پھر آطلب فرمائیں۔ مگر اس کا ٹھکانے کا جواب تو وہ دیتا جس کو تقریری مناظرہ منظور ہوتا۔ جو تحریری سے سوالات میں سے (باوجودیکہ اٹھارہ ضلع کے علماء کے جمع کرنے کا دعویٰ کرے) ایک کا بھی جواب نہ دے سکے وہ تقریری مناظرہ کب اور کیسے کر سکتا ہے ؟

بالجملہ حضرات دیوبند و گنگوہ کے خدام نے جو ہر شخص کھاتے نمود نمود عالم ہے اور ان آقا بوں کے ذرات نے جو مقامی مراکز کے درخشاں آفتاب ہیں ۸ جلدی ادارے کی شام تک رہ کر طے فرما دیا اور ثابت کر دیا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب مجیٰ اور مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے ہم خیال علماء تقریری مناظرہ سے بھی عاجز ہیں۔ جب مجیٰ صاحب کو کچھ نہ سمجھی تو بالآخر ٹھکے چار بیگے کے بعد یہ لکھ کر بھیجا کہ مجھ سے حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد رفیعی حسن صاحب دامت برکاتہم مناظرہ کریں اور یہ لکھیں کہ میں گفتگو کروں گا اور میرا ناماسب کا بارنا سہگا، اور میرا جتناسب کا جیتنا ہوگا۔ اور بر تقدیر مغربی اپنی کے علی الاعلان مع اپنے اعمال کے تو بہ کروں گا تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے ۵

مقتور اس تحریر سے مجیٰ صاحب کا نقطہ یہی تھا کہ جھگڑا جیسے جاہل سے وہ گفتگو

کیسے فرمائیں گے؟ صاف لکھ دیں گے کہ تم کیا تمہارے بڑے مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی اس قابل نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوا اور حضرت مولانا موصوف نے نجفی صاحب کو منہ دنگایا تو عوام میں تو کچھ بات بنانے کو ہاتھ آئے گی۔

مگر سبحان اللہ! یہ کیسے ہوئے ہیں کہ اسی وقت حضرت مولانا موصوف نے لکھ بھیجا کہ "میں آپ کے لکھنے کے موافق آپ سے مناظرہ کے لئے بالکل مستعد ہوں اور جو آپ نے لکھا ہے وہ بھی لکھنے کو مستعد ہوں۔ مگر آپ بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب سے یہ تحریر دو تعلق مہری منگالیں کہ "آپ کا ادا جیتنا ان کا ادا جیتنا ہو گا۔ جب یہ تحریر آپ منگالیں لکھ کر مطلع فرمائیے۔ اس وقت مقام و شرائط مناظرہ طے ہو جائیں گے۔ چونکہ آپ اور ہم میں کفر و اسلام کا اختلاف ہے لہذا سب سے پہلے اسی میں گھٹک ہو گی جس کا خلاصہ "رد المکذبر" اور "انصاف البری" ہے۔ اس کے بعد جس مسئلہ میں چاہیں گھٹک کر لیں۔ گھٹک بقاعدہ "الآہم فالآہم" ہو گی ورنہ فطول اور بے کار ہے لہذا

اب ہم کو دیکھنا ہے کہ نجفی صاحب اس لا جواب اور فیصلہ کن تحریر کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر پہلے میں تب تو بریلوی صاحب سے تحریر مہری دو تعلق منگالیں گے اور حضرت مولانا موصوف کو مطلع کریں گے ورنہ یہ جھوٹ لکھ خالص دھڑ بے فربہ ظاہر ہو گا اور ثابت ہو جائے گا کہ تقریری مناظرے کا نام فقط دلی لوثی اور جان بچانے کو تھا ورنہ جو تحریر بھی مناظرے کے در کسا وہ تقریری کیا خاک کرے گا؟

اب سلمان خود انصاف فرمائیں کہ کون جیتا اور کون ہارا؟ ایک برس سے مولوی احمد رضا خان صاحب کی جلسہ میں آنے کی دھوم تھی اور اٹھارہ شعل کے علماء کا بلانا ظاہر کیا تھا مگر انکس کہ وقت پر یقین مشورہ عالم بھی نہ تھے۔ یہ ہے نجفی صاحب کے جلسہ کی حقیقت اور علماء کی جمعیت اسی دھوکہ پر اہل سلیم سے نقد و جنس جین کیا تھا۔ تین دن کھانا دینے کا وعدہ تھا اور دو ہی دن دل چلاد وئے کہ سلمانوں کو صاف جواب دے دیا۔ کیا یہ

یہ بددیانتی اور دھوکہ نہیں ہے ؟

ایک اور بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ عین جلسہ میں اعلان دے دیا کہ بریلوی صاحب کے پیر کے پوتے کو طاعون ہو گیا ہے۔ چونکہ عیادت کو ہر کام پر مقدم سمجھا لہذا اس جلسہ میں شریک نہ ہوں گے اگلے صفر ۱۳۳۲ء میں تشریف لائیں گے اور نو ماہ بعد ظہور ہوگا۔
 اقل ۱۰: تو آنا معلوم اگر آنا تھا تو اب کیا عذر تھا عیادت کو بعد جلسہ بھی جاسکتے تھے یا صاحبزادے کو وہاں بھیج کر خود جلسہ میں آتے اور اگر اپنا ہی جانا ضروری تھا تو عیادت کر کے بھی جلسہ میں شریک ہو سکتے تھے کیونکہ اس قدر زمانہ باقی تھا۔

دوسرے : اگر خدا نخواستہ ان نامبارک قدموں سے پوکھریا ملوث بھی ہوا تو کب اپنا کفر اور اپنے اتباع کا کفر جو انہیں کے فتوے اور حکم سے لازم آیا ہے اٹھائیں گے یا اٹھا سکتے ہیں یا "حسام اکھرین" کے حکم سے اپنے مخالفوں کا کفر ثابت کریں گے ہرگز نہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں۔ پھر کس منہ سے یہاں آئیں گے ؟ الحمد للہ تعالیٰ کہ مسلمان اب میانجی مجتہد کے دھوکہ اور مکر سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں کیا اب بھی چندہ دیں گے ؟ اور جو شریک جلسہ ہو چکے ہیں ان کے جال میں پھنسیں گے ؟

ہاں اب عام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بکیز اظہار حق اور کچھ مقصود نہیں۔ محبتی عبدالرحمن صاحب کا دروغ اور جھوٹ اور اعلان کا کذب اب پورے طور سے ثابت ہو گیا ہے۔ مسلمان ان کے دھوکہ سے بچیں اہل ان کی کوئی صاحب کسی قسم کی اعانت و امداد نہ فرمائیں۔ بالخصوص جو حضرات علماء کرام دیندہ و حضرت مولانا مولوی فضل الرحمن صاحب قدس سرہ العزیز گنج مراد آبادی و حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب دامت فیضہم سے کوئی واسطہ اور اعتماد نہ

۱۰ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) مقدمہ اہل غلہ بطور چندہ جمع کیا تھا۔ نامشر

ہیں کیونکہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی عبدالرحمن صاحب ممبئی یہ سب ان حضرات کو کافر کہتے ہیں اور جو ان کو کافر کہنے میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو
 "حسام الخیرین" ص ۴۲۔

یہ طلعتے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہلکے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہیں جیسے خلیل احمد اور اشرف علی دہلوی ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں سے انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شبہہ نہیں۔"

پھر جو لوگ ان حضرات سے رابطہ رکھتے ہیں وہ کیسے عبدالرحمن ممبئی صاحب کی مثال و جان سے اعانت کریں گے کیا کوئی شخص اس کو قبول کرے گا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب ممبئی اس کے استادوں اور بزرگوں اور پیروں کی خصوصاً اور علماء ہند، مشرک پرندہ اور اکابر ملت کو عموماً کافر کہے اور پھر بھی یہ لوگ اس کی اعانت کریں۔ ممبئی صاحب مذکور جیسا واقعہ دیکھتے ہیں وہی ظاہر کرتے ہیں جہاں جس کے معتقد دیکھے وہاں یہ کہہ دیا کہ ہم انہیں کے موافق کام کرتے ہیں۔ مسلمان مطلع ہو جائیں اور ان کے دھوکے سے بچیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے تو امتحان پس یہی ہے کہ ان سے لکھوا لیا جائے کہ

"ہم حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا مولوی

رشید احمد صاحب لنگوہی اور حضرت مولانا مولوی فضل الرحمن صاحب

گنج مراد آبادی قدس سرہم اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب

انہشتوی و جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو کافر نہیں

کہتے، جو انہیں کافر کہے وہ فاسق، گمراہ بلکہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم خود کافر ہے۔"

اگر وہ اس تحریر پر دستخط کر کے مہر لگا دیں تو اس تحریر کو بصیغہ برہنہ ہی ہمارے

پاس بھیج دو، محصول بعد کو ہم ادا کریں گے۔ پھر ہم ان کا دھوکہ اور بھی صاف پیش کریں گے۔ مگر مسلمانو! یاد رکھو وہ ایسا کبھی نہ کریں گے۔ وہ دھوکہ باز ہیں اس وجہ سے ان کی حد ناجائز ہے۔ اور چونکہ وہ جو روپیہ حاصل کرتے ہیں اس کا کوئی حصہ بھی نہیں دے گا اس وجہ سے بھی ان کی اعانت اور ان کو روپیہ پیسہ نقد نقدی جنسی دینا دلونا جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد اہل اسلام کو اختیار ہے کہ اپنا مال ضائع کریں یا محفوظ رکھیں۔ وعلینا الا البلاغ۔

اور غضب یہ کہ وہ خود مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے فتوے سے کافر اور خود خان صاحب بھی اپنے ہی قول سے کافر ہوتے ہیں۔ اس کا جواب پوچھا گیا تو جواب کون دے؟ لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ مولوی محمد یحییٰ و مولوی محمد زبیر صاحبان نے اشتہار میں یہ لکھا ہے کہ جو پوچھو گچھو کے جلسہ میں شریک ہو وہ کافر ہے۔ اس کا جواب یہی ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِ مَبِیْن۔

مسلمانو! یاد رکھو ہم خدام حضرات علماء کرام و دیوبند امت الفرائض و فرائض حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب دامت فیوضہم کسی کو حتی الوسع کافر نہیں کہتے۔ ہمارے بڑوں نے لوگوں کو مسلمان بنایا ہے مسلمانوں کو کافر کہنا یہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے تابعین محض صاحب وجہ کا کام ہے۔ مگر خدا کی قدرت آسمان کا حقو کا گریبان میں۔

اس بریلوی نے مسلمانوں کو کافر بنانا چاہا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول صادق کے اثر سے بریلوی نے وہ بات کچھ جس سے وہ خود اور اس کے اتباع بھی انہیں کے فتوے سے کافر ہونے پہلے ہیں۔ ہم اسی کو ظاہر کرتے ہیں کہ تم دوسروں کو تو کافر کہتے ہی تھے مگر انکو کس اپنے آپ کو اور اپنے مقتدون کو بھی کافر کہتے ہو۔ اور نہیں تو اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کر دو۔ جواب دے نہیں سکتے، کھڑا تھا نہیں سکتے، اپنا اسلام

ثابت نہیں کر سکتے۔ لوگوں کے سامنے روتے ہیں کہ اے ہمیں مولوی یحییٰ صاحب عزیز
ساکنان دور بھیجئے و مظفر پور نے کافر کہہ دیا۔ ازل تو حضرات علمائے کرام حامیان سنت کسی
مسلمان کو کافر نہیں کہتے گو تم پختہ بدعتی اور بدعتی بنانے والے، سنت رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے مخالف ہو مگر مسلمان تم کو بھی کہیں گے جب تک تم سے کفر نہ ثابت ہو۔
ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت کو جو فرمایا ہے اس کے ضرور سختی ہو پس
سے توبہ کرو، خدا سے ڈرو، جھوٹ نہ بولو۔

حضرات علماء اہل اخلاف خادمان سنت بنویہ یہ فرماتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان
صاحب نے تم کو اپنے فتوے کی رو سے کافر کہا ہے انہیں کے فتوے سے ان پر اور
تم پر کفر لازم آیا ہے۔

اگر تم مسلمان ہو، پسے ہو تو اپنا اسلام ایمان کیوں نہیں ثابت کرتے؟ جیسے جلد
علماء دیوبند چپیس تم نے کفر کا فتوے دیا دلایا تو انہوں نے اپنا اور اپنے معتقدین کا ایمان
اسلام ثابت اور ظاہر فرما دیا۔ لوگوں کے سامنے رولے سے اسلام ثابت نہیں ہوتا۔
یا تو وہ دھوم مچے کہ اہل دیوبند اپنے کفر اسلام میں مناظرہ نہیں کرتے۔ سب سے
پہلے اس میں مناظرہ ہوگا یا محبتی صاحب اس میں گفتگو ہی کرنے سے انکار کرتے
ہیں کہ اس میں گفتگو نہ ہوگی جس میں ہم چاہیں گے اس میں گفتگو ہوگی۔ کیوں جناب!
ایمان سے کون سی چیز مقدم اور پیاری ہے جس میں گفتگو ہوگی؟

اگر مسلمان ہو اپنے کو مسلمان جانتے ہو تو اپنا اسلام ثابت کرو ورنہ اپنے
قول اور اپنے منہ سے تم پر کفر لازم و ثابت ہے۔ حضرات حنفی علماء خادمان سنت
خود تمہاری تکفیر نہیں کہتے، بلکہ تمہارے پیر نے جو تمہاری تکفیر کی ہے اسی کو ظاہر فرما کر
فرماتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور محبتی سے مسلمانا بچو۔ ان پر انہیں کے
قول سے کفر لازم ہو گیا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو گویا خود کافر کہے اور اپنے معتقدین

پر بھی گویا کفر کا فتوے دے اس کے ساتھ مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں ؟ یہ ہے حال
اشتراک مطبوعہ من جانب مولوی محمد یحییٰ و مولوی زبیر صاحبان وغیرہما کا جس کا مطلب
مسلمانوں کو غلط بتایا گیا تھا۔

لہذا اہل اسلام کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے قبیح متحذین
مولوی عبدالرحمن محبی صاحب وغیرہ سے کوسوں علیحدہ رہنا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھو کہ ان
کے فتوے کا یہ حاصل ہے کہ وہ خود کافر، بھرا نہیں کافر نہ کہ وہ کافر، مگر اس میں
کسی کو تردد ہو تو دیکھو رسالہ "رد المحتار علی الفیہ شمس الشفق" اور رسالہ۔

"احمدی الشیخۃ والتبعین علی الواحد من الشکائین"۔ یا حضرت مولانا ابن شیر خدا سے دیوبند
خط و کتابت کرو۔

محبی صاحب کا یہ دھوکہ ہے کہ حضرات علماء دیوبند کے خدام مسلمانوں کو کافر کہتے
ہیں۔ وہ حضرات مسلمانوں کو برگز کافر نہیں کہتے۔ بلکہ تمنا سے کہنے کو ظاہر فرماتے ہیں کہ
تم ان کو اور جملہ اہل اسلام بلکہ خود اپنے آپ کو بھی کافر کہتے ہو۔ یہ ہے جو تو رساں مذکورہ
کا جواب دو۔

مسلمانو! اس اشتہار کو غور سے پڑھیں اور اہل اسلام کو مطلع فرمائیں کہ حضرات
علماء دیوبند کے خدام کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے، بلکہ جو مسلمان کو کافر کہے یا کہے اسے مجرم
جذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہتے ہیں۔ ہاں بریلوی صاحب اور ان کے معتقدین
بے شک اپنے مخالفوں یعنی حضرات دیوبند و "ندوہ" و علی گڑھ وغیرہ الغرض جو ان
کا مخالف ہو سب کو صراحۃً اور خود اپنی ذات اور اپنے معتقدین کو ضامن و نروما کافر
کہتے ہیں۔ میں کی بنا پر خان صاحب بریلوی کے فتوے کے موافق کوئی بھی مسلمان دنیا
اسی کے مناظرہ کے لئے حضرات یحییٰ و زبیر اس شدید گرمی کے زمانہ میں نشر لینے لائے
اور حق کو واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہر گز کی سعی کو شکور فرمائے۔ اس وقت واقعی

حضرات دیوبند کے درخشاں ستاروں نے ہماری حمایت فرمائی۔ اور مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور محبی صاحب اور ان کے جملہ قبیعیں کے مکرمے مسلمانوں کو پرے طوطے واقف کر دیا۔ بڑا ہم اللہ تعالیٰ عناد میں سائر اہلین خیر الخیر۔

پسے علماء ایسے ہوتے ہیں نہایت صاف اور سیدھے بے تکلف سنت کے عاشق ہر بار کے رفیق، بدعت کے دشمن۔ عرض ہم نے جو ان حضرات کے اوصاف بچشم خود دیکھے ہیں۔ وہ دل میں ایسی جگہ کر گئے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرتے وقت تک دل سے نہ جھکا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے فیوض کے برکات سے اہل اسلام کو نفع پہنچائے آمین۔
ثم آمین۔ اور مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے قبیعیں کے دھوکوں اور جملہ فاضلین سنت کے فتنوں سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں اس اقرار نامہ کو بھی شائع کر دیا جائے جو حضرات نے اپنے دستخطوں سے مرین فرمایا ہے۔ اور یہ بیان ہمارا یک طرفہ بیان نہ سمجھنا چاہئے۔ بلکہ ضلع درجہ کے متکفر نیر و بھاگلپور و بیرو کے مسلمانوں کی تحریر بھی اہل اسلام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرات جلسہ کیا اثر لے کر واپس گئے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے معتقدین کی غلط اور فحش گالیاں اب مفید نہیں ہو سکتیں۔ حق کا مقابلہ حق سے ہونا چاہئے۔ و آخر دراما ان الحمد للہ رب العالمین۔



نقل اس اقرار نامہ کی جو جلسہ "بالاساتھ" میں حاضرین نے لکھ کر اپنے دستخطوں سے مزیں فرمایا



ہم اقرار کرتے ہیں کہ حضرات علماء دیوبند حسب اشتہار مولوی عبدالرحمن صاحب
مجتبیٰ مطبوعہ ۲۹، محرم ۱۳۲۹ء ایک نہایت معقول جماعت جس کی تعداد ۷۳ تک
ہے۔ بعض مناظرہ "بالاساتھ" تشریف لائے اور جلسہ منعقد فرمایا جس کا اہتمام
بابو کبیر احمد منٹو بابو عبدالودود صاحب دخیو ساکنان "بالاساتھ" نے فرمایا۔ اور اشتہار
عام دے کر تمام اہل اسلام کو مطلع فرمایا۔ بالعموم اہل اسلام شریک جلسہ ہوئے اور
طرفین کے حفظ و خیرہ میں شریک ہوئے۔

حضرات علماء دیوبند نے حسب اشتہار مجتبیٰ صاحب دس الفاظ سوالات کے ان
کے پاس بھیجے۔ مگر مجتبیٰ صاحب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا اور مناظرہ سے بالکل گریز کیا۔
لہذا دیگر اہل اسلام کی اطلاع کے لئے یہ روئداد ہم پیش کرتے ہیں کہ اس جلسہ سے ثابت
ہو گیا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب مجتبیٰ اور ان کے مقتدار مولوی احمد رضا خان صاحب گل
پر ہیں اور مناظرہ کرنے سے بے شک عاجز رہتے۔ اور حضرات علماء دیوبند اور ان کے
قبیلین حق پر ہیں۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں اور اپنے دستخط کئے دیتے ہیں تاکہ
دوسرے مسلمانوں کو بھی اطمینان ہو جائے اور مولوی احمد رضا خان صاحب اور مجتبیٰ صاحب
کے جھوٹے اشتہاروں سے لوگ دھوکہ میں نہ آئیں۔

احمد علی کٹروی، شیخ محمد شفیق کٹروی، شیخ اکبر علی کٹروی، محمد یعقوب ساکن
ہرند، عبدالحکیم کٹروی، عبدالعزیز کٹروی، عبدالحلیل کٹروی، محمد حنیف، مولانا فاضل

بهر دندی ، مصاحب علی در بنگلوی ، علی حسن ساکن سنگاپوری ، شیخ منظور احمد ستوی
 شیخ محمد اسحاق ، سید عبد الدین ککولوی ، شیخ قمر الدین شاه پوری ، محمد علیم الدین بنگلوی
 ساکن ٹھکرا ، شیخ وزیر خان ساکن غوث نگر ، شیخ محبوب علی جالوی ، وجیه احمد جالوی ،
 محمد حسین ساکن دیلا ، بنده محمد صادق ، محمد لطیف جالوی ، محمد اسماعیل ، شیخ وارث محمد
 بهر دند ، محمد اسماعیل ملک پوری ، شمس الدین جالوی ، عبد الغفار ، شیخ عنایت حسین
 کلپوری ، شیخ محمد جان مقصود پوری ، شیخ لطافت حسین ، حافظ احسان علی ، بنده محمد
 بنواٹولوی ، عبد العلیل ، النی بخش کلپوری ، محمد علیم در بنگلوی ، ابو الخیر داسپوری ، ابو الدود
 ساکن موضع محی الدین نگر ، محمد زکریا عطاء اللہ عمنہ ، محمد رفیق حنفی عمنہ محمد پوری ، عبد عبد الہادی
 گرم گنجی ، کفش بردار علماء اہل ہند فقیر محمد غلیل حنفی عمنہ ، عبد الواحد در بنگلوی ، بنده
 محمد ایوب عمنہ اللہ وندہ سکروی ، بنده مقبول احمد ، خادم القوم محمد سالم ستوی ،
 بنده عبد الوحید ، محمد غلیل الرحمن ، شیخ زین الدین بہر دندی ، شیخ علی اکبر جالپوری
 شیخ بخت محمد حسین ، شیخ عبد الرحمن سیٹاٹی ، شیخ عطاء محمد خان سوراجانی ،
 شیخ محمد خان سوراجانی وغیرہ وغیرہ ۔

الشہر

بنده حافظ حسین و بنده کبیر احمد و بنده عبد الودود و ساکنان "مالاٹھ"

ضلع مظفر پور

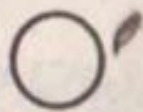
خاک پائے حضرت احناف خادمان منت محمد علی ملت حضرات علماء کرام دیوبند

ضلع مہاراشٹر

بریلوی کانادان دوست

تألیف

مولوی محمد عبد الحفیظ درہنگوی



انجمن دعوتِ اہلسنت و جماعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بحمدہ ونصل علی رسولہ الکریم

جناب خان صاحب !
 کوئی آپ کی حمایت، اعانت کیا کرے جب کسی کی قسمت خراب ہو تو بنائے نہیں
 ہستی۔ ع۔

ولن یصلح العطار ما افسده الذہر
 کا مصداق ہوتا ہے۔ آپ بھی صبر کر لیں۔ وہ زمانہ گیا جو ہمال آپ کو عالم فاضل
 مجتہد وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے تھے۔ اب وہی مسلمان اہل آپ کے
 خوش اعتماد باقی ہو گئے ہیں جن کو دین و دنیا، علم و فضل سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایسے
 معتقدوں سے سوائے رسوائی اور ذلت کے کیا حاصل ؟
 ہم کو حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد رفیع حسن صاحب چاند پوری دامت برکاتہم
 کا وہ قول یاد آتا ہے کہ

”خان صاحب کے یہ جاہل معتقد قوط اعتماد میں آکر یا دیمہ دانستہ جان بوجھ
 کر ضرر آپ کو ذلیل اور صرا کر کے ہی رہیں گے“

وہ آپ کی نسبت یہ خیال جماتے بیٹھے ہیں کہ آپ ایسے ویسے بے نظیر لامتناہی حرب
 عجم میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔ اوصاف جو ہیں اس کو اہل علم ہی جانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ
 تبارک و تعالیٰ ان لوگوں سے آپ بھی شرمندہ ہوتے ہوں اور دل ہی دل میں گڑبٹے ہوں
 کہ یہ اوصاف نامہ کہاں سے پیدا ہو گئے۔ دیکھتے ہستی ہے، دیکھو کہ
 قرار ہوتا ہے

دو گونہ رنج و غضب است جان مجنون را
 بلائے فرست یلی و محبوب یلی

آپ اور آپ کے معتقدین "ابن سبیر خدا" کے حملہ کے بعد اسی کا ردنا دوتے
 ہیں کہ ہائے ہمارے مجدد کو یہ کہا اور وہ کہا، یہ توہین کی، یہ کیا، وہ کیا۔ مگر ہم کو افسوس آتا
 ہے کہ آپ صاحبوں کو اب بھی عبرت نہیں ہوتی۔ شرم نہیں آتی کہ اب بھی زبان مبارک کو
 تہذیب کی لگام دیں۔ پہلے خود دوسروں کے بڑے دل کو گالیاں دیں، بڑا کہا۔ پھر اگر کسی نے
 کچھ جواب دیا تو رونچینا شروع کر دیا۔ یہ کون سی جہان مروی کی بات ہے۔ اور اگر یہ فعل
 گوارا نہیں ہے تو

"خود تہذیب اختیار فرمائیے دوسرا بھی آپ سے وہی معاملہ کرے گا"
 گمانِ نیکان شہر طے۔ غیر اس کا تو آپ کو اختیار ہے۔ اس طرف سے اب
 آپ کی حسبِ لیاقت دعوت کے لئے ہر وقت مستعد ہیں۔

اس وقت ایک تازہ واقعہ کی طرف توجہ کرتا ہوں ۱۶ جولائی ۱۹۸۱ء مطابق
 ۸ رجب ۱۴۰۲ھ کو ایک رسالہ "الہام المستمسک" بندہ کی نظر سے گذرا جو کسی آپ کے
 غرضل اعتقاد مگر جاہل اور نادان دوست نے مجھے بجاواب "چپ شاہ بریلوی گرفتار"
 لکھا ہے۔ اس بے چارے نے مقامی گنوار کو جواب لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا خان صاحب
 آپ کی جماعت اور اصحاب میں یہ بھی لوگ ہیں جو "ابن سبیر خدا" کا جواب لکھیں گے،
 خان صاحب یہ نادان دوست نہ معلوم آپ کو کہاں پہنچا کر رہیں گے؟

ان اوراق کی جذباتی افش کلامی ترانس ورج کو پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 مصنف ابھی بریلوی خاندان سے منسوب تھا کہ شریف "لے میں اور جناب کے خاص فریض
 سے مستفید ہیں۔ بہ تہذیب فحش کلامی، کذب و بے حیائی میں کسی وجہ ضرور آپ کی
 قائم مقامی فرما دیں گے۔ کیا یہی جاہل میاں جی جواب لکھ کر آپ کو کھڑے شہادت دلائیے؟

۱۲ اس شخص کی وجہانیت جمالت، نادانی سے یہ امور مستبعد تھے مگر جب اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جن کی نسبت آپ نے یہ الفاظ کھائے ہیں۔

”مولانا مکرم کلچرہ الکریم سلک طریقی الامم صافی السنن مامی الفتن نجدی
فکس و دانی کلن مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب معروف بھی جزاء اللہ سبحانہ
جزاء اللہ سبحانہ۔ کتبہ حمیدہ المذنب احمد رضا بریلوی علی حوزہ محکمہ المصطفیٰ النبی
الامی صل اللہ علیہ وسلم“ تحفہ حنفیہ ص ۱۶-۱۷ ج ۱-۲ پ ۸۔

۱۳ مولانا مولوی وحی احمد صاحب آپ کے دارالبدعت کے محدث یوں عرض فرماتے ہیں
”عالم طبعی فاضل روحی، محقق بے حدیل، متقی بے مثل حامی سنت، مامی بدعت
مولانا ذی انعام انصاف و اہلسنۃ الصائب سیدنا مولوی محبی صاحب کار سالہ
جزیلہ جو : سرمد العبد المسکین غلام حدیث خاتم المرسلین وحی احمد حنفی سنی
صانہ اللہ قدسے عن شرک علی دعویٰ من الرافضی والوہابی والندوی“

تحفہ حنفیہ ص ۱۷ ج ۱-۲ پ ۱۲

تب البتہ سخت تعجب آئے۔ مگر آپ بھی کیا کریں۔ اگر آپ اس کی ایسی تفسیریں
دکارتے تو وہ کب باپیری مریدی ہمارا کر دیں گے آپ کا اس قدر شائع ہوتا، ایسے ہی
ایسے لوگوں کے آپ ”محمد“ ہیں۔ مبارک۔

۱۴ آپ نے نہایت دانشمندی فرمائی تھی کہ ”چپ شاہ بریلوی گرفتار“
کے جواب کی ممانعت کر دی تھی۔ مگر یہ نادان ذہبے اور جواب لکھا اور آپ کی تمام
جماعت کی ذلت اور مولائی ثابت کی۔

۱۵ جناب ملک صاحب! سب سے زیادہ متم بالشان آپ کا اور آپ کے تمام
معتقدین کا اسیم ثابت کرنا۔ اللہ ”والتکفیر“ کا جواب دینا تھا جس میں
اہل حرمین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً اور آپ ہی کے اقوال سے آپ کا اور آپ کے جملہ

معتقدین کا بلکہ جو آپ کو کافر نہ کہے، آپ کو کافر کہنے میں کسی جال کسی طعن شک و تردد کرے کافر قطعی ہونا ثابت کیا ہے۔

انفس آپ اور آپ کے جملہ معتقدین نے اپنا کفر تسلیم فرمایا، کسی نے جواب نہ دیا، مناظرہ نہ کیا، جواب نہ لکھا۔ کافر جو کہ زندگی کو قبول کیا اپنا اسلام ثابت نہ کر کے جواب لکھا تو ”سپہ شاہ بریلوی گرفتار“ کا۔ وہ بھی فقط گالیوں ہی گالیوں سے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا۔ کوئی بات بھی تو کام کی لکھے۔ کیا اسی کا نام جواب ہے؟ وہ آپ کی مصلحت کو نہ دیکھے کہ مضمون لا جواب کا جواب ہی کیا ہے؟ سکوت میں بھی بات دھکی مٹھی رہتی ہے۔ مگر اس سمجھ کے لئے بھی تو عقل درکار ہے۔ حمد وہاں محفوظ ہے۔

۵۔ طرہ نشانی ہے کہ صدر ۱۳۲۵ھ سے ۳۰ رجب ۱۳۲۹ھ تک ایک سال سے زائد کی مہلت جواب کے لئے دی تھی اور سالہ منی ۱۹۸۰ھ کو طبع ہو کر ۱۹ رجب ۱۳۲۹ھ کو پہنچتا ہے۔ فرمائیے ۳۰ رجب میں کسے دن باقی ہیں؟ کیا گیارہ دن ہی ایک سال سے زائد یا سچ ماہ ہوتے ہیں؟ خان صاحب اس قسم کے اعتراض آپ دوسروں پر کرتے تھے فرمائیے کچھ شرم آئی یا نہیں؟ آسمان کا تھوکا گریبان میں ”نور ہری اشتمار“ کی اشاعت پر جو اعتراض کیا تھا اب بکمال ندامت واپس لیا گیا یا نہیں؟

۶۔ یہ آپ کے بزرگ اصحاب جان نثار تھے ہونے کے مدعی اور دیہات میں مجاہد و جہاد کی نمائندہ پڑھنے پر معترض۔ فرمائیے وہابی آپ ہمسے یا ہم؟ شرم! شرم! شرم! جب آپ نے جلدی مخالفت کی وجہ سے سلسلہ چھوڑنے پر بھی رضا ظاہر کر دی اور ”رد الکفر“ کا جواب دیا اور اپنا ایمان، اسلام ظاہر کیا پھر حقیقت کیسے باقی رہ سکتی تھی؟ اور اس کی آپ کو کیا پردہا ہو سکتی ہے؟

۱۷ سب سے زیادہ عجیب اور بے حیائی اور بے شرمی اور بے عقلی کی بات یہ ہے کہ
یہ نادان دوست غیر خواہی کرنا چاہتے ہیں مگر یاقوت نہ دارد

کار بوزین نیست بخاری

اس دردِ آپ کو ذلت و رسوائی پہنچانے میں کہ خود آپ کو بھی بشرطیکہ ہو بھی، شرم آتی
ہوگی۔ اس تمام رسالہ کی روح اور شیطانی بند اور مایہ ناز جو امرِ محرم کو اظہارِ بدلیافتی ہوا ہے
وہ یہ کہ

”آپ کا شر لکھ و جسے کافر ہونا ظاہر کرنا چاہتے ہیں“

مطلب یہ ہوا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا دس بیس ہزار وجہ سے کافر
ہونا تو مسلم امراء و مشہور بات ہے۔ شر لکھ و جسے ان کا کافر ہونا محلِ قابلِ اور شائبہ ہو سکتا
ہے۔ اس کو ”ابنِ شہرِ خدا“ سے دریافت کئے ہیں اور وہ بھی گالیاں دے دے کر
کہ خواہ مخواہ حضرت موصوف و حقانی میاں جی کے لطوایات اور نامہ اعمال (مجموعہ چہرہ
شریفہ) کی پرواہ نہ کریں۔ (جو جرمِ کشتی اور خصی فروشی کئے گئے گئے ماشاء اللہ قابلِ زیارت
ہو گیا ہے۔ اور جناب کی توجہ و التفاد کی کافر چہرہ مبارک سے شر و روح جو چلا ہے) تو ان کا کوئی
عادم ضرور ہی خان صاحب کا مرکز کفر و ضلال ہونا انہیں کے کلام سے ثابت کر دے۔

لے جو فوکش گندم فنا، ظاہری دوست و حقیقت دشمن۔ کیا ”مدد النکیر“

اور ”امدی تسعہ و تسعین“ میں جو خان صاحب کی پرزور تکفیر انہیں کے اقوال سے
ثابت کی گئی تھی، وہ کم تھی؟ کیا کافر جو بھی کوئی پہل بات ہے کہ سجدہ قبور کی طرح دوا
کی پرواہ نہ کی جائے؟ کیا یہ بھی کسی چہار کی حرمت ہے۔ جو ہزاروں میں بھی نازل نہ ہو؟

میاں جی صاحب ایمان ہے ایک کفر سے بھی آدمی ویسا ہی کافر ہو تا ہے جیسا شر لکھ
کفر ہے۔ کیا خوش اعتمادی ہے۔ قربان جائے ایسے معتقدین اور مقتدا کے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابنِ شہرِ خدا نے ”چہ شہر بریلوی گرفتار“

میں یہ ضمیمہ تحریر فرمایا تھا کہ اگر مولوی احمد رضا خان صاحب خود لکھ دیں اور اقرار کریں کہ "حسام لکھ رہا ہے" کا جواب ہو جانے سے ان کی تمام عمر کی محنت برباد ہو جائے گی۔ تو ہم "حسام لکھ رہا ہے" کا جواب لکھنے کو تیار ہیں۔ جس میں شریزار بلکہ شرفکھ نہیں نہیں غیر متناہی و جوہ سے بوز نہاتے یہ ثابت کر دیں گے کہ اسی فتوے کی رو سے اقل بریلوی اور تمام اُس کے محققین بلکہ اُس کے کافر دیکھنے والوں پر بھی کفر لازم ہے۔

میاں جی صاحب اور تو کیا سمجھیں یہ جانا کہ ستر لاکھ یا غیر متناہیہ وجوہ کون لکھ سکتا ہے؟ اسی کو پکڑو، اور ثبوت طلب کرو۔ دیکھو کہ موقوفہ مل جانے کا کہ دیکھو ستر لاکھ وجوہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر ثابت ہو سکے۔ آپ "ابواب المستحسن" کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر آپ میں غلبت ہے، قابلیت لیاقت ہمت ہے، صداقت ہے تو فوراً قلم اٹھائیے اور غیر متناہی کو چھوڑ کر ستر لاکھ نسخہ ہی وجوہ سے ثابت فرمائیے۔ اگر ایک وجہ کچھ بھی نقص رہ جائے گا تو آپ بہرہ پیمان شکن، کتاب، مکار، ساقط الاعتبار کہے جائیں گے۔ چنانچہ ستر لاکھ وجوہ سے ثابت کرنا اہم کام ہے اس لئے ہمت دی جاتی ہے۔ یعنی صفحہ مظہر ۱۳۲۹ء سے جب المرجب ۱۳۲۹ء آپ بہرہ وجوہ مکمل فرما کر ایک نسخہ میری انجمن میں بھیجیں"

ناظرین کرام! اس گنوار میاں جی مدعی ملا جھاڑو غور نادان دوست کی سمجھ کو ملاحظہ فرمائیں کہ کیا مقول جواب دیا۔ عقل سمیٹی تو یوں لکھتا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر اور وہ شریزار بلکہ جوہ غیر متناہیہ ثابت کرنا تو درکنار اگر کسی میں ہمت ہے تو ایک ادنیٰ اور ضعیف وجہ سے تو ان کا کفر ثابت کرے ہم ستر لاکھ وجوہ سے ان کا اسلام اور ایمان ثابت کر دیں گے، ستر لاکھ اور غیر متناہیہ طرق سے تو کفر جب ثابت ہوگا

دیکھا جائے گا پہلے ایک وجہ تو بیان کر کے مزاد کچھ لو۔

اور صلہ "رد الشکیف" اور "امدی التفسیر والتعین" کے نورانیہ خان صاحب کے متعدد اذائب جو گالیاں دیتے اور فحش بکتے ہیں۔ ستر ستر گز کی کسبیاں سالن پر چڑھی ہوتی ہر وقت طیارہ دکتے ہیں، مستعد ہو جاتے اور بجائے گالیوں کے، پہلے اپنے مقتدار کا کفر اور اپنا کفر اچھا کر اپنا اسلام ثابت کر کے دکھاتے پھر جس قدر گالیاں دیتے تو زیبا تھا۔ مذہب نہیں مارتے یہ کہتے ہیں کہ ستر لکھ وجہ سے کفر ثابت کر دو گے تب سچا جانیں گے ایک وجہ سے کفر ثابت ہو تو کوئی سی بات قابل تعجب ہے۔ خان صاحب کا کفر معمولی کفر تھوڑا ہی ہے جب تک لاکھوں پر نوبت نہ پہنچے تو کفر ہی کیا ہوا؟ جہنم کے سب سے بدترین طبقہ میں ٹھکانا نہ ہوا تو دوزخ کے داروغہ ہی کیا ہوتے؟

پھر "رد الشکیف" کے چھپنے کے بعد کسی کی بھی نگاہ حیرت و حیرش میں نہ آئی سب کے سب پیر، مرید، معتقد، مقتدا، عالم، جاہل، قاضی، مفتی، میاں جی الفضل، محنت زہر کا سا گھونٹ پی کر سوتے کے سوتے ہی رہ گئے۔ ایک بھی تو نہ بولا کہ ہم کافر نہیں۔ دوسروں ہی کو خوب لکھنا آتا ہے کہ کفر و اسلام کا معاملہ ہے سہل بات نہیں ہے سکوت کیوں ہے؟

کیوں خان صاحب! اب کفر سہل اور شیرازہ ہو گیا؟ "رد الشکیف" اور "امدی التفسیر والتعین" کا شور دنیا میں مچ رہا ہے اور آپ کے کانوں تک اس کی صدا نہیں پہنچی؟ یہ فرما دیا کہ ٹھیک تو خبر ہی نہیں ہوتی۔ پھر ستر لکھ وجہ سے اگر خان صاحب پر کفر ثابت کر دیا جائے گا تو نتیجہ یہ نہیں کہ جناب دیں گے بلکہ سچا سمجھیں گے۔ ٹھیک ہے اس اعتقاد پر۔ اہی یہ تو کہو کہ پھر بھی انہیں کا دم بھرو گے یا علیحدہ ہو جاؤ گے؟

مسلمانو! دیکھا ملاحظہ فرمایا؟ یہ خان صاحب کے معتقدین کا اعتقاد اور یہ ہے علی جویش و غرویل۔ فیصلہ مسلمانوں کے سر پر ہے۔

۱۸۔ ان تمام باتوں سے اعجب تر یہ ہے کہ اسی نادان دوست گنوار میاں جی نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کے خط میں یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ ”اجواب المستحسن“ شائع ہوا ہے ۳۰۔ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ تک ستر لاکھ درجہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر چھاپ کر ابی شیر خدانے شائع دیکھا تو ہم تمہاری تحریر کے جواب کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ حالانکہ تحریر ہماری تھی، ملاحظہ کی طلب ہے، لہٰذا کی تھی، ہمارا جواب اس پر ہونا چاہئے کہ

جب تک ستر لاکھ درجہ سے خان صاحب کا کفر حضرت ابی شیر خدا ثابت نہ ہو نہیں گئے کسی کی بات کا جواب دیں گے۔

حالانکہ اشتہار میں اس کی شرط دہنی۔ کیا عجیب و غریب جواب تھا۔ تاہم ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ پر مجدد کو جو دستس لفاظی سوالات کے اس جنگلی بے شرم میاں جی کے پاس پرکھری گئے تھے، یہاں اشارہ اصلاح کے ملا، کہ جن ہونے کا اشتہار دے کر

۱۔ جلسہ منفرد جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ واقع ہو کر اشتہار میں نے ۲۹ محرم ۱۳۲۹ھ کو دیا تھا اس کے آخر میں تحریری مناقبہ کی بھی عام دعوت دی تھی جس کی بنا پر ہم نے بذریعہ جبری سوال پوچھا تھا کہ آپ اور مولوی احمد رضا خان صاحب پر انہیں کے قتل سے کلام کیا ہے جس کی تفصیل ”مذاہک“ میں موجود ہے آپ حسب وعدہ میں جلسہ میں جواب دیکھئے اور اپنا اور ان کا اور ان کے جملہ عقیدین کا کفر اٹھا دیکھئے۔ حالانکہ اس خود تسلیم کردہ کفر کا اٹھنا محال تھا۔ اس وجہ سے مجھ کو اور انگریزوں کو سمجھتی تھی کہ ربیع الاول کے خط میں یہ جواب دیا کہ جب تک ابی شیر خدا خان صاحب کا ستر لاکھ درجہ سے کفر ثابت نہ کریں گے ہم کبھی بات کا جواب دیں گے۔ اس کی قدر سے تفصیل رسالہ کوکب البیان علی العلل والقرین * میں ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں کا رویہ دھوکے سے لیا متعلق لغافوں میں سے خبردار کے لغافہ کی عبارت ذیل سے
ملاحظہ ہو۔

۱۔ آپ لاکھ کنیزیں لکھیں اس کا جو مطلب ہو گا ہو۔ ہم کو بعد وعدہ منظرہ
آپ جواب دیں اس کی کیا وجہ ہے؟ ابی شعیبہ خط حبیب آپ سے خطاب
منظرہ جوں تب ان کو یہ جواب دیجئے۔ اب تو ہم سے واسطہ ہے۔ ہم نے تو
ستر لکھ وجہ سے تکفیر ثابت کرنے کا وعدہ نہیں کیا ہے جو ہمارا جواب اس
پر موقوف کیا جا رہا ہے۔ ہم نے تو ایک وجہ بیان کی ہے اس کو اٹھا دیجئے مگر
خیر آپ کو اس کا بڑا شوق ہے اور خان صاحب کی پوری ہی تکفیر کے مشتاق
ہیں تو سن لیجئے

اللوکبۃ الشہابیہ کے ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰
۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ کو ملاحظہ فرمائیے۔
”علم انھوں نے حکم سے ستر لکھ کیا ستر کوڑہ وجہ سے مولوی احمد رضا
خان صاحب کو کفر ثابت ہوتا ہے۔“

لیجئے آپ کو ستر جب تک کی ملت دیتے تھے ہم نے اس سے پہلے
ہی ثابت کر دیا۔ آپ کی قابلیت اور بات اس میں معلوم ہو جائے گی کہ یہ
اوتے بات بھی آپ کے فہم مبارک میں آتی ہے یا نہیں؟

خان صاحب! یاد رہے اس تحریر کے جلنے کے بھی اس جنگلی بے حیا نے آپ
کی صلاوت کی بنا پر یا اپنی نادانی، دوستی کے نشہ میں یا بے نیکی اور گندہ سرتاپا غیر مذہب
تحریر جس کا حاصل بجز آپ کی رسوائی اور ذات کے کچھ بھی نہ ہو گا شائد کی۔ حالانکہ اس سے
وقت تک یہ رسالہ چھپ کر طبع سے بھی نہ آیا تھا۔ اگر اس کو کچھ بھی سجدہ اور عقل نہ ہوتی تو اسے
تمام مسائل کو دیکھ دیتا۔ اس کا ثبوت بھی پہلے سے پاس تحریری موجود ہے

مگر تو اس جنگلی بے حیار کٹھن کو یہ سمجھ میں آیا کہ آپ نے اس کا خیال فرمایا۔ خیر اس پر تو اب السکس بے جا ہے جو ہونا تھا ہو لیا۔

اب عرض یہ ہے کہ "الگو کبیر الشہابیہ" کے جو حوالے نقل کئے ہیں۔ اگر ان سے آپ کی آپ ہی کے اقوال سے مجھ "حسام پھر میں" متروکہ بلکہ غیر متاثر ہو جو مقتدین ان تکفیرات غیر متاثر ہوئے کے اٹھانے کی فکر فرماویں۔ ورنہ جس قدر یہ اشتہار جبرشی شدہ خدمت شریف میں پہنچے اس سے ایک ہفتہ کے اندر آپ مطبوعہ اشتہار بذیل جبرشی بندہ کے پاس یا ایک شبیر لکھا کہ پاس بھیج دیں کہ حوالہ جات مذکورہ سے آپ کا متروکہ وجہ سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ ہم پھر اس کی صاف صاف عام فہم تقریر کر دیں گے۔ آپ کا یا آپ کے اذناں کا اشتہار نہ دینا گریبا تبسم کر لینا ہو گا کہ ہاں متروکہ وجہ سے آپ کی تکفیر ثابت ہو گئی۔

نادان دوست جنگلی بے حیار روحی مہاڈو خود کے پاس بھی ایک اشتہار بذیل جبرشی رواد ہو گا۔ محبتی اور ہمارے سامنے دھڑے غلیٹ اور قابلیٹ ؟ دایہ بھوٹ چھپانا ؟۔ بریل اور پری بھیت میں آپ فرضی معلم فاضل نقد نیاز دے دے کہ جو چاہیں بن جائیں۔ مگر ہم، آپ تو ہم وطن ہیں۔ ہم سے تو نہ کئے وعدہ پھر سب پترے کھول دیں گے۔ آپ کی فرضی انجمن کا بھی حلقہ معلوم ہے۔ کیوں بھوٹ بول بول کر سواد اللہ جبرشی الدین حاصل کرتے ہو ؟

خلاصہ اللہ جناب خان صاحب آپ کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ اگر آپ کو اپنی عزت و آبرو پیاری ہے تو ہمارے جیوں کی شان میں الفاظ ناملائم اشارہ، کنایہ، صراحت نہ لکھو اور اپنے اذناں کو بھی منہ کر دو۔ پھر ہماری طرف سے اگر کوئی الفاظ خلاف طبع ہو تو آپ کی شکایت بجا۔ ورنہ یاد رہے کہ خان صاحب جو طرز آپ اور آپ کے

انساب اختیار فرمائیں گے حسب طبع آپ کی دعوت کے لئے ہم لوگ بھی آمادہ ہیں۔
 جنگلی بے حیار مجھ نے جو الفاظ ناشائستہ کھے ہیں ان کا جواب بھی شاید کئی لکھ دے
 ہم کو تو آپ سے فقط یہ دریافت کرنا ہے کہ ان جوابات "انکو کب و الشہا بہیہ" سے
 آپ کا ستر لاکھ وجہ سے کفر ثابت ہو گیا یا نہیں؟ اگر نہ ثابت ہوا تو آپ ہفتہ کے
 اندہ بند لیر اشتہار اعلان دیں ہم ثابت کر دیں گے۔ ورنہ آپ کا اقرار سمجھا جائے گا اور
 جنگلی بے حیار و ہتھانی ملا کوڑوب مٹ جائے۔

ابھی کیا ہے؟ ابھی تو وہ سوال چھپیل گئے جس میں آپ ہی کے فتوے سے
 یہ ثابت کیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کی اولاد ذکور، اناٹ علی ہذا
 العیاس ان کے متقدین مذکور و موزنٹ کا کسی مسلمان مرد، عورت سے نکاح درست
 نہیں ہے۔

خان صاحب! آپ ہی کا یہ فتوے ہے اور اسی سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کوئی
 مرد، عورت مسلمان آپ کے یا آپ کے متقدین کے ذکور، اناٹ سے نکاح کرے وہ مکمل
 صحیح نہیں ہوگا۔ تمام عمر زنا اور حرام ہوگا، اولاد حرامی ہوگی۔
 اسی قسم کے گھوالات جلسہ "بالاساتھ" سے جلسہ پوکھریا میں کئے تھے جو مختصر یہ
 طبع ہو کر خدمت سامی میں جواب کے واسطے پیش کئے جائیں گے۔

آپ اور آپ کی تمام جماعت مل کر تو جواب دے۔ خان صاحب دوسروں پر
 کلمہ کے فتوے جاری کرنے سہل ہیں۔ ہم توجہ جانیں جو اپنی تکفیر، جو آپ نے اپنے
 ہاتھوں سے کی ہے۔ اس کو آپ اور آپ کے جملہ متقدین مل کر اٹھادیں۔ علم ہے تو اپنا
 اسلام ثابت کرو۔ خوب خطبہ قویہ کرو، ورنہ جہاد جہنم میں۔

میں انچہ شرط بلحاظ است با تو می گویم
 تو خواہ از سنم پند گیر خواہ ملال

فرمایے مجھے کی دوستی آپ کے حق میں مبارک ہوئی یا نامبارک ؟ خوب غور سے
جواب مرحمت فرمائیے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ
واصحابہ اجمعین +

یوم پیمانیہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ

الشہر

محمد عبدالحمید عفی عنہ درجنگوی



واضح ہو کہ یہ رسالہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ کو طبع ہو کر بذریعہ رجسٹری مولوی
احمد رضا خان صاحب اور مجھے صاحب کے پاس روانہ کیا گیا ۔



كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَبْرِهِ ۚ
 گویا کہ وہ بھاگنے والے حمار ہیں، شبر سے بھاگے پھرتے ہیں۔

غلبۃ الحق

دنیا جانتی ہے کہ حق کا مقابلہ باطل کر نہیں سکتا۔ سنت کے مقابلہ پر بد
 شہر نہیں سکتی۔ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کو حضرت مولانا
 محمد رفیع الحسن صاحب بن شیر خدائے لکھنؤ اور ان کے حامیوں کو سنت
 کے خادموں نے پکارا۔ اور آج نہیں پرس ہو گئے مگر ہمیشہ یہی صورت
 پیش آتی ہے۔

فاضل بریلوی کے دشمنی ہندوستان میں دورہ کرتے ہیں اور بد
 کی اشاعت میں ہر ممکن سے ممکن گوشش سے باز نہیں رہتے۔ اور حامیان
 سنت پر امن وطن کرنا ان کا شیوہ ہے۔ یہ سنت کو دیکھ نہیں سکتے،
 انہیں میں سے ایک دشمنی خلیفہ یقین الدین مہر کن ہزاری باغ میں بھی اسی
 غرض سے آئے تھے مگر سنت کے خادموں سے مدد پیش ہو کر انہیں بھاگتے
 ہی بنی۔ ان کی حالت کا نقشہ اس رسالہ کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حمده وفستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل
عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات
أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا
هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده
لا شريك له ونشهد أن سيدنا و مولانا محمدا
عبده ورسوله . صلى الله عليه وآله وصحبه أجمعين

①

چونکہ ہمارے اس رسالہ کا مضمون " ہزاری باغ محلہ بوڈم بازار " کی مسجد سے
والبتہ ہے اس لئے ناظرین کو پیشتر اس کی سیر کرنا مناسب معلوم ہو سکتے ہیں۔
مختصر یہ ہے کہ " ہزاری باغ " صوبہ " بہار اڑیسہ " کا ایک چھوٹا سا ضلع
ہے جو آب و ہوا کے لحاظ سے مثل " غنی مال " و " منصوری " کے شمار کیا جاتا ہے۔
اس وجہ سے کم استطاعت والے صاحبان میاں بغرض تبدیل آب و ہوا تشریف
لائے ہیں۔ اس شہر میں ایک " مسجد ہزاری " مشہور ہے۔ جن کو تقریباً ساٹھ سال
گھمبہ گزرا کہ ہزاری سوار گئے " محلہ بوڈم بازار " میں تعمیر کرائی تھی۔ جس کے طہنی
بب رشک مسجد کے دھن جانب چند کوٹھڑیاں ہیں۔ جن میں اکثر پیدہ سی لگ اگر ہا کر
ہیں۔ یہاں کے باشندے نام کے مسلمان تو ضرور ہیں مگر اسلام کے احکام کی طرف تعلق
توجہ نہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں جب " بوڈری سروے " کا دفتر مقام " رانچی " سے
یہاں آیا اور ملازمین مسلمان محلہ " بوڈم بازار " میں مقیم ہوئے، اس وقت احاطہ مسجد
مذکورہ میں پورب جانب گھاس کھڑی تھی اور جا بجا غلاطت پڑی تھی۔ نیز یہاں حالہ

محلہ کی بکریوں کی چراگاہ اور سو فو (مسلمان) دھوبی کے گدھوں کی خرگاہ اور یہاں کے مردمان کا بچہ پولس تھا۔ فرش مسجد پر درختوں کے پتے گدھوں کی لید اور خن و خاشاک موجود تھی۔ اور نہ صفائی نہ روشنی کا انتظام، نہ ڈول رسی کا انتظام، نہ ٹوٹن کا پتہ، نہ امام کا ٹھکانہ، نہ جماعت کا التزام، شام کے وقت تو مارے دہشت کے مسجد کے اندر لوگ قدم بھی نہ رکھتے تھے۔

اذان گاہ کے قریب ایک بڑی لائین چوکی ستون پر نصب تھی جو اس بات کی شاہد تھی کہ ہاں یہ مسجد کسی وقت میں مدفن پر ہوگی جس کو ارسطو نے نان، افلاطون بھال، تھکیہ گاہ بے کمال، فریاد کر س فریادیں، جناب فیض ماب حکیم سرراج الدین اعظمی صاحب اورنگ آبادی، طبیب مہاراجہ چا، ضلع ہزاری بارخ، دام فیوضم، جو جب اتفاق ہزاری بارخ خاص میں کسی غرض سے قشربین لائے تھے اور مسجد مذکور کے قریب قیام پذیر ہوئے تھے۔ تو مسجد میں اندھیرا دیکھ کر حکم صاحب موصوف نے اپنی حبیب خاص سے یہ لائین نصب کرائی تھی۔ خدا مصلح کو فلاح دالین عطا فرمائے۔ اب یہ لائین اپنے خرچ کے زمانہ کو یاد کر کے کچھ ایسی حسرت و افسوس کے ساتھ سرگرمیاں تھی کہ سارا جہاں اس کی آنکھوں میں تاریک تھا۔ اور عروج رفتہ کے غم میں کچھ ایسی خاموشی ہوئی تھی کہ ٹھٹھانے کا نام تک دلیتی تھی۔ اور غل غزال دیمہ یا کسی اندر وہ دل کی مانند پیکر بے جاں ہو کر مسجد کے دروازے کے سامنے چپ چاپ کھڑی تھی۔

خدا بھلا کر کے شیخ امیر علی صاحب اور کریم خان صاحب پیش کار منصفی کا اور مغفرت نصیب ہو فیض اللہ خان صاحب مرحوم کو کہ یہ لوگ نماز کے پابند تھے جو کہ اکثر فریاد نماز ادا کرتے تھے اور نیز دیگر مسلمان بھی وقتاً فوقتاً فریاد ادا کر لے آجاتے تھے۔ لوگوں کو بچکانہ نماز سے غرض نہ تھی۔ ہاں البتہ بقول شخصے آٹھ کی، کھاٹ کی، تین سو ساٹھ کی، اسی کو باعث نجات سمجھتے تھے۔ اور جمعہ کے روز آٹھ دن کے گناہ بخشوانے کیلئے

دو گانہ ادا کرنے کو ضروری جانتے تھے جس کی آج تک نہایت پابندی ہے۔

مسلمانانِ مروت کو مسجد کی یہ حالت اور مسلمانوں کے عمل کی یہ کیفیت دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک کہ مروت میں قیس چالیس آدمیوں کے قریب مسلمان تھے۔ ان سب میں مولوی فشی محمد نور الحق صاحب عباسی امرہوی زیادہ متقی و پرہیزگار، شریک و برکت کے بیچ تھے، موصوم و صلوة اور نماز کا ان سب اسلام کے اس درجہ پابند تھے کہ ادا ہوئی پنجگانہ باجماعت کو مسجد میں ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف الصدق نے ایک روز پیش کار صاحب مذکر الصدق سے کہا کہ جماعت کی پابندی مسجد میں کرنی چاہئے اور جناب فیض اللہ خان صاحب مرحوم موصوف الصدق سے کہا کہ آپ امامت قبول کیجئے اور خدمتِ اذان میرے سپرد کیجئے۔ مرحوم موصوف نے اس کے برعکس صورتِ منظور فرمائی۔ اور اذان پنجگانہ کے بعد انتظار نمازیوں کا شروع کیا۔ اس طرح یہاں پنج وقتی نماز کی بنیاد ڈالی گئی۔

مولوی صاحب موصوف نے سب سے پہلے اپنی ذات خاص سے ایسا پیرا کر تیل جی کا انتظام اور مسجد کی صفائی کا کام اپنے ذمہ لیا۔ جو آج تک قائم ہے۔ پانی کے واسطے سقاہہ صلیبوں اور مسافروں کی آسائش کے لئے بیت الخلاء پختہ بنوایا گیا ہے۔ لوگوں کو جماعت کی طرف رغبت ہو گئی۔ اور پنج وقتی نماز باجماعت شان و شوکت سے ہونے لگی۔ مگر اس صورت سے کہ گھنٹوں فتنہ مچتا پڑتا تھا۔ قریب خیال کیا گیا کہ اس طریقہ سے انتظار کب تک کیا جائے گا، ہر شخص ضروریاتِ دنیوی میں پانچ بجے پہنچتا تھا۔ انتظار کے واسطے ایک گھڑی منگوا کر محراب کی بائیں جانب دیوار کے اندر لگا دی گئی، جس سے مسجد کی رونق دو بالا، اور گھنٹہ کی تعداد پر جماعت کا وقت معین ہونے سے قابلِ دید سماں ہو گیا۔

چونکہ اس شہر میں کوئی سرائے یا مسافر خانہ وغیرہ نہیں ہے۔ اس لئے مناسب تھا

گیا کہ علامتے ربانین بادیان شرح متین و مسافران مجتہدین کے قیام کے واسطے
 اس مسجد میں ایک حج و بنا ضروریات سے ہے۔ چنانچہ وہ بھی چندہ کر کے مسجد کے شمال
 جانب جو اقدارہ زمین یعنی، تیار کرادیا گیا۔ اور طیارہ کے دوسرے سال سب سے پہلے
 اس حجرہ میں مبارک قدم ایک دلی زبان قطب دوران جناب مولانا مولوی حاجی حافظ
 سید غلام محی الدین شاہ صاحب پیشاوری کھائے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ،
 خصائل برگزیدہ کے بیان میں زبان لال ہے۔ قلم کو اخلاق پسندیدہ کی توصیف لکھنا
 محال ہے۔

اگر ہر مولے تن ہووے دین سید انبان میری
 بیاں اوصاف مہل ان کے بھلا طاقت کہاں میری

آپ کے والد ماجد عالم محقق، فاضل مدقن، حاجی سنت، حاجی بدعت جناب
 مولانا مولوی محبوب علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز، جن کے حفظ و تحقیق نے
 چھوٹے ناک پر میں صد ہا رسومات کفر و بدعت کو توڑ کر گراہوں کو رام راست پر لگایا
 سینکڑوں کو مسلمان کیلئے سلوک پھیلایا، اس شیعہ ہدایت کے مزار پاک نے رانچی کی سرزمین پر
 سرفرازی بخشی ہے۔ رانچی اور ہزاری باغ میں آپ کے فیض کے سرچشمے جاری ہیں
 ان دونوں مقامات تیرے بنارس میں آپ کے مرید بکثرت ہیں جو خاصاً مدرس ہر سال آج
 پورہ ہند گوار قدس سرہ العزیز کی فاتحہ خوانی کے واسطے رانچی تشریف لے جایا کرتے
 ہیں اور اکثر معادوت کے وقت اپنے قدم بہت لندم سے ہزاری باغ کی نظیرین
 کو مشرف فرماتے ہیں۔

مدرس اپنی شیعہ وعظ و تحقیق سے محفل صاحب دلائل کو سرور اور مجلس دلہائے تاجیک
 کو نور سے منور فرماتے ہیں۔ آپ کی صحبت میں میٹھ کر لائے یاد آتا ہے۔ ہر وقت ذکر الہی اور
 وعظ و نصیحت فرماتے رہتے ہیں آپ کے قدم کی برکت سے نماز و جماعت میں نمایاں

ترقی ہو جاتی ہے۔ مسجد میں عید، بقر عید کا سماں نظر آنے لگتا ہے۔

غرض یہ مسجد زیادہ تر مسافروں کے دم سے آباد رہی اور ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کا خدا بھلا کرے کہ آج تک مسجد مذکورہ کی کبھی محنت تک نہیں کرائی۔ چونکہ مسجد کو بننے پر تھے اور ہزاری سوداگر کو انتقال کئے ہوئے عرصہ ہو گیا۔ مسجد کی دیواریں اور چھتیں اب نہایت پر سیدہ ہو گئیں جس کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا تھا اور شدید ہولے کا احتمال رہتا تھا۔ ملازمان سروے نے یہاں کے مسلمانوں سے ہر چند کہا کہ بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے گھروں کو دیکھو اور مسجد کی حالت کا خیال کرو۔ اب یہ چند دنوں میں شدید ہو جائے گی ہم لوگ بھی شریک ہوتے ہیں چندہ کر کے اس کی مرمت کرو۔

کون سنا ہے فغان درویش

قبر درویش بجاہل درویش

اول تو یہاں مسلمان ہی غریب ہیں۔ اور جو پیسہ دلے ہیں ان کو ناز و جماعت سے

شوق ہی نہیں۔ ان کی بلاتے مسجد چلتے پار ہے۔ بقول کسی کے :-

ج و زکوٰۃ کیا ہے کیسا ناز و روزہ

وہ جانتے ہیں ان کو اسباب دل لگی کے

پچانوچہ سال گزشتہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں بعد فراغت فاتحہ پورہ گور

کے جناب مولانا صاحب موصوف الصدر "ہزاری بارخ" میں تشریف لائے اور مسجد کی حالت

کو ملاحظہ فرمایا۔ چونکہ مسجد مذکورہ سے مولانا صاحب موصوف کو بھی ایک خاص محبت تھی،

اس کی نازک حالت دیکھ کر بہت افسوس فرمایا۔ اور اصرار مسلمانان سروے نے یہاں کی حالت

بیان کر کے مولانا صاحب کی خدمت مبارک میں عرض کیا :-

اگ نام رہ گیا ہے، سلیم اٹھ گیا ہے

پاسے میں سب کرشمے یہ چودہویں صدی کے

اب اٹھ گئے جہاں سے سب صاف کئے والے
 لہا رہے ہیں ہر سو جھنڈے خوشامدی کے
 کس سے کریں بیان ہم انکو کس اپنے دل کے
 بٹنے ہی کٹ رہے ہیں اوقات سب خوشی کے

جناب مولانا صاحب موصوف الصمد نے اس التماس کو قبول کر کے حفظ میں فرمایا
 جس سے قربت ایمانید اور طاقت روحانیہ کو بخش پیدا ہوا۔ اور کبریت کو چست باندھ
 کر جلالان حق برضائے قادر مطلق جناب مولوی محمد نور الحق صاحب عباسی امروہی۔ وجہ
 فشی محمد الحید صاحب ہیڈ ڈرائفس میں نجیب آبادی۔ اور جناب حافظ حبیب الرحمن
 صاحب بھدوری بہاری پیش کار انکمبراؤشیٹ ہزاری بارخ۔ نے جھولیاں بھیک کی گلی
 میں ڈال کر اس خانہ خدا کی مرمت کے واسطے دے دے پھرنا اور ہر اتوار و تعطیل و غیرہ کو یہاں
 میں جانا اور چندہ تحصیل کرنا اختیار کیا۔

اگرچہ یہ کام ان حضرات کی نازک منزل سی ہے انجام پانا دشوار تھا۔ کیوں کہ یہ لوگ کرسی
 پر بیٹھ کر یا تو گشتید نقشہ یا دو چار منٹ کو کافذات کی پیشی میں کھڑے ہونے کے سوا
 ایک میل بھی چلنے کے عادی نہ تھے۔ پیروں میں چھالے چڑھ گئے، تہاڑت آفتاب نے
 منہ پھیر پھیر دیا۔ نہ گرمی کا خیال، نہ سردی کا طائل، نہ رات کا گمان، نہ دن کا دھیلا۔
 ایام سرا میں بارہ بارہ بکے نگ شب تاریک میں دیہات سے واپس آئے۔ اور تمام
 بھکائیوں کو گوارا کیا مگر گوشش سے نہ نہوڑا۔ فجر ہم اللہ تعالیٰ سے

آدمی اپنے ارادہ کا ہر پکا اس طرح :

جس طرح قانون ہے قہر قدرت کا اٹل

جب ان حضرات نے اپنی جان توڑ گوششوں سے مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ کی رقم
 ہم پہنچائی تو خدا کی ناست پر بھروسہ کر کے اس مسجد کے مقدس حصہ کو جس پر بدو دیواروں

کو شہید کر کے نئی جیہ و ڈال۔ اب معلوم ہوا کہ تحقیق سے زائد خروج کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کل مسجد کی حالت نازک ہے۔ چنانچہ صرف تھوڑا سا حصہ محراب کے پاس کا باقی بچاؤ کل مسجد کو از سر نو تعمیر کرنا پڑا جس میں مبلغ تین سو روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ ادا اسی قدر روپیہ کی ابھی اور ضرورت ہے۔ خداوند کریم سبب الاسباب ہے اور یہ اسی کا کام ہے، وہ ضرور چودا کر دے گا۔ جناب مولوی محمد نور الحق صاحب عباسی امر وہی۔ اور جناب مولیٰ عبدالحمید صاحب نجیب آبادی۔ و جناب حافظ حبیب الرحمن صاحب مجددی اپنی مردانہ وار ہمت سے خدا کے بھر دہرے پر کمر بستہ ہیں اور کام چلا رہے ہیں کیونکہ یہ

خاوت و نمیکب الہی تو نیکی سے عزیز ہیں

وقت مگر محال ہے مسجد کو چھوڑ کر

شبہ کی کوئی بات نہیں اسل اصول میں

مکن نہیں جو پائے گا پھل جہر کو توڑ کر

خداوند کریم اے امام کو پہنچاتے اور موصوفین و اعداد و ہند گان مسلمانان کو اجڑاتے
عطا فرماتے۔ آمین۔

گو قابلِ رحمت نہیں مضمون ہوا

منظور ہے گزارش احوال واقعی

شاہد محبوب گریہ نواز زند گدا ما

اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

آدم بنبر مطلب

چونکہ دفتر متذکرہ بالا میں چند مسلمان حنفی المذہب اکابر دیوبند کے کشفیں بڑا
اضلاع ملاحظہ کر، بجنور، مراد آباد، شاہ جہاں پور، بدایوں کے رہنے والے ملازم ہیں
اگرچہ یہ بات اکثر مسائل کے دیکھنے سے ہم لوگوں کو اچھی طرح سے معلوم تھی کہ مولوی احمد رضا
خان صاحب بریلوی اور علمائے دیوبند کے درمیان کفر و اسلام کا جھگڑا ایک عرصہ سے

جلا جاتا ہے۔ باوجودیکہ علمائے دیوبند نے ہر چند کوشش کی اور چاہا (میان بمسک
 اخبار میں اشتہار شائع کرانے، بذریعہ جبرشی خطوط بھیجے) کہ کسی طرح خان صاحب بیلوی
 سے ایک مرتبہ مناظرہ ہو کر اس جھگڑا کا فیصلہ ہو جائے۔ مگر افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ
 خان صاحب بریلوی نے کچھ ایسی خاموشی اختیار کی کہ مناظرہ کے لئے نہ تو خود کروٹ لی اور
 نہ کسی اپنے معتمد کو باضابطہ بھیجنے کی ہمت کی۔ ہمت کریں تو کہاں سے وہ تو محض لوگوں کو
 دہائی بتانے کی افرار پر دازی میں نمبر حاصل کر کے ساری فکٹ لئے ہوئے ہیں اور پورب
 کے جنگلی اضلاع میں اپنے گروں کو، لوگوں کے ہکٹنے اور ان کے عقیدوں کو بگاڑنے
 کے واسطے چھوڑے ہوئے ہیں جو سیدھے سادے مسلمانوں کو درغلا تے پھرتے ہیں۔
 صد حیف ایسی مسلمان پر اور کف ہے ایسی بے ایمانی پر۔

چنانچہ ضلع "ہزاری باغ" میں بھی عرصہ چھ ماہ منقضی ہوتا ہے کہ ایک شخص مسنی
 "حافظ یقین الدین" فاضل بریلوی کے مرید جو اپنے کو خلیفہ بتلاتے تھے مگر کئی کام کرنے
 کی طرح سے وارد ہوئے۔ چونکہ حافظ صاحب بریلوی مذکور کے کہیں رہنے اور جانے کیام
 کا ٹھکانہ نہ تھا۔ جس کی وجہ سے سخت پریشان اور متحیر پھرتے تھے۔ ان کی اس پریشانی کو
 دیکھ کر جناب مولوی محمد رفیع صاحب ڈرامین سروسے کو ترس آیا۔ لہذا مولوی صاحب
 موصوف، حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ لائے اور مسجد مذکور الصمد کی کوٹھڑی میں مقیم
 کر حسب توفیق خاطر اور عزت کی۔ حتیٰ کہ حافظ قرآن مجید کچھ کر خود امامت چھوڑ کر پانچوں
 وقت کا مسجد میں امام بنا دیا۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف سیدھے اور پرانے خیالات
 کے آدمی ہیں دیکھئے۔

نکوتی با بادل کردن چنان است : کہ بہ کردن بجائے نیک مردوں
 دور شو از اختلاط یارب : یارب جبر بود از مایہ بد
 مایہ بد تہا ترا جربان زند : یارب جربان دیر ایمان زند

حافظ صاحب موصوف تین چار ماہ تک ترحیب چاہ کان دہائے اپنا کام کرتے رہے۔ مگر جب دو تین ماہ کا موزانہ کام کرنے لگا اور گیہوں کا پڑنا اور دودھ پیتہ بھر گئے لگا تو شکم میں خراقر پیدا ہوا۔ اور رشتائی وعدہ کے موافق کہ جس کی وجہ سے خلافت کا تہ حاصل کیا تھا، ہزاری باغ کے چند آدمیوں کو جو تھوڑی سی ہندی یا کڑی مراد سے واقفیت رکھتے تھے "رضائیہ" عقیدہ یعنی شرک و بدعت کے جال میں پھنسانے لگا۔ اور اپنی بیہودہ عادت کے موافق بزرگان دین پر اتنا دم اور طوائف کرام پر بے جا الزام لگا کر لوگوں کو اس سے برگشتہ کرنا اور اپنی لیاقت و ولایت کا شہرہ کرنا چاہا۔ جس میں کامیابی کی یہ صورت پیدا کی۔

رکھنے نمود و شہرت و اعزاز پر نظر : دولت کو صرف کیجئے اور نام کیجئے
 ذخیرہ خف تو رہیے کہ نہ خلاف شرع : علماء کو سامنے مورد الزام کیجئے
 چنانچہ روزانہ اپنی چکنی چڑی باتیں بنا کر چلے دہ پیسہ کی ملاقات کر کے
 لوگوں کے دلوں میں مگر بنانا اور نو عمر لڑکوں کو اپنی آؤ بھگت سے دام تزیں میں پھنسانا
 شروع کیا۔

لوگ کے دلوں تو پنچوسیں سکتی چیل پیل

ان کو تو طرہ خاص سے یوں رام کیجئے

کسی کو کامیابی امتحان کا طریقہ سکھایا، کسی کو ربانی معیت کا نقش بتایا، کسی کو توفیق سے بھلا کر حلقہ بگوش بنایا۔ اور اپنی زبان بکھر نشان سے ہر وقت اپنے سر مرثیے چیلوں کو یہ ہی عقیدے ہی تحریک کی کہ میں قرأت میں ہوں کیا سنے زمانہ، مجھ کو کو حنفیہ میں بیگانہ، دوسرے کی اقتداء میں میرا نہیں جوتا ادا دو گانہ، سوائے میرے قرآن غلط پڑھتا ہے زمانہ، اگر کبھی کبھی کر دل اشتہار تو مچوں گا بطور منافقانہ۔
 ثبوت : چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ نماز عشاء کا وقت حد انتظار سے

تجاوز کر گیا اور مقررہ وقت ختم ہو گیا، مصلیان مسجد کل موجود تھے، تاہم انتظار دلا کر جماعت کو کھڑے ہو گئے۔ مجیکر تحریر کے شروع ہوتے ہی حضرت حافظ صاحب بریلوی تشریف لے آئے۔ ان حضرت نے جب مصلیٰ امامت خالی دیکھا تو اپنے زعم باطل کو اس طرح ظاہر کر دکھایا کہ خلاف معمول وضو کرنا شروع کیا۔ اتفاقاً وقت سے قرأت بھی بطول پڑھی گئی چنانچہ جو لوگ ان فاضل شریف کے بعد آئے، وضو کر کے شریک ہو گئے اور ان جناب بریلوی صاحب نے بعد ختم وضو رد مال سے ہاتھ منہ پونچھا شروع کیا، مگر کسی طرح یہ وقت کٹے اور بلائے اقتدار سر سے ٹپے۔ دوسروں کو نہ معلوم کہ یہ جماعت سے کیوں ہے محروم۔ مگر یہ

ہوتے آفت کے میں یہ پر کالے

ماڑ جاتے جس میں تاڑنے والے

اور اس پر طویل کپاہ اہلسنت والجماعت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ کیا حضرت تفسیر آپ ہی کے اس عمل درآمد کو مذہب حق متغییر پر مبنی کر سکتے ہیں؟ حالانکہ استنباط جماعت کو علمائے سفید ضروری سمجھتے ہیں۔ خیر یہ وقت تو ایسے ہی گزر گیا کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا۔

غرض اسی طرح سے ہر خام خیال کے رنگ و پے میں نفس امارہ کی مانند حلول اور شیطان کا شبیہ قبول کر کے لوگوں کو ہکا بکا شروع کیا۔ اور اپنے معتقدین کو شرک و بدعت کا سنی پڑھا کر اور اپنے کو فضل و اعلیٰ بنا کر اپنا حامی و مددگار بنا کر علمائے کرام فضلاء عظام پر رواض کی مانند تبرا بازی شروع کی، جس کو اپنے عقیدے کے ذرا بھی خلاف پلا اس کو اپنے ٹکڑے ٹکڑے سے فدا کرنے کی پروا لگی دے کر تحت الشری طعن میں پہنچایا۔ اور یہ طریقہ

تعمد کیا ہے

طرح رسول پر جو نظر آئیں مولوی

پبلک میں ان کو مورد الزام کیجئے

جب اکثر لوگوں کے عقائد میں ہم لوگوں نے فرق پایا تو شک ہوا کہ اللہ یہ کیا معاملہ
 ہے۔ آخر کلام معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات "مہد الکفر" کے گندی نشین کی صحبت میں
 اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اور ایک پیالہ چائے کے دلمہ دیر میں چھپس کر اپنے عقائد متحدہ کو تیار
 کئے دلتے ہیں (چونکہ ہم لوگ بریلی کے سرحد ضلعوں کے رہنے والے یہاں عرصہ دس
 برس سے موجود تھے جو علامہ بریلوی اور ان کے معتقدین کے عقائد اور سلسلہ عمر بریل سے
 بہت اچھی طرح واقف تھے) تو ان لوگوں کو اس بدعتی کذاب کے دلمے سے بچانے کی بات
 سے "مہر کن" صیار سے ہم لوگوں نے ان کے بد عقائد کی نسبت گفتگو شروع کی۔ اور
 اٹھنے گفتگو میں ایسا چپ اور ذلیل کیا کہ "مہر کن صاحب" کا دل اور سینہ دھوکوں کا ہی
 جانتا ہو گا۔ مگر وہ ایسی شرم دیا روئے کہاں تھے جو توبہ کر کے مسلمان بنے۔ وہ تو پچھنے گھر سے
 بنے بہنے تھے کہ چاہے جس قدر پانی ڈالا جائے کل ڈھل جائے۔ حبیب "مہر کن صاحب"
 کو کچھ اور نہ سوجھی تو قبول نہ تھے۔

"کہار سے پار نہ بے تو کہ جس کے کان اسٹھے :

یعنی علمائے دیوبند کی نسبت مشہور کیا کہ وہ لوگ دہلی ہیں۔

جب ہم لوگوں نے دیکھا کہ یہ دغا باز روز بروز شرارت پر مکر باندھتا جاتا ہے۔ تو
 ایک روز چند باشندگان ہزاری باغ اور "مہر کن مصوف" کے جدید عقائد کے روبرو
 اس بارہ میں گفتگو کی۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ

جن اکابر کی نسبت آپ کے خاں صاحب، بریلوی اور ان کے معتقدین کھڑکا
 الزام لگاتے اور دہلیت سے متهم کرتے ہیں، اگر اپنے قول میں سچے ہو تو اپنے
 کسی معتد عالم کو کہ جس کی ہر جیت فاضل بریلوی کی ہر جیت ہو، بلا کر بمقابلہ
 کسی دیوبندی عالم کے، اگر جس کو ہم طلب کریں گے قرآن مجید و احادیث کے
 ثبوت و دلائل کے ساتھ فیصلہ کر لیجئے اور بعد ظہور سچی توبہ کر کے مسلمان بنے

اس معاملہ کی مفصل کیفیت اس طرح ہے کہ ایک روز حافظ صاحب بریلوی
 (مہرکن) موصوف احمد عصر کی نماز کے واسطے مسجد مذکورہ بالا میں تشریف لائے اور ایک
 شخص غلام محمد خان نامی ان کے ہمراہ مترجم قرآن شریف کے بارے میں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے
 آئے۔ جس کے جواب میں حافظ صاحب موصوف نے فرمایا

”کسی کجبت و لابی بے ایمان کا ترجمہ ہو گا۔ وہ قرآن شریف مجھ کو دکھانا میں
 کجبت بے ایمان و لابیوں کے طرز تحریر کو خوب جانتا ہوں“

چونکہ قبل اس کے اکثر مرتبہ اس بدگلام نافرمام نے مولانا محمد اسماعیل صاحب
 شبیر رحمۃ اللہ علیہ اور علامتے دیوبند کو وہابیت کے نحوس لغت سے لوگوں کے سامنے یاد
 کیا تھا اور وہابی اصل میں عبد الوہاب نجدی کے قبیح کتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ غیر متذکرین
 کو بھی وہابی کہتے گئے۔ یہاں تک ہوا کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدی صلی اللہ علیہ
 وسلم پر عمل کریں اور بدعات ستیہ اور دومات قبیحہ کو چھوڑ دیں۔ جلد بتایا ہے کہ مرستی اور
 اس کے اطراف میں جو مولوی اولیاء اللہ کی قبول کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے یا
 سود کی حرمت ظاہر کرے وہ وہابی ہے۔ گو کتنا ہی بڑا دیندار پکا مسلمان کیوں نہ ہو۔ ائمہ
 اللہ۔ جب اس قدر اس کو وسعت ہو گئی تو یہ لفظ وہابی ایک گالی بن گیا۔

چنانچہ اسی بنا پر جلد سے گروہ میں سے جناب مولوی سید محمد نعیم صاحب جہاں
 امر وہابی جو اس وقت مسجد میں موجود تھے، فرماتے گئے کہ حافظ صاحب آپ کے نزدیک
 آپ کے اقوال کے مطابق تمام دنیا کافراور وہابی ٹھہرتی ہے۔ صرف ایک آپ ہی مسلمان
 رہے۔ خدا خدا سے ڈرو۔ اپنی ریاضت پر نازاں نہ ہو، انسان کو چاہئے کہ جتنی درود و سورت
 کو بڑے اتنی دیر اپنے واسطے استفادہ ہی کیوں نہ کرے۔ یہ باتیں آپ کی شان کے خلاف
 ہیں آپ کو جگ مجھ کو گستاہوں۔

(المصنف) ”جنگ بختل است نہ بسال“۔ اس وہابی کے لفظ پر قہر گرید میر

ضلع ہزاری باغ میں ایک شخص کو سڑا چوہا چکے ہے۔ نیز جو شخص اس کلمہ دہا بیس کے قابل نہ ہو (راہ حق پر ہو) تو وہ کلمہ کشنام و کلمہ وغیرہ قابل پر عائد ہو سکتے ہیں۔ جو لوگ صوم و صلوات کے پابند، شرک و بدعت کے رنج کن ہیں، وہابی ہوں، اور جو لوگ شراب و کباب میں بدست و شاد ہیں وہ سنی حنفی۔ کیا خوب! بقول شخصے :-

جو چاہتے سو کیجئے بس یہ ضرور ہے

ہر انجمن میں دھوے سلام کیجئے

غرض کہ اسی قسم کی چند باتیں آپس میں ہوئیں۔ بعد فراغت نماز اپنی اپنی راہ لی۔ بس جناب اب کیا تھا، حافظ صاحب موصوف بریلوی کا آبائی بغض و حسد جو فخریہ اسلام کے ساتھ چلا آتا تھا اس کے پرشیدہ رکھنے کی تاب باقی نہ رہی۔ بقول ذوق :-

دیکھا اسٹند نہ چھوڑے کی طرح پھوٹتا
ہم بھرے مٹھے تھے کیوں اپنے چھڑا ہم کو

اور اس پر کمر باندھی :-

مذہب کا نام لیجئے عامل نہ ہو جئے

جو متفق نہ ہو اسے بد نام کیجئے

اور اپنے نئے مقلدین کو جو جاپائے کا پیالہ پی کر یا تعویذ و ولایت کے مرید ہو کر تسبیح کے جال میں پھنس چکے تھے اور اپنے گرو گمنیال کے قول کو حدیث سے کم دیکھتے تھے شیلیفون بنا کر اپنی آبائی سنت کے موافق کتر پرست لگا کر عقل سے بے بہرہ، علم سے ناکارہ، اہلار کے درمیان خفیہ یہ شبر تار برقی کی مانند پہنائی شروع کی کہ

مولوی محمد نواز الحق صاحب وہابی ہیں۔ آج انہوں نے اپنی زبان سے کہہ دیا کہ

نماز دین کرنے والے اور شرک و بدعت سے بچنے والے وہابی ہیں اور خلافت

شرح کام کرنے والے حنفی ہیں :-

اس پران کے چیلے عقل سے خالی، علم دین سے عاری، اپنے پیر غلات اضنی کی
اس بات و اہمیات پر ہمدانے تمہیں بلند کر لے گئے اور اس شیطانی فریب کو روشن ضمیری
پر محمول کر کے ذہانت و ذکاوت کی داد دینے لگے۔

سن کر مہر کن کے کلاموں کو بے بضرب
سینوں میں ان کے ہو گیا بس نقش کا کھجر

کہ اس دس برس کے عرصہ میں بیسیوں عالم، فاضل آئے، کسیوں واعظ عالم،
تشریف لائے جن کا رابطہ ضبط مولوی نور الحق صاحب سے بہت رہا لیکن کوئی اس رابطہ
مسلک کی عقدہ کشائی نہ کر سکا آج حافظ صاحب نے خوب پکڑا۔

میں عقل و دانش بباہر گریست

سبحان اللہ! یہ وہی مثل ہوئی کہ ایک خان صاحب کسی ریاست میں ملازم تھے۔
ایک دن ان کی بی بی نے غسل کا قصد کیا۔ اپنے زیورات اور چوڑیاں وغیرہ سب انکادیں
اسی اشارہ میں ان کے گھر کا نانی واسطے خیر خبر کے آیا۔ اتفاق سے خان صاحب کا ہاتھ لگا
دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ غضب ہو گیا بی بی بلے چاری مانڈ ہو گئیں۔ وہیں سے اٹھ پالو
پھرا، اور روتا پیسٹا، بانڈا، کانڈا، چند دن میں میاں کے پاس پہنچا۔ اور یہ بات
بے ثبات قضا کی صورت میں جاسنائی کہ بی بی قماری مانڈ ہو گئیں۔ اس خبر وحشت اثر
کے سنتے ہی سکتے ظاری ہو گیا، ہوش و حواس سب جاتے رہے۔ میاں کی جان پر
بن گئی۔ دم توڑنے لگے، بہ حواس ہو گئے۔ آخر روتے پیٹتے اپنے آقا کے پاس جا کر عرض
کر لے گئے کہ

حضور تقدیر کا کھیل بگڑ گیا، گھر کا گھر اجڑ گیا، خانان برباد ہوا زمانہ پلٹ
گیا۔ بی بی بلے چاری مانڈ ہو گئی دولت لٹ گئی لہذا تجھ کو فرارِ شخصت
دیکھ لے تاکہ اپنی مری کی ماتم پرسی اور خانہ داری کا انتظام کر کے جلد حاضر ہوں۔

لوگوں نے کہا کہ میں آپ کی عقل ماری گئی۔ جب آپ زندہ ہیں تو آپ کی بری
ماندگیوں کو برکتیں۔ اس پر خان صاحب کو اور بھی افسوس آیا اور غمگین ہو کر اور نہایت
جھڑک کر کہنے لگے کہ وہ صاحب گھر کا معتزاتی اپنی آنکھوں کی دیکھی کہ رہا ہے اور آپ لوگ
اس کو جھوٹ بتلاتے ہیں۔ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میرا معتزاتی خواہ مخواہ جھوٹ بولے۔

یہ تو سب سچ ہے پر میرے بھائی

گھر سے آیا ہے معتزاتی

لے ناظرین والا تمکین !

اگر تائی کا قول فی الواقع صحیح ہے اور خان صاحب موصوفہ التمثیل کی عقل سلم
ہے تو ان سلم صحت کا قول بھی صحیح اور اس پر اعتماد کرنے والے بھی عقل کے پتے اور ذی
فہم ہیں۔

مسلمانو ! کیا کوئی اہل انصاف اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان اس طریقہ
سے کفریہ کلمات اپنی زبان سے نکال سکے ؟ اس سمجھ لیجئے کہ یہ اسی ڈائیکریٹ کفر کے ذریعہ اعظم
ہیں کہ جس نے روشنی چاند چمکتے ستاروں پر خاک اڑا کر اپنا سرگرد آلود کیا ہے۔ یعنی
موجودہ عالموں کی مطلوبہ تصانیف میں ماسبق و ما بعد عبارتوں کو اڑا کر اور کفریہ مضامین
ان سے نکال کر اپنے مطلب میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے فتاوے حاصل کئے
ہیں۔ (ملاحظہ ہو الشہادات قب مطبوعہ ریٹھ)۔ بھلا یہ تو صرف زبانی بارت حیثیت تھی
جس کی نسبت کئے دکنے کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ جو لوگ موجد تھے ان
کا ایمان خوب جانتا ہو گا کہ طرز کلام کیا تھا ؟

لے ناظرین خجستہ آئین ! اگر مولوی سید محمد نواز الحق عباسی کے الفاظ کفریہ
ہیں تو حضرت امام حلیل، فاضل غیل، وحید العصر، فرید الدھر، استاذ العرب و لغبم
المدیس مسجد النبی الاظم جناب مولانا مولوی حسین احمد صاحب صاحب مدنی

کے الفاظ اس سے کہیں بڑے بڑے ہیں۔ ملاحظہ ہو، الشاہب الثاقب صفحہ ۴۴ سطر ۱۰۔
 ”صاحبو شراب پیو، داڑھی منڈواؤ، گور پرستی کرو، نذر غیر اللہ مانو،
 ناکاری، اللہ بازی، ترک جماعت، صوم و صلوٰۃ، جو کچھ کرو یہ سب
 علامت اہل سنت و الجماعت ہونے کی ہو، اور اتباع شریعت صورتہ و
 عملہ جس کو حاصل ہو وہ دہائی ہو جائے گا“ انتہی

کہاں ہیں وہ رکابی مذہب، فاضل اہل، عالم بے جہل، قاضی دوران مفتی نال
 کہ جنہوں نے مہتر البتہ عین مہرکن لیتین الدین کے پاس بیٹھ کر چائے کا جام نوش
 فرما کر مولوی سید محمد نور الحق صاحب کے الفاظ پر کفر کا فتوے دے دیا۔ اب ذرا امر سید
 بنیں، اور علم کے جوہر دکھائیں۔ قطب۔ اراستہ قیق و مرکز دائرۃ التذقیق، جامع الفروع،
 والاصول، ملاذ الانام فی الحقول و المستقول مولانا اکمل حسین احمد مدنی پر بھی کھنکھار
 فتوے تحریر فرمائیں۔ کیوں کہ مولانا صاحب ممدوح تو منوعات کو امر فرما رہے ہیں۔ پھر
 کیوں کر یہ کلمات کفریہ نہیں ہوتے؟ اور کیوں ان کو کفر کا فتوے نہیں دیتے؟ کیوں ان
 کی کھنکھار نہیں کرتے؟ کیوں ان کو مطعون کر کے جھلاریں اپنی لیاقت نہیں جتاتے؟ بلکہ
 البتہ اگر ان کی کھنکھاریں تو ہم بھی ان رکابیہ مذہب فاضل وقت کی علییت و قابلیت کی داد
 دیں۔ اور ان کی ہمت و دلادری پر صد افریں کہیں۔

لئے محضرات والاصفات !

’نات کا مفہوم طرز تقریر و عمل تقریر پر موقوف ہے۔ مولوی محمد نور الحق صاحب
 ۔ الفاظ کفریہ تھے نہ یہ کلمات کفریہ ہیں۔ پھر بھلا کھنکھار کس بات پر ہو؟ اگر خدا خواست
 یہ کلمات کفریہ ہوتے تو ”مہر الدیکھن، مہار الاسلام و المسلمین مفتی بریلوی“ جو
 کہ بلا وجہ ہر کسی کو کفر کے قفسے حنایت فرماتے ہیں ان جناب پر بھی کفر کا فتوے دیتے بغیر
 دھچکوتے۔ اپنی عادت جہل سے ہرگز مدد نہ لیتے۔ جس طرح ”مہرکن“ کذاب نے

ہستان بندی کر کے یہ بات و اہیات (کہ مولوی محمد نور الحق صاحب دہلوی میں جہان
جہان کی دگوں میں غول کے دودھ کی طرح سماعت کی نالیوں میں گر گشت ہوئی۔ انگشت
کی مانند دماغ میں پہنچا دی۔ جہان کے خاند دل میں خال سودیا ہیں کہ شکن ہو گئی۔ اور
نمازیوں میں نفاق کی صورت پیدا کر کے جماعت کی رونق مسجد کی زیبائش ڈال گئی۔
چنانچہ ایک روز فجر کی نماز میں جہان مصلیان مسجد موجود تھے اور آفتاب قریب طلوع۔ لیکن
حافظ صاحب بریلوی (مہر کن) اچھی تشریف دلائے تھے۔ وقت کو تنگ دیکھ کر جناب
مولوی صاحب موصوف امر دہوی نماز پڑھانے کو کھڑے ہو گئے (چونکہ ہمیشہ پڑھایا
کرتے تھے) اور اسی وقت موصوف بریلوی (مہر کن) بھی آگئے۔ اپنی شیفت عادت
سے کلی نمازیوں کو شرکت جماعت سے ٹھہرا دیا۔ جس کی مولوی صاحب موصوف کو کچھ
غیر نہیں۔ بلکہ بعد فراغت ادائیگی سکھ دیکھا تو اقتدار میں صرف دو آدمی ہیں۔ اور صحن
مسجد میں جماعت ثانی بڑی دھوم سے بقرأت طویل ہو رہی ہے۔ جس کے پیشوا مدنی
خلافت گزاری ہیں۔

اس حال کو دیکھتے ہی سیف حق مولوی صاحب موصوف امر دہوی نے فرمایا کہ
اے بھائی کیا ولایت کا طغیانیہ کیا کرتے؟ اس قدر کڑی تہذیب و خیریت سے
موصوف ہو گئے۔ اور بعد فراغت و عار پھر ان ہی کلمات کو اعادہ کرتے ہوئے صحن مسجد
میں (جہان پر جماعت ثانی ہوئی) تشریف لے گئے اور فرماتے گئے کہ کیا خدائی ہل گئی، یا
دجال کا خروج ہوا جو مسلمانوں میں بے جا تفرقہ پڑا اور ایک ہی وقت میں دو جماعتوں
کا ظہور ہوا۔ یا کھجور کی پائیک شمس وارث ولایت جاری ہوا۔ اے کہ باطن و اہل
برس سے تم کہلاتے؟

اتنا سنتے ہی تمام لوگ دود و دھواں چھوڑ (جیسا شیطان لافوں سے بھگاتا
ہے) کانٹہ ہو گئے۔ مگر حافظ صاحب بریلوی نے کہ خاکوش نگر بیان میں ڈالے

مراقبوں کی طرح بیٹھ گئے۔ مگر کب تک مراقبہ رہتا۔ بالآخر جناب مولوی صاحب موصوف الصمد اسروہی نے جواب طلب کیا کہ ایسا ثبوت شرعی یا غیر شرعی دیکھئے جس کی بنا پر آپ نے مجھ کو فلاح الاسلام سمجھا اور نمازیوں کو درنگ کر خصلت شیطانی کو ظاہر کیا۔

ناؤ کا فہم کی کبھی چستی نہیں

کاٹھ کی ہنسی کبھی چڑھتی نہیں

بس جناب حافظ صاحب موصوف کے تو جھکے چھوٹ گئے۔ ہاتھ پیر کی طاقت سلب ہو گئی، منہ سے بات نکالنے کی شکل ہو گئی، ان کو تو شوق امامت اور فوق شہرت نے اس شیطانی کام میں اپنا حامی و مددگار بنایا تھا۔ جب کوئی طرف دار نظر نہ آیا تو ضامیت پستہ لہجہ میں فرمایا کہ

آپ کی اس دہائی گفتگو سے میرے دل میں فرق آیا آپ نے وہابیوں کے بڑا کئے کو بڑا جانا میں نے آپ کو وہابی گردانا؟

اس پر جناب مولوی صاحب موصوف الصمد نے فرمایا

بریں عقل و دانش ببا یہ گریست

ہم نے سنت نبویہ کو ہزار دقت جاری کیا اور لوگوں کو سمجھا بھجا کر جماعت پنجگانہ کو قائم کیا اور آپ نے رضا خاندانی کے کسے شیخ اسلامی کو منہدم کیا۔ مسلمانوں میں سے تفرقہ ڈالا۔ حکیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پس پشت ڈالا۔ اس کا خدا کو کیا جواب دو گے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا نہ دکھاؤ گے؟

اسی قسم کی گفتگو ہو کر آج کے دن سے اس شخص (مہر کن بریلوی) کا مذاق اڑ رہا ہے اور مکرو فریب کا حال ظاہر ہو گیا۔ اور ایک دقت میں دو دو جماعت کا تقزم چڑ گیا۔ اور مولوی صاحب موصوف پرستوں سابق اہل ان پر حکر فطر مقررہ وقت تک روکنا نہ

باجا امت اور کرتے رہے۔ اور وہ جناب امی الالبیس مسجد میں تھا قدم نہ رکھتے تاوقتیکہ
ان کے سر منڈے چلیے نہ آجاتے۔ یہاں تک کہ اکثر طرہ آفتاب کے وقت دو گانہ فجر اور
کرتے رہے۔

اس غلام مسک خضیہ کو دو تین روز گزرے اور اس فتنہ پر وازی اور خندہ اندازی
کی خبر شہر میں منتشر ہوئی اور ملائین سروے مسک پہنچی۔ اسی زمانہ میں حسب اتفاق سراپا
اخلاق معین الطاف جناب مولوی حافظ سید سعید الدین احمد صاحب سب رجسٹرار
حکیم آبادی اپنے شہر خان بہادر مولوی سید وحید الدین احمد صاحب وکیل و آذربری
محکمہ شہزادی باغ کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مدد رح فن تارکخ اور علم دیرنے
میں دست گاہ کامل رکھتے ہیں۔

سب رجسٹرار صاحب موصوف ایک روز جمعہ کو بعد فراغت نماز جمعہ ان شیطان
سیرت انسان صورت سے مخاطب ہوئے اور ان کے بلے جا الزامات کا یہ موجودگی چند
اشخاص جن میں ”مہر کن“ کے بعض چلیے بھی شامل تھے آیات کلام ایزدی اور احادیث
مصطفوی و اقوال ائمہ مجتہدین و تہذبات سلف صاحبین سے ایسا کافی و شافی جواب
دے کر معقول کیا کہ ”مہر کن صاحب“ کو مولیٰ شہر یوم غم کرنے کے کچھ جواب دین پڑا
ملا وہ اس کے سب رجسٹرار صاحب مسدوح نے بہت سے عقائد فاسدہ کا نہ
کیا کہ جس پر ”مہر کن صاحب“ نے دم نہ مارا۔ اور اللہ کر منافقانہ مولوی محمد زید الحق
صاحب سے معاف نہ کیا۔ اس کے بعد جناب سب رجسٹرار صاحب رخصت ہو گئے لیکن

عجل عقر شب از پئے گمین است

مقتضائے طبیعتش این است

چند دن کے بعد پھر ان انجمن التوحیدین مدرس الشیاطین نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع
کیا۔ ایک دن اپنی قدیمی عادت غیبیہ کے مطابق اپنے جہرہ جاہل مقتدرین کے بارے

اپنا علم و فضل ظاہر کرنے کی غرض سے قرآن عظیم کی آیت پڑھتے ہوئے حضور سرورِ عالم
نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بذاتہ ہونے کا عقیدہ ذہن نشین کرانا چاہتے
تھے جو کہ بالکل صاف کھلے ہوا شرک ہے۔ بقول شخصے۔

ہر فرعونے راسو سلی

حسن اتفاق سے اس وقت جناب فشی جبار شکر صاحب جلال آبادی بھی وہاں
پیش رفت کرتے تھے۔ غالباً - مہر کن صاحب نے فشی صاحب بوصوف کو دیکھا نہ ہو
گا کہ ایک حنفی اللہ بے یہاں موجود ہیں۔ یاد رکھ کر عام جاہل و کج عقیدہ سمجھ کر وہ شرکیہ
الفاظ زبان سے نکالے، جن کا رد فرزا ہمارے ہم عقیدہ جناب فشی صاحب بوصوف
الصدہ نے اسی وقت قرآن شریف کی دوسری آیت پڑھ کر کر دیا۔ جس سے حافظ صاحب
بریلوی (مہر کن) کے حواس سگم ہو گئے۔ چونکہ اس وقت قرآن مجید مترجم موجود نہ تھا جو
عوام کے مقابلہ میں تصنیف ہو جاتا۔ تاہم دوسرے روز حسب طلب (مہر کن) صاحب
کے، جناب فشی صاحب مدوح قرآن پاک مترجم بہراہ لے کر پہنچے۔ اور اس کھلے ہوئے
شرکیہ عقیدہ کی تردید میں پانچ چھ مقالات پر فرقان حمید کھول کر دکھلایا۔ اس وقت
کہ جب حافظ صاحب اور فشی صاحب کے مابین گفتگو کا سلسلہ جاری تھا تو حافظ
صاحب کے بعض پیلے جن کے لٹے اُسٹری سے سر منڈ گئے تھے، اور نیز طائرانِ بر سے
میں سے علاوہ فشی صاحب بوصوف کے اتفاقاً فشی سید ابراہیم احمد صاحب ڈالٹین
امروہوی، اور فشی دوسرے صاحب نجیب آبادی وغیرہ چند حضرات موجود
تھے۔

جب کلام نے طول پکڑا اور حضرات اکابر دیوبند کا تذکرہ چھیڑا گیا، اسی مابین حافظ
بریلوی نے جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلوی صاحب اللہ علیہ کی نسبت سے
بے لگام کی طرح اپنی سٹہ اسی زبان سے کفریہ کلمے نکالے کہ جس کے جواب میں حنفی اللہ بے

فدایان سلسلہ شمشیر مستید ابراہیم احمد، فاضل وحید اللہ صاحبان نے تیوری بدل کر کہا کہ
خبردار، اکابر و بزرگان دین کا نام بدلنے والی کے ساتھ ہرگز دلینا۔ ورنہ آپ کے پیشوا
اصلی حیثیت بریلوی مولوی احمد رضا خان کے واسطے بھی ویسے ہی کلمات اور خطابات استعمال
کئے جائیں گے۔

جو کہو گے تم جواب اس کا یہاں موجود ہے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنئے

چنانچہ بہت محبت کے بعد حافظ صاحب سے یہ گفتگو پیش ہوئی کہ نہ تو آپ عالم
ہیں اور نہ ہم لوگوں کو دھوئے علم ہے۔ اور عقلی دلائل سے بحالت لاعلمی خوف سلب ایمان
اس لئے ضرور اور بالضرور آپ اپنے کسی ایسے عالم کو جو کہ فاضل بریلوی کا بھی معتمد ہو اور
اس کی ہار جیت بھی بریلوی فاضل کی ہار جیت بھی جانتے۔ اور ہم لوگ بھی کس عالم کو دیکھنا
سے جلتے ہیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ اپنے عالم کے خراج وغیرہ کے کھیل آپ ہوں گے۔ اور
ہم لوگ اپنے طلبیدہ عالم کے خرچ کے تحمل ہوں گے۔ ایسا ہونے سے منظرہ ہو
کر ہر خاص و عام پر حق و باطل رکشن ہو جائے گا۔ اور ہارنے والا جیتنے والے کے ہاتھ
پر تائب ہو گا۔ چنانچہ حافظ صاحب مذکور نے اس گفتگو کو تقریباً بیس آدمیوں کے دربر
منظور و قبول کیا۔ اور حاضرین جلسہ نے بھی اس بات کو نہایت پسند کیا۔ بعد ازاں جلسہ
برخواست ہوا۔

حسب اتفاق اس گفتگو کے وقت ممدان معانم الاشفاق و مخزن محاسن
الاعلاق، جالینوس دوران، عظیموس نہان جناب حافظ حکیم محمد حسین خان صاحب
تائبہ خدمۃ نیر سلطنت زینۃ مسند حکمت، بڑا بازار ہزاری باغ بھی معہ چند اپنے ہمراہیوں
کے کہیں تشریف لے جاتے تھے۔ لب مرثک ہنگامہ دیکھ کر ٹھہر گئے۔ اور من و عن گفتگو
بالاجور بارۃ مناظرہ ہوئی، ممدوح نے سنی اور داد دی۔

پڑھ کر یہ کفر و سلب اسلام کا اختلاف کچھ ایسا نہ تھا جو غامض رہ رہا جاتا۔ اس لئے ہم لوگوں نے اسی وقت سے گفتیش شروع کی۔ اور بعد گفتیش کے علامہ نے ان شیر خدا جناب مولانا مولوی سید محمد رفیع الحسن صاحب چاند پوری کو مناظرہ کے بارہ میں ایک خط بریل میں بھیج دیا۔

”ہزاری بارخ میں رضائیہ اسٹیل بریل سے ایک سہت قد “ مہر کن “
دارد ہونے میں اور آپ سے مناظرہ کی گفتگو ہو رہی ہے جناب کو مناظرہ کے واسطے تشریف لانا ہو گا ؟“

لہذا خط مذکور کی دو کاپی کے کے ایک تو براہ راست درجہ تک مدرسہ اداویہ کے پستہ سے روانہ کی۔ اور دوسری کاپی جناب مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں بھیج کر جناب مہتمم صاحب سے اس بارہ میں درخواست کی کہ چونکہ ہم کو جناب مولانا مولوی سید محمد رفیع الحسن صاحب کا پتر ٹھیک معلوم نہیں ہے اس لئے ایک خط روانہ کے نام درجہ تک بھیج دیا ہے اور دوسرے جناب کے پاس بھیج کر امید دار ہیں کہ مولانا صاحب موصوف جہاں تشریف فرما ہوں۔ اس خط کو ان کی خدمت بابرکت میں بھیج دیجئے۔ اور ہم کو ان کے پتر سے مطلع فرما کر معزز و مہربان منت فرمائیے۔

ناظرینے ! ابھی جواب آنے میں دیر ہے اس لئے ایک موقع ان جناب بریلوی ” مہر کن “ کی امامت کی براہوسی کا اور پیش آگیا جو ناظرین اور ان جناب بریلوی کے قبیحین کا دلین کے آگے پیش کرتا ہوں۔

اتفاق وقت سے اسی درمیان میں جب کہ خطوط روانہ ہو چکے تھے۔ مخزن اطلاق حمیدہ، مصداق و صاف پسندیدہ، معدن مروت، حاتم ہمت، ثنایت غلیق ہرول عزیز، انس پذیر ہر ہرناؤ پیر جناب محمد یعقوب خان صاحب رئیس موضع ہڈاگ دکہ بجلی مل بوڈو ہکشن ضلع لاہ آباد ہے۔ مگر ایک عرصہ مدید و زمانہ بعد سے اسی ضلع کے

موضع ہلاک میں سکونت گزری ہیں، اس کے دن ۲۴، حبیب الرحمن علیہ السلام کو دو شادیوں
 دے پیش ہوئیں۔ چونکہ مولوی سید محمد نے اپنی صاحب و نیر و نگہ ملازمین سروے سے
 اور خان صاحب موصوف الصدق میں ارتباط قایت ہیما نہ پر بڑھا ہوا تھا اور نیر و نگہ
 صاحبان اہل شہر و جزیرے سے بھی خان صاحب مدین کے شناسائی تھی۔ چونکہ یہ موقع
 شادی تھا اس لئے موصوف نے سب کو مدعو فرمایا۔ بنا بریں جناب مولوی صاحب مفتح
 امر وہوی نے وہاں چلنے کے وقت اپنی صفائی قلب سے شمع پر کینہ جناب حافظ صاحب
 بریلوی کو ہمراہ چلنے کے واسطے فرمایا۔ جن کا جواب اپنی طوطا پیشی سے انہوں نے دیا
 " میری طبیعت خراب ہے چلنے سے مجبور ہوں، مہذنت کا خواستگار ہوں۔ "

حضرت مولوی صاحب موصوف امر وہوی تو تشریف لے گئے کیونکہ وہاں کا آہرام
 بھی آپ کے سپرد تھا۔ اس کے بعد کابلی لوگوں نے جو عرصہ دراز سے ہزاری باغ میں ہڈی
 تجارت رہتے ہیں۔ اور حال میں ان لوگوں کے سروں پر بھی حاکم بریلوی کے عمل تسخیر کا جن
 سوار ہو چکا تھا، بھی ارادہ شرکت شادی کا کیا۔ اور وقت روانگی اپنے پیسہ سیاہ ضمیر
 انسان صحت شیطانی سیرت کے پاس گئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت آپ بھی چلئے ورنہ ہم
 لوگ نماز باجماعت کیسے ادا کریں گے۔ ورنہ نفسی حکم صادر فرمائیے۔

اس پر بالآخر جناب " مہر کن " صاحب کرامت کے شوق اور حبیدہ مریدان
 کی تعین کے ذوق نے چلنے پر مجبور کیا۔ اور انان عزیزان عداوت طبع ہی میں موضع ہلاک " جا
 پہنچے۔ اور نماز کے وقت بغیر اس کے کہ کوئی ان سے کہے، مصلے پر جا بیٹھے۔ حالانکہ اہل شہر
 جناب مولوی وحی الدین صاحب بھی وہاں پر موجود تھے۔ خیر اسی طریقے پر دو تین نمازوں
 کا وقت گزر گیا۔ اور دوسرے دن ۲۵، حبیب الرحمن علیہ السلام اپنے معتقدین کو ہمراہ
 لے کر باوجود سید احمد میزبان " ہزاری باغ " واپس آ گئے اور مذکر کیک بھسکو
 نیابت قدیم رسول میں شریک ہونا ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف الصدق امر وہوی

موجودہ ہمارے مہر کے جناب خاں صاحب موصوف الصمد کی دل شکنی کے باعث وہیں ٹھہر گئے۔ زیارت قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۸۔ جب المرجب کو ہمیشہ بعد نماز صبح مولوی شاہ نعیم الحق صاحب کے دولت خاد پر ہوا کرتی ہے۔ غالباً اس کے آغاز قیصر یا چوتھا سال ہے۔

”ہزاری باغ“ پہنچ کر جال ساز بریلوی کو دایم تر دیر بچتا نظر آیا۔ تو باوجود ہموار کے جلنے کے شرکت جلدی زیارت قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رہے۔ اس کے بعد پھر بہت مناظرہ کے کہا گیا۔ جس میں حافظ صاحب کے پشوش پتلان ہو گئے، ہاتھوں کے ملنے اٹھ گئے، ہر طرف سے صدائے مناظرہ بلند ہے، کچھ بولتے نہیں بولتی۔

رضائیہ فرقہ کی عیاری

جب حافظ صاحب بریلوی نے دیکھا کہ اب پھڑوں کا چہرہ چھڑ گیا۔ فریب کی بازی کا رخ بگڑ گیا۔ مناظرہ کا اقرار عوام کے سامنے تو کر لیا، لیکن مناظرہ ہوا تو قلعی کھل جانے لگی۔ ساری شیخی کر کر ہی ہو جانے لگی۔ کوئی ایسی چال چلنے کہ مناظرہ کی نوبت نہ آئے۔ یہ جلاتوں ہی باتوں میں سر سے مل جانے۔ چنانچہ ہم شعبان المعظم کو فشی ہو جائے خاں صاحب پیش کار کلکٹری (جو کہ تحصیل دار کے نام سے مشہور ہیں) کے مکان سے پر سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کا جلسہ منعقد تھا جس کی ترتیب وہی کے واسطے ایک مقدس ذات، ولی صفات، زریب دہ سنہ بزرگان، زمینت آرائے سر پر عرفان، شمع محفل عارفان، رونق بخش ہزم صوفیاں جناب فیض مآب تاج الدین شاہ صاحب دامت برکاتہ اشراف لائے تھے۔ قبلہ حاجات والا صفات جناب شاہ صاحب موصوف دنیا کے جھگڑوں بکھیروں سے متزلزل

بنف و نقصب سے منزہ نہایت بزرگ آدمی ہیں۔ اس شہر میں آپ کے معتقدین
 و مریدین بکثرت ہیں۔ بلکہ اکثر معزز صاحبان کو آپ کی کفشن برداری کا فخر حاصل
 ہے۔ جناب پیش کار صاحب ممدوح (بانی مجلس ولادت) کے حال پر آپ کی نظر عورت
 و شفقت ہمیشہ مبذول فرماتی ہے۔ اور آپ اکثر ان ہی کے کاشانہ باشانہ کو اپنے قدم
 میں منت لازم سے سرفرازی بخشتے ہیں۔

چنانچہ اس مرتبہ بھی آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جناب مولوی محمد نور الحق
 صاحب عباسی امرہ جی برائے طاقت تشریف لے گئے۔ یہاں کی خبریں پہلے ہی شاہ
 صاحب ممدوح کے گوش گزار ہو چکی تھیں۔ مولوی صاحب امرہ جی کو دیکھ کر فرط
 گئے کہ میں نے سنا ہے کسی نے آپ پر وہایت کی بہتان بندی کی ہے۔ شاہ صاحب
 "محمد بریلوی" کی افتراء پرداز یوں اور علمائے دیوبند کے ساتھ ولی عادت اور کہینہ
 دیرینہ سے بخوبی واقف تھے۔ فرماتے گئے۔

آپ اس کا کچھ غم نہ کیجئے۔ چونکہ علمائے دیوبند سے ان کے (مہر کن کے) پیر
 کو بنف ہے اور آپ کا علمی سلسلہ دیوبند سے ہے اس لئے آپ کو بدنام
 کرنا چاہیے۔

اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے گئے کہ۔
 ہم نے مولانا کشید احمد صاحب کو دیکھا ہے اور نیران بزرگوں سے ہم نے
 بھی فیض پایا۔ ان کی طرف غلط خیالات لوگوں نے منسوب کئے ہیں؟
 عرض کر شاہ صاحب ممدوح الصمد نے بہت عاقلانہ اور بزرگانہ خیالات سے فخر
 کے بہتان کی تردید کر دی۔

تاریخ مذکور بالا کو منبع فلق معدن مروت ہرول عزیز صاحب جناب فاضل عبد الرحمن
 صاحب پیش کار کے مکان پر شاہ صاحب ممدوح کے نقل ماطف میں ایک عظیم مجلس

جس میں شہر کے علمائین و رؤسار و معززین حضرات شامل تھے۔ چونکہ حافظ صاحب بریلوی "مہرکن" کا ظاہرہ اخلاق مولام کے دلوں کی تسخیر کا جال تھا۔ ظاہر پستی میں ان ذات شریف کو مکہ کمال تھا۔ اس جلسہ میں آپ بھی تشریف لے گئے۔ اور فاضل وقت جناب مولوی وحی الدین صاحب مدرس اہل مدرسہ اسلامیہ، و امام شہر سہڑی خان جو صاف باطن پاک نینت، نیک خلعت، نہایت سادہ مزاج آدمی تھے۔ ان پر کچھ ایسا انسو پڑھ کر دم کیا کہ مولوی صاحب موصوف تعصب سے بری، میدان مروت کے جری، رضانیہ فرقہ کی چال بازیوں سے ناواقف، ان حضرات کے دلم ترویر میں پھنس گئے۔ دم کے دم حافظ صاحب کے ہم خیال بن گئے۔

چونکہ سکالر بریلوی کو صدی انجمن صاحب کا حسن ظن علمائے دیوبند کی نسبت بہتر ہی معلوم ہو چکا تھا۔ اس لئے اس مقام پر صورت تقیہ جو رد افش کی شان ہے اختیار کر کے دیوبندیوں کا نام چھوڑ کر علمائے حنفیہ میں سے صرف مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ اور مولوی نذیر حسین دہلوی و نواب صدیق حسن صاحب جھوپالی وغیرہ کو نامزد کر کے ان کو اور ان کی تصانیف کو بدعت تبر ملامت بنا کر ایک کٹریہ مضمون لکھوا، جس کو ہمارے سادہ لوح ہردل عزیز جناب مولوی وحی الدین صاحب نے اس جلسہ مبارک میں حصول ثواب یارین کیلئے حضار مجلس کے دوبرو پڑھا۔ وہ مضمون ناقص عبارت و اہمیت مندرجہ ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- ۱۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مذہب و بابیہ ضلالت و گمراہی ہے۔
- ۲۔ پیشوایان و بابیہ مثل ابن عبدالوہاب نجدی، اسماعیل دہلوی، و نذیر حسین دہلوی و صدیق حسن جھوپالی وغیرہ سب گمراہ و بدین ہیں۔
- ۳۔ تقویۃ الایمان و صراط مستقیم وغیرہ تصانیف اسماعیل اور ان کے سوا دہلوی،

دعویٰ دخیل و غیرہ و دہلیہ کی جتنی تعانیات ہیں صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور
کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔

۱۴۔ تعلیہ ائمہ فرائض قطعی ہے۔ بے حصول منصب اجتہاد اُس سے روگردانی گمراہ و
بدین کا کام ہے۔ تعلیہ شخصی کو شرک یا حرام مانتے والے گمراہ بددین ہیں متعلقہ
اسبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مثل استعانت و ہمارے علم و تصرف
بے خطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات و احیاء میں نجدی و دہلوی اور اُن کے
کے افتاب نے جو احکام شرک گھڑے اللہ عامۃ مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم
جڑے یہ ان گمراہوں کی خیانت مذہب ہے۔ اور ان کے ہمت انہیں استحقاق عذاب
و غضب ہے۔

۱۵۔ علمائے عرب نے جتنے فتاویٰ و مسائل مثل الدر المنثور فی الرد علی الوہابیت
وغیرہ رد دہلیہ میں تالیف فرمائے سب حق و ہدایت ہیں اور ان کا خلاف
باطل و ضلالت ہے۔ فقط۔



اس مندرکہ وحدت ناقصہ کے پڑھنے کے بعد مولوی محمد نور الحق صاحب عہد سے
جو ملازمان سروے میں سے صرف ایک ہی شخص اس جلسہ خاص میں غالباً اسی کام منصب
کے واسطے عین وقت پر طلب کئے گئے تھے۔ اور جن کے عقیدے کی نسبت حافظ بریلوی
پہلے ہی حاضرین مجلس کے دلوں میں شک ڈال چکے تھے، تصدیق چاہی۔
مولوی صاحب موصوف امر دہلی کو مولانا شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا
کفر یہ اور مضمون دہلیہ سن کر غصہ آیا مگر کھڑے ہو کر مجمع عام میں بول فرمایا کہ
نہیں بریلوی کو جانوں نہ دہلوی کو میرا عقیدہ حق یہ ہے کہ جو کوئی سرور کا نشان
فرمودات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی طرح بھی توہین کہے حتیٰ کہ

آپ کے بول و براز تک کی جنگ کرے وہ میرے نزدیک مردود ہے ؟
 اس پر حافظ بریلوی نے مولوی صاحب امروہوی سے مصالحت کا معاہدہ کیا
 اس وقت شاہ صاحب مدفن کے حضور میں یہ دوسرا موقع ہر دو شخص کی مصالحت ، و
 ملاقات کا تھا۔ پہلی مرتبہ جناب مولوی سید مصطفیٰ الدین احمد صاحب سب جسٹس اور
 ان حضرات میں ملاقات کراچے تھے۔ جس کے بعد حافظ صاحب خود بخود اپنی عادت پیشہ
 کے باعث بلاوجہ مولوی محمد نور الحق صاحب سے مخالف و متنفر ہو گئے تھے۔ اس کے بعد
 جلسہ ریخاست ہوا لوگ اپنے اپنے گھر دل کو واپس ہو گئے۔

اب گھر پہنچ کر ان بریلوی جعل ساز ہفتہ پر دوا کو کوئی نئی چال سوچی جھٹ اس
 کلمہ پر مضمون کو ایک جرسے سینہ کاغذ پر خوشخط لکھ کر مولوی صاحب موصوف امروہوی
 کی خدمت میں پیش کیا۔ کہ اس پر دستخط کر دیجئے۔ مولوی صاحب موصوف سید سے
 سادے آدمی اس فرقہ کی حیا ری ، رضا نیوں کی مکاری سے بے خبر بہ خیال رفیع شہر اُس
 کاغذ پر اپنا عقیدہ تنقید جو کہ اس جلسہ خاص میں بیان کیا تھا، لکھ کر بے خوفی و خطر
 دستخط کر دیتے۔

ناظرین ! کچھ بکے کہ بساط فریب کے شاطرنے یہ شطرنجی چالیں کس غرض سے
 چلیں۔ آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ کیونکہ ۔۔

ہم سے چھپنے کے نہیں جعل بنانے والے

خوب پہچانتے ہیں جو رکو بھانے والے

آخر ہم بھی تو اسی کشتی کے بہنے والے ، اسی غلط کی سیر کرنے والے ، ایک ہی
 سرزمین کے باشندے ہیں ، ایک ہی مول کے پرندے ہیں۔

ظہروں میں اپنی شعبہ سے سارے جہاں کے ہیں

جائیں گے ہم سے اڑ کے وہ ایسے کہاں کے ہیں

میں نے حضرات! چونکہ دستاویزوں کے فیصلے بدل دینا، احکام کے دستخط بنانا
 صرف کوچکیوں سے اڑا دینا، جملوں کو زبان سے چاٹ کر مٹا دینا، یہ سب اہل برائی اور
 اہل جاہل کے باتیں ہاتھ کے کھیل ہیں۔ لہذا اسی بنا پر ”مہر کن“ صاحب نے مولوی
 صاحب امر دہوی سے دستخط کرائے تھے کہ اپنے حسب دل خواہ اس تحریر میں ترمیم و تغیر
 کے بعد دستخط شدہ مضمون کو شائع کر کے اپنے ہم چشموں میں شہرت و تیر اپنے پیر کی نظر
 میں عزت حاصل کریں۔ وردہ دستخطوں کی کوئی ضرورت واقعی جب کہ اتنے بڑے جمع میں
 کہ جس میں علامہ ابن شہر آشوب ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ مولوی صاحب اپنا عقیدہ حنفیہ
 بیان کر چکے تھے تو پھر مہر کن کی برخاستگی کے بعد تمنا میں دستخط کرائے جانے کے
 کیا معنی؟

دوست! دعا این ذات شریف کا یہ تھا کہ ملازمین سروے مولوی محمد نور احمد صاحب
 کو بزرگ جانتے ہیں۔ لہذا ان لوگوں کی درخواست مناظرہ پر یہ دستخط شدہ مضمون ان کو دکھایا
 دیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ تمہارے پیشوا تو تائب ہو چکے اب مناظرہ کی ضرورت
 نہ رہی۔ ہمدی جو طرز حق تعالیٰ پرستی ہو گئی۔ (جو آئندہ مہر کن کے کلام سے ظاہر ہو گا)
 لیکن یہ دیکھنے کے عقائد پرستیہ میں ہر شخص اپنے دل کا مختار ہے۔ مناظرہ کی گفتگو
 سے مولوی صاحب کو کیا سروکار ہے۔ چونکہ مناظرہ کی گفتگو کے وقت مولوی صاحب مجبور
 نہ تھے، اس سے انہیں واسطہ تھا۔ اور کلام فی مابین نہ مولوی صاحب کا کچھ تذکرہ
 تھا۔ اس لئے بغیر فی الحال اگر مولوی صاحب ان کے دام تیردیر میں چھین کر رضایتوں کے
 معتقد بھی ہو جاتے تو ہم لوگوں کے واسطے کیوں کر دلیل ہو سکتا تھا۔

تاہم! اب تو بخوبی سمجھ گئے ہیں کہ یہ دونوں باتیں غلطی طور سے ”مہر کن“
 کے دل میں پوشیدہ تھیں جن کی یہ مطلب بڑی کے واسطے نہایت احتیاط سے کام لیا گیا
 اور دیگر ملازمین سروے کو اس وقت تک خبر نہ ہوئی۔ جب کہ مغرب کے وقت ”مہر کن“ تھا

اپنی زبان کفر لسان سے یہ دفرمایا کہ وہ پرچہ کہاں ہے جس پر مولوی نور الحق صاحب تائب
ہوئے ہیں۔ "تائب" کا لفظ سن کر عزیزان سروے کے کان کھڑے ہوئے۔ کیوں کہ
مولوی نور الحق صاحب تو پہلے ہی سے حق القلوب تھے۔ ان البتہ رضائی نہ تھے حسب
اتفاق مولوی صاحب آگئے اس لئے "مہر کن" صاحب نے اس بات کے اظہار کو دیکھ کر
وقت پر ملا۔ لیکن یہ

مادرچہ خیالیم فلک درچہ خیال
کارے کو خستہ کر دکشت درچہ بھال

جب مولوی صاحب کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اپنا دستخطی پرچہ واپس دیا
حافظ صاحب بریلوی (مہر کن) نے ہرچہ چمکے دیا۔ بہتر اکیا کہ وہ تمہارے ہی خانہ کے
واسطے کیا گیا تھا اس میں ہمارا کچھ نفع نہ تھا۔ مگر چرچہ مہر کن صاحب کے کلام سے غریب
اور ان کے مافی الضمیر کا پتہ چل گیا تھا۔ اس لئے وہ پرچہ دیا گیا۔

پرچہ کا دیرینہ تھا کہ غصہ آگیا، سکاکی دلی آرزوں پر پانی پھر گیا، غریب کا دیا
جل گیا، قسائیں خاک میں مل گئیں، جعل سازی کا میگزین بجک سے اڑ گیا، کسبہ نگاری
کے بند ٹوٹ گئے، سواس کے چھکے چھوٹ گئے، دیوبندیوں کے علی عروج کی ڈواہ اور،
آبائی صداوت کی آگ بلا اشتباہ کانوں، سینہ میں مشتعل ہو گئی۔ اخوان الشیاطین،
سروار البتہ عین کو اور کچھ تو بن دانی دل کے پھپھولے پھوڑنے کو یہ خبر اڑائی کہ مولوی
صاحب نے دستخطی پرچہ واپس لے لیا۔ اپنے عقیدے سے پھر گئے، تائب ہوئے تھے
وہابی بن گئے۔

یہ خبر نئے شیلیفونوں کے ذریعہ سے طبقہ جملہ میں طاعون کی مانند پھیل گئی اور ان
جملہ کے دلوں میں جو ان اخبث الشیاطین کے قول کو بمنزلہ حدیث سمجھتے تھے غرض
کا کچھ بن گئی۔ سبحان اللہ۔

مولوی صاحب نے اس جلسہ میں ڈیڑھ سو آدمیوں کے سامنے اپنے حقیقہ حقہ کا اظہار کیا۔ اور کوئی کلمہ خلاف مذہب خفیہ زبان سے نہ نکالا۔ لیکن پھر بھی ان ذات شریف نے اپنے سینہ پر کبیرہ کمال عجیب و غریب میں کفر کا مسکہ ڈھالا۔ جس کو ان کے مقلدین و معتقدین نے آمنا و صدقاً جانا۔ گویا اس طبقہ پہلا درجہ کے نزدیک وہ و تحلی پر چڑھ کر جن کی تسبیح کا توفیق تھا کہ جو حافظ صاحب کے ہاتھ سے چھوٹ جانے کے باعث کفر کا حق بنے چارے مولوی صاحب پر پھر مسلط ہو گیا۔ کہ جس سے ان لوگوں کے خیال ناقص میں مولوی صاحب وہابی ہو گئے۔ اقنوار باللسان و تصدیق بالقلب ہر ایمان کی محضت ہے۔ کوئی چیز نہ رہی۔ یہ کلمہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ج

کہ بے علم نتوان غشدا شناخت

یہ آتش نفاق اخ ابلیس پڑ تبلیس نے یہاں تک بھڑکانے کہ اس کے شیطانی طبقہ جہاں میں وہابی ہوا کی مانند پھیلنے لگے اور ان بے چاروں کے زیرِ اخلاق کو جلا کر حشرنے حقیقت کو خاکستر بنا کر خرمن ایمان میں داغ لگائے گئے۔ یہ آگ اس قدر مشعل ہوئی کہ مولوی صاحب سے ارتباط کے باعث دیگر ملانہاں سرورے بھی اسی بیہودہ لقب سے متسم کئے جانے لگے۔

آخر اس آتش فساد کو دبانے کی غرض سے اس خاکسار، سراپا انحسار، بندۂ فریب الدیار نے ممبران انجمن حمایتِ سلسلہ لاجورد کی تصدیق شدہ کتاب "ارکان الاسلام" کے صفحہ ۸۲ کا یہ مضمون کہ

(آئندہ صفحہ پر)

مسلمانوں میں باہمی مخالفت چاہئے

وَلَا تَقْسُزُوا فِي الْأَرْبَعِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں و حضرت کے زمانہ میں اور مطلقاً یا شدہ کے عہد میں جمیع ہو کر کتاب کی صورت میں لکھی گئی تھیں۔ امتداد زمانہ سے بعض روایات اور سندات میں اختلاف واقع ہوا۔ اور باوجودیکہ علمائے کبار اور مجتہدین عظام نے بڑی جدوجہد کی اور غلط اور موضوع حدیثوں کو صحیح حدیثوں سے جدا کرنا چاہا مگر خود ان بڑے بڑے بزرگوں میں اختلاف پڑنے لگا۔ ایک بزرگ نے ایک روایت کو معتبر اور مستند خیال کیا کہ قابلِ تعمیل سمجھا، مگر دوسرے بزرگ نے اسے ضعیف اور غیر مستند خیال کیا۔

بہت سے مذہبی مسائل ایسے ہیں کہ ایک امام صاحب اس کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر دوسرے صاحب جائز قرار دیتے ہیں۔

جب بوجہ بات متذکرہ بالا ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد کی رائے سے مختلف ہوا تو ہر ایک امام یا مجتہد کے مقلدوں اور پیروؤں نے اپنے امام یا مجتہد کی رائے کو اعلیٰ اور افضل اور دوسرے کو غلط اور ضعیف جانا۔ کوئی حنفی ہوا، کوئی شافعی، کوئی مالکی کہلا یا، کوئی حنبلی، کوئی مقلد بنا کوئی غیر مقلد۔ اور کوئی شیعہ بنا کوئی سُنی۔ اماموں اور مجتہدوں اور دیگر بزرگوں نے اپنی اپنی رائیں بیان کی تھیں۔ ان کا اختلاف کسی ذاتی یا مذہبی مخالفت پر مبنی نہ تھا۔ ان کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ دوسروں کی رائے اور تحقیقات کو برا کہا جائے۔ مگر ان کے پیروؤں اور شاگردوں کے شاگردوں کا منصب اس حد تک بڑھ گیا کہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہو گئے۔ سلام میں

مخالفت اور فساد کا بیج بویا گیا۔ اور اس مخالفت کا اثر یہاں تک پھیلا کہ ایک دوسرے کو کافر اور جانی دشمن سمجھنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں دین ضعیف اور دیندار کمزور ہو گئے۔

لے عزیزو! تمام مسلمان اسی ایک واحد ذوالجلال خدا کو مانتے ہیں۔ اور اسی ایک پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ وہی ایک قرآن مجید ان کی ہدایت کی کتاب ہے۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ قرآن شریف میں ہر ایک مسلمان کو بھائی سمجھنے کی سخت تاکید ہے۔ پس چھوٹے چھوٹے مسائل کے اختلاف پر آپس میں اس قدر فساد اور خونریزی کرتا اور ایک دوسرے کو کافر کہنا بالکل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاک کے مخالف اور اسلام کی شان سے بعید ہے۔

لے بھو! تم اس فساد سے بچو اور اپنے پیارے مذہب اسلام کو ضعیف اور کمزور مت کرو۔ اگر کوئی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو پڑھے۔ اگر دوسرا ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا تو چھوڑے۔ اگر کوئی رفع یمین کرتا ہے تو کرے۔ اگر کوئی آمین زور سے کہتا ہے تو کہے۔ اگر تشہد میں کوئی سبب اضافہ ہے تو اضافے۔ اور زمین اٹھاتا تو اٹھاتے۔ ان باتوں کا کرنے والا یا نہ کرنے والا، ایسا گنہگار نہیں ہوتا جیسے کہ وہ شخص گنہگار ہوتا ہے جو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم کے برخلاف امت محمدیہ میں فساد پھیلاتا ہے اور اسلام کو بنام اور کمزور کرتا ہے۔ جب تک تمام مسلمان ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے رہے اور باہمی اتفاق کے فرائد اور باہمی فساد کے نقصان سے واقف رہے، ان کا اقبال اور ترقی ترقی پر رہا۔ مگر جب سے کہ انہوں نے باہمی جھگڑے بکھیرے شروع کر دیئے اسلام کمزور اور مسلمان پست ہوتے گئے۔

اگر بھولتے ہیں نہ قول پیچیدہ : کہ میں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا پایہ : معین اس کا ہے خود خداوند برادر :

تو آتی مہربانی سے پہ اپنی تباہی
فتنہ میں بھی کرتے ہم بادشاہی



گھر کو مسجد ہزاری میں اس غرض سے لگا دیا کہ عام مسلمان اس کو دیکھیں اور اپنی تباہی
سے باز آکر نفرت و تعصب سے اجتناب کریں۔ اور باہمی ارتباط و اتحاد کو مد نظر رکھیں۔
لیکن یہ بات ”مہرکن“ صاحب کی طبیعت کے بالکل خلاف تھی۔ کیوں کہ وہ پیشتر
ہی مسلمانوں میں تخم عناد بونچکے تھے۔ اور نذرہ جملہ کی کشت زار بھوٹ میں اپنی چکنی چوڑی
باتوں سے ہر وقت آب پاشی کرتے رہتے تھے اور یہی کو اپنا فخر دین سمجھتے تھے۔ بقول کہ
بدنامی سے کچھ ڈر نہیں ہونا نام ہمارا
شہرت دہی مقصود ہے بس کام ہمارا

چنانچہ صبح کی نماز کے وقت حافظ صاحب برٹوی کی نظر اس مضمون پر پڑی تو دبا
لگے کہ یہ بات بالکل غلط ہے، مراسر افترا پر دانی ہے۔ یہ غیر مقلدوں کی کلاس تھی
ہے اور غیر مقلد کافر ہیں۔ یہ مضمون حقیقوں کا ہرگز نہیں۔ اس سے لوگوں کے عقیدے
بگڑیں گے۔ (مصحف) ان رضائیہ عقیدے جو لوگوں کے ذہن نشین کر لئے تھے وہ تو
ضرور بگڑ جائے۔ اور ”مہرکن“ سے بہت سے لوگ بھڑک جائے۔ اور جھگڑے بڑھیں گے۔
یہ غیر مقلدوں کی مسجد نہیں ہے جو یہ مضمون یہاں لکھا جلتے۔ اتنا کہ کربن عناد، باقی فساد
گراہ کنندہ جاہلین حافظ ایتین الدین نے وہ کافہ نوح ٹوالا۔ اور ان کے کلام کی تائید
میں فشی فضل حسین خضر صوحت۔ اور سرای الاسلام اوراق مطلق کی صوحت (انگریزی اخبار)
نے (جن کو مہرکن صاحب سبز بارگ دکھا کر پہلے ہی اپنا معتقد کر چکے تھے) ان میں ان ٹالنے
حیث صد حقیقت۔ تعصب بھی کیا بری بلو ہے۔ مضمون کیا ہی صاف ستھرا اور
پکیزہ ہو، لیکن غفلت کا پردہ ہے کہ ہر دم آنکھوں پر پڑا ہے۔ حق سے گریز، صداقت

سے پرہیز، انصاف کا خون کرنا ہے۔ اپنی گمراہی کے باعث روزِ روشن کو
شب تاریک بنا کر دکھاتا ہے۔

لے ناظرین والا تمکین! آپ ہی انصاف کیجئے کہ ممبرانِ انجمن حمایتِ اسلامؒ
کی نسبت غیر مقلد اور کافر کا لفظ کہنا انصاف سے کس قدر گریز ہے۔ اس فرقہ ناموسی
شناس کو کتنی بات سے کتنا پرہیز ہے۔ اہل یہ ہے کہ جس کے دل میں کفر بھرا ہوتا ہے
اس کو کفر ہی کفر نظر آتا ہے۔ بقول شاعر:

جس طرح ہو سب جہنم سے عیاں سبزہ جہاں
کفر کی عینک دکھائے کفر ہر سو بے گماں

رضائیمہ فرقہ کی جعل سازی

لے ناظرین صد نشین: اب دوسری عید می ملاحظہ ہو۔

اس فرقہ کا ہر فرد بشر جعل سازی میں طاق ہے۔ فریب دہی میں مشرور آفاق
ہے۔ ملازمین سر سے لے دربارۂ مناظرہ جو خط کہ شیریشہ شریعت محض کھارہا ہو
جناب مولانا مولوی سید محمد رفیق حسن صاحب چاند پوری کے نام مدد سدا دینے والے
کے پتر سے رواد کیا تھا۔ اس کا جواب ایک جعلی مرتضیٰ حسن جو اصل میں مولوی احمد رضا
خانی صاحب بریلوی کے کوئی لائق چیلے ہیں کہ جن کو خود ہی اہل حق کے مقابلہ میں اپنے
پریشانی منیر کی گزردی اور محض دہی کا یقین داتی ہے۔ لیکن بدعت کی زنجیر سے لگوا کر
ہے یا کوئی عمل تسخیر ہے جو باوجود اثباتِ ضعف، مرشدِ حلقہ اطاعت سے نکلنے کو مانع
ہے، جس کی بنا پر نقلی مرتضیٰ حسن بنے تھے۔ مولانا ابی شیر خدا کی بجائے اپنی طرف سے
جواب اس پیرائے میں لکھا کہ ہم لوگوں کی کمرہ مت ٹوٹ جائے، دل چھوٹ جائے

اور مناظرہ سے باز رہیں۔ اور ان کے پیر بھائی "مہر کن یحییٰ الدین" سے دربارہ
مناظرہ ایسا ہے وعدہ کو نہ کہیں۔

نقلی مرتضیٰ حسن کا خط ملاحظہ ہو

از درجہ

۷۸۶

محرمی و معطلی جناب منشی نور الحق صاحب زاد اظفر

پس از تحیت سنون و قنائے نقائے بہت مشغول و حاضروری یہ ہے کہ محبت نامہ
کی وصولی سے بڑی مسرت ہوئی اور مضامین مندرجہ سے آگاہی۔ جناب مولانا اسماعیل صاحب
شہید رحمۃ اللہ علیہ کی چونکہ جہت میں غایت درجہ بلند تھی اور امین متین اس درجہ تھے کہ
اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور ان کے ہمعصر کو اگرچہ تاب مقابلہ کی ان کے ذہنی تاہم بعض
رسائل میں جناب مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہر اعتدال سے تجاوز کر گئے تھے جس کو ہم لوگ
بتا و طلبت کیلئے سمجھاتے ہیں۔ اور وقت مناظرہ سخت اشکال واقع ہوتا ہے علاوہ ازیں
مناظرہ و مباحثہ سے کچھ کام چلنا و لٹنا نہیں ہے۔ اور آج کل میں لٹل و حرکت بھی لکھ نہیں
سکتا ہوں۔ آپ لوگ مناظرہ کی گفتگو نہ کیجئے۔ اور نہ ایسا کام کیجئے کہ مقابلہ کی ذہنیت
پیش آئے۔ فی الحقیقت میں مناظرہ کے لئے آمادہ و تیار بھی نہیں ہوں۔ اس لئے
آپ کو اس سے یک دم درگزر کرنا چاہئے۔ اور عقائد کی نسبت جو آپ نے تحریر فرمایا
اس کا شافی جواب یہ ہے کہ اہل دیوبند اپنے عقائد میں بہت اچھے ہیں۔ ان کا کوئی
مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ مسلمانوں کو مسائل اعتقاد میں ضرور
علمائے دیوبند کا اتباع کرنا چاہئے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا چاہئے جو ان کے عقائد
سے ہیں۔ اس سے سرسبز و زکرا درست نہیں۔ اگرچہ مخالفین کی گرفت اور سخت گرفت
بعض ایسی تحریرات و رسائل پر ہوتی ہے جس کو اہل دیوبند جو شش طبعیت سے لکھ گئے

ہیں۔ فی الواقع ایسی تحریر کو ادب پسند نہیں کرتا ہے۔ دیکھو فی الحال جناب مولانا اشرف علی صاحب حکیم دست کا خیال بالکل ملٹ گیا ہے۔ تصوف کا رنگ اب ان پر سراپا غالب آ گیا ہے۔ ان کی آج کل کی تحریر و تقریر بہ نسبت سابق کے اتنی ہی طرز و روش پر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ

”دنیا روزے چند آخ کشد باخسداوند“

اس لئے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ مستقدمین کی تسبیح و تہلیل پر کاربند، اور جو اصول و فروع سلف صالحین سے منقول ہیں، اس پر اپنا عمل درآمد رکھئے۔ زید و بکر کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیجئے، عمل کو نہ چھوڑیے۔ اتباع شریعت فرمائیے۔ بس یہی کام آنے کا ہے والسلام علی من اتبع الهدی۔

ہندو مرقفی حسین عفی عنہ

۲۴ مئی ۱۹۱۶ء



اب ذرا غور سے بغور ملاحظہ فرمائیں کہ ان اخ الا بلایس پر تبلیسی نے ہم لوگوں کو کتنا بڑا دھوکا دیا تھا۔ اور کس طریق سے اپنے ہیر بھائی کی فتح یابی کی بنیاد ڈال تھی۔ جس کو ہر انصاف پسند خیال کر سکتا ہے کہ یہ تحریر ہمارے دلوں کو مایوس کر دینے والی تھی۔ بغیر تاہم، ہم ان جناب کی اس انصاف پسندی کے شکر گزار ہیں۔ کہ باوجود اتنی بڑی مخالفت کے کہ فی مابین کفر و اسلام کا فرق، لیکن پھر بھی علمائے دیوبند کے عقائد حق سے انکار نہیں کیا۔ اور ان شبیر الحقانی، حفصہ بن یزدانی کو قرآنِ عظیم و احادیثِ نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل پر انہیں بتلایا۔

ہا ہم اللہ الی صراطِ مستقیم

آسان نہیں ہے ہم کو شائیں مخالفین سے رکھتے نہیں ہیں کام کو تیر و سہ ہے ہم

کچھ تا یہ اللہ تعالیٰ شامل حال تھی کہ ہم نے دو خط جو دارالعلوم دیوبند کی معرفت
علامہ دہرہ پٹے جتہ علی مصباح قمر جناب مولانا مولوی سید محمد رفیع صاحب
دام فیضہم کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا تھا، جس کا جواب ہم کو دیوبند سے اسی روز
کی شام کو وصول ہوا جس کی صبح میں درجہ نگہ والا خط ملا تھا۔

دیوبند والے خط میں لکھا تھا کہ مولانا صاحب موصوف مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں
تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کا خط ان کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔

اس خط کی آمد نے اس مایوسی کو جو پہلی جعل ساز و رضائی فتنہ پرداز کی تحریر سے
ہوتی تھی، حرف قلعہ کی مانند صفحہ دل سے مٹا دیا۔ اور ہم مسرت نے دل پر مردہ کو غنچہ
کی طرح کھلا کر اس بات کا پورا یقین دلادیا کہ یہ کارروائی کسی رضائی چیلے کی ہے۔ اب
اب ملازمین سروے نے اس درجہ نگہ والے خط کی نقل اور ایک خط اپنی طرف سے
براہ راست مراد آباد کے پتہ پر جناب مولانا صاحب ممدوح کی خدمت بابرکت میں روانہ
کیا۔ جس کا جواب باصواب شیر دل، فاضل کامل، عالم باعمل، مناظر بے بدل،
سلک راہ ہدیٰ امین شیر خدا جناب مولانا مولوی سید رفیع صاحب علیہم السلام
فرماتے ہیں۔



نحمدہ تعالیٰ ونصل علی رسولہ الکریم

مکرم بندہ زاد لفظ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔

آپ کا ایک لغافہ بندہ کے نام جناب مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کی طاعت
سے میرے پاس کل شام کو پہنچا۔ میں ماہ شوال سے مراد آباد مدرسہ امدادیہ میں ہوں۔ آپ
کے لغافہ کے جواب میں عرض ہے کہ میں اگرچہ چار مہینے سے خود غلیل ہوں۔ اور ہر وقت
سر میں درد رہتا ہے۔ زور سے بات کرنی بھی دشوار ہے۔ اس کے سوا میری کوئی کمزوری

سے سخت تیار ہے اور اب یہ کیفیت ہے کہ اٹھ کر بیٹھا تو بڑی بات ہے، کر دے بھی
 بلا اعداد و جفرے یعنی ناممکن ہے۔ ان وجوہ سے مجھے نقل و حرکت کرنا مشکل ہے ایک گھنٹہ
 کے لئے بھی کہیں باہر نہیں جاسکتا۔ اکثر مقامات سے شرکت مجلسوں کے لئے دعویٰ ہی
 صرف نہیں کیا گیا بلکہ مجبور بھی کیا گیا۔ مگر نہ جاسکا۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ دیوبند
 میں جناب ہتم صاحب کے صاحبزادہ کی تقریب شادی ہوئی وہاں سے طلبی بھی بہت
 ہوئی، اور غور بھی دل چاہا، مگر نہ جاسکا۔ اور شرکت ہو سکا۔

بادخودان تمام باتوں کے چونکہ آپ نے ایک ایسے اہم اور ضروری کام کے لئے لکھا
 ہے جس کا ہونا ضروری، اور جس کی مدت مدید سے تنہا، اگر ایک دفعہ فاضل برٹوی سے
 احمد رضا خان صاحب سے مناظرہ ہو کر قصہ طے ہو جائے۔ میں بسر و چشم حاضر ہوں میں
 بالکل تیار ہوں اور ہر وقت آمادہ۔

آپ فاضل برٹوی کو تیار کیجئے۔ میں سات آٹھ برس سے پکار رہا ہوں۔ یہاں
 لکھے، اشتہار شائع کئے، بندید رجسٹری خطوط لکھے، یہاں تک کہ غیرتیں دلائیں۔
 انہیں بے حیا رکھا، جاہل ثابت کیا، اس سے بڑھ کر انہیں کے مسئلہ احوال سے انہیں
 کافر، مرتد، بے دین ثابت کیا، مگر کسی طرح مناظرہ پر آمادہ نہیں ہوئے۔ اس سے
 زیادہ اور کیا ہو گا کہ انہیں کے فتوے سے انہیں نالی ثابت کیا اوزان کی اولاد کو حرامی
 بلکہ یہاں تک کہ ان کے مریدین و متقدمین اور ان کے کفریات مسئلہ پر مطلع ہو کر ان کو عین
 مسلمان ہی جانتے والوں کا دنیا میں کسی سے نکاح درست نہیں، زنا، محض ہے۔ اولاد قلعی
 حرامی ہے۔ مگر ان پر کچھ ایسی مری مٹی پڑی ہے کہ دھرم آتی ہے نہ غیرت، کسی طرح مسئلہ
 کے لئے تیار ہی نہیں ہوئے۔

میں نے اپنے مسائل میں شائع بھی کر دیا ہے اور اب پھر لکھتا ہوں، میری اس تحریر
 کو باضابطہ سمجھا جائے کہ چونکہ اس وقت فاضل برٹوی میں اور ہم میں کفر و سلسلہ کا

کا اختلاف ہے۔ وہ مجھے اور میرے اکابر شرف مولانا اسماعیل صاحب شہید اور مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا مولوی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ و مولانا اشرف علی صاحب و مولانا خلیل احمد صاحب سلم اللہ تعالیٰ۔ کو کافر کہتے ہیں۔ اور میں انہیں کے فتویٰ سے انہیں خائن، بے دین، کافر، مرتد، نانی کہتا ہوں۔ تو بقاعدۃ الایہم فالایہم کہ یہ ان کا بھی سکر ہے۔

سب سے پہلے اگر انہیں کچھ حیا اور شرم ہے اور کچھ بھی پٹھانی کی لاج ہے اور دین اسلام سے لگاؤ اور اس کی قدر و منزلت۔ تو اولاً میں انہیں کے اقوال سے تمام باتیں ثابت کر دوں گا۔ وہ یا تو جواب دے کر سبکدوش ہوں یا پتے دل سے توبہ کر کے مسلمان بنیں اس کے بعد وہ میرا اور میرے اکابر کا کفر ثابت کریں، میں جواب دوں گا۔ اس وقت دیکھنے والے قسمت خدا کا مناشہ دیکھیں گے کہ بھگوان اللہ میرا اور میرے اکابر کا دامن کفریات و فواحش سے بالکل پاک اور صاف، اور خان صاحب کی بددیانتی یا بھارت کی انتہا ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود امتا سخت پکڑنے کے پھر بھی سامنے نہیں پڑتے۔ وہ خوب کہتے ہیں کہ سامنے ہوئے، اور پٹھانی کی خیر نہیں۔

خیر یا وصف ان تمام باتوں کے میں آپ کی صلاح پر لبیک کہتا ہوں۔ اور بہت ہی عوامی سے اس پر تیار ہوں۔ مگر چہ میں آپ صاحبوں سے واقف نہیں کہ آپ واقع میں بھی ایسے ہی ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ میرے ہم عقیدہ اور میرے بزرگوں کے خدام، شب تو کیا کہنے، فوالہراد۔ اور اگر آپ مخالف بھی ہوں شب بھی مجھے پڑا ہ نہیں۔ بلکہ اگر خدا نخواستہ تمام ہزاری باخ مخالف ہو اور مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ فاضل بریلوی وہاں مناظرہ کر لیں گے تو فشا، اللہ ضرور پہنوں گا۔ آمد و رفت کا صرفہ بھی خود ہی برداشت کر دوں گا اور صلے میں قیام۔ بلکہ مناظرہ ضرور کر دوں گا۔ آپ سے جس طرح ہو سکے انہیں آمادہ کیجئے اور میری آمادگی پر یہی تحریر دستخط ثبوت میں رکھئے۔ مگر میں آپ سے پیشین گوئی کرتا ہوں کہ

وہ ہرگز آمادہ نہ ہوں گے۔ پانچ سال ہوئے ، بلند شہرہ کے لوگوں نے کوشش کی اور جو شرط فاضل بریلی نے پیش کی وہ سب ہم نے قبول کی۔ مگر نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دکنے اور اہل بلند شہرہ کو شرمندگی ہوئی۔

اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ میں خود بریلی میں گیا ، اور خطوط و پیغام بھیجے۔ ایک دفعہ تین دن تک رات ، اور ایک دفعہ دو دن بٹھلا ، اور ایک دفعہ چار دن ، اور ہر چند کوشش کی باہر ملنا تو شیریں اور ایمان و امداد کا کام ہے۔ اب دیکھو جب کہ میں آپ کے گھر پر بھی آگیا اب تو جہت کرو۔ مگر وہ بے بر حال دیانت و شرم خان صاحب ، کہ کسی طرح منظور کیا ہزار سی باغ تو بریلی سے بہت ہی فصل پر ہے۔ میں نے تو روانہ کی زنجیر کھشائی ، دستک دی ، آوازیں دیں ، شور مچایا مگر خان صاحب داکے۔

اب پھر کہتا ہوں کہ غرض صاحب ہزاری تک تو کیا آئیں گے وہ بریلی میں ہی مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں ، مراد آباد بریلی سے قریب ہے میں روزانہ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس طرح کہ انہیں تکلیف نہ ہوگی۔ میں خود ہی دن میں بریلی جا کر مناظرہ کر دے گا اور شب کو واپس ہو گا۔ یا جو صورت بھی ہوگی۔ اس صورت میں موجودہ مذہبات بھی مجھے غالباً مانع نہ ہوں گے۔ اور آسانی سے مناظرہ ہو سکے گا۔ اور بقاعدۃ الاحکام فاللہم۔ گفتوگو سلیم کے مناظرہ سے فارغ ہو کر پھر ہر مسئلہ میں جہان کے اور ہمارے درمیان میں مختلف فیہ ہے ، مناظرہ کر دے گا۔ میری تو یہاں تک خواہش ہے کہ براہ راست خان صاحب سے مناظرہ ہو کر ایک دفعہ تمام قصے حل ہو جائے کہ پھر کسی کو جلتے دم نہ ہوں۔

اور اگر فاضل بریلی ہی مقابل میں آئیں تو یہ لکھ کر شائع کر دیں کہ ہم مناظرہ سے عاجز ہیں تو پھر ان کے گھر کا خواہ کوئی مولوی ہو یا طالب علم ہو یا جاہل۔ جڑا ہو یا چھوٹا ، مرد ہو یا عورت ، بڑھا ہو یا بچہ ، کوئی بھی ہو ہر ایک سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔ یا ہے وہ

اپنا وکیل باقاعدہ بنا کر وکالت نامہ مہری دستخطی بھیج دیں۔ کہ اس کا ہارنا اور جیتنا ہماری ہی ہار جیت ہے، تو اس سے بھی مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ غرضیکہ میری جو ہر حال میں وہ میں اور پرکار ہر چکا ہوں۔ اس پر بھی میں بالکل تیار ہوں اور پارکابیل یہاں تک کہ سفر غریب اور جانے قیام کی بھی کسی کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ مگر ہاں تھپیر الٹی سے انسان مجبور ہے کہ اگر وقت پر کوئی ایسی مجبوری پیش آئی کہ اس کا تو اس تاریخ پر جو مناظرہ کے لئے آپ خان صاحب سے معلوم کر کے مقرر کریں گے اپنے کسی وکیل کو باقاعدہ وکالت نامہ دے کر کہ اس کی ہار جیت میری ہی ہوگی۔ جس سے وہ ضرور بھیج دوں گا۔

بس اسی قسم کی ایک تحریر کہ میں مرقانی حسن سے اتفاقاً الاہم فالاہم مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور تاریخ مقررہ پر ہزاری بارٹ میں یا جو جگہ مقرر ہوگی آؤں گا۔ اور اگر قضائے الٹی سے خود آسکوں اور کوئی مجبوری پیش آگئی تو کسی کو باقاعدہ وکیل بنا کر کہ اس کی ہار جیت میری ہی ہوگی بھیج دوں گا : فاضل بریلوی سے منگالیئے اور تاریخ مقرر کر کے مجھے مطلع کیجئے۔ اور ان کی تحریر میرے پاس بھیج دیجئے۔ میں ہزار کام کر دوں گا اور سوشلیٹیں برداشت کر دوں گا مگر تاریخ مقررہ پر انشاء اللہ ضرور آؤں گا۔ کیونکہ حرصہ دراز کی آرزو اپنی ہوگی۔ اصدت کی تمنا برائے گی۔

الحکیم الشہابیہ ان کی ایک ایسی کتاب ہے جس کا وہ خود ہی کر چکے ہیں اور اسی بنا پر وہ کافر ہوئے ہیں۔ اور ان پر کفر قائم ہوا ہے۔ جس کتاب کا زخود مصنف ہی نے کر دیا ہو اس کے زود کی ضرورت نہیں۔ اگر مناظرہ مقصد ہے تو اس دن ثابت ہو گا کہ اس کتاب کا زخود ہی فاضل بریلوی نے اپنے ہی قلم سے اور اسی کتاب کے انبیوں میں کر دیا ہے۔ جمعی تو اعلیٰ کفر کے تاجدار بنے ہیں۔

چونکہ آپ سے بنا تہ مجھ سے واقفیت نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ چند الفاظ لکھ دیتے

ہیں۔ کیونکہ اکثر جماعت جہد میں کے لوگ بھی اس قسم کے خطوط لکھ دیا کرتے ہیں۔ اگر آپ واقعی میرے ہم عقیدہ اور اکابر دیوبند کے محض برادر ہیں تو آپ یقین رکھئے کہ آپ صریحاً مستقیم پر ہیں اور آپ کے عقائد حق ہیں اور انشاء اللہ آپ کبھی کسی بدعتی سے منسوب نہ ہوں گے۔ کہ الحق یصلو ولا یغلی مشہور بات ہے۔

جواب کا انتظار سب سے ملا۔ اور برابر دعا ہے کہ خدا کرے خان صاحب مناظرہ پر آمادہ ہو جائیں۔ پھر دیکھنے والے قدرت خدا کا تماشا دیکھیں۔ فقط۔

بندہ محمد رفیع حسن عینی حوزہ تعلیم خود

صدر امدادیہ، مراد آباد۔ پچھلے شنبہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ

آپ کا جو خط دیوبند ہو کر میرے پاس پہنچا، جس میں وہ خط جو کسی مغربی و کذاب بدعتی دغا باز نے میرے نام سے آپ کو لکھ دیا ہے، دیکھا۔ دیکھ کر تعجب اور حیرت ہوئی کہ اب تمام فرقہ اپنے کذب و دروغ میں اپنا خود ہی نظیر ہو گیا۔ اول تو جب کہ میں دین گیدہ بیٹے سے درجنگ میں نہیں اور تعلق بھی اب مراد آباد میں ہے تو میرا خط ہی لینا کس قدر دیانت ہے؟ پھر اس کے مضمون پر مطلع ہونا کتنا بڑا تقویٰ ہے؟ پھر اس پر مبنی زوری یہ کہ میری طرف سے جواب بھی لکھ دیا۔ اور مضمون ایسا کہ انشاء اللہ کما بحیات میرے قلم سے تو کیا زبان سے بھی نہیں نکل سکتا۔

اب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا ہر ہر فرد اپنے سرخیز امام الطائفہ مولوی احمد رضا خان کی اقتدار میں ایسا منہمک ہو کر اندھا منقلد ہو گیا کہ اودان سے چار ہاتھ بڑھ کر بہت سی بندی و افزار پروازی میں حصہ لینے لگا۔ آپ یاد رکھئے کہ مولانا شمیم نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس میں ہمیں تلوہل کیلکی کی نوبت پہنچی نہ ہمیں مناظرہ کے وقت کوئی وقت اور اشکال پیش آئیں۔ نہ مولانا اشرف علی صاحب کی تحریرات سابقہ، موجودہ کے خلاف یہ باتیں بھی اس گروہ کی تواسیمہ ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے بڑے حضرت نے یہ

وہ غضب ڈھایا ہے کہ اب بات بنائے نہیں بنتی تو راستہ یہ نکالا کہ مولانا شہیدہ کی عبادتیں ادب سے گزری ہوئی ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب اب بدلتے جاتے ہیں۔ مگر اب آپ خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی ان کا ایک دھوکہ ہے۔ ہمارے محضرت اکابر منظر میں اس سے کہ بلے اہلی کے کلمات گھنٹا تو بڑی بات ہے کبھی خطرہ بھی اس کا نہیں گزرنے دیتے اگر مناظرہ مقدس ہے اور خدا کرے ہو۔ تو آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہوگا کہ ان کے بڑے حضرت لے بے ایمانی کے ساتھ بے حیائی بھی کیسی کی ہے۔

آپ براہ کرم اسناد اور کیجئے کہ اقل تو ڈاک خانہ سے باز پرس کیجئے کہ جب مرقی احسن دس گیارہ بیٹے سے رجسٹرنگ میں نہیں، اور رجسٹرنگ کا ہر شخص اس کو جانتا بھی ہے پھر پوسٹ میں لے ان کا خط کسی دوسرے کو کیوں دیا۔ جب کہ ان کے لئے دول بھی یہ ہے کہ سوائے مکتوب الیہ کے کسی دوسرے کو خط نہ دیں۔ اور وہ اصل خط آپ میرے پاس بھیج دیجئے۔ تاکہ میں اس کی تفتیش کروں کہ یہ چالبازی کس نے کی۔ فاضل بریلوی کے خط معدوم سے چند رجسٹرنگ میں بھی ہیں جن کی حقیقت سے میں خوب واقف ہوں۔ اقل تو خط دیکھتے ہی معلوم ہو جائے گا ورنہ اپنے احباب بھی بھلا اللہ کثرت سے رجسٹرنگ میں ہیں میں ان کے ذریعہ سے اس کی تفتیش کرانے پھر بند ایجوکیشنٹ ان سے اس دھوکہ بازی کی باز پرس کراؤں گا۔ فقط



حبیب خط گلزارِ فرحت آثار، اس گلشنِ خزاں دیدہ میں مژدہ ہمار کی مانند آیا
توسیم مسرت نے اہل حق کے دلوں کو غنوں کی طرح کھلادیا۔ اور فرطِ شوق سے یہ شعر زبان
پر آیا۔

ہمیں یہ خط جو اس مالی دستار کا پہنچا
گلِ فسر وہ کو مژدہ ہمار کا پہنچا

حالات مندجہ سے کی حقد آگاہ ہو کر باوجود تفکرات غولیش، مجبوریت و پیش
کاتب کی جہت مردانہ، حوصلہ دلیرانہ پر صدمے آفرین گئی۔ اس شیریشہ علم کی جرات
پر فوق کے اس شکر کا اعادہ کیا کہ ۔

پھر تا ہے بل حوادث سے کہیں فردوں کا منہ
شیر سپید حاتیر تہ ہے وقت رفتن آب میں

اس کے بعد اصلی و نقلی ہر دو خطوط کا مضمون لوگوں کو دکھایا، انصاف پسند
اشخاص کو رضایتوں کی مکتوبی اور کمزوری کا یقین آیا۔ جن لوگوں کو "مہر کن" بریلوی
نے "اسکات المعتدی" "فتح المہین" وغیرہ کتابوں میں دوبارہ مناظرہ خطوط جوڑا
اور پیغام مولوی احمد رضا خان صاحب کی خدمت میں بھیجے جانے اور جواب دہ آنے یا
سوال و الجواب دیگر کے حوالہ پر یہ یقین دلایا تھا کہ یہ کتابیں انہیں کے مطبع کی ہیں
جو چاہا سو لکھ دیا۔ اپنی طرف سے فرضی سوال و جواب لکھ کر بھاپ دیا، پشتمند میں
مولوی مرتضیٰ حسن خود مناظرہ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے جس کا "اسکات المعتدی"
میں حوالہ ہے۔

مصنف و المفسر ان عقل کے اندھوں، سب کے گندوں نے ملا نظر الدین کتاب
مولوی احمد رضا خان کا خط جو "اسکات المعتدی" میں نقل ہے اس کو تو صحیح مانا لیکن
مولوی عبد الوہاب صاحب ہماری منطقی کے خط کو جو اس کے بعد درج ہے اپنی کج
عقیدگی سے غلط جانا۔

علاوہ ازیں ہمارے اعلیٰ حضرت خود مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ فریق ثانی کی طرف
سے کوئی کھڑا ہی نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو اس خط کے مضمون سے لبیک کا نعروں سنایا
جس سے ایمان بدعت میں زلزلہ آیا۔ اور تشریح کہا گیا کہ اگر تم میں کچھ بھی حقیقت اور حجاب
ہے تو اپنے مقتدا "مہر کن" کو آمادہ کرو کہ وہ مولوی احمد رضا خان کو بلا میں اور

قدست خدا کا تماشا ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے عالم کی دستخطی تحریر تو یہ موجود ہے اب
تم اپنے پیر روشن ضمیر کی تحریر ملگیا دو اور مناظرہ کرا کے دنیا کو دکھا دو کہ کون بھگتا ہے
ہم بھی دیکھ لیں کہ پشتہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب بھاگے تھے یا مولوی
مرفضی حسن صاحب ؟ ۷

غندقی نہیں زبان کے آگے جو گر پڑو !
کہنا تو سہل بات ہے کرنا محال ہے

تائیدی غیبی

اہل نظر پہ کیوں نہ حقیقت ہو منکشف
پیدا ہوں جب کہ غیب سے سامان نئے نئے

اسی اثنا میں ایک خانسا مالکوتہ سے چند اشتہارے کر ”ہزاری باغ“
میں وارد ہوا۔ جس میں لعل خان (جو حافظ یقین الدین ”مہر کن“ کے پیر بھائی اور
مولوی احمد رضا خان صاحب کے چیلے ہیں) کی مکاریاں اور افزار پر داناں درج
تھیں۔ ایک اشتہار جو ماہ شعبان میں لعل خان نے شائع کیا۔ اس میں درج تھا کہ
مولوی ولی اللہ صاحب مناظرہ سے بھاگ گئے۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا اشتہار
تھا کہ۔

لعل خان نے دو ماہ قبل سے مناظرہ کے واسطے مولوی صاحب کو طلب کیا ہے
لیکن اب تک مقابلہ میں نہ آئے۔ ایک دن لعل خان نے حافظ ابو الخیر کی معرفت نا خدائی
مسجد میں مولوی صاحب مدوح کو طلب کیا۔ مگر جب مولوی صاحب مسجد میں تشریف
لائے تو لعل خان دوسرے دروازہ کی سیڑیوں پر بھاگے نظر آئے لوگوں نے جا کر روکا اور
مناظرہ کے لئے مجبور کیا۔ تو ایک تحریر دوسرے دن مناظرہ کرنے کے واسطے لکھ دی اور

مکان کو روانہ ہو گئے۔ مولوی ولی اللہ صاحب نے جب دوسرے دن علی الصبح دو قاصد محل خان کے پاس روانہ کئے کہ مناظرہ کا وقت اور جگہ مقرر کر کے حاضر ہو۔ محل خان نے ان پر دو قاصدوں کو دویکے تک باتوں میں لگائے رکھا اور مناظرہ کا وقت گزار دیا۔ ان سبہ چاروں کو بھوکا پیاسا دویکے کے بعد نصرت کر دیا، اور مناظرہ کی بابت کچھ جواب نہ دیا۔ لطف یہ کہ ان اپنے استہار میں شائع کر دیا کہ مولوی ولی اللہ صاحب مناظرہ سے بھاگ گئے۔

اس پر مولوی صاحب موصوف کے ہواہ خواہوں نے ایک اشتہار میں یہ سب واقعہ ظاہر کر کے اعلان دیا کہ ابھی مولوی صاحب سوال تک گلگتہ میں قیام کریں گے جس کا جی چاہے مناظرہ کر لے۔ لیکن بدعتیوں کی ہمت و جرات کہاں کہ اہل حق سے مناظرہ کریں۔

ہوں مقابل اہل حق کے اہل بدعت کیا محال
خیر ممکن ہے کہ آئے شیر کے آگے شفال

اور ایک تیسرے اشتہار میں درج تھا کہ محل خان و مولوی عظیم اللہ و مولوی عبد اللطیف صاحبان وغیرہم ذیل کے علمائے حقانی، فضلاء بانی کو کافر کہنے میں اور ایک مدت سے علمائے دیوبند پر تبراً پڑھتے ہیں۔ لہذا علم سلسلہ ان صاحبوں کو مناظرہ پر آمادہ کر کے اس بات کا فیصلہ کراہیں۔ چنانچہ اس کے بعد علما، دیوبند کو کافر کہنے کی بناء پر محل خان کا دھڑلہ گلگتہ سے بند کیا گیا اور ان کے چلکے لٹے گئے۔

نیز ضلع نیچہ علاقہ ”گوالیار“ میں بھی اس فرقہ نے ایسا ہی فساد برپا کیا۔ اور جبہ کے دن خطبہ کی اذان مسجد کے اندر ہونے کو مکروہ اور ناجائز بتلایا، مسجد کے باہر اذان کہنے اور یہ سنت مبارکہ جاری کرنے پر بہت زور لگایا۔

چنانچہ اذان ثانی جمعہ سلف صاحبین سے مسجد کے اندر اور منبر کے سامنے ہوتے

ہی ہے۔ اس لئے وہاں کے مسلمانوں نے اس کے خلاف پرحمل کرنے کو برا جانا۔ اور
 رضا یوں کی بات کرنے مانا۔ اس پر لوگوں نے سختی سے کام لیا۔ جس کے باعث وہاں کی
 گورنمنٹ نے رضا یوں کے چھلکے لئے۔ وہاں کے مسلمانوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خان
 صاحب با ان کے صاحبزادے آکر دیگر علمائے حنفیہ کے مقابلہ میں اس بات کو ثابت
 کریں تو جو مسجد کے مالہ اذان کو لایا کریں گے۔ اس پر مولوی احمد رضا خان کے خلدوں نے
 ہر چند اپنے اعلیٰ حضرت میں خدمت میں خط بھیج کر یا تو آپ تشریف لائیں یا کسی معتبر عالم کو روانہ
 فرمائیں جو مولانا انیس کے سامنے اس بات کو ثابت کر دے۔ لیکن مقابلہ میں کون آتا ہے وہاں
 تو صرف وہاں ہاں بازی اور بند بھیکوں سے کام لیا جاتا ہے۔

جس کو نیچے کی مفصل کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ رسالہ مسمیٰ "فرقہ رضائیت کا منظرہ"
 سے فرار ہو جو دہلی سے شائع ہوا ملاحظہ کریں۔

غرضیکہ ہر جگہ یہ بدعتی فرقہ، انفرادی پروا داری اور عمل سازی سے اپنے عقائد و اپنے
 نواہد و طریقہ کی اشاعت کرتا ہے۔ مگر مقابلہ میں آکر کلام کرنے سے دم نکلتا ہے کیونکہ
 وہ خوب سمجھتے ہیں کہ ۔

طبع کی انگلی میں ہے یہ عارضی رد و لغو

جب تازہ دیا جائے گا ہو جائے گا منہ فتن

جن علمائے یردانی فضیل نے جہانی کے نام پر دائرہ محکمہ تکفیر نے اپنے مرشد عدالت
 سے کفر کے ثمن جاری کئے اور جس کی بنا پر عمل خان دینر تکفیر کے نعرہ بلند کر رہے ہیں ان
 کے نام نامی اہم گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی سرسندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مولانا سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ جناب مولانا امانت اللہ صاحب فزاری پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

- ۴۔ جناب مولانا عبدالحی صاحب گھنوی رح -
- ۵۔ جناب مولانا محمد علی صاحب مونگیری رح -
- ۶۔ جناب مولانا اسعد علی صاحب محدث سہارنپوری رح -
- ۷۔ جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلوی رح -
- ۸۔ جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی صاحب سہاجر مدنی رح -
- ۹۔ جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی ہائیکوٹ حیدر آباد دکن -
- ۱۰۔ جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح -
- ۱۱۔ جناب مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رح -
- ۱۲۔ جناب مولانا حافظ خلیل احمد صاحب انیمیشی رح -
- ۱۳۔ شمس العلماء جناب مولانا عبدالحی صاحب حقانی دہلوی سابق جہانگیرس
مدرسہ عالیہ کلکتہ رحمۃ اللہ علیہ -
- ۱۴۔ جناب شمس العلماء جناب مولانا عبدالحی صاحب بھادی رح سابق پروفیسر
مدرسہ عالیہ کلکتہ -
- ۱۵۔ جناب مولانا محمد اشرف علی صاحب نقانوی رح -
- ۱۶۔ جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب بھلواروی رح -
- ۱۷۔ جناب مولانا عبدالحی رح صاحب محدث نیموی ضلع پٹنہ رح -
- ۱۸۔ جناب مولانا سید محمد رفعتی رح صاحب چاندپوری دہلی رح -
- جب اس اشتہار پر لوگوں کی نظر پڑی، تو تعجب اور نفرت کی روشنی ان کے
دلوں میں چمکنے لگی اور "مہر کن" سے اس کی تصدیق چاہی۔ ان اعلیٰ الالبیس نے
دیکھا کہ بنانا یا کھیل بڑا جائے گا، بدعت کا گھر جو چند ستون لگا کر بنایا ہے دم کے
دم میں اجڑ جائے گا۔ بس فرما فریب کی جاں یاد آئی۔ اپنے معقبین کے سامنے ہر

بات بتلی کر

” یہ اشتہار انہیں کے مطبع کا ہے ان لوگوں نے عوام کو بھڑکانے اور ہم سے
برا بچھٹنے کرنے کی غرض سے خود دن بڑے بڑے عالموں کے نام لکھ کر شائع
کرنے میں دھن دھن ہمارے اعلیٰ حضرت ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے :“

چنانچہ بعض لوگوں نے اگر ہم سے بھی کہا کہ مولوی احمد رضا خان بڑے بھاری عالم ہیں
ہرگز ان عالموں کو کافر نہیں کہہ سکتے یہ اسٹیمار ڈان کے مطبع کا ہے داس پران کے دستخط
میں۔ یہ صرف مجدد لیگانہ کامل زمانہ (خان صاحب بریلوی) پر چھکا اس وقت جن میں ثانی نہیں،
افزا پر دھڑکی کی گئی ہے۔

ناظرین! آگے چل کر ہم ان جہانی منہ زور چشم عقل سے کور، کو انہیں کیا زمانہ
فاضل لیگانہ کی تصانیف سے علمائے موصوفہ صمدی کے مخیر کے قوسے دکھائیں گے۔ اور
ان کے اعلیٰ حضرت کے حکام کفر یہ تحریر میں لائیں گے، خدا آنکھیں کھول کر دیکھیں اور اپنی
اس جہالت کا معاذ کریں۔ جناب حافظ حبیب الرحمن صاحب مجددی بہاری جن کا ذکر
غیر شروع رسالہ ہذا کے غیر مسجد کے بیان میں آچکا ہے۔ جو صاحب اخلاق حمید متصف
یہ اوصاف پسندیدہ، مرد و نیکار، آخر روز گلہ، حق کی علمی ریافت بھی ماشاء اللہ اچھی
ہے۔ اس زمانہ فساد میں حافظ صاحب ممدوح رخصت لے کر وطن تشریف لے گئے تھے
موصوفہ الصمد نے بھی جب بغیر تحریر ”مصر“ ”صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت
مجدد الف ثانی، مولوی محمد علی صاحب مونگیری، مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری
مولوی امامت اللہ صاحب غازی پوری، مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلپوری
و غیرہم۔ آٹھ دس علمائے حقانی فضلہ نے ربانی کہ جن سے حافظ صاحب موصوفہ واقف
تھے اور ان حضرات کو اچھا جانتے تھے ان کی نسبت دریافت کیا کہ ان صاحبوں کو کیا
مولوی احمد رضا خان صاحب کافر کہتے ہیں ؟

نواس کے جواب میں سید ابراہیم، معتز الکاذبین (مصر کی برطانیہ) تحریر فرماتے ہیں کہ : " ہمارے اعلیٰ حضرت ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے : "

لئے ناظرین غیبتاً یکن ! اب ہم ان رؤس الشیاطین، سلطان الکاذبین، مصر کے یقین الدین کے سفید چھوٹ کو روز روشن کی طرح آئینہ کر کے آپ صاحبان کو دکھاتے ہیں اور علمائے محققین فضلاء و متقین پر کفر و اعتدال کے فتوے سے لاکھ لاکھ گراہی و بدعتی کے الزام ان کے سپر، مجدد الشکیر کی کتب معتبرہ میں بحوالہ صفحات بتاتے ہیں۔ عام نظریں اور ان کے بہت دھرم مختصرین حمد سے ملاحظہ کریں اور جھوٹوں پر لعنہ اللہ علی الکاذبین پڑھیں۔

- ۱ : مولانا سید احمد صاحب شہید، الکواکب الشہابیہ
- ۲ : جناب مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری، ندوۃ الدین صفر ۱۰۔
- ۳ : جناب مولانا محمد علی صاحب مولگیری خلیفۃ الاعظم مولانا مقداد فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی، مجموعہ حسام ص ۵۵، سطر ۵۔ نیز ندوۃ الدین طبع بہ ناظم ندوۃ۔
- ۴ : جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلوی، نزاع العادہ ص ۱۱۱ سطر ۱۰۔
- ۵ : جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی، حیدر آباد دکن سندھ دہلی
- ۶ : جناب مولانا محمد قاسم صاحب نازوی، مجموعہ حسام ص ۱۰۱ سطر ۳۔
- ۷ : جناب مولانا رشید احمد صاحب محنت لکھنوی، مجموعہ حسام ص ۱۱۳ سطر ۵۔
- ۸ : جناب مولانا خلیل احمد صاحب انیشی مظہر العالی، مجموعہ حسام ص ۱۱۳ سطر ۵۔
- ۹ : شمس العلما جناب مولانا محمد رفیع صاحب جھانسی دہلوی، سابق بیڈ مولوی مدرستہ عالیہ کلکتہ، ندوۃ الدین طبع بہ ناظم ندوۃ۔ ص ۱۰۔
- ۱۰ : شمس العلما جناب مولانا عبدالوہاب صاحب بہاری سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ و جملہ علماء شریک ندوۃ۔ تحفہ حنفیہ ج ۱ ص ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷

۱۱ جناب مولانا حافظ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مصنف ہمیشہ تزیید و نشر الطیب
و عزیز - مجموعہ حسام : ص ۳۳ - سطر ۸ -

۱۲ جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھولادی : نعتہ المین (لقب بہمان
جہان نعتہ) -

۱۳ جناب مولانا ظہیر حسن صاحب محدث نیروی ضلع چٹنہ - جہاں جہاں جملہ علماء
شہر کا زندہ کی تکفیر کرتے ہیں -

۱۴ جناب مولانا سید محمد رفیع حسن صاحب چاند پوری مدظلہ - لفظ الدین الحقیقہ
۱۵ جناب مولانا محمد حسن صاحب محدث دارالعلوم دیوبند - المند ص ۳۹ - مجموعہ حسام
ص ۱۳۳ - سطر ۶ -

۱۶ حضرت مولانا حاجی سید احمد حسن صاحب محدث امر و ہوی قدس سرہ العزیز -
المند ص ۲۹ - مجموعہ حسام ص ۱۳۳ - سطر ۶ -

۱۷ جناب مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند - المند ص ۳۰ - مجموعہ حسام ص ۱۳۳ سطر ۶
۱۸ جناب مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندی - ص ۴۱ - -

۱۹ جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی - ص ۴۲ - -

۲۰ جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب خلف جناب مولانا محمد قاسم صاحب نالوتوہم
ہشتم مدرسہ عالیہ دیوبند - المند ص ۴۳ - مجموعہ حسام ص ۱۳۳

۲۱ جناب مولانا غلام رسول صاحب - ص ۴۳ - -

۲۲ جناب مولانا محمد سیل صاحب - ص ۴۳ - -

۲۳ جناب مولانا عبد الصمد صاحب بجنوری - ص ۴۴ - -

۲۴ جناب مولانا عاشق الحق صاحب میرٹھی - ص ۴۶ - -

۲۵ جناب مولانا قاری محمد اسحاق صاحب میرٹھی - ص ۴۶ - -

- ۱۲۶ جناب مولانا محمد حسین صاحب شمس رانی . المند ص ۳۰ . مجروح حرام ص ۱۳۰
 ۱۲۷ جناب مولانا کفایت الله صاحب گنگوہی . ۲۹ .
 ۱۲۸ جناب مولانا شیخ محمد سعید ابیسیل شافعی امام و خطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ . المند ص ۳۰
 مجروح حرام ص ۱۳۰

- ۱۲۹ جناب مولانا شیخ احمد رشید صاحب حنفی مکہ مکرمہ . المند ص ۳۰ . مجروح حرام ص ۱۳۰
 ۱۳۰ جناب مولانا شیخ محمد تصدق صاحب افغانی مہاجر کی . ۵۴ .
 ۱۳۱ جناب مولانا شیخ محمد عبد صاحب مفتی مالکیہ مکہ معظمہ . ۵۵ .
 ۱۳۲ حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف . ۵۵ .
 ۱۳۳ جناب مولانا سید محمد صاحب بزرگ شافعی مفتی مدینہ منورہ . ۵۶ .
 ۱۳۴ جناب مولانا شیخ محمد بخش صاحب مدرس و امام جامع مدنی
 واقع شہر حائل شام .
 ۵۸ .

- ۱۳۵ جناب مولانا شیخ محمد سعید صاحب مدینہ منورہ . ۶۹ .
 ۱۳۶ جناب مولانا شیخ علی بن محمد صاحب دلال حموی . ۶۹ .
 ۱۳۷ جناب مولانا شیخ محمد ادیب صاحب خراسانی . ۶۹ .
 ۱۳۸ جناب مولانا شیخ عبد العزت اور صاحب لا زال . ۷۰ .
 ۱۳۹ حضرت مولانا شیخ محمد سعید صاحب لطیفی انصافی . ۷۱ .
 ۱۴۰ حضرت مولانا شیخ فاروق بن محمد صاحب حموی . ۷۲ .
 ۱۴۱ حضرت مولانا شیخ مصطفیٰ صاحب ہمدان حموی . ۷۲ .

- ۱۴۲ جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب گنگوہی
 ۱۴۳ جناب مولانا عبد رب صاحب واعظ دہلوی
 ۱۴۴ جناب مولانا عنایت علی صاحب بہار پوری

- ۲۵ : جناب مولانا محمد عبدالقادر صاحب دہلوی
 ۲۶ : جناب مولانا محمد عبدالحکیم صاحب ساکن اعظم آباد، پٹنہ
 ۲۷ : جناب مولانا خادم حسین صاحب اعظم گڑھی
 ۲۸ : جناب مولانا محمد اسد علی صاحب متوطن اسلام آباد۔ وضلع گلگتہ
 ۲۹ : جناب مولانا سید محمد ابراہیم صاحب ساکن ہارپڑ۔

چونکہ یہ حضرات علماء دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہیں اور خان صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو شخص علماء دیوبند کو مسلمان سمجھے وہ کافر ہے۔ تو یہ تمام علماء اور دیگر علماء بھی اسی میں داخل ہیں۔

اب ناظرین والائیکم۔ خان صاحب دہلوی کے اس دلیری اور اولوالعزمی کو ملاحظہ فرمائیں کہ صرف انہیں حضرات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ”مجموعہ حسام البحرین“ کے صفحہ ۱۱۳ مطروہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

” یہ طائفے سب کے سب کافر مرتد ہیں۔ باجماع امت سلام سے خارج ہیں۔ اللہ بے شک ہنّاز یہ اور دلدہ طرز اور فتادی غیر یہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ مستند کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔“ انتقل
 حضرات ذرا غور فرمائیں کہ ”مہمد الکھضرین، احضار الاسلام و المسلمین“ نے اس فقرہ مذکور سے کس قدر مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور اسی مجبور حسام البحرین کے صفحہ ۱۱۳ مطروہ پر تحریر فرمایا کہ

” اسی وہی نالوثوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم مذہب نے حکم امت مجبورہ کا لقب دیا۔ پانکی ہے اسے جو دہلی اور آنکھوں کو پٹ دیتا ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ علی اعظم تر یہ سرکش شیطان کے چیلے یا آنکھ اس

مصلحت عظیم میں شریک ہیں۔ آپس میں مختلف دلیوں میں پھیلے ہوئے ہیں جو شیطان فریب کی راہ سے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ انتہی ہونیکو مولوی احمد رضا خان کے نزدیک حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیزہ معاذ اللہ کا فرہیں اور جو ان کو کافر کہے یا ان کے کفر، مذہب میں شک کرے (بقول مفتی بریلوی) وہ بھی کافر۔ بریں تقدیر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نانوتوی علیہ السلام حضرت مولانا مولوی فضل الرحمن شاہ صاحب قدس سرہ العزیزہ گنج مراد آبادی چکر مولانا نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہنے کا فرکے کے حکیم امت محمدیہ کا لقب ہے ہیں۔ معاذ اللہ وہ بھی کافر۔

لہذا نتیجہ یہ ہوا کہ جس قدر اہل اسلام حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب دست برکاتہم کو کافر کہیں جیسے حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنج مراد آبادی نانوتوی مرقدہ اور ان کے صاحبزادہ جناب مولانا احمد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ اور حضرت ممدوحین کے تمام مریدین و متقدمین اور وہ جملہ مسلمانان جو ان حضرات کو کفر جانتے ہیں (بحکم خان صاحب بریلوی) سب کے سب قطعی کافر و مرتد ٹھہرے۔ اب تو عائشا ہندوستان میں سوائے فرقہ ضائع کے کوئی مسلمان خان صاحب بریلوی کے کفری تحفے سے محروم نہ رہا ہوگا۔ کیوں کہ ان حضرات متذکرہ بالا میں ہر ایک کسی نہ کسی سے حسن ظن ضرور رکھتا ہوگا۔ مفتی صاحب بریلوی نے صوف علمائے ہند اور مسلمانان ہند کوستان ہی کو کافر نہیں بنایا، بلکہ علمائے مکہ معظمہ فضلاء مدینہ منورہ اور اہل عرب مصر و شام و دمشق و عیزہ کو اپنی اس عنایت خاص سے سرفراز فرمایا۔ دیکھئے مجدد النہج، جند عین کے پیر اپنی کتاب "مجموعہ حسام النہجین" کے صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”حمد و صلوة کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طلحہ جن کا تذکرہ سوال میں واقع

ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے
خلیل احمد انہیسی اور اشرف علی دہلوی ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ
شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال
میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے، اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔
انتہی۔

اور حضرات علمائے حرمین شریفین و مصر و شام و طبرستان و جناب مولانا مولوی حاجی غلام
خلیل احمد صاحب انہیسی مدظلہ العالی اور تمام علمائے دیوبند کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد
کو حقانہ حصہ اہل سنت و الجماعت لکھ کر مولانا صاحب ممدوح کی شان عظمت نشان
اور فضل و کمال میں بہت کچھ تعریفی الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھو سالہ "المسلمین علی الخند"
جو عربی المطابع میرٹھ سے شائع ہوا۔ جن میں علمائے حرمین شریفین نے حسام البحرین
پر مہر کر دینے کے بعد "مجدد بریلوی" کے فریب سے آگاہ ہو کر علمائے دیوبند سے
عقائد کے متعلق چھبیس سوال کئے اور جوابات پر تصدیق اور تصحیح فرمائی۔

لہذا جناب خان صاحب بریلوی کے فتوے کے مطابق یہ تمام حضرات اور جملہ
اہل عرب و روم و شام و مصر و دمشق و غیرہ قطعی کافر ہوتے۔ اور جو ان کے کفر و عذاب
میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معاذ اللہ العظیم و نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

لے حضرات و الاصفاء! یہ حقیر پر تعصیب فرقہ رضائیت کی نسبت تو کچھ کہہ
نہیں سکتا مگر دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہ ہو گا جو علمائے مکہ معظمہ اور فضلاء مدینہ منورہ
سے حسن ظن نہ رکھتا ہو یا ان کے طریقوں کو مستحسن نہ جانتا ہو۔ لہذا اس تعصیب پر اب دنیا
میں کوئی مسلمان باقی نہ رہا جس کو فاضل بریلوی نے کافر نہ کہا۔

بنایا ایک ہی نفس میں کافر سارے عالم کو
”مجتہد“ ہو تو ایسا ہو ”مختصر“ ہو تو ایسا ہو

اب تو ہند سے وہ مہربان حمد عالم کا نام سن کر صرف حسن میں کے باعث مجدد
بریلوی کا پاٹ لینے تھے ادا ان کی ہرمانخواہی کا دم بھرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ وہ
عالم بیگناہ، فاضل زمانہ، کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ ذرا طور سے مضمون بالا کو ملاحظہ
فرمائیں۔ اور انھیں کھول کر اپنے ممدوح کی "حسام" کے جوہر دکھائیں کہ خود بھی اس
وارثہ مخیر، کندہ عالمگیر سے قدم باہر نہیں رکھ سکتے۔

دیکھو یہ ان کا طے فعل و کمال ہے

دشمن تو خیر دوست کا پناہ مال ہے

شاید ہمارے ناظرین حق مین، مدعیان اسلام کو عبارت مذکورہ بالا میں
رسالہ "الہند" کا حوالہ دیا گیا ہے، اے غلبان میں ڈالا ہو۔ اس لئے رضا حنا عطیہ
ہے کہ مذکورہ علما نے مکہ معظمہ و مکہ مکملہ کے مہینہ منورہ میں سے نمبر ان ۳۲ و ۳۵ و
۳۶ و ۳۷ و ۳۹ و ۴۰ وغیرہ نے بریلوی صاحب کے کید و محو میں آکر حاکم المیزان
میں فتوے کفر کا دیا۔ مگر بعد اظہار حق ان ہی موضوعین علما نے خان صاحب بریلوی
کے خلاف علما نے دیوبند کے عقائد حق کی صلاہ "الائستہ" میں تصحیح فرمائی۔ جس سے
صاف روشن ہے کہ بریلوی صاحب نے کتنا بڑا دھوکہ مانتان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیا۔ اب بعض مقلدین و معتزین بریلوی صاحب کا یہ مقولہ کہ "انہوں نے کافر کہا ہے"
خود کی شمولیت کے باعث بے وجہ نہیں کہا اور جو بے ہوشی کے باعث فاضل
بریلوی کی گیا گرفت؟ اس لئے کہتا ہوں میں یہ کہ تمام دنیا غلطی میں شامل نہ تھی۔
وہ سرے اس بات کو ایک جاہل شخص بھی جانتا ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے اسے
میں کوئی کام بلا سبب نہیں ہوتا جو حمل وقوع میں آتا ہے اس کی کچھ وجہ ضرور ہوتی
ہے۔ مثلاً چور کے چوری کرنے کی وجہ اس کی تنگ دستی و ناتوانی و ناتوانی من الشش
ہے۔ جب کوئی کسی کو لاکھٹی سے ملتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ فاعل کو اپنے

مزین کا کوئی امر ایسا شاق گزرتا ہے کہ جس سے وہ اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔
جب کوئی کسی کو قتل کرتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مقتول کا کوئی امر ایسا
ناگوار گزرتا ہے کہ قاتل میں برداشت کی طاقت نہیں رہتی۔ جس کی وجہ وہ قتل کا مرتکب
ہوتا ہے۔

غرضی کہ ہر بات کی علت اور وجہ ضرور ہوتی ہے۔ لیکن وجہ کی علت قائم ہونے
کے باعث کوئی فاعل جرم سے بری نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے کیفر کر دہ کے موافق
عدالت سے سزا ملتی ہے۔

رض کیجئے کہ بگڑنے زدہ کو گال دی۔ زید کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی۔ اس نے
بجڑ کے عموں رسید کی گردن کٹی تو عدالت سے زید کو پھانسی ضرور ہوگی۔ حالانکہ قتل
کی وجہ گالی دینی ثابت ہے۔ مگر زید قتل عمد کے جرم سے بری ہو کر نہیں ہو گا۔ اور یہ مقدمہ
جس شہزادہ جس حاکم کے پاس چلے گا وہ زید کو پھانسی ہی کا حکم لگائے گا۔ کیونکہ زید
نے عدالت سے تمنا و ذکر کے قانون کے خلاف اپنے دل اور اپنی نفسانیت سے گالی
کی سزا قتل تجویز کر کے بکر کو پہنچائی۔

اسی طرح فاضل بریلوی نے اگرچہ بابو جہ اپنی کچ نفی سے کافر کیا۔ مگر کافر کئے
کے جرم سے بری نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اہل مذہب اور دیگر علماء و طب نادک و تکفیر کے علاوہ
ہندوستان میں سینکڑوں عالم موجد ہیں۔ سب قانون الہی اور حدیث وفقہ کے
جلنے و طے میں اگر حضرات متعین کا قول یا فعل کفر کی حد تک پہنچا تو، اور عالم بھی کافر
ضرور کہتے۔ لیکن آج تک کسی نے ایسا نہ کیا۔ صرف ایک خان صاحب بریلوی ہیں کہ کفر
کفر بکا رہے ہیں۔ یا وہ سادہ لوح بددعا جو حقیقت حال نادان فاضل بریلوی صاحب کے
دام ترویج میں اگر تکفیر کے لہرے لگا رہے ہیں کہ خان صاحب بریلوی کو لوگ کسی طرح مجبور
ہیں۔ علم میں سب سے افضل جان لیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ جس کا مصداق قاضی

کا کلام ہے کہ ۔

”نکالا چاہتا ہے کام تو محضوں سے کیا غالب

تھے بے ہر کئے سے وہ تجھ پر سہراں کیوں ہو

اب اگر کوئی ہمت و حرم یہ کہے کہ فاضل بریلوی کے برابر دنیا میں کسی کو علم اور بروجہ نہیں دیگر علماء کو اتنی لیاقت اور سوجھ بوجھ نہیں، تو اس کے جواب میں مجھ کو یہ ہی کہنا پڑے گا کہ ہاں قرآن مجید، بغض و نفرت اور حدیث شریف اور فقہ لطیف کا علم تو ہر لکھنے والے کو حاصل ہے لیکن خودی کا علم صرف شیطان کے دماغ میں داخل ہے جس کے باعث تمام عالم سے اس کا خیال نرالا تھا۔ خودی کے زعم میں سرکاری کو سرکار کا لا تھا جس کے جلد سے ہمیشہ کے واسطے طوق لعنت لگے کا بار ہوا۔ مردود بارگاہِ نور و اہلال ہوا۔

غیر بالفرض فاضل بریلوی علم میں سب سے زیادہ بھی سخی، اور ان کا کلام حقانیت پر مبنی بھی سخی، اور وہ اپنے دھوئے میں پے بھی سخی۔ مگر خیف ہے کہ جس وقت علماء حقانی فضائل نے باتیں لے کہا کہ مفت ابلہ میں اگر دس بیس آدمیوں کے مجمع میں ہمارے کافر ہونے کا ثبوت دو ہم جواب کے قبول کرنے کو مستعد ہیں چنانچہ اس امر کی مشاہدہ علاوہ خطوط و پیغام کے، کتب ”رد المکفر“، ”انصاف البری“ وغیرہ موجود ہیں تو جناب خان صاحب بکتا نے زمانہ اور فاضل یگانہ جو کہ مقابلہ میں آئے سے کیوں گریزاں ہیں؟ اور کیوں نہیں جلسہ عام میں آکر اپنے بے جا الزام کو ثابت کرتے؟ کیا اپنے گھر ہی میں بیٹھ کر کامل فاضل بنے، لوگوں کو بے گناہ اور انعام لگانے کے ”تہجد“ میں؟ اہی جناب اصل تو یہ ہے کہ ۔

اپنی جگہ تو سب کو ہے دھماکے مردی

میدان کا بازار میں آئے تو مرد ہے

حالانکہ دھوئے کتا بڑا محبوبہ حسام، ص ۹۳ سطر ۲۔ ”اپنی جہاں کو گرہ چلی

اور قباحتوں کے دفع میں وقف کر دیا :

ہمیں دعوائے ایسے معلومہ کا فرض تھا کہ پیشتر تمام خود سر داران گمراہی کو ان کی غلطیوں سے متنبہ کرنا اور بدلائل قاطعہ و صحیح کشیدہ میں قائل معقول کرنا۔ جب ان حضرات کی گمراہی ثابت ہوئی اور وہ اپنے قول و فعل سے رجوع نہ کرتے تو اس وقت اختیار تھا تکفیر شہید چاہتے سو کرتے۔ لیکن ایسا تو وہ کرتا جس کو حیثیت سے کچھ بھی علافہ ہوتا۔ یہاں تو مسلسل نفسانیت پر مار رہے۔ صرف دنیا کی نام آوری دکھا رہے۔ بقول شخصے :-

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں نام سے ہے کام
بد نام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

یہ ہی وجہ ہے کہ فاضل بریلوی باوجود تکفیر کرنے کے مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ تاہم ان کو علمائے دیوبند و گنگوہ و غیرہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے کہ ان حضرات والا صفات کی تکفیر بلا تقصیر ہی کی بدولت آنجناب کس میر سی کے گریختے نکل آئے اور تمام اسلامی دنیا میں مشہور ہو گئے۔

بعض صاحبانِ دیشان کا خیال ہے کہ اگر مولوی احمد رضا خان عداوتِ کفر کا فتویٰ دیتے تو علمائے حرمین شریفین سے تو عداوت نہ مسمیٰ وہ کیوں اس کی تصدیق کرتے ؟ یہ بھی خیال انہیں حضراتِ ستودہ صفات کا ہے جو فرقہ رھائیدہ کے ملکات سے ناواقف اور طرفین کی کتابوں سے نا آشنا ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ علمائے عرب اردو زبان کے نکات اور اس کی سلاست و دلچسپی سے بے بہرہ اور علمائے ہند کی اردو تصانیف سے بے خبر، انہیں کیا علم کہ کس نے کیا لکھا ہے ؟ جیسا سوال خواہ زبانی یا تحریری عربی میں ترجمہ کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا دیکھا ہی انہوں نے فتوے دے دیا۔ اس میں علمائے عرب کا کیا قصور ؟ اگر وہ سوالات انہیں مستم حضرات کے دوبرو پیش کئے جاویں تو یہ حضرات بھی اس کے قائل پر بلا تکلف

کفر کا فتوے تحریر فرمائیں۔ ہاں اگر علمائے عربین شریعتین کے سامنے علمائے دیوبند کی تصنیف کردہ کتاب میں پیش کر کے اس پر کفر کا فتوے لیتے تو تب البتہ فاضل بریلوی کو ہم بھی سچا کہتے۔

حسام انجمن کی آغاز عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان نے اپنی زبان لغو ترجمان سے علمائے عربین شریعتین کے مدبر و عربی میں یہ بیان کیا تھا کہ فلاں کے عقائد ایسے ہیں، فلاں نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے۔ نہ کتاب میں پیش کیں نہ صفحات کے حوالے دیں۔ صرف اپنی قلم یا اپنی زبان پر فتوے حاصل کر لیں۔ اس کے بعد جب علمائے مدینہ منورہ فاضل بریلوی کے دھوکہ دہی سے آگاہ ہوئے تو مولانا سید صاحب بریلوی مفتی الشافعیہ (جن کی سب سے پہلے حسام انجمن پر مہر ہے) نے فاضل بریلوی کی شان میں رسالہ "غایت البامول" تصنیف فرمایا۔ جو صاحب عربی کی استعداد رکھتے ہوں رسالہ مذکورہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور اردو دان اصحاب فاضل بریلوی کے مکان سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے رسالہ "الشہاب الناقب" جو حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مباحرہ مدنی نے تصنیف فرمایا ہے مطالعہ فرمائیں۔

اہل نظر پر "مجدد بریلوی" کی دیانت و صداقت تو اسی سے ظاہر ہو گئی ہو گی کہ مجبور "حسام انجمن" کے ص ۹۲ سطر ۱۱ پر یہ تو لکھا کہ یہ لوگ ضروریات دین کے منکر ہیں۔ لیکن یہ کہیں نہ بتایا کہ کس کتاب کے کس صفحہ کی کس سطر میں کون سی دین کی ضروری بات سے انکار کیا۔ علاوہ اس کے، مجبور حسام انجمن ص ۱۱ سطر میں تحریر فرمایا۔

• تو یہ سرکش شیطان کے چیلے با آئینہ اس مصیبت عظیم میں مبتلا ہو گیا

ہاں آپس میں مختلف دباؤں میں پھولے ہوئے ہیں :

حالانکہ یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ جن ہندو گروں کو اکابر دیوبند سے چٹن کر

”من مانے مجدد برپوی“ نے متم کیا ہے۔ ان میں عقائد کے بارے میں کسی کی رائے مختلف نہیں۔ اگر اس سید جیوت کی کہیں کچھ اصل ہے تو کوئی صاحب دکھلائیں۔

پھر اس کتاب مذکور کے صفحہ سطر ۷۸ میں حضرت مولانا کریم الدین صاحب محدث گنگوہیؒ اور ان کے پیروں کو ”ہایہ کذا“ کہا۔۔۔ حالانکہ وہ اہل حیات النبی کے قائل نہیں اور مولانا گنگوہیؒ اور مولانا انور قویؒ اپنی کتاب ”زبد الناسک“ ”ہدایت الشیعہ“ ”آپ حیات“ ”اجوبہ العیسین“ میں زور شور سے حیات نبویؐ و فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کرتے ہیں۔

دوبارہ زیارت حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام بتلاتے ہیں اور مولانا گنگوہیؒ قدس سرہ العزیز ”زبد الناسک“ ص ۵۸ میں زیارت کے واسطے تاکید فرماتے ہیں۔ جسکی آنکھیں ہول وہ دیکھے اور جس کے ہتھے کی ہی چھوٹ گئیں وہ کیا دیکھے۔

غرض جملہ عقائد میں علمائے دیوبند و ہایوں کے خلاف المہنت الجہالت کے موافق ہیں لیکن فاضل برپوی نے اپنی کردہ چشمی یا نسبتاً پٹھانی کی جمالت سے زبردستی وہابی اہل کی ریت لگا رکھی ہے۔ اپنی ہٹ دھرمی سے تحفیز کی شہرت چارکھی ہے۔ اگر کسی عالم دیوبند کے مقابل میں ہو کر کہیں تو قلعی کھل جائے پٹھانی کر گری ہو جائے۔ بقول کسی شاعر کے۔

اپنی گلی میں کہنے کو کشتا بھی شیر ہے
لیکن جو رزم گاہ میں آئے دیر ہے

آدم بر سر مطلب

یہ وہ نیا نہ ہے کہ مسجد سے اتحادی مضمون کا پرچہ
لوہج ڈالنے کے بعد ”مہر کن“ نے آتش ففاق کر اور بھی بھڑکایا۔ جمالت کے سمنہ میں
بابہ فاضل کا علم انچہر بن کر تلاطم مچا دیا۔ جس کی متواتر موجوں نے ٹوٹی بھوٹی کشتی مولانا سید

کو بھر فنا میں ڈبو دیا۔ طبقہ جہلاء کے دماغوں میں توہمات باطلہ خیالات ناقصہ غلوں کے دورہ کی طرح گردش کرنے لگے۔ ان اخ الاطیس کی توجہ سے حاضریت کی مانند ان کو اپنے اعمال سابقہ کے نتائج رد برد نظر کرنے لگے۔

کوئی کتابت کہ جہادی سات برس کی نازدائیاں گئی۔ کوئی کتابت کہ جہادی پانچ برس کی عبادت مٹی ہوئی۔ کسی نے مشورہ کیا کہ "بخشی ہو چڑ" نے حضرت عزت پاک کی فاتحہ جو مولوی محمد نواز الحق سے دلائی خواب میں دکھایا کہ اس نے درجہ قبولیت تکمیل پائی۔

نعت اللہ خان کاہلی نے خواب بیان کیا کہ ایک بھڑیا (ہندو) روڑا آتا ہے اور آدمیوں کو کھا جاتا ہے، ایک بزرگ سفید پوش میں جو اس کو مردم خودی سے باز رکھتے ہیں۔

جس کی تعبیر "مہر کن" یوں دیتے ہیں کہ۔ وہ بھڑیا مولوی صاحب میں جو تمہارے ایمانوں کا خون کرتے ہیں، عبادتوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ اور وہ سفید پوش میری ذات باہر کات ہے جو تم کو طاقت سے بھاتی راہ راست پر لاتی ہے۔

ناظر یہ! اس شبہ سلطان سیرت، انسان صورت سے یہ دکھایا کہ وہ بھڑیا غوغوار آدم آواز تھا اور غصہ بیٹ روزگار ہے جو فی نوپ۔ نوپے یا دس پیسے ماہوار مورد لینا تم لوگوں کا شعار ہے۔ وہ ہی تمہاری عبادت کو غراب کرتا ہے، جو شخص بے توبہ ہوگا ہے وہ قہر جہنم میں گرتا ہے۔ اور وہ بزرگ سفید پوش نماز و استغفار ہے۔ جو بہت سے گناہوں کی حضرت سے بھاتی ہے، بہشت کا راستہ دکھاتی ہے۔ یا وہ توبہ ہے جو تمہارے ہم پیار و ہم ذرا فیض گل خان کاہلی نے سونے سے توبہ کر لی ہے وہ ہی آئسے آئی ہے۔

لیکن "یہ جناب" سود کی حرمت کس منہ سے بیان کرتے۔ اس کو تو ان کے

پیر مجدد الشکر مولوی احمد رضا خان نے جائز کر دیا ہے۔ اور اس بارے میں رسالہ مسمیٰ
 "کفل الغفیف الفاہم" لکھا ہے۔

اسی اشارے میں "میرکن" صاحب کو مولانا مولوی سید محمد رفیع حسن صاحب مدظلہ
 کے خط کی خبر پہنچی تو ان ذاتِ نجیب نے ایک نیا فقرہ چلا دیا۔ گویا موجودہ آتشیں فساد
 پر مدین کا جھینسا دیا۔ یعنی کابلوں کے دو برو بیان کیا کہ

"منشی سید ابراہیم صاحب ڈرامہ نویس اور دہوی نے کہا کہ ہم حافظ
 یقین الدین کی..... ڈنڈا کروں گے؟"

اس پر کابلوں کے غصہ کی آگ اور بھی مشتعل ہو گئی۔ اور کہنے لگے کہ ہم سروے
 والوں کے سر مار لیں گے۔

حالانکہ منشی سید ابراہیم صاحب کو مطلق اس کی خبر نہیں۔ علاوہ ازیں منشی صاحب
 موصوف و متبع داری کے اس درجہ پابند کہ کبھی حالتِ غصہ میں بھی قہقہہ لگا دیتی رہا اپنے
 صداقت سے نہیں نکالتے۔ اور کبھی جادہ تمذیب سے قدم باہر نہیں رکھتے۔ اب اس
 آتش فساد کے شعلے اس قدر سرنگھٹ ہوئے کہ آتش نرو د کو بھی مات کرنے لگے اس
 کا دھول تمام شہر میں گھومتا گیا۔ یہاں تک کہ حکام کو بھی ایمانِ ملکی میں ہلکی کا احتمال
 پیدا ہوا۔ اس لئے اہمیانِ مملکت کو اس کے دفعہ کی طرف توجہ مبذول کرنی پڑی۔

چنانچہ ایک جلسہ میں چند معززین اصحاب جمع ہوئے۔ یعنی صاحبِ خلقِ عظیم،
 معدنِ لطفِ عظیم، جناب مولوی حمید الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر ٹیکس آبکالی، اور سربراہ،
 اخلاق، منبعِ اسطفا، ہمدردِ غریب الوطنان، حذرِ جانِ دو افسادگان جناب مولوی
 غلیل احمد خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ جو مولوی سید محمد نور الحق صاحب
 کو چار پانچ برس سے پہچانتے اور ان کے عقائدِ حقیر کو جانتے تھے۔ اور منبعِ حاجات
 جمع کائنات، خیر خواہ، اخبار جناب طہار ہمار، مولوی سید وحید الدین صاحب

دیکل و آفریدی مجسٹریٹ و وائس چیرمین ہڑوی باغ جوہر دم شناس اور جاناغیدہ پیر
کے علاوہ عرصہ دس سال سے مولوی سید محمد نور الحق صاحب کے عقائد اور نیز اگر کشن
و اہتمام دبائے مسجد جو ایک مدت سے کرسٹے ہیں، بحکم خود ملاحظہ فرماتے تھے۔
خان بہادر موصوف الصدق نے برطانیہ کے عقائد کا رد کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ
”کیا وہ اپنی مسلمان نہیں ہیں؟“

خرمکہ ہر دو مدد عین اقل نے بھی برطانیہ کے عقائد کی تردید اور اس نزاع فروری کو ضمن
الاطار ثابت کیا۔

اور محسن غریب الوطنان، حامی درد مندوں، لقمائے صفت، بنیاس فطرت، ابقار
زمان، سقراط جہان جناب حکیم سراج الدین احمد خان صاحب مدظلہ العالی جو آج کل اپنے
م منصب سے مستعفی ہو کر ہڑوی باغ میں رونق بخش ہیں۔ جلسہ مذکورہ میں شریکیت تھے
اہل جلسہ نے حکیم صاحب کو سیدہ اور صاحب اثر ہونے کے باعث ہر دو تقریب
کی مصالحت کے واسطے منتخب کیا۔ اور سب نے حکیم صاحب کو ہی اس کی انجام دہی پر
مجبور کیا۔ اور حکیم صاحب موصوف نے قبول فرمایا۔

اور دوسرے دن حافظ عین الدین مہرکن کے قریب پرشاد لائے اور مولوی سید
محمد نور الحق صاحب کو طلب کیا۔ اور جلسہ کی گفتگو کا اعادہ کر کے مصالحت کے بارے میں
نور دیا۔ ”مہرکن“ قریب چاہتے ہی تھے۔ کیونکہ ادھر ملازمین سروے مناظر کے دہلے تھے
اور حکام اور نڈسا پشہر پر ان کی افسردہ پردازی غم من اشمس ہو چکی تھی اس
وقت مولوی صاحب موصوف امر و ہمہی نے دریافت کیا کہ پہلی مصالحت کے بعد وجہ
نفیض کیا ہوئی؟

اس پر ”مہرکن“ نے بقول شخصے گڑے گردے لکیر مٹنے شروع کئے۔ اور وہی
پہلی بات جس کا تصفیہ جناب سب رجسٹرار صاحب، سب سے اقل کرا چکے تھے وہ

دہرائی شروع کی کہ مولوی صاحب نے یوں کہا، دون کہا۔ ادا اس پر تین گواہ حکیم صاحب موصوف کے سامنے پیش کئے۔

۱۱ ایک سراج الاسلام جو علاوہ نو عمر ہونے کے انگریزی طالب علم ہیں۔

۱۲ دوسرے خاں محمد خاں جو قدسے ایدو، ہندی میں مشہور، بدھ رکھتے ہیں۔ لیکن

خاں صاحب اس وقت موجود تھے۔ "مہر کن" نے پیشتر سے ان ہر دو صاحبان

کو اہل حق کی طرف دہمیاں دھتارے غصب کر کے اپنا مدگار بنا رکھا تھا۔

۱۳ قیسر کے شیخ امیر علی صاحب متولی مسجد ہزاری۔

چونکہ اس پہلی گفتگو کے روز مولوی محمد منظور الحق عباسی بھی صبح کی نماز میں شامل

تھے اور اس کے بعد کے کل حالات صلاح و مناقشت کو تہی چشم و گوش خود دیکھ سکتے

چکے تھے۔ اور ابتدائی گفتگو صبح کے وقت جماعت

ثانیہ کے بعد کی ہوئی خود جو جناب مولوی موصوف اور "مہر کن" کے درمیان ہوئی تھی

سنی تھی۔

چنانچہ اس وقت حکیم صاحب موصوف اللہ کے رو بہ مولوی محمد منظور الحق نے اس

غلط روایت کی تردید کر کے اصل واقعہ کہنا چاہا۔ چونکہ حکیم صاحب موصوف پر "مہر کن"

کذاب کا کذب پیشتر ہی ثابت ہو چکا تھا، اس لئے بغرض معاملہ نفس ان کو اس سے باز

رکھا اور متولی صاحب موصوف اللہ سے اس گفتگو کا اعادہ چاہا۔ متولی صاحب نے

اپنے بیان کے قبل ہر دو فرقہ سے اس بات کا اقرار کرنا چاہا کہ حق کے قبول کرنے میں کسی

کو عار نہ ہو۔

اس پر "مہر کن" بریلوی نے (بقول شخصے جہاں گڑھا ہوتا ہے وہاں ہی پانی

مڑتا ہے) ایک مگر غلط تمذیب نہایت تندہ سے متولی صاحب کو کہا۔ جس سے ان

کی حرارت طبعی جو شش میں آگئی۔ اور انہوں نے نہایت غصہ سے "مہر کن" کی خبر لی۔

سنی کہ ان کے ذلیل کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ ایسے حیاتی تیرا ہی اسلر۔ بمصدق
فدق ۔

سراپا دوسیا ہی گرٹے ان نام داروں کو
ہوس دل سے ذال کے نام کی مثل لگیں نکلے

اس وقت قریب پندرہ بیس آدمیوں کے آئندہ اور جمع ہو گئے تھے۔ اور
سبک "مہر کن" بریلوی کا ضعف ظاہر ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حکیم صاحب موصوف
احمد نے اس غلط روایت کی تصدیق چاہی جو جناب فاضل سید ابراہیم صاحب کی
طرف منسوب کی گئی تھی۔ "مہر کن" نے اس کا گواہ فیضو خان چیرا سی صارت منصفی ہزاری بلخ
کو بتایا۔ حکیم صاحب نے بغیر من تصدیق "مہر کن" صاحب ہی کی معرفت فیضو خان کو جواب
دیا۔ اس وقت "مہر کن" صاحب ادھر ادھر تاکنے لگے، بلبلیں جھانکنے لگے۔ حالانکہ
فیضو خان کا مکان سامنے ہی تھا مگر حکیم صاحب نہایت کامل حکمت کے حامل، مرد جہاد
گرم سر و عالم چشیدہ تھے۔ خدا بھگئے۔ مصطفیٰ وقت دیکھ کر خاموش رہے۔
اور جناب مولوی سید محمد رفیع صاحب سے اپنا عقیدہ حق ظاہر کر لیا۔ چونکہ "مہر کن"
بریلوی اپنی عادت بنیاد سے مجبور تھے قسم کے خواہاں ہوئے۔

مولوی صاحب موصوف احمد پاک طینت صاف باطل تھے، فرمائے گئے کہ یہ
میرا عقیدہ ہرگز نہیں نہ میں نے ایسا کہا جیسا کہ حافظ "مہر کن" کہتے ہیں۔

اس پر "مہر کن" اپنی حکیم صاحب ممدوح اور دیگر صاحبان حاضرین کے بددعا
کر مولوی صاحب سے معاف کر لیا۔ اور اس وقت فکر کی نماز معاہدے ایک چیل
کے مولوی صاحب موصوف کے پیچھے پڑھی۔ رگو کہ یہ اقتدار ازراہ تفسیر۔ کیوں کہ اس کے
بعد جب کبھی مغرب کے وقت مولوی صاحب موصوف کو امام بنایا تو "مہر کن" نے
معاہدے معتمدین کے فرائض علیحدہ ادا کیا۔ نماز پڑھ کر سب لوگ رخصت ہو گئے

حکیم صاحب موصوفہ الصدقہ بھی اپنے دولت خاں کا شاذ کو تشریف لے گئے۔
 لئے ناظرین والا نکلیں ! ہر دو صاحبان کے معافہ کا یہ قیاس و قیاس ہے جو
 حکیم صاحب کے بعد عمل میں آیا۔

کہیں بعض و حسب ان کے سینوں سے نکلتے ہیں
 رضائی گو کہ ملتے ہیں مگر کب دل سے ملتے ہیں

منظرہ کی گفتگو کا اعادہ



حافظ یقین الدین مہرکن بریلوی۔ جناب مولانا مفتی محمد رفیع حسن صاحب
 کے خط کی کیفیت اور اپنے معتقدین کو مناظرہ کی بابت خبرت دلائے کی حالت غضبہ
 ٹیلیفون کے ذریعہ سے سن کر کانوں میں تیل ڈال چکے تھے۔ اور اپنے مشفقوں کو یہ کہہ کر
 کہ وہ خود ہی مناظرہ نہیں کرتے، ٹال چکے تھے۔ مگر حق کے جوہر، عقائد کے سچے، بات کے
 سچے کب خاموش ٹھینے والے تھے۔ اور اس کھڑواسلام کے جھگڑے کو یوں ہی کب
 چھوڑنے والے تھے۔

چنانچہ طرز میں سروے کی طرف سے دبیر قلم، صاحب چشم، فٹنی بے نظیر بخش
 تقریر، طرہ اعزاز، منصب ممتاز جناب فٹنی عبدالحمید صاحب حبیب آبادی، ہریدتنامین
 سروے۔ "مہرکن" کے پاس تشریف لے گئے۔ اور بابت مناظرہ ایٹانے دھکا پیغام دیا۔
 تو بریلوی مذکور نے کہا کہ میری جو غرض تھی پوری ہو گئی اب مناظرہ کی ضرورت نہ رہی۔
 اس جھگڑے پر خاک ڈالنے۔ اب اور ہی کچھ گفتگو نکالنے۔

شب بیکار بریلوی کے اس جواب کا صواب پر کہا گیا کہ مناظرہ کی گفتگو مولوی محمد رفیع
 صاحب کے بعد قرار ہی نہ پائی تھی۔ دہا شائے تقریر میں ان کی نسبت کچھ گفتگو آئی

تھی۔ آپ کو وعدہ پورا کرنا پڑے گا۔ ورنہ اپنی ہمار کو ماننا پڑے گا۔ جب مناظرہ کے لئے زیادہ تعدد جاتا تو ”مہرکن“ نے کہا کہ میرے ہاتھ کا کام ختم ہو گیا۔ اس لئے اب ٹھہر نہیں سکتا۔ ہاں البتہ پیشہ جاتا ہوں وہیں عالم بلا تا ہوں۔ وہاں نہ میرا مکان نہ آپ کا ایران۔ وہیں مناظرہ ہو کر قہقہے سے ہر جائے گا۔ اور سارا قصیدہ مٹ جائے گا۔

سمان اللہ! کیا معقول جواب ہے۔ فساد تو برپا کریں یہاں، لوگوں کو مہرکا نہیں یہاں، مناظرہ کا وعدہ فرمائیں یہاں، اور مناظرہ کہاں؟ پٹنہ میں۔ جو لوگ چاہتے کی پیالی اللہ سپست کی قاش کے مرید ہو چکے تھے یا کامیابی امتحان کے وظیفہ کی تسخیر میں پھنس چکے تھے ان کے نزدیک تو یہ بات نہایت معقول تھی کہ بھلا بے کار کیسے ٹھہر سکتے ہیں، آپ لوگ تو ملازم ہیں۔ مگر کوئی حق پسند یا ایمان دار ہو تو انصاف سے کہے کہ یہ ضعف کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مناظرہ سے انکار نہیں تو کیا ہے؟ یہ ہار کا اظہار نہیں تو کیا ہے؟

چونکہ ملانہاں سرور سے کوئی متیقن حق منظور تھی اس لئے اب اہل شہر کو درمیان میں ڈالا۔ اور اس طرح اس بحث کی عقدہ کشائی کا ذریعہ نکالا کہ شیخ امیر علی صاحب منولی مسجد ہزارہی کی معرفت ”مہرکن“ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر صرف بے کاری کا عندیہ ہے تو اس کا مذاق بخیر و خوبی کیا جائے گا۔ آپ کو مبلغ دو روپیہ یومیہ خرچہ دیا جائے گا تا وقتیکہ مناظرہ ہو کر فیصلہ نہ ہو جائے۔ آپ کو ضرور ٹھہرنا ہو گا، البتہ قصیدہ ہرگز نہ جانا ہو گا۔

اب ”مہرکن“ کو مشکل پڑ گئی، فریب کی ناؤ مسجد حاد میں اڑ گئی۔ اور تو کچھ دوسری آخر یہ جیلہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کو تراویحیوں میں قرآن شریف سنانا ہے مجھ کو جھٹلنے کے قبل ہی جانا ہے اب ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ میں دو تین دن میں جانا ہوں۔ منولی صاحب بے چارے خاموش ہو کر چلے آئے۔

اس کے بعد "مرکن" نے ہفتوں قدم چلائے۔ قواب "بخشی میاں" ساکن محلہ
 بٹمانار متصل مسجد ہزاری کو بھیجا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حافظ صاحب آپ تو دین دن میں
 جاتے تھے، ٹھہرنے سے گھبراتے تھے حالانکہ سروے والے آپ کو مناظرہ کرانے کے واسطے
 ٹھہرنے پر دو دو پیر روز خرچہ بھی دیتے تھے بلکہ پیشگی جمع کرتے تھے، پر آپ نے قبول نہ
 کیا۔ مناظرہ کی گفتگو کو قریب ایک مہینہ کے ہوا۔ اتنے عرصہ میں تو کئی مرتبہ عالم آستانہ
 جاتے اور مناظرہ ہو کر کل قصے طے پا جاتے ؟

تو "مرکن صاحب" فرمانے لگے کہ میں کل جاتے کو تیار ہوں ٹھہرنے سے مجبور لاچار
 پھر دیکھا جاتے گا اور کبھی مناظرہ ہو جائے گا۔ اس پر بخشی میاں "غاموشس ہوئے۔
 اب خزانہ سروے نے فاضل وقت جناب مولانا مولوی محمد وحی الدین صاحب
 مدرس اقل مدرسہ اسلامیہ ہزاری باغ کو جس کا ذکر اخیر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی دلاوت باسعادت کی تقریب میں آچکا ہے، جاگھیرا۔ اور جناب مولانا سید
 محمد رفیق حسن صاحب کا خط اور اشتہار آمدہ کلکتہ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے دکھا کر
 عرض کیا کہ "مرکن" سے الفاظے حمہ کرائے۔ اور مناظرہ کر اگر کفر و اسلام کا جھگڑا
 مٹائے چنانچہ مولوی صاحب موصوف اس التماس کو قبول فرما کر، جون ۱۹۱۰ء
 کی شام کو حافظ یقین الدین کے پاس نشر ایفے گئے۔ اور وہاں گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ
 تک قیام فرمایا۔ معلوم نہیں کہ باہم کیا گفتگو ہوئی لیکن نتیجہ غلوہ میں آیا کہ "مرکن"
 نے ہزاری باغ سے روزہ کٹایا۔ ۱۸ جون ۱۹۱۰ء کو علی الصبح ہر کار سے یہ خبر
 لائے کہ یقین الدین ہویا باندھ کر چلتے نظر آئے۔

اللہ وانا ایں راہ جون

خونے بد در طبیعتہ کر نشست

۱ نہ رود جز بوقت مرگ از دست

غلام "مہر کن" بریلوی چلتے وقت اپنے چیلوں کو تلقین کر گئے اور گلاب خان وغیرہ
کا بیوں کے رو بہ جلیفہ قسم کھا گئے کہ مولوی محمد نور الحق ضرور وہابی ہیں ان کے پیچھے ہرگز
نماز نہ ہوگی۔

اس شیطانی صورت کا یہ اثر پڑا کہ وہ جماعت پنجگانہ سورت زمین سروے خصوصاً
مولوی سید محمد نور الحق صاحب نے نہایت کوشش و اہتمام مسجد بزاری میں قائم کی
تھی اور بقابلہ دیگر مساجد شہر کے اس میں پنجگانہ سورت جماعت جمعہ کے دھوم سے ہوتی
تھی۔ یعنی ہر جماعت میں نمازیوں کی تعداد شہر کی دیگر مساجد سے زیادہ ہوتی تھی۔ ہاں
ٹوٹ گئی اور پھر پہلی کی سی حالت ہو گئی کہ لوگ فرزا فرزا آتے ہیں اور تھما پڑھ پڑھ کر
چلے جاتے ہیں۔ مصلیوں کی عدم جماعت کے گناہ "مہر کن" کے نامہ اعمال میں لکھے
جاتے ہیں۔

رؤ برو حق کے کھلے گی جمل سلاخی شہر میں
رنگ و لہے گی یہ ان کی خست نیاز جی شہر میں

چونکہ یہ اتفاق کی بنیاد اس طرح ڈالی گئی تھی کہ روز افزوں سلام کی پستی و
تزلزل اور مسلمانوں کی ہنگام کا باعث تھی۔ جس کے واسطے ہر مسلمان خصوصاً ذہنی عقول
و ذہنی علوم یا اسلام کے نام پر جان قربان کرنے والوں کا فرض منصب تھا کہ جس صورت
سے جو اتفاق کو جوڑے لکھ کر اتفاق و اتحاد بنیاد ڈالی جائے۔ وہ حکم خدا و رسول پر
پہنچا کر حجت ختم اور نجات دہانہ کی امید داری کی جائے۔

چنانچہ مہر کن کے جانے کے بعد بروز ہوا دوح یعنی اخیر جمعہ کی نماز میں تقریباً ۲۰۰
آدمی سے کچھ زیادہ جمع تھے جس میں حافظ نعیم الدین مہر کن کے معتقدین بھی شامل تھے۔
اس مجمع میں فصاحت بیان، بلاغت لسان جناب منشی سید ابراہیم صاحب اور دیگر
ڈرافٹسمن سروے، نے حاضرین مذکورین کے رؤ برو کھڑے ہو کر اپنی زبان فیض تر جانی

سے یوں تقریر بلکہ تلخ شروع کی۔

حضرات ! قبل اس کے کہ میں آپ صاحبوں کی خدمت بابرکت میں کچھ عرض کروں یہ کہہ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندہ ناچیز بلکہ تیز جو آپ صاحبان کے سامنے موز بانہ گھڑا ہے، اس سے یہ عرض نہیں کہ میں آپ صاحبوں کو کچھ نصیحت کروں۔ کیونکہ میں نہ قاضی ہوں نہ مفتی نہ واعظ ہوں نہ مولوی۔ اِن البتہ بفضل یزدانی اور آپ صاحبوں کی دعا و مہربانی سے ٹوٹا چھوٹا علم اور کچھ ضرور رکھتا ہوں۔ جس سے بھلے بڑے کو پہچانتا ہوں، حق و باطل کو جانتا ہوں۔ اور جو کچھ کل فرقہ رضائیت، مزارائیت، قادیانیت و بابیت وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں، ان کی بخوبی شناخت کر سکتا ہوں۔

چنانچہ فرقہ رضائیت کے سربراہ احمد حافظ یقین الدین مہرکن بریلوی جو یہاں رہا کرتے تھے، ان کو بہکا گئے۔ چند جوان، بوڑھوں اور طفل مکتبوں اور بعض عقل کے اندھوں نے ان کے پیچھوڑوں کو اپنا معتقد بنا گئے۔ ہم لوگوں سے مناظرہ کا وعدہ کر کے مقابلہ پیش آئے اور بلا تصفیہ ہزاری بارگ سے رو بہار لائے۔

ساتھ کے انہوں نے بریلی پہنچ کر اپنے بدعتی ہم عقیدہ بھائیوں کو فائدہ لب خط تسلی و تسفی دی ہے اور نیز یہ تحریر لکھی ہے کہ دلو بند والے کیا مباحثہ کریں گے وہ ہم لوگوں کے مقابلہ میں کیا آڑیں گے۔

انسوس صد انسوس واہ رے ڈھٹائی، مہرکن کو یہ لفظ لکھتے ہوئے کچھ بھی شرم نہ آئی۔ اور طرہ یہ کہ اس ہٹ دھرمی کی تحریر بے حیائی کی قسط پر یہاں کے ہمارے ایک مہربان کا یہ ناز کہ مولوی احمد رضا خان کو مناظرہ کو تیار ہیں کوئی مقابلہ میں آنا ہی نہیں۔ تیغ زبان کے جہر مر دکھانا ہی نہیں۔ جس مہربان کو یہ ناہے اور جن کا دماغ اس خیال خام سے متاثر ہے ان کا نام نامی اسم گرامی میں اس مجمع کثیر علم و غیر میں اس لئے بتلانا نہیں چاہتا کہ ناحق اتنے آدمیوں میں شرمندہ ہوں گے ماپنے والے

میں آئندہ ہوں گے۔ مجمع عام میں کسی کو ندامت دلانا، شرمندہ بنانا شرافت سے بعید ہے۔ شیر میں اپنے اُس مہربان سے استمداد کرتا ہوں اور بعد منت کنتا ہوں کہ اگر ان کو کچھ بھی حیا و شرم ہے تو وہ اب بھی مولوی احمد رضا خان یا ان کے کسی معتقد کو بلائیں اور جس عقائد کسوتی مناظرہ پر کس کر کھڑکھوٹا دکھائیں۔ ہم لوگ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب کو جانتے ہیں اور مناظرہ کر کے قدرت خدا کا تماشہ دکھاتے ہیں۔ اگر شاہد ہمارے مہربان کو اس قدر خرچ کرنے کی لیاقت نہ ہو تو ہم سفر خرچ کا چندہ دیتے اور دو تین روز تک دعوت کھلانے کا وعدہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد فاضل صاحب موصوف العبد نے مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب کا وہ خط جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اس مجمع میں سنایا۔ اور پھر یوں تقریر صداقت گیر شروع کی۔

اے حاضرین صد شین دے سامعین ولا تمکین! ہم نے بہت کچھ خرچ کر کے اس بدعتی فرقہ کے عقائد کے متعلق کتابیں اور چند کتاب سے فتوے طلب کئے ہیں۔ چنانچہ مختلف مقامات کے سات عالموں کو جو استفتوں کے جواب با صواب دیتے ہیں وہ آپ حضرات والا صفات کے گوش گزار کرتا ہوں۔ فتووں کا حرف بحرف عرض کرتا ہوں۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فراتم میں علمائے دین و دایان شرع متین اس بارہ میں کہ جو شخص ان بزرگان دین کو جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں (نمود باشد) و ہابی یا کافر بنا دے تو اسے شخص کو کافر کہنا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مینا فی الکتاب دو جوا عند یوم الحساب۔ فقط

عاصی محمد نور الحق عباسی امر دہلوی
 ملازم محکمہ پیمائش خاص، ضلع ہزاری بارہ، محلہ چشم بازار۔

موزخندہ، مئی ۱۹۰۱ء

- ۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۔ جناب مولانا سید احمد صاحب شہید
- ۳۔ جناب مولانا امانت اللہ صاحب قادی پوری
- ۴۔ جناب مولانا عبدالحی صاحب گھنوی
- ۵۔ جناب مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری
- ۶۔ جناب مولانا محمد علی صاحب موگیسری
- ۷۔ جناب مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مدنی
- ۸۔ جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی و مفتی ابوبکر صاحب عید آباد دکن۔
- ۹۔ جناب مولانا محمد قاسم صاحب نازقوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰۔ جناب مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی
- ۱۱۔ جناب مولانا طلیل احمد صاحب انجینیئر
- ۱۲۔ شمس العلماء مولانا عبدالحق صاحب حقانی دہلوی و سابق پریذ مولوی مدرسہ عالیہ کلکتہ
- ۱۳۔ شمس العلماء جناب مولانا عبدالحق صاحب بہاری پریذ پریذ مدرسہ عالیہ کلکتہ۔
- ۱۴۔ جناب مولانا محمد شرف علی صاحب بھانوی
- ۱۵۔ جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب بھلواری
- ۱۶۔ جناب مولانا نصیر احمد صاحب محدث تیرہوی ضلع پٹنہ
- ۱۷۔ جناب مولانا سید محمد مفتی حسن صاحب چاندپوری ضلع بجنور۔

الجواب

جامع علوم نقلیہ، مجتہد فنون عقلیہ، حامی سنت بیضار، ماحی بدعت ظالم

جناب مولانا محمد طویل صاحب دست فیوضم۔ کلکتہ

ان بزرگان دین کو اگر وہ شخص بلا تاویل کافر کہتا ہے تو وہ خود کافر ہے اور جو اس کو کافر کہے بلکہ اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر تاویل کہتا ہے اگرچہ وہ تاویل اس کی غلط ہے، مگر احتیاطاً اس کو کافر نہ کہنا چاہئے۔

فقہار نے لکھا ہے کہ مسلم کے قول میں (ایسے ہی قول میں) اگر نفاق سے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا، تو اس کو ایمان پر حمل کرنا چاہئے۔ اور مومن ہی کہنا چاہئے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

« قد ذکرنا ان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان

لها قسوع وتسعون احتمالا للكفر واحتمال واحد في

نفيه فالاولى للمفتي والقاضي ان يعمل بالاحتمال

النافي »

فتاویٰ خلاصہ و جامع آفتولین و محیط و فتاویٰ عالمگیریہ و غیرہا میں ہے۔

« اذا كانت في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد

يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي ان يعمل الى

ذالك الوجه ولا يفتي بكفره تحيئا للقلن بالمسلم

لعمان كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير

فهو مسلم وان لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه

على وجه لا يوجب التكفير »

اسی طرح فتاویٰ ہزاریہ ، و بحر الرائق ، و مجمع الانہر ، و حدیقہ ندریہ ،
و تہذیب خانہ ، وغیرہ میں ہے۔

” لا یحکمر بالمجمل لان الکفر نہایت فی العقوبۃ
فیستدعی نہایت فی الجنایۃ ومع الاحتمال
نہایت :

بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندریہ وغیرہ میں ہے۔

” والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلما مکن حل
کلامہ لمحل حسن الخ :

البتہ یہ بزرگان دین ، عالم ، متقی ، بدعت کو لکھا کہ ولے ، سنت کو جاری کرنے
والے ، ماورق قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع اور فقہ حنفیہ پر پورا لہر اٹھانے
والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اسی حال میں گزری۔ اور جو اُسب
موجود ہیں وہ اپنی عمر کو اسی حال میں گزار رہے ہیں۔ پس جن کا ظاہر حال ایسا ہووے
وہ اولیاء اللہ ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اولیاءہ الا المتقون
کوئی نہیں اولیاء اللہ کا سوائے متقیوں کے

اور فرماتا ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
الذین امنوا وکانوا یتقون : لعمد البشری
فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرة ترجمہ۔

عرب جان لو کہ بے شک اولیاء اللہ پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں
گے۔ ان کے واسطے خوشخبری ہے نہنگ دنیا میں اور انہیں خوشخبری ہے

آخرت میں :

حدیث شریف میں وارد ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء
 دوسری حدیث میں ہے۔ علماء امتی کھاننبیاء بنی اسرائیل۔
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ علماء کو میری وراثت پہنچے گی۔
 اور وہ میرے وارث ہوں گے۔ اور میری امت کے علماء ایسے ہوں گے جیسے بنی اسرائیل
 کے پیغمبر۔ یعنی وہ وہ کام کریں گے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر کرتے تھے۔ یعنی مخلوق کو ہدایت
 پس جن کی مدح اللہ و رسولؐ نے کی وہ مخلص ولی ہیں۔ اس سے عداوت کرنے والا اپنے
 نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ کہ اپنے کو محل حساب الہی میں لانا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا
 ہے کہ

من عادى اولیائى فقد اذنت بالحرب
 جس نے عداوت کی میرے ولی سے سو میری طرف سے اس کو اعلام
 لڑائی کا ہے۔

ترجمہ، وہ اللہ و رسولؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابل ہوا۔ پس دیکھو جس کو
 اللہ و رسولؐ اپنے سے لڑائی کرنے والا فرمائیں وہ کون ہوتا ہے۔ بہر حال ایسے علماء
 مقبولین کو کافر کہنے والا اگر کافر نہیں ہے جیسا کہ اوپر تصریحات فقہار سے معلوم ہو
 چکا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ کافر مت کہو، تو بالضرور سخت فاسق اور بدعتی ہے۔
 تمام ائمہ اور امام اہل حلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک قریب کفر کے ہے
 حق تعالیٰ بد زبانوں، فاسقوں، بدعتیوں کو ہدایت فرماتے۔

اور حق یہ ہے کہ ان علمائے اہل حق سے اہل بدعت کو اس واسطے عداوت ہے
 کہ انہوں نے بدعات کو خوب ظاہر کر کے قلع قمع کر دیا۔ بدعت کے بازار کو بے رونق
 کر دیا۔ اس واسطے ان صاحبان اہلسنت و جماعت سے یہ بدعتی لوگ ناخوش

ہو گئے اور گالی گلوچ بکنے لگے۔ جیسا روافض صاحب سنت اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عداوت کر کے طعن کرتے ہیں۔ بہر حال یہ شخص طعن کرنے والا ملعون ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ۔

جو کوئی کسی کو طعن کرتا ہے، وہ لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے اگر لعنت کیا گیا قابل لعنت کے نہ ہو۔

اور معلوم ہو چکا کہ یہ حضرات سچے جالشین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور ولی اللہ ہیں۔ محیط رحمت حق تعالیٰ ہیں۔ تو بالضرور ان کی لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے۔ وہ خود ملعون رحمت سے دور ہے۔

دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو کافر کے تو یہ کفر کرنے والے پر لوٹ آتا ہے۔ یعنی یہ کافر کھنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ فقہاء نے سخت تاکید کی ہے کہ کسی کو اپنی زبان سے کافر مت کہو۔

بہر حال ان علمائے ربانیین، فقہاء، محدثین و مفسرین، جن کی تمام عمر مخلوق کی ہدایت میں گزری، قرآن پاک کی تفسیر لکھیں، کتب حدیث و فقہ کے حاشیہ لکھے اور ان کو پڑھایا، ہزاروں کو علماء بنایا۔ اور اُسی خدمت کو اب تک انجام دے رہے ہیں۔ جن کے شاگردوں سے مدارس اسلامیہ عرب و عجم جگہ گنا رہے ہیں۔ جن کے علم کی نہریں روئے زمین میں جاری ہیں۔ اور دنیا ان سے سیراب ہو رہی ہے۔ علم تصوف کے وہ دقیق مسائل کہ جن سے علوم و خواص بھی محروم تھے ان کو حل کیا جن سے مخلوق خدا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ان کو کافر کھنے والا اگر کافر نہیں تو ضرور بالضرور سخت فاسق بدعتی ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ بدعتی فاسق کے پیچھے نماز ہو کر جائز نہیں۔ اور اس کے امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اور امام بنانا دینی تعظیم ہے۔ اور جتہ راع کی دینی تعظیم حرام

فتح القدیر، جلد اول، صفحہ ۳۷۶ میں ہے۔

• روى محمد عن ابی حنیفة • والی یوسف ان
الصلوة خلف اهل الاهواء لا تجوز مشرح فقہ
احکبر۔

رد المحتار عرف شامی، صفحہ ۳۹۳، مطبوعہ مطبعہ مینیہ مصر، میں ہے۔
"فہو کالمبتدع تکررہ امامتہ بحکال حال؟
نیز اسی صفحہ میں ہے۔

• بل مشی فی مشروع النیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ
کراہۃ تحریم لما ذکرنا فلذا حاول الشایخ فی
عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غیر الفاسق؟
نیز تصویر الابصار اور اس کی شرح، رد المحتار، مطبوعہ دہلی، صفحہ ۳۷۶، جلد اول، بیان
مکروہ استہ میں ہے۔

• ومبتدع ای صاحب بدعت وہی اعتقاد خلاف
المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع الشبهة
وكل من كان من قبلتنا لان في تقدیمہ تعظیمہ وعند
وجب علیہم اہانت شرعا ومفاد هذا کراہۃ
التحریم فی تقدیمہ لا ہر اسود۔
اللہ شکوۃ شریف میں ہے۔

• من وقر صاحب بدعت فقد اعان علی هدم الاسلام؟
اولیٰ میں بروایت حذافہ رضی اللہ عنہ۔

” ان الله لا يقبل لصاحب بدعة صوما ولا صلوة ولا زكوة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا ويخرج من الاسلام حكما يخرج السهم من الرمية او حكما يخرج الشعر من العجين“
 فتاویٰ مزینہ منورہ، ص ۲۰۰۔

” عن جابر بن عبد الله قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ايها الناس الى قوله ولا يؤمر فاجر مؤمنا الا انت يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوط“
 ابن ماجہ، ص ۱۷۷، مطبوعہ دار الفکر دہلی۔

” عن ابی امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة لا يجاوز صلواتهم اذانهم العبد الابن حتى يرجع وامرأة بائنت وزوجها عليها ملخط وامام قوم ومعه له كارهون“
 روایت ہے ابی امامہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں کہ نہیں بلند ہوتی نماز ان کی کاؤں ان کے سے یعنی قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ غلام کہ بھاگا ہو مالک اپنے سے یہاں تک کہ پھر آئے یعنی طرف مالک اپنے کے۔ اور دوسری وہ عورت کہ رات گزار رہی ہو اس حالت میں کہ خاوند اس کا ہو اس سے نخواستہ۔ اور تیسرا وہ کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس کو مکروہ رکھتے ہوں۔ روایت کی یہ ترمذی نے + امام کے حق میں

ابن مالک نے کہا ہے کہ یہ گناہ جب ہو گا کہ لوگ اس سے قائلین ہوں یہ سبب

بدعت اس کی کہ ، یا فسق اس کے کہ ، یا جہل اس کے کہ ، اور مراد امام سے عام ہے
نخواہ حاکم ہو یا امام نماز کا ، بلے رضا مندی قوم کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ۔

(در مختار وغیرہ)

فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ۔ (در مختار و شای وغیرہ)
محکمے والوں پر واجب ہے کہ اس شخص کو مسجد سے علیحدہ کر دیں ۔ اگر علیحدہ نہ کریں
گے تو مرتکب مکروہ تحریمی کے ہو کر جو قریب حرام کے ہے سب گناہ گار ہوں گے بلکہ اس
شخص کو خود علیحدہ ہو رہا چاہئے ۔ فقط ۔

کتابہ

ابو شعیب محمد بن اسماعیل سلمۃ اللہ علیہ الخلیل حنفی چشتی صابری قادری نقشبندی مجتہد شری
امام مسجد حاجی تاج علی صاحب نمبر ۲۰۰ ملک شریٹ کلکتہ ۔
مترجمہ مہر شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲)

تحریر شریف بیع ریاض الاسلام مقتدا کے نام جناب مولانا المعتمد
عزیز الرحمن صاحب دامت فیوضہم

حدیث شریف میں ہے ۔

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحبوب ۔ او کما
قال صلی اللہ علیہ وسلم :

یعنی جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی ، اس کو میں اطلاع دیتا
ہوں اپنی لڑائی کی ۔ یعنی اس کا مقابلہ مجھ سے ہے ؟

پس ظاہر ہے کہ جس مردود کا مقابلہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، اس کا کہاں ٹھکانا ہے سوائے جہنم کے۔

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ (المحدث)

پس ایسے مردود کے پیچھے جو علمائے ربانین اور اولیاء اللہ کی توہین کرے اور ان کو کافر کے نماز درست نہیں ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کنہ

عزیز الرحمن حفیظ



مفتی دارالعلوم دیوبند : ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

(۲)

تحریر شریفی قد الفقہاء وأئسؤہ الاصفیاء جناب

حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم

ابجواب صواب : اس شخص کو جو سوال میں مذکور ہے خود خوف کفر ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیا سے بے ایمان جائے گا۔ فقط

محمد انور عفا اللہ عنہ حدس دارالعلوم دیوبند

○

(۴)

تحریر مفید شمس فلک الشریعت و بدر سماء الطریقیت حضرت مولانا حاج

مولوی حافظ سید غلام محی الدین صاحب لٹریچر دامت فیہ وسلم

ان حضرات پر کلمہ کافر کا کہنا خود اسی پر عائد ہوتا ہے۔ تو بکرے، بچوں تو بہ کے
ناراض کیسے کہے جائز نہیں۔ اس لئے کہ ان حضرات کی تصدیق جناب علانہ حرمن شریعت کے
ہیں جو کہ ان سے کہ نہ کافر و نہ بدعتی ہیں نہ غیر مقلد ہیں۔ البتہ مولوی محمد اسماعیل صاحب
شمیدہ نے بعض کلمات بظاہر ناجائز تحریر کئے ہیں۔ لیکن ہرگز وہ اس امانت کے نہیں
ہیں کہ کافر یا بدعتی بنیں۔ معاذ اللہ کسی اکابر کی توہین کرنا گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔
اور مصرغہ کبیرہ فاسق ہے۔ قریب بکھر ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سباب المؤمن فسق۔ فقط

حررہ العبد الراجی غلام محی الدین عفی عنہ

(۵)

تحریر شریف فاضل محضر کامل دہر، خزانہ فہوم جناب حضرت مخدوم

حاجی عیوب اللہ صاحب جلی عمت فیہ وسلم

اگر کوئی شخص ان بزرگوار مذکورہ صاحبان کو کافر کہے یا کہ بدگمان کرے وہ
مسلمان نہیں۔ بلکہ خود کافر اور مرتد اور بدعتی ہے۔

از دستخط

مخدوم حاجی عبداللہ سکند دولت ضلع جہلم

۷۸۰

(۶)

تصدیقِ ائینِ سید الصلحی، امام الفضلہ حضرت
میر عبد القد بادشاہ خراسانی دامت برکاتہم

اگر ہر کسے اس علمائے دین را صرف سب و کذب بگوید بقرار مر کتاب اللہ
خود آناں شخص کافر و مرتد می باشد - فقط -

دستخط

میر عبد اللہ بادشاہ خراسانی

(۷)

تحریر شریف قدوة العارفين زبدة السالكين بادی راه طریقت واقف
رموز حقیقت جناب مولانا محمد بکر الدین شاہ صاحب پهلوانوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين ، نحمده و نستعينه و
نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور افسنا و
من سيئات اعمالنا : اللهم صل على سيدنا محمد
وعلى آل سيدنا محمد واصحابه و ازواجه و
ذريته و اتباعه -

سلام سنون - سلام کے بعد واضح ہو کہ اس سوال میں جتنے لوگوں کا نام لکھا ہوا
ہے اور ان کی نسبت میرا خیال اور میری کچھ سے سوال کیا گیا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے

کہ۔ میں ان میں سے کسی کو بھی کافر نہیں جانتا۔ خاص کر حضرت شیخ احمد سرہندی کا بلی
مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کو تو اولیاء اللہ میں بڑے عالی درجہ کا ولی سمجھتا ہوں۔
اور ایک میں ہی نہیں، ہندوستان سے لے کر عرب، مصر و شام و روم تک لاکھوں
 آدمی ان کی ولایت کے قائل ہیں۔ یہ بزرگ علوم دین میں عالم مجرب، سلت نبوی کے درج
 دینے والے، بدعات کو دور کرنے والے تھے۔ ان کے بعد کے کثیر اولیاء اللہ نے جو
 دوسرے طریقوں کے تھے ان کی ولایت کو تسلیم کیا ہے۔ تو ان کو کافر کہنے والا اگر مرنے
 تک اپنے اس قول سے توبہ کرے تو اس کا خاتمہ خراب ہونے کا خوف ہے۔

علمائے اسلام دینی مسائل میں صحیح جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ گو بوقت غنا
 بشریت کبھی کبھی ان سے اس میں غلط ہو جاتی ہے۔ اس سوال میں جتنے لوگوں کا نام لکھا
 گیا ہے ان سے بھی مسائل کے جواب میں کبھی کبھی لغزشیں ضرور ہوتی ہیں۔ کیوں کہ
 ان میں سے کوئی معصوم نہیں۔ لیکن ان لغزشوں کے سبب سے میں انہیں اہل ایمان
 کے زمرہ سے خارج نہیں کرتا۔ اور کافر نہیں جانتا۔ اور ان سے بعض نہیں لکھتا ہوں
 میں دعا کرتا ہوں کہ۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالإیمان
 ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا
 انک رؤوف رحیم

ترجمہ

اے خدا! ہمیں اور ہماری ایمان والوں کو

عفو اللہ تعالیٰ

۲۴ شعبان ۱۲۳۵ھ



اب ان حضرات والا صفات کی خدمت فیض و رحمت میں دست بستہ گوارش ہے کہ جو صاحبان ہادی طریقت، سالک راہ حقیقت، جناب مولانا حامی حافظ سید غلام محی الدین صاحب پشاور ہی۔ و جناب مولانا مولوی بدر الدین شاہ صاحب پھلوروی کی ذات مستحق صفات سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ یا ان محدوحین سے دست بیع ہیں۔ کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کا وہ جبروتی فرمان اور ان کے خلیفہ حافظ یقین الدین مہر کی کا اعلان کہ

”سوال کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر“

(مجموعہ حلال پھرین مسئلہ)

تو فرمائیے کہ حضرات موصوفین جناب مولانا غلام محی الدین حامی ملت و دین۔ و جناب مولانا شاہ بدر الدین قبح شرع مستین، کفر کے فتنے سے کب محکوم رہے۔ انوس صدافسوس! ان اشخاص کے حال پر کہ جو محدوحین و موصوفین کے طریقہ میں داخل ہو کر اس شخص کی حمایت کرے اور ہوا خواہی کا دم بھرے جو اپنے پیر روشن ضمیر کو بھی کفر کی سیف چلائے بغیر دھوڑے۔

دوسری گوارش یہ ہے کہ بدعت کے بانی بخیر کے حامی حافظ یقین الدین مہر کی کے بعض ہی خواہ عقل سے بے بہرہ، علم سے ناکارہ، آنکھوں پر قصب کی عین کری کر کہ بہت دھری کا جامہ پہن کر، فتوے کو دیکھ کر یہ فرماتے ہیں کہ مولانا بدر الدین شاہ صاحب نے صرف مجدد صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ ہم کافر نہیں سمجھتے۔

لہذا میں جملہ حاضرین والا تمکین کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ مولانا مجدد نے جو یہ فقرہ لکھا ہے کہ۔

”میں ان میں سے کسی کو بھی کافر نہیں جانتا“

اس کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ فقرہ صرف ایک ہی شخص پر دلالت کرتا ہے، یا کہ

کھل پر ؟

اب سامعین صدر نشین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ہٹ دھرم صاحبان کس درجہ انصاف اور حقیقت سے دور، نشہ ضلالت میں غمور، شرک و بدعت سے معمور، نقصب میں منہمک ہیں۔ خداوند ان کو راہ راست پر لائے اور ہم کو ایک اعمال کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور ان کے دلوں سے رنگ نقصب دور کر کے صراطِ مستقیم دکھائے۔ ہمارے سینے سے کینہ کو دور کر کے ایمانِ خالص اور محبتِ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ تقریر دلپذیر سب لوگ بہور سنتے رہے۔ مہر کن کے چیلے بھی سر جھکائے، کانٹے دبائے خاموش بیٹھے رہے کسی نے دم نہ مارا۔ اس کے بعد جناب منشی سید ابوالاحمد صاحب نے پھر فرمایا کہ۔

جو حالت سچ سچ عقلی وہ خادم نے عرض کر دی۔ اب بھی اگر کچھ شک شبہ باقی ہو یا کسی بات کا ثبوت و کار ہو تو بندہ ہر وقت تحریری ثبوت دینے کو حاضر ہے۔ اب آپ حضرات عند اللہ و عند الرسول انصاف اور مفیال فرمائیں کہ کون حق، اور کون ناحق پر تھا ؟ اور ہے ؟ اگر ہم لوگ علماء دیوبند و دہلی و طبرہ کو کافر نہ سمجھنے کی بدولت کافرا و باہنی سمجھے گئے تو کیوں ؟ بیشتر اپنے پیر کو کافر کو اس کے بعد ہم کو کہنا۔

پس بفضلِ قادر برحق، مولوی سید محمد نوح الحق صاحب تو منفی تھے، منفی ہی رہے۔ کسی کے اتمام و جہنمی سے وہابی نہ بنے۔ بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

گردِ بربند ہر روز شہرہ چشم
چشمہ آفتابِ احپہ گناہ

مگر ہاں یہ بے چارے آفت کے مارے بے قصور ہیں (منقول) المرء یغیو

علیٰ نفسہ کے مصداق ہیں ۔

ہمیں نہ رکھ کے دیکھا انہوں نے رو برد

فوزا جو خود میں فسق تھا دیکھا وہ سولہ

دلے انکس صد انکس ! کیا مذہب اسی کا نام ہے کہ جس کو جو چاہا ازبلا

بدلگام سے کہہ دیا ۔ ذرا خوف اس واحد قہار کا کرو ، اور ڈرو ، یہ خود پسندی اور

دوسروں کو طعن و تشنیع بلا وجہ کرنا نہایت معیوب ہے اور مذہب اسلام میں متروک

ہے ۔ یاد رہے اگر آئندہ یہ نامعقول لفظ کسی حنفی کی شان میں سنا جائے گا تو دفع

رہے کہ یا تو اس کا ثبوت دینا ہوگا ورنہ گریڈ یہ کاکیس نظر میں پیش ہوگا ۔

باز نہ مانو صاحبو یہ اختیاد ہے

ہم نیک و بد حضور کو بتلائے جاتے ہیں

وما علینا الا البلاغ ۝ والسلام علی من اتبع الهدی



التماسِ مُصنّف

رسالہ ہذا کے ناظرین !

حافظ یقین الدین کے معتقدین کا حسن عقیدت اور ان کی بلند نظری کی حقیقت کو وہ انہوں نے ملاحظہ فرمائیں۔ فیضِ خاں چپرا اسی علتِ مصنف ہزاری باغ جن کا اکلِ حلال اور صدقِ مقال ان کی ملازمت چپرا کسر گری اور مالی حیثیت سے اظہر من الشمس ہے آپ اپنے مکاشفہ کی تحقیق اور علمِ باطنی کی تصدیق سے ایک دفعہ "بخشی میاں" کے سامنے بیان فرماتے تھے کہ۔

حافظ صاحب (یقین الدین مہرکن) کا صاحبِ کمال قارئین بے مثال آج تک ہزاری باغ میں نہیں آیا۔ دیہات کسی لے یا مرتبہ پایا۔ مولانا غلام علی الدین صاحب جن کا ذکر خیر شروعِ مسجد کے باب میں آچکا ہے۔ نیز آپ کا فتوے قبرم بھی تحریر میں آچکا ہے جس کے بارے میں، مراتبِ بزرگی میں اس سے کئی درجہ بڑھ رہے ہیں۔

اس قول کی تائید میں مجھ کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے۔

فندہ آؤ کی آؤ جب آتا ہے

ہساکو ہوم کہہ چکا ہے

شیطان کی فدیات بھی عزرائیل کو سب سے افضل مانتی ہے۔ ایسی کو لاپرواہی برحق جانتا ہے مگر وہ مردود نامسود و دھکاؤ و دود سے طعون ہے۔ عام خلقت میں مطعون ہے۔

لے بخشی میاں پوچھا بحرِ قصاب، ساکن ملا شہم بازار ہزاری باغ۔

یہ آؤ جن کو سنائی ہزاری باغ بزرگم کہتے ہیں۔ - سید محمد الحق صنیع

عالمنا سرور المبتدین کا مرتبہ بزرگی سرگرم وہ جابلین کے علم کی برتری چہر اسی صاحب کی نظر میں اس وجہ سے سمائی ہوگی کہ جس طرح ان کے پیر، مجدد و تکفیر مولوی احمد رضا خان نے سود کو جائز کر دیا ہے اسی طرح انہوں نے ثروت جائز بتلائی ہوگی۔ کوئی تاویل کھینچ سکاں کر لا بھڑائی ہوگی۔ برغلاف اس کے حضرتنا، مولانا سید غلام علی الدین صاحب تو ہمیشہ سود کی حرمت و ثروت کی مذمت کرتے رہتے ہیں۔ اسی سے اکثر فاسق، بدعتی ان کی جو کرتے اور ان کی صحبت سے گریزاں رہتے ہیں۔ اس کے بعد یہ خاکسار بزرگی اور فضیلت کی حقیقت بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتْقَاكُمْ
یعنی خدا کے نزدیک افضل و بزرگ وہ ہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔
اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ الحکرم التقویٰ (ترمذی)
یعنی فضیلت کی دلیل تقویٰ ہے۔
دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ہے۔

لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وقنونی (مشکوٰۃ)
یعنی کوئی انسان کسی پر اپنی فضیلت نہیں جتا سکتا، سوائے دین اور اچھے عمل کے۔ پس معلوم ہوا کہ جو تقویٰ میں بالا ہے وہی بزرگ اور اعلیٰ ہے۔
اب حافظہ یقین الدین مہرکن کی حالت اور حضرت مولانا موصوف قصہ پشاور کی حقیقت عرض کرتا ہوں۔

”مہرکن جتنا کہ پاس جیش تو دنیا کے جھگڑے، تعصب کے بھیرے، کسی کو کافر کسی کو دانی، کسی کی تشبیر، کسی کی تحقیر، کسی کو سب و شتم کا انعام، کسی کو شتم و کلام، سننے میں آئے۔“

مولانا صاحب موصوف اللہ فریب دنیا سے میرا، بغض و تہصیب سے منزہ
ہر وقت قرآن وحدیث کا ذکر، ہر لحظہ عاقبت کی فکر، حاضرین کو حفظ و ہند سے
تعمین کرنا۔ دنیا کی بے ثباتی کا یقین دلانا، آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے دنیا بھول
جائے، خدا یاد آئے۔

مہر کنجہ تو گزشتہ گزشتہ گزشتہ سے نفرت کریں اور علماء کی شان میں گستاخی سے
پیش آئیں۔ اور مولانا صاحب ممدوح اہل ہندو ملک کو باخلق و مروت بھجائیں اور
اور کو ہر طرح دعا و توفیق سے فی سبیل اللہ فہمیں پہنچائیں۔

”مہر کن“ صاحب کا یہ فتوے کہ گلوں کے بعد بلا عذر پانی تک نہ لیں اور اہست
کریں۔ اور مولانا صاحب کی یہ احتیاط، دیا یا مالا ب کا پانی ملگائیں وہ ہی استعمال
میں لائیں۔

حضرت مولانا صاحب موصوف کو امیر کاہل نے دعوت دے کر صلحاء کے جلسہ
میں نہایت اعزاز سے بلایا۔ اور پندرہ حفاظ و قاریوں میں مولانا موصوف کی قرأت کو
زیادہ پسند فرمایا۔ نیز امیر صاحب نے چند تحائف اور ایک قیمتی جغہ مولانا ممدوح کے
حسنہ میں پیش کیا اور بڑے کرام و احتشام سے رخصت فرمایا۔

یہاں ”مہر کن“ صاحب نے صرف جہلاء کے گردہ میں عزت پائی۔ ایک چپڑی
عدالت شخصی کو ان کی تملکوت پسند آئی۔ چونکہ چپڑی صاحب بے علم، اصول قرأت
سے محض ناواقف تھے، قاری قاری کی جھوٹی شہرت اڑائی۔ بعض حفاظ نے جو قرأت
کے اصول سے کچھ واقفیت رکھتے تھے، اس قدر سے بیان کیا کہ یقین الدین تو قرأت کا نام
بھی نہیں جانتے لوگوں نے یونہی قاری مشہور کر دیا۔ یہ نالائق رد غلامن قرأت کے اصول
سے تو واقف نہیں۔ مگر ہاں ہندو صاحبان یعنی حضرت مولانا صاحب موصوف، و
”مہر کن“ صاحب کو قرآن شریف تلاوت کرتے دیکھا اور سنا ہے۔ حضرت مولانا صاحب

موصوف کی قرأت میں ایک عجیب لطف آتا ہے کہ دل کھینچا جاتا ہے اور سننے سے طبیعت کو سیری نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات حافظ العین الدین کی تلمذت میں پائی جاتی ہے، ہرگز یہ لذت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جن صاحبان کو ان دونوں حضرات مذکورین کی صحبت سے اتفاق ہوا ہوگا وہ میرے کلام کی بلا تکلف تصدیق کر دیں گے۔

اب ناظرین خجستہ آئین نمود نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ "مہر کن" کے مقتدرین کہاں تک سچی بجا نب ہیں۔ فقط والسلام

ناظرین! اگر عبادت میں کہیں سہو و غلطی پائیں تو ازراہ کرم شکاچہ جھٹو سے اصلاح فرمائیں اور بندہ کو ممنون و مرہون منت فرمائیں۔ فقط۔

راقم الحروف حقیر سرالہ اقتضاب

بندہ علی حسین حفیضہ

مستوطن شاہجہانپور، حال مقام ہزاری باغ، محلہ جٹم بازار،

مؤخر سال ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۶ و ۱۹ اگست ۱۹۱۸ء تحریر یافت۔

بسمت نیک شب بعد ایشام نمود

۱۳۳۶ھ

۱۳۳۶ھ



آخری التماس

حضرات اہل انصاف، غور فرمائیں کہ وہ گروہ اسلامی جس نے ہمیشہ حد تک اسلام سر انجام دی ہو، جس نے ہمیشہ مخالفین اسلام سے مقابلے کئے ہوں، سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت کی ہو، جس نے علم دین کو رونق دی ہو، وہی قند کفر و منکرات اور غلغلت گمراہی سے مستاذکی جاتے۔ کیا غضب ہے کہ خدا کے پاک بندوں کی شان میں گستاخیاں کر لے والے، فسق و فجور میں مبتلا رہنے والے مسلمانوں میں فتنہ اٹھانے والے، اسلام کو نقصان پہنچانے والے، متنی و پرہیزگار شمار کئے جاتے تھے۔

میں ہندوستان کے رہنے والو، اور فاضل برٹیشی کے ماسٹر! ذرا توجہ سے دیکھو کہ تمہارے پیرو امام نے کبھی آیاتوں سے منظرہ کیا؟ ان کے مقابلہ میں کتنا میں گھسیں؟ کبھی عیسائیوں کے منہ آتے؟ ان کے حملوں کا جواب دیا؟ کبھی روافض کے مذہب کو کھنسنے کا رسالہ شائع کیا؟ کبھی ان کے مقابلہ میں پڑھے؟ یا تمام عمر یہی کیا کر رہے اور کچھ مسلمان مقبولان بگاہ منان کے سر بہتان بندی کر کے اور سفید در سفید جھوٹ اور افتراء سے کام لے کر کفر کا الزام لگایا؟ مسلمانوں کو کافر بنانے کے سوا کبھی کسی کانر کو بھی مسلمان بتایا یا نہیں؟

ہم اس سے زیادہ اور کیا کہیں؟ مجدد صاحب برٹیشی کے اصل حالات کا اندازہ کرنا ہو تو رسالہ "تجلیات الہامیہ" تصنیف کردہ حضرت مولانا مولوی معین الدین صاحب رئیس الشکملین فخر النافذین صدر المدینین مدرسہ "معینیہ عثمانیہ" اجمیر شریف ملاحظہ کیجئے۔

ہائے افسوس دنیا اس کو کہتے ہیں کہ حضرات علمائے دیوبند نے علم دین کی اشاعت میں کسی کیسی کوشش نہیں کی۔ اور کہہ رہے ہیں۔ حضرت مولانا مولوی قاسم العلوم و الخیرات نے آریوں کا کیسا مقابلہ کیا۔ اور اشاعت سنت نبوی میں کیا کچھ تکالیف برداشت نہیں کیں۔ اور اب بھی ان کے جانشین حضرات کیسی سرگرمی سے اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی حضرت مولانا مولوی سید محمد رفیع حسن صاحب فخر اعظمی دہلی تاج المتأخرین صدر مجلس مدرسہ امدادیہ مراد آباد، کیسی اولوالعزمی سے مخالفین اسلام سے مقابلہ کر رہے ہیں۔

”مجادلہ حسنہ“ یہ ایک رسالہ ہے جس میں حضرت ممدوح کا منظرہ جو آریوں سے امر وہم میں ہوا ہے، مفصل درج ہے۔

”کلمۃ الحق“ حضرت موصوف ہی کا ہے جس میں یہ بتلایا ہے کہ کفر کا آغاز وید اور آریوں سے دنیا میں ہوا۔ ”کلمۃ الحق“ بھی انہیں شیر اسلام کا تصنیف کردہ ہے جس میں اس سوال کا جواب کہ ”خدا نے دنیا کیوں پیدا کی“ نہایت تفصیل سے دیا ہے۔ ”انجمن تائید اسلام مراد آباد“ کے آپ سرپرست ہیں اور نہایت مناسبت و وقار سے مخالفین کا رد فرما رہے ہیں انجمن کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب تحریر اور تقریر نہایت تہذیب سے دیا جائے اور علم دین کی اشاعت کی جائے۔ اور طلبہ کو سنسکرت کی تعلیم دلا کر انہیں میدان مناظرہ کا شیر اور دربار مکالمہ کا ہنگام بنایا جائے۔ مسلمانوں کو اس انجمن سے بے حد حمد و دی کرنے کی ضرورت ہے۔

افسوس اور خدا افسوس کہ ایسے لوگ جو حمایت اسلام میں جان و مال لٹا رہے ہیں ان سے لوگوں کو بدظن کیا جاتا ہے تاکہ وہ دین کی خدمت بے وک ٹوک نہ کریں اور سبلامی خدمات میں رکاوٹیں پیدا ہوں کیا اس کا بدلہ دلاؤ نہ العزت سے ملے گا؟ ملے گا اور ضرور ملے گا اور کم از کم روکسایا ہی تو دنیا ہی میں مشاہد ہوگی۔ اور ہو رہی ہے۔ فقط

فصل الخطاب

تأليف

مولوی ابورحمت سعید عفی عنہ



انجمن دعوتِ اہلسنت وجماعت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

فصل الخطاب

مکہ مکرمہ کے فرماشی خط کا جواب

بریلی میں ”مجید“ مکہ مشرفہ میں ”ابو جمل“

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کتبت أیدی الناس

اگر پدر نتواند پر تمام کند

جناب مولوی احمد رضا خان صاحب ! سعدی شیرازی رحمہ اللہ

کا ارشاد ہے :-

خبر عینی اگر بکے رود + چوں بیاید ہنوز خوابند

یہاں یہ ہے کہ آپ خود اس کے مصلحت ہیں۔ ج کے بعد بھی آپ ویسے ہی رہے

جیسے :-

کعبہ بھی لئے پرد گیا عشق بنوں کا

زم زم بھی پیانہ بھی آگ جگمگی

آپ نے علماء بابائیں و اولیاء کاملین پر جو لے الزامات لگائے، ان کی تحفہ کے لئے

عطا معنی یہی کہ جہالت میں سے اول و آخر حذف و قطع برید و الٹ پھیر کر ،

اہل حرمین کو مخاطب دیا۔ یہ سب فرج آپ نے اس معصیت کا بھاری کیلئے برداشت کیا مگر بموجب حدیث شریف اِنَّمَا يَخْطِئُ امْرِئٌ مَّقْتُولٌ وہ کفر آخرش لازم قہر ہو کر آپ ہی کے گھر پڑا۔ جو کیا وہ ہی اُتھ آیا ۔

کفر کب سے جو پایا ہے وہ نسا کیا : اپنے ہی قول سے کافر چھ نکلاں کیا
ہر کفر عمار کا وہ مسلمان کب : جس پر غاش ہوسادت سے وہ نکلاں کیا
جس نے تقسیم کیا کفر مسلمانوں میں : جو کہ اس کو مسلمان وہ مسلمان کیا
علت کفر کا سودا جو سراپا ہوئے : سلب ایماں کا حیاں لڑنے پہ نہاں کیا
یَوْمَ بَقِيعُ دُجُوۃٌ تَوَسَّيْنَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ : حیف تَسُوۡدُ دُجُوۃٌ کا ہے قیام کیا

جس طرح یہاں عمار و صلحاریں ، وہاں شیاطین اہل ایمان بھی موجود ہیں ، اسی طرح کیا مکتعہ میں ابو جہل ز تھا ؛ آئی بن خلف کیا بریل کا باشندہ تھا ؛ ابو لبب کیا کسی ہندی کا رشتہ دار تھا ؛ اہلین میں مکتعہ جاتے تھے تو جھکے۔ مگر بہت سے اَلْخَنَازِیۡنُ الَّذِیۡنَ یُّؤَسِّسُوۡنَ فِیۡ سُدُوۡرِ النَّاسِ اب بھی وہاں رہتے ہیں ۔
جیسے وہاں عمار و صلحاریں عجم کے شیطان بھی چلے جاتے ہیں ۔ غلام صاحب ! افسوس ہے آپ کی عقل پر ۔

پیر شدی خان شدی کشن دین

ابن جملہ شدی بیک پشیمان شدی

حیا چہ کتنی است کہ پیش منہ پر موی بیا بد ۔ رد الکفر میں جو آپ پر مسلم
انکوین ۔ اور آپ کے مسلہ عمار حرمین شریفین اور خود جناب ہی کے سوال سے کفر قطعی ثابت
کیا ہے ، آپ ہی نہیں بلکہ جو آپ کو کافر نہ کہے وہ بھی قطعی کافر۔ آپ نے اس کا جواب کچھ دیا
یاد دے سکتے ہو ؟ نکال ہے ۔ تم اور تمہارے ایک لاکھ مولوی عبد الحق صاحب جیسے مبین
اور معاون مددگار قول جائیں ۔ غلام صاحب ! یہ بات حق قابل جواب ، جس کے جواب

سے آپ جان چرتے ہیں۔

میں صاحبزادہ حامد رضا خان صاحب! اس خط کو طبع کرنے سے کیا حاصل؟ مرقا
خلیل احمد صاحب کا تو اس خط سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ مگر یہ فرمائیے کہ آپ کے والد ماجد صاحب
قبلہ کبھی بردار جنم، کی تکفیر میں یا آپ کے مسئلہ کفر میں کچھ کی اسکتی ہے؟ پہلے اپنا مسلمان
ہونا تو ثابت کر لو پھر کوئی خط چھاپنا۔ پہلے اپنے خط کی اصلاح کو فرماؤ پھر دوسروں کی
طرف توجہ کرنا۔ ماشاء اللہ عقل کی وہ افراط کہ اپنے نفع و نقصان کی بھی تیز نہ دار ہے۔ مگر
مکرم کا تازہ خط چھاپا اور یہ خبر نہیں کہ اپنی چادر ابرو کا صفایا ہو گیا۔ کیوں صاحبزادے!
۱۶ کو مکرم کو مرے خط آیا اور ۱۷ کو ہی چھاپ دیا؟ واقعی اس کا طبع ہونا ضروری تھا؟
مگر فدایہ بھی تو فرما دیجئے کہ "مد الکفر" چھپے ہوئے اور والد ماجد صاحب اور خاندان
کے خاندان کو کافر ہونے کس قدر زمانہ گزرا؟ اس سے براہت کا ثبوت نہ دیا گیا۔ اپنا
ایمان ثابت کیا گیا۔ یہی اقرار ہی کفر جو مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کو
نصیب ہوا ہے۔ مسلمان خیال فرمائیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا کیسا قطع کفر ہے
کہ جو کسی طرح اٹھ ہی نہیں سکتا۔ اسی اگر کسی کی عزت ہو یا ذلت تم کو اس سے کیا حاصل؟
آپ کے گھر میں جو خدائی ذات اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بارے کفر و ارتداد
اور لعنت اور غلو و جنم و جزو و جزو کے بقول تمہارے طوق چڑھے ہیں۔ ان سلاسل و اغلال
سے نجات کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ مولوی عبدالحق صاحب اللہ آبادی کو ہم خوب
جانتے ہیں ان کا کہنا کوئی محبت کی بات نہیں۔ ہم کو کسی خاص شخص پر ذاتی حملہ مقصود نہیں ہے
مگر مضمون خط کی صحت ثابت کر دی جائے یا ہے وہ کوئی بھی کاتب ہو غلط ہے۔

چونکہ اس خط کا کل مضمون یقینی غلط ہے، عبارت کی رکاکت مضمون کی پریشانی
سے کاتب کا مل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور مولوی عبدالحق صاحب کے ساتھ ہم حسن ظن کرتے
ہیں۔ لہذا یہ خط ان کا نہیں کہتے بلکہ کوئی آپ کا مشاہرہ دار ابوہل مکہ منظر میں ہے جس کا

یہ شخص فعل ہے۔ آپ نے اگر اس کے مضمون کی صحت و ثبات کی، اور خدا چاہے یہ ہو گا۔ تو ضرور یہ خط بھی کسی عجب ابو جمل کا ہے یہ خط آپ کے لئے مفید نہیں ایسی گیدڑ بھیکوں سے بڑے خان صاحب آپ کا کام نہیں چلتا اور جو کچھ ہو سکو، مگر اس خط سے تحمل و بردباری پر ضرور رنگ لگ گیا۔ وہ ٹکڑی کی بھی حسام زہری، جھوٹ بھی عجیب ذلت کی چیز ہے۔ مطلب ہی حاصل ہوتا ہے و مخالف ہی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اب خدا بخیر و برکت جواب طحطاط ہو۔

قول : فلما شئنا من صدور یافت۔

اقول : کیوں جناب ! آپ کے خط کا کیا مضمون تھا ؟ جن کا یہ جواب ہے ؟ اگر آپ نے یہی لکھا ہو کہ ایسے مضمون کا خط لکھ کر بھیج دینا۔ اور مکتوب الیہ نے اس کی تعمیل کی ہو۔ تو اس کی نسبت آپ کے پاس کیا ثبوت ہے ؟ اول تو مولوی عبدالحق صاحب برصوف کے خط ہولے کی کیا دلیل ؟ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ اس خط کے کاتب کا نام کوئی عبدالحق ہی ہے تو یہ عرض ہے کہ ایسے خط کا جو بھی کاتب ہے ضرور مجبور ہے۔ یا تو وہ اور آپ ہرگز احقر اضافات کے جواب دیں وہ بڑے خان صاحب ہنسنے اور وہ لکھ کے "ابو جمل" کے لقب سے کہیں د مشرف ہوں گے ؟ ہندوستان میں وہ کہ جھوٹ بولنا گناہ کیسے ہے۔ لا ہو مگر منظر میں وہ کہ جھوٹے جھوٹے خطوط لکھ کر ہند میں غنہ برپا کرے وہ مگر مسئلہ کا ابو جمل " کیوں نہ ہو گا ؟ لوگوں کو بھڑکانے کے لئے یہ دیکھ دینا کہ دیکھو مولوی عبدالحق صاحب کو مکتب ابو جمل کہہ دیا۔

ابھی جناب ! جھوٹے کاتب کو کہا ہے جس پر خدا کی لعنت ہے اس سے مراد وہ فرخ یا واقعی مشاہیر و دار یا صدقہ خود نامہ نگار ہے جو غلط باتیں لکھ کر فتنہ ساز ہوتا ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب ایسے کیوں ہوتے ؟

خونہ : کہ کوئی بھی ہندی ہمیں سے دھوکہ میں آکر اس پر قیام کر دے۔ چنانچہ

بعض بعض نے باعث تبیس اس کی تصحیح کر دی۔

اقول ! جان پہ ! تمہارا کیا قصور ہے ؟ بڑے خان صاحب ہی الٹی کھوپڑی کے
میں تم اگر شکوہ کریں گھاؤ تو کیا رہتا ہے۔ ۵

عدو شود سبب شیر گز شد انوا احد

میں حاضر جلسے اس خط کی اشاعت کی رائے آپ کو دی تھی اس نے آپ کی جڑ ہی کاٹ
دی مگر آپ کی عقل کہاں لگی تھی ؟ پتہ ہے بے ہوشی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہم تو ان کے نہایت ہی
ممنون ہوتے۔ مرنے والے کو اس کی جزا بہ خیر دے۔

اس عبارت سے چند فوائد حاصل ہوتے۔ جن کے ثابت کرنے میں ہم کو وقت ہوتی۔ اور بعد ثبوت
اگر اہل انصاف تسلیم بھی کر لیتے مگر آپ کے معتقدین تو کبھی بھی نہ مانستے۔ آپ اپنی چھوٹی ہوئی قسمت کو
پتھروں سے اور چھوڑتے۔ اور اس وقت کو رو دیتے جس وقت یہ خط چھاپا تھا۔

اقول فائدہ ! یہ معلوم ہوا کہ لوگ تبیس کر لکے اور دھوکہ دے کر علماء حرمین شریفین سے
فتویٰ کرا لاتے ہیں جیسا کہ جسے خان صاحب نے کیا۔

دوسرا فائدہ ! علماء حرمین شریفین دھوکہ میں اگر تصحیح کر دیتے ہیں۔ جیسے بقول آپ
کے اب بھی دھوکہ میں اگر تصحیح فرمادی۔ علی ہذا العیناس۔ "حسام الحرمین" میں بھی یہی ہوا تھا۔ مگر یہ
تصحیح ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ بخود دار ! کچھ سمجھئے قبلہ تکفیر کو تو ابھی تک قلم کھڑے کا سلیقہ نہیں
آپ کس شمار اور قلمدار میں ہیں۔ ۵

کار بوزینہ فیست نہجاری

اس وقت میں بعض بعض نے باعث تبیس کی وجہ سے نہیں ہوتی اس کا کیا ثبوت ؟
بلکہ یقیناً وہاں تصحیح ہو چکی ہے ہی کے ہوئی ہے۔ جیسا کہ "الشماب" قب علی لہر ترقی الکاذب"
میں منضبط ذکر ہے جس کا جواب آپ انصافاً کچھ بھی نہ دے سکے۔ اور جیسا کہ "انصاف لہری"
سے ظاہر ہے کہ جیسا کہ امور کی بنا پر علماء حرمین شریفین نے دھوکہ کھا کر تفریق کی ہے۔ ان دھوکوں

ہر آپ سے مواخذہ کیا گیا جن امور کی صراحت کے دعوئے کا دھوکہ دے کر تحریف کرانی ہے ان کو ثابت
 کر دو۔ بڑے غمان صاحب اور ان کی تمام جماعت عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔
 پھر اس سے زیادہ اور کیا بے ایمانی ہو سکتی ہے کہ یہ صریح بات کو دھوکہ دے کہ جہانے اور دھوکہ کو صریح؟
 بڑے غمان صاحب اور جمل بریلی نے علماء عربین شریفین کو دھوکہ دیا۔ اس کا ثبوت ہماری طرف
 سے پورا ہو چکا۔ خدا "انصاف الہی" پر گواہ کر کے ان مضامین کفریہ کی صراحت دکھا دو۔ مگر
 یاد رکھو مجاہد کے پھر زندہ ہو گئے قیامت آجائے گی۔ خدا چاہے جہنم میں اپنے کئے کی سزا پاؤ گے مگر
 ثابت نہ کرو گے ثابت نہ کرو گے ثابت نہ کرو گے جھوٹے ہو، جھوٹے ہو، جھوٹے ہو، اگر سچے ہو، چٹان
 ہو، حیرت رکھتے ہو، حقیقت ہے، شرم ہے، تو مرویدان بنو۔ مگر ابی شیبہؓ خدا کریم اللہ تعالیٰ
 و ہمد کے مدد پر نہیں آسکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہیں آسکتے۔ یہی ہمارا دعوئے ہے،
 اور یہی ہمارے جھوٹے ٹھکانے اور سچے جہل ہونے کی دلیل ہے۔ کو ثابت ہو گیا کہ "حسام المہرین"
 جھوٹی کتاب دھوکہ دیکر کھولائی گئی ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا ثبوت ہے؟ تم سے اور کچھ نہ
 ہو گا۔ اس اشتہار کو مٹا دینا چھو گے اور فرضی مولوی عبد الحق صاحب کو لکھو
 گے کہ دیکھو آپ کی تحریر کو غلط کیا۔ مگر یہ یاد رکھو کہ یہ جواب نہیں ہے وہ ہمارا قصور نہ بتائیں
 گے، بلکہ الزام جھوٹے کاتب پر ہے۔ اگر کاتب یا تم سچے ہو اور تمہارا کوئی معاون و مددگار ہے
 تو اسی کو اپنی حد کے لئے جلاؤ۔ مگر یاد رکھو خدا چاہے تمہارا دین و دنیا میں کوئی نامور معین نہ ہو
 گا۔ ہم تو ان کذاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کریں گے خدا چاہے خدا
 لا شریک سے عرض کریں گے جب محمدؐ اولین و آخرین میں انشاء اللہ تعالیٰ رسالتی ہو گی، تب
 معلوم ہو گا۔ خیر یہ تو اعتراف کی بات ہے۔

اب تو آرام سے گزرتی ہے ۛ آخرت کی خبر خدا جانے
 مگر یہ تو کہو کہ اپنی عقل پر بھی مطلع ہوئے یا نہیں؟ کہ خط چھاپنے میں کیسی ناواقف امتی
 کی، غلط ہو۔

تیسرا فائدہ : جس سے دم نکل جلتے تو تعجب نہیں ۔

قولہ : چنانچہ بعض بعض نے یہاں تبس لان کی تصریح بھی کر دی ۔ انتہی ؟

الحمد للہ قائلانہ یہ دعویٰ ہے کہ اگر ہم سو مرتبہ کہتے ۔ تو تم کہتے کہ غلط دعویٰ ہے ۔ جب مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی تحریر کو جعلی بنا دیا جس کی تصدیق بہر صورت ہو سکتی ہے ۔ اگر اس تصریح کو بھی غلط ہی کہہ دیتے تو ہمارے پاس کیا ثبوت تھا ۔ کہ ان مسائل کی اہل مکہ منکر نے ہی تصریح فرمائی ہے ۔ اور ان کو صریح فرمایا ہے ؟ یا جہاں تم نے اس خط میں بہت سے امور خلاف واقعہ لکھوائے ہیں یہ بھی گھبرا دیتے کہ ان کے گھسے ہوئے مسائل کی کسی نے تصریح نہیں کی ہے بجز تصریح وہ پیش کریں جعلی مصنوعی بھی جائے ۔ تو فرمائیے ہم کو کس قدر دقت ہوئی ؟ اگر تم چوکے اور بہت ہلکے ، تم نے سمجھا کچھ اور ہو گیا کچھ اور ، افسوس تمہیں کب عقل آئے گی ؟ کہو ایسا شیعہ مناظر تمہیں دنیا میں کون ملے گا ؟

فرض بعض حضرات اہل مکہ کا ان مسائل کو صحیح بیان کرنا اور تسلیم فرمنا تو آپ کے نزدیک بھی مسلم ۔ مگر دعویٰ یہ ہے کہ اہل مکہ منکر کہہ دھوکہ دیا گیا ۔ یہ آپ کا دعویٰ ہے ، اس کا ثبوت کرنا آپ کے اور کاتب کے ذمہ پر ہے ۔ اس کو افشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ثابت ذکر ہو سکے اور اگر گھسے تو خدا چاہے تم ہی تو نذر میں بتا دیں گے ۔ فرمائیے اب تو آپ نے بھی تسلیم فرمایا کہ عقائد اہل دیوبند پر تکفیر نہیں ہو سکتی ۔ اور علماء حرمین مثلاً ابن کاسی عقیقہ ہے ۔ فرمائیے ”مسلم“ کس کے گلے پر چلی ؟

قولہ : جناب شیخ العلماء نے ان کے جوابات کو برا سطر والد اپنے شب کو اس نجیف کے پاس بھیجا کہ اس میں تو کوئی امر مانع تصریح سے نہیں ہے ۔

اقول : یہ فقرہ پہلے فقرہ سے بھی پُر مغز ہے ۔ یہاں تو شیخ العلماء صاحب کی تصریح بھی ثابت ہو گئی ۔ ان کے نزدیک تو کل جوابات صحیح تھے ۔ گویا تصریح فرما چکے ۔ اس بار علماء منکر منکر کے ساتھ شیخ العلماء کی تصریح بھی چھپے گی ۔ مگر حضرت شیخ العلماء کو پھر مثل سائل سے

دھوکہ دیا اور تصحیح سے باز رہا گیا۔ اب اس کا بیس کو دیکھنا ہے۔ اگر واقعی جوابات کی غلطی آپ نے ثابت کر دی تب تو آپ کا دعویٰ صحیح و نہ جوابات صحیح۔ اور شیخ علیہ السلام کا پکا دھوکہ دینا مثل سب سے ثابت۔ جناب خان صاحب! آپ نے تو ہمیشہ دھوکہ کڑی دیا ہے و نہ آپ کے ساتھ کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ خدا کا شک ہے کہ اس کا ہم نے دعویٰ کیا تھا وہ آپ ہی کی زبان سے ثابت ہو گیا۔ کہ ”حکم اکھڑین“ کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا یا کسرائی ہے۔

اقول: ۱ اقل ہی جو اس کو کھولا تو

اقول: ۲ دن یہ بات ہے اکثر عظیم اور چند مقدمات جو صریح کذب اور غلو و بزرگوں کا طعنہ ہے کہ میں ان کو آپ ثابت فرمائیں آپ سے آپ کا مخالف ہو جاتا۔ مگر جناب خان صاحب آپ اور آپ کے جھوٹے احوال انصار سے یہ کیسے ہو سکتا ہے جو آپ کسی دعوے کو ثابت کر سکیں۔ یہ تو نصیب ادا ہے۔ تو قہر طے ہے اسی کو ثابت کر دو پھر یہ کل غلط صحیح ہے و نہ بالکل غلط و نہ غلط۔ ہم بغیر قلعائی دھوکے کرتے ہیں کہ آپ سے آپ کے شاہرو دار نامہ نگار سے یہ ثابت ہو سکتا ہے۔

مسلمانو! یہی وجہ جو ہے کہ آری کو عرب و عجم، زمین و آسمان میں دلیل کتاب ہے غلط تو حجاب و اگھر کا مطیع ہے مگر صداقت کہاں سے لائیں گے۔

گزشتہ صورت ان طنان خواہر شید

حیرتی دارم کہ ناکر شش را چہ سال خورم شید

اب مقتدرین کیا کہیں گے غلط کی غلطی کا ادا ثبوت جس کا جناب خان صاحب مر کر بھی نہیں دے سکتے۔ کیوں جناب سوال موجود۔ اسی کے مطابق جواب لکھا ہوا۔ پھر اس کی تصدیق میں علماء عربین تو دیکھ کر کسی عالم کو بھی تامل نہیں ہو سکتا۔ سوال کا حاصل تو یہ تھا کہ ایسے عقائد مسلمانوں کے میں نہیں؟ اگر بغرض حال وہ ”برائین قاطعہ“ کے مطابق نہ تھے نہ جوں پھر عدم مطابقت ”برائین قاطعہ“ کا کیا شبہ ہے؟ معلوم ہوا کہ علماء مکہ مکرمہ کو دھوکہ دے کر تصحیح سے بکمال زور دیا گیا ہے۔

وہذا اس شبہ کا جواب دو۔ تہ کہ کتابہ میں ضروریات دین کا قائل ہوں، یہ عقیدہ اہل اللہ کا ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہوتا ہے کہ یہ قول تیری عقل تحریر کے خلاف ہے۔ اول تو مخالف ثابت نہیں، دوسرے ثابت بھی ہو مگر ضروریات دین کا قائل ہونا عقیدہ اہل اسلام کا ہے اس پر بحث کیوں نہیں کئے جاتے؟ کیا حق پرستی ملنا کا کام ہے؟ کیا علماء حرمین کی طرف کچھ ہنگامی ہے! اگر ہے تو کیا؟ وہ نہ یہی کہنا ہو گا کہ قصداً ان کو دھوکا دیا، یا کسی مصلحت کے خلاف بتایا۔ یہ مقام اہل فہم کے نہایت غم کا ہے۔ پتہ یہیں سے چلے گا۔

قوله : اور ہماری طرف سے لکھنا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ منصور اور مخالف کو مغلوب رکھے گا۔ الخ

اقول : آپ ان کو کچھ دین کر یہ دعا مقبول نہیں ہوتی بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ خدام اہل دیوبند کے فوج پر فوج اور نصرت پر نصرت اور خان صاحب بھر ذلت میں غریب یقیناً یقیناً یقیناً خیشیش کے مصداق ہو رہے ہیں۔

قوله : اور مولوی کاظم صاحب نے ان کو کھڑا بھیجا الخ۔

اقول : جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کو مکہ معظمہ میں واقعی ذلت ہوئی ہے۔ اس کا جواب میں جھوٹے قصوں سے نہیں ہو سکتا۔ کیوں جناب خان صاحب! سبب شرابی صاحب بالکل آپ کے مولوی کاظم صاحب کے تابع قرآن تھے اور ایسے کافر قطعی بریلوی کو تکلیف پہنچانی ہزار یورو کے قتل سے بھی بہشتیہ اور پھر بھی انہوں نے بد نہ کیا اور مولوی عبد الحق صاحب نے بھی کفار بریلوی کے ساتھ یہ رعایت کی خان صاحب جلدی سے کہہ تو دیجئے کہ مولوی عبد الحق صاحب اور مولوی کاظم صاحب سب کافر جمع گئے۔ وہ نہ ہو جو اعانت (اہل کفر کے مرتکب گناہ کبیرہ کے تو ملے وہ ہوں گے۔ خان صاحب عبارت قرآنی کا سلیقہ پیدا کیجئے۔ سوچ کچھ کر کچھ بھلا پائیجئے۔

قوله : وہ ان بھی ان کو ذلت و اہانت حاصل ہوتی الخ۔

اقول : کچھ ثبوت یا فقط دل کے پیچھونے ہی پھوٹتے ہیں۔

قوله : پھر وہاں سے جلد نکلے ۔

اقول : حضرت مولانا غلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ پانچ یوم تک معتزلین اقامت فرمائی ہزار ہا حجاج ہند کے حرمین شریفین میں حاضر تھے۔ حضرت مولانا معدودت سے اکثر ملے۔ ملاقات ہی مصافحے ہوئے، نماز پنجگانہ میں اقل صفت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس خط کو پھیلانے اور بنانے یہ غلط واقعات درج کرتے ہوئے شرم بھی نہ آئی کہ حاضرین حرمین اس کذب خاص پر کیا کہیں گے۔ ۱۹ روزہ مدینہ طیبہ میں قیام کر کے سعادت دارین سے مالا مال ہوئے، وطن ملک کو نکال سواہ ہوئے۔ وہاں علماء اور طلباء نے حرم شریفین میں احادیث کی سندیں لیں۔ اسی کا نام ذات واپاست ہے؛ اب تو جو حاجی بھی مع ان غیر وطن کو واپس آنے کا خان صاحب کے چھوٹے نامہ نگار یہ لکھ دیا کریں کہ بعد از قریب ۱۹ روزہ قیام دس یوم مدینہ طیبہ سے، اور جہاز ملنے کے بعد جدہ سے قریب ۱۹ روزہ حرم شریفین صاحب نکال دیئے گئے۔

قرآن چاہیے اس جھوٹی تحریر کے۔ تو خیال کیا ہوتا کہ اس کو انسان بھی دیکھیں گے بلکہ غریب کاتب نے تو فقط جسے خان صاحب ہی کے نوٹس کر کے کو لکھا تھا۔ اس کو کیا علوم تھا کہ دشمن حضور عجل سے شعوہ دے کر سب کو لاکریں گے۔ خان صاحب ! اپنی بھی عقل چاہئے دوسروں ہی کے گنہگار پر ذرا ہتے دستہ بہت ذلیل و خوار ہو گئے۔

قوله : مولانا افضل صاحب سولہ نے مولوی غلیل احمد صاحب کا خوب ہی لکھا ہے ۔
 اقول : جناب خان صاحب ! بندہ بہت مشتاق ہے جلد اس کو بھیج دیجئے۔ ہم بھی اس کو مولانا افضل اولیٰ ابن کشیر رضا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت مقدس میں بھیج دیں گے تب آپ کو اپنی تلبیسات پر کچھ حسرت اور افسوس کے اور کچھ حاصل ہو گا۔

قوله : دین کے جن خطوط بقید کا ۔

اقول : جناب ابن پر کذب خطوط کو بھی شائع کر کے دیکھ لیں ہم اس کا جواب بھی انہی سے خدا چاہے چھاپ دیں گے۔ مولوی محمد کریم اللہ صاحب کا خط صوفیہ طبع ہو مگر اصل و کمال ہو گی۔

لیکن دیکھو نصیحت کرتے ہیں اور اسوشن کے تصنیف کرنا۔ یاد رکھو ہم ہمیشہ ذیل ہی ہوتا ہے غناصا
 اگرچہ وہ ہے تو "انتصاف البری" اور "رد الشک" پر گفتگو کرو وہ ایسے خط و رسالے ہزاروں
 عرب سے منگوا سکے تو کیا ہوتا ہے؟ ذیل چاہئے۔ یہ ذیل دعویٰ مرد ہے فقط الفاظ سے کام نہیں
 چل سکتا۔ دیکھو سنت نبوی کی مشعل گل کر لے دالے کی پیش پریش چاہئے وچلے مگر منہ ضرور کالا ہو جاتا ہے۔

اعادنا الله تعالى من غضبه وعقابه و شر عباده ومن
 همزات الشياطين وان يعصرون وانحردهوانات
 الحمد لله رب العالمين وصلی الله تعالى علی خیر خلقه
 سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

کتبہ

ابرحمت سید عرفی عز ۱۱ ربیع الثانی یوم جمعہ ۱۳۲۹ھ



اطلاع : خان صاحب ! آپ کے میاں کے اشتہار، رسائل خافین سے چھپائے
 جاتے ہیں۔ یہ بڑی بے جا حرکت ہے۔ خافین کے پاس رسائل و اشتہار دگنے تو بیع ہی کرنے
 کی کیا ضرورت ہے؟ بڑا ناخلف ہے وہ شخص جو باپ کے کفر کا جواب نہ دے اور فضول لوگوں کے
 خطوط چھاپے۔ مولوی جبار رضا خان صاحب اس کی طرف توجہ فرمائیں۔



کتابت

العبد سیف اللہ خالد قادری

۲۵۳ ربیٰ شاہ جمال ٹاؤن، فیروز پور روڈ، بالٹا بلی پکچر ٹیکسٹری و ہوس



بندہ سید محمد ذاکر علی شاہ حنفی نے
 حضرت مولانا خادم بدر صاحب کی مدد سے
 اس نایاب کتاب کو پی ڈی ایف میں تبدیل
 کیا۔ اس کتاب کو اسکین کرنے سے مشغول بیچ
 پی ڈی ایف بنانے تک میں بھائی نزاری خان
 (میرہ غازی خان) نے بھی تعاون کیا۔ اللہ خوب اجر عطا فرمائے
 اللہ تعالیٰ اس کو مولانا خادم بدر صاحب (جیکب آباد سندھ)
 اور اس بندہ عاجز کیلئے سہولت جاریہ بنائے
 دعائوں کا طالب
 سید محمد ذاکر علی شاہ حنفی (کراچی پاکستان)

28 اگست 2016



مجموعہ رسائل چاند پوری جلد دوم

رسمیں المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسین چاند پوری
ناظم تعلیمات و شعبہ کتب دارالعلوم دیوبند
خلیفہ ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوتِ اہلسنت و جماعت